

تَبَرَّكَ الَّذِي فِي

استعداد ساز تفسیر

# تذکرہ سرگاز

مع

## حل لغات و ترکیب

از:

مولانا حسین احمد صاحب ہمدرد گاری

استاذ دارالعلوم دیوبند

ترجمہ

تشریح

لغات

ترکیب

اجراء



ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

استعداد شازشستر

# تدریس قرآن

## مع حل لغات و ترکیب

یہ تحریر ہے جیسے گنگ و جمن کھلے پھول جیسے چمن در چمن

تَبَارَكَ الَّذِي ۲۹

تالیف

حضرت مولانا حسین احمد ضا قاسمی ہر دواری

استاذ دارالعلوم دیوبند، فون 01336-221671

ناشر

مکتبۃ الطہر

دارالعلوم دیوبند



## تفصیلات

نام کتاب :	تدریس قرآن مع حل لغات و ترکیب (پارہ تبارک الذی)
مصنف :	مولانا حسین احمد ہردواری، مدرس دارالعلوم دیوبند
نظر ثانی :	فخر المحدثین و رئیس المحققین حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب (استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند)
باہتمام :	عزیز محمد اسجد ہردواری متعلم دارالعلوم دیوبند
کمپیوٹر کتابت :	(محمد عیاض قاسمی) المحرم کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ، دیوبند، فون 09927003897
سن طباعت :	۱۴۲۸ھ ماہ رمضان المبارک

### مؤلف کی چند دیگر تالیفات :

- ۱۔ درس نحو میر: اس کتاب کے اندر نحو میر میں استعمال شدہ اصطلاحی الفاظ کی جامع مانع تعریفات بیان کی گئی ہیں، اس کو اگر نحو میر کی جگہ پڑھایا جائے تو ان شاء اللہ بہترین نتیجہ برآمد ہوگا۔ نیز بعض اردو کتب میں بعض تعریفات یا تو بالکل غلط لکھی ہوئی ہیں یا پھر ناقص۔ نیز بعض تراکیب غلط سطر رائج ہیں، اس کتاب میں صحیح تعریف و ترکیب پیش کر رہی ہیں حتیٰ الوسع کوشش کی گئی ہے، تاہم بشریوں اور طبی کا امکان ہے اسلئے اگر کسی اہل علم کو کوئی غلطی نظر آئے تو بغرض اصلاح مطلع فرمائیں۔
- ۲۔ نجوم الحواشی شرح اصول الشاشی ۳۔ تدریس قرآن (پارہ ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰) ۴۔ مشکل ترکیبوں کا حل ۵۔ مصطلحات النحو عربی مع اردو ۶۔ قواعد الصرف و خاصیات الابواب ۷۔ آپ ترکیب نحوی کیسے کریں؟

تصانیف حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری (استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند)

- (۱) رحمۃ اللہ الواسعہ شرح حجۃ اللہ البالغۃ (۲) فیض المنعم شرح مقدمہ مسلم شریف (۳) مفتاح العوالم شرح شرح مآۃ عامل (۴) الفوز الکبیر (۵) العون الکبیر شرح الفوز الکبیر عربی (۶) کیا مقتدی پر فاتحہ واجب ہے؟ (۷) مبادی الفلفہ (۸) معین الفلفہ شرح مبادی الفلفہ (۹) گنجینہ صرف شرح پنج گنج (۱۰) حیات امام طحاوی (۱۱) مشاہیر محدثین و فقہاء کرام (۱۲) آپ فتویٰ کیسے دیں؟ (۱۳) حجۃ اللہ البالغۃ عربی مع حاشیہ (۱۴) تحفۃ الاسعی شرح سنن الترمذی (۱۵) ڈاڑھی اور انبیاء کی سنتیں (۱۶) تحفۃ الدرر شرح نخبۃ الفکر (۱۷) تفصیل ہدایت القرآن (۱۸) حرمت مصاہرت (۱۹) آسان نحو (۲۰) آسان صرف (۲۱) اسلام تغیر پذیر دنیا میں (۲۲) زبدۃ الطحاوی شرح طحاوی عربی (۲۳) شرح عل الترمذی (۲۴) مبادیہ شرح کافیہ (۲۵) اصلاح معاشرہ (۲۶) مفتاح التہذیب شرح شرح تہذیب۔

۱۷	شیطان کا مشتق منہ (حاشیہ)	۵	تقارینہ
۱۸	<b>فائدہ:</b> فرق مربیہ کا قیدہ	۸	صنعت مقابلہ
۱۹	سوال: واحد کے لئے جمع کا صیغہ	۸	صنعت طباق، لفظ و نشر
۲۰	<b>نکتہ:</b> نکتہ	۸	تفریع، جنس
۲۳	شمر غفراس کو	۸	جمع و رعایت فواصل
۲۶	<b>نکتہ:</b> صافات و یقین	۸	تقدیم مفعول و معمول
۲۹	<b>فائدہ:</b> ان تائید کے بعد الاضروری نہیں	۸	الغاث، عطف الحصر علی الاشياء
۳۰	<b>فائدہ:</b> حواس خمسہ میں سے صرف دو کا ذکر کیوں؟	۸	فانصیحہ
	<b>نکتہ:</b> آیت میں السمع واحد، البصار اور الفہم	۹	مضارع کے بجائے ماضی
۳۱	جمع کیوں؟	۹	لام مطلقہ، المطاب
۳۱	<b>فائدہ:</b> قیامت کی تین قسمیں	۹	استفہام انکاری، ابطالی
۳۴	یہ تکبر آگ کا پانی خشک (حاشیہ)	۹	استفہام تقریری
		۹	حائے سکتہ، تضمین، مصدر مبنی للفاعل
۳۶	<b>سورة القلم</b>	۹	مصدر مبنی للمفعول
	رسول اللہ کا خلق عظیم	۹	قرینہ ظرف مستقر و لغو
۳۷	شعر راہ میں کانٹے	۹	استعارہ تمثیلیہ، تشبیہ مرسل، تشبیہ تمثیل
۳۸	جن، جن، جنین، معجون، معجنہ، خون (حاشیہ)	۹	استعارہ ملکیہ
۴۰	<b>فائدہ:</b> ولید کی اپنی ماں سے عجیب گفتگو	۱۰	<b>سورة الملک:</b>
۴۲	لو کے چند استعمالات (حاشیہ)	۱۱	لیلوکم ..... امتحان کے دو مقصد (حاشیہ)
۴۲	لفظ خیر اسم تفضیل اور اسم دونوں (حاشیہ)	۱۱	<b>سوال (۱):</b> کیا اللہ اپنی ذات و صفات میں تصرف پر
۴۴	بارغ والوں کا قصہ	۱۱	قادر ہیں؟
۴۵	<b>سوال:</b> بارغ کو کیت کیوں کہا؟	۱۱	<b>سوال (۲):</b> موت کے لئے خلق کا استعمال؟
۴۸	قال اؤسطھم اؤسط کے دو معنی (حاشیہ)	۱۱	خلق کے متعدد معانی (حاشیہ)
۴۹	لولا کے تین استعمالات (حاشیہ)	۱۱	<b>نکتہ:</b> خلق الموت والحیوة میں موت کو مقدم
۵۲	ساق کے کیا معنی یضمن تشریح	۱۱	کیوں کیا؟
۵۲	<b>سوال:</b> کیا آخرت میں عید کا حکم ہوگا؟	۱۱	<b>نکتہ:</b> احسن عملاً کہا نہ انکثر عملاً
۵۶	<b>فائدہ:</b> واملی لھم	۱۲	فضائل سورة الملک
۵۸	قصہ یونس یضمن تشریح	۱۲	اللہ کے لئے بند (ہاتھ) کا اثبات یضمن لغات
۵۹	<b>فائدہ:</b> نظربد کا علاج (حاشیہ)	۱۲	لفظ ائی کے متعدد معانی (حاشیہ)
		۱۳	عمل اور فعل میں فرق (حاشیہ)
۶۱	<b>سورة الحاقہ:</b>	۱۳	کیا آسمان نظر آتا ہے؟ (حاشیہ)
	قوم عاد و ثمود	۱۵	<b>سوال:</b> تیسری لٹاؤ کو دوسری کیوں کہا
۶۲	ایران، روم، عرب، حبش، چین، اور ہند	۱۵	ستارے آسمان میں ہے یا نیچے؟ (حاشیہ)
۶۳	کے بادشاہ کا لقب (حاشیہ)	۱۵	شہاب ثاقب کیا چیز ہے؟ (حاشیہ)
۶۸	نفع صورتی مرتبہ ہوگا (حاشیہ)	۱۷	لفظ دنیا کے معنی (حاشیہ)
۶۸	حاملین عرش کتنے فرشتے ہیں (حاشیہ)		

۱۲۳ ..... علم غیب کل اللہ کا خصوصی وصف ہے (حاشیہ)

## سورة المزمل:

۱۲۸ ..... مزمل کی وجہ تسمیہ بغضن تشریح

۱۳۳ ..... شعر جو عاصی کو مکمل

۱۳۳ ..... حسن بصری کا خوف خدا (حاشیہ)

۱۳۹ ..... سوال و جواب

۱۴۱ ..... فائدہ: ہ: ضمیر یا ہا ضمیر

۱۴۱ ..... سوال و جواب: ضمیر فصل کا استعمال

## سورة المدثر:

۱۴۶ ..... ابو جہل اور ولید بن مغیرہ کا مکالمہ

۱۴۷ ..... ولید بن مغیرہ کے بیٹوں کا نام (حاشیہ)

۱۵۱ ..... ملائکہ جہنم کے ۱۹ ہونے میں نکتہ (حاشیہ)

۱۵۶ ..... لوگوں کی تین قسمیں ہیں (حاشیہ)

۱۵۶ ..... سوال و جواب: اہل جنت و جہنم کی گفتگو

۱۶۱ ..... نفس امارہ، لوامہ، مطمئنہ (حاشیہ)

۱۶۲ ..... شروع قسم کا لازماً غرضائیدہ (حاشیہ)

۱۶۵ ..... سوال: مبتدا ذکر خبر مؤنث

۱۶۶ ..... واقعہ

## سورة الدهر:

۱۷۳ ..... سوال: اسم فاعل کے مقابلہ میں اسم مبالغہ کیوں ...

۱۷۵ ..... اثنا حرف شرط کے پانچ معانی (حاشیہ)

۱۷۵ ..... سوال: موصوف صفت میں بظاہر عدم مطابقت

۱۸۲ ..... سوال: جنت میں مردوں کو کنگن پہنائے جائیں گے

## سورة المرسلات:

۱۸۹ ..... محو ثا کے منصوب ہونے کی چار وجہیں (حاشیہ)

۱۹۰ ..... ایک حدیث

۷۲ ..... کفار کو جہنم میں جکڑنے کی صورت بغضن تشریح

۷۷ ..... فائدہ: اللہ کے قسم کھانے کا مقصد (حاشیہ)

## سورة المعارج:

۷۹ ..... شان نزول بغض بن حارث کی جرأت

۸۱ ..... روز قیامت آسمان کا رنگ سیاہ ہوگا یا سرخ (حاشیہ)

۸۳ ..... اعتراض: ضمیر جمع اور مرجع ثنیہ

۸۳ ..... اعتراض و جواب: کمرہ تحت الھی ذوالحال

۸۳ ..... نکتہ: قرآن کا رسم الخط توقیفی

۸۶ ..... ایک شبہ اور اس کا جواب

۸۷ ..... اعم فائدہ: جحد و مشقت زنی وغیرہ کا حکم

۸۷ ..... عہد و وعدہ میں فرق بغضن تشریح

۹۰ ..... سوال و جواب: مستثنیٰ مفرغ کلام مثبت میں

۹۲ ..... ظرف غیر مکسور الھین سے مکسور الھین (حاشیہ)

۹۲ ..... مشارق و مشرقین کہنے کی حکمت (حاشیہ)

## سورة نوح:

۹۵ ..... عمر میں کی زیادتی اور تقدیر کی دو قسمیں (حاشیہ)

۹۶ ..... نوح کے والد کا نام بغضن لغات

۹۶ ..... انسان میں روح ڈالتے وقت چار باتیں لکھ دی جاتی ہیں (حاشیہ)

۹۹ ..... چاند آسمان پر ہے یا نیچے خلا میں؟ (حاشیہ)

۱۰۲ ..... قوم نوح کے پانچ بت (حاشیہ)

۱۰۷ ..... دوسرے پانی میں، لکھے آگ میں (حاشیہ)

۱۰۸ ..... فائدہ: طوقاں نوح کہاں آیا تھا؟

۱۰۸ ..... اہم بات: کیا نوح کے والدین مومن تھے؟

۱۰۸ ..... خطبہ اور سبب میں فرق (حاشیہ)

## سورة الجن:

۱۱۰ ..... جنات کا ایمان لانا بغضن تشریح

۱۱۰ ..... فائدہ

۱۱۲

ارشاد عالی محدث کبیر حضرت مولانا مفتی **سعید احمد** صاحب ر محدث دارالعلوم دیوبند

بے پایاں ستائش اس رب کریم کے لیے ہے جس نے قرآن کریم کو ہادی (راہ نما) اور امام (پیشوا) بنایا، اور اس کی حلاوت و تعلیم کو لازمی فریضہ قرار دیا اور بے حد رحمتیں نازل ہوں، اس برگزیدہ بندے پر جس کو اپنی کتاب کی تشریح کا ذمہ دار بنایا اور سزاوارتہ تحسین امت کا وہ پہلا قافلہ ہے جس نے تعلیمات قرآنی کو پروان چڑھایا اور اس کو چاروں ملک عالم میں پھیلا یا، الہی ان حضرات کو امت کی طرف سے بہترین بدلہ عطا فرما، اور امت کو ان کے نقش قدم پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرما۔ (آمین)

حمد و صلوة کے بعد: قرآن کریم وہ سدا بہار کتاب ہے جس کی حیرت زبا توں کی نہایت نہیں، عربی میں اس کی خدمت مختلف پہلوؤں سے کی گئی ہے، اور جاری ہے، اور جاری رہے گی، البتہ اردو میں اس کی خدمت کے بہت سے پہلو تشنہ تکمیل ہیں، ایک پہلو: تفسیر مع حل لغات و ترکیب بھی ہے عربی محدث رکھنے والے قارئین قرآن عام طور پر اور مدارس عربیہ کے طلباء خاص طور پر اس کے محتاج ہیں کہ ان کے لیے ایک ایسی تفسیر لکھی جائے، جس کے ذریعہ وہ اللہ کی کتاب کو کا حق حل کر سکیں، قرآن جمی کے لیے حل لغات اور ترکیب ایک لازمی چیز ہے، یہ وہ دروازہ ہے جس کے ذریعہ قرآن کریم کی اتماء گہرائی تک رسائی ہو سکتی ہے، اس کے بغیر ترجمہ کا بخوبی ادراک ممکن نہیں۔ مجھے بے حد خوشی ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے استاذ جناب مولانا حسین احمد صاحب ہر دوری زید مجدہم نے اس طرف توجہ مبذول کی، اور ایک سہل الحصول تفسیر مرتب کی، جس سے امت کی یہ ضرورت بخوبی پوری ہو سکتی ہے۔ آپ نے کام آخری پارہ سے شروع کیا، کیوں کہ اس کے لغات اہم ہیں اور جملے مختصر ہیں، جن کی ترکیب آسان ہے، جب قارئین کرام یہ حصہ محفوظ کر لیں گے، تو طویل آیات کی ترکیب آسان ہو جائے گی۔ مولانا حسین احمد صاحب نے پارہ **عَمَّ اور پارہ قَالِ وَمَا خَطْبُكُمْ** کی تفسیر کے بعد پارہ **قَدْ نَعْلَمُ اللّٰهُ** اور پارہ **تَذَكُّرُ الذِّمِّي** کی مکمل تفسیر مع حل لغات و ترکیب تحریر فرمائی، جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مولانا موصوف نے طریقہ یہ اختیار کیا ہے کہ مضمون کے لحاظ سے آیات کا ایک حصہ لیا ہے، پہلے اس کی عام فہم تفسیر کی ہے، پھر حل لغات اور ترکیب بیان کی ہے اور آپ نے اس تفسیر کا نام: "تدریس قرآن مع حل لغات و ترکیب" رکھا ہے، یہ نہایت موزوں نام ہے، مجھے امید ہے کہ مولانا حسین احمد صاحب کی دیگر کتابوں کی طرح یہ تفسیر بھی ہاتھوں ہاتھ لی جائے گی، اور امت اس سے خوب خوب استفادہ کرے گی **سومانا اللہ علی اللہ عزیز۔**

ارشاد عالی غوثہ اسلاف حضرت مولانا **سعید ارشد مدنی** صاحب ناظم تعلیمات و استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

احمد واصلی علی رسول اکرم اور س نکاحی میں جو آج کل مدارس عربیہ میں رائج ہے، قرآن کریم سے متعلق کتابیں بہت کم ہیں، تفسیر کی ایک ہی کتاب ہے جو کہیں پانچویں سال اور کہیں چھٹے سال میں پڑھائی جاتی ہے، اس کے علاوہ کوئی اور کتاب جو قرآن جمی میں مضمین و مددگار ہو نصاب میں نہیں پائی جاتی، دارالعلوم دیوبند کے ارباب حل و عقد نے اس کی کدور کرنے کے لیے مختلف مراحل میں پورے حوصلے کے ترجمہ کو نصاب میں داخل کیا ہے، جس میں پڑھاتے ہوئے معنی، مطلب اور حل لغات کو ملحوظ رکھا جاتا ہے، چوں کہ یہ عمل مختلف مراحل میں انجام پاتا ہے، اس لیے آہستہ آہستہ طالب علم میں استعداد بڑھتی رہتی ہے، اور اس کا رشتہ قرآن بہین سے مضبوط ہوتا رہتا ہے، ابتدائی مراحل میں ۲۹ مارچ ۳۰ سہ ماہ سے اگرچہ حافظ و غیر حافظ سب کے ورد میں رہتے ہیں لیکن حل لغات اور ترکیب نحوی کے اعتبار سے بالخصوص مبتدی طلبہ کے لیے الجھن کا سبب بنتے ہیں۔ موجودہ دور میں طلبہ کی استعداد کو دیکھتے ہوئے اس کی ضرورت تھی کہ مختصر اور آسان زبان میں ایسی کتاب مرتب کی جائے جو ترجمہ قرآن کریم کی تعلیم میں طلبہ کے لیے مذکورہ پریشانی کو دور کرنے والی ہو، اللہ تعالیٰ مولانا حسین احمد صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے انھوں نے پیش قدمی فرمائی اور مناسب انداز میں طلبہ کی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے ترجمہ و تفسیر مع حل لغات اور نحوی و صرفی ضرورت کو پورا کیا، زبان بھی آسان ہے، جس سے امید کی جاتی ہے کہ انشاء اللہ یہ کتاب طلبہ عزیز کے لیے مفید ثابت ہوگی چوں کہ مولانا انشاء اللہ دس طلبہ کی پریشانیوں اور ضرورتوں سے واقف ہیں، اس لیے ان کا یہ عمل ضرور انشاء اللہ طلبہ کی ضرورت و احتیاج کے مطابق ثابت ہوگا۔ راقم الحروف دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور مفید سے مفید تر بنائے۔ آمین!

ارشاد گرامی رئیس الادب حضرت مولانا ریاست علی صاحب بخنوری  
استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

ہامہ تعالیٰ شلا قرآن کریم انسانوں کی ہدایت کے لئے حضور ﷺ پر نازل  
کی گئی خدا کی آخری کتاب ہے، اور اس کی کسی بھی طرح خدمت انسان کی سب  
سے بڑی سعادت ہے، جو خدا کے برگزیدہ اور نیک بندوں کے حصے میں آتی ہے۔  
خدا کا فضل ہے، کہ دارالعلوم دیوبند کے مدرس جناب مولانا حسین  
احمد صاحب قاسمی ہر دوری زید محمد ہم نے تدریس قرآن کے نام سے  
قرآن کی ایک مبارک خدمت انجام دی ہے۔

مدرس عربیہ کے نصاب تعلیم میں بھی ترجمہ قرآن بڑی اہمیت  
کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے اور اکثر مدارس میں حل لغات اور ترکیب  
نحوی کا اہتمام کیا جا رہا ہے، اس لئے امید ہے کہ موصوف محترم کی  
یہ کاوش طلبہ کیلئے بہت فائدہ بخش ہوگی۔

دعا ہے کہ پروردگار عالم ان کے اس عمل صالح کو شرف قبول عطا  
کرے اور علی طباقوں میں اس کو قبول عام حاصل ہو۔ واللہ اولاد و اخرا  
ریاست علی غفرلہ (خادم تدریس دارالعلوم دیوبند)

رائے گرامی: حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمن صاحب خیر آبادی  
(مفتی دارالعلوم دیوبند)

الحمد لله رب العالمين و الصلوة و السلام على سيد  
الانبياء و المرسلين و على آله و صحبه اجمعين اما بعد اقرآن  
الله کی مقدس کتاب، دینِ ساوی کا آخری قانون، اور امت مسلمہ کے لئے  
کھل دستہ رجیات ہے، یہ تفسیر مولانا حسین احمد صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند  
نے محنت شاقہ کے بعد لکھی ہے، یہ تفسیر قرآنی خدمت کے سلسلہ میں نئی تو نہیں  
ہے، لیکن بعض مباحث کے اعتبار سے بڑی حد تک بدلت رکتی ہے، اس میں  
تفسیر کے ساتھ ساتھ آیات کی نحوی ترکیب کا التزام کیا گیا ہے، نیز علم  
اشتقاق، محل لغات، علم معانی و بیان، اسباب نزول کو ذکر کر کے کتاب کی  
اقدویت کو دوبالا کر دیا گیا ہے، اس جامعیت کے ساتھ یہ تمام خصوصیات کجا  
شاید اسی کتاب کا حق ہے۔ دلی دعا ہے کہ اللہ اسے قبولیت عامہ سے نوازے  
اور مؤلف کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ (آمین)

حبیب الرحمن خیر آبادی غفرلہ

تقریر: فصیح اللسان حضرت مولانا عبدالحق صاحب سنبل

استاذ دارالعلوم دیوبند

محمد و فصلی علی رسولہ الکریم! اوبعد سب جانتے ہیں کہ قرآن پاک  
سرچشمہ ہدایت ہے، اس کو بینہ سے لگانے سے دل کو سکون حاصل ہوتا  
ہے؛ لیکن اس کی تہ تک پہنچنے کے لئے دسیوں علوم کی ضرورت ہے۔  
عزیز مکرم جناب مولانا حسین احمد صاحب قاسمی ہر دوری حفظہ اللہ۔  
استاذ دارالعلوم دیوبند، شکر یہ کہ مستحق ہیں کہ موصوف نے تدریس قرآن  
کے نام سے ہم دست کتاب مرتب فرمائی، کتاب بہت پسند آئی، واقعہ  
یہیں کہ لئے قرآن پاک کا درس جس انداز سے ہونا چاہئے، اس کتاب  
سے بہترین رہنمائی ہوتی ہے کہ قرآن پاک کا ترجمہ مختصر تفسیر اور آیات کی  
پوری نحوی ترکیب اس میں سمجھائی ہے۔

طلبہ اور اہل علم کو ان شاء اللہ اس سے بہت فائدہ ہوگا، اللہ تعالیٰ  
مؤلف کی دیگر کتب کی طرح اس کو بھی قبول عام حاصل فرمائے اور مزید  
علی خدمات کی توفیق بخشے، آمین یا رب العالمین۔ والسلام  
خیر خواہ: عبدالحق سنبل (مدرس دارالعلوم دیوبند)

رائے عالی حضرت مولانا مفتی عبدالحق صاحب

استاذ کاشف العلوم جھنسل پور

ہامہ تعالیٰ: قرآن کریم کا نزول ایسے زمانے میں ہوا کہ اس وقت کم  
کردہ راہ انسانیت کو راہ دکھانے والا کرۂ ارضی پر کوئی نہ تھا، زمانہ چونکہ تفسیر  
پنچیر ہے اس لئے سابقین کی محنت پر اکتفا کرنا قوی غفلت اور عوام الناس  
کی ضروریات سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

وہ ماکھوں سعادت مند ورثہ الانبیاء، جو اس عظیم الشان امر سے بہرہ  
ورہوئے انہی محققین و شارحین میں مولانا حسین احمد صاحب زید محمد کو بھی  
مکنا جاسکتا ہے جیدہ جیدہ مقامات سے احقر نے "تدریس قرآن" کو  
پڑھا، سمجھا۔ تو مجھے تحقیق و تفریح تفسیر کتاب کریم میں کوئی کی دہم طالب میں  
کوئی وقت محسوس نہیں ہوئی، بلکہ توفیق نو اور بھی دیکھنے میں آئے، بتا رہی صدق  
ہوں کہ کتاب ہذا احاطہ عام ہر دو کے لئے نافع تام ہوگی، ان شاء اللہ۔

عبدالحق (استاذ کاشف العلوم جھنسل)

## سخن خود

حامداً و مصلیاً و مسلماً و بعد: اللہ تعالیٰ شانہ و عم نوالہ کا بے پایاں فضل و کرم ہے کہ اس نے مجھ کو دیگر کتابوں کی طرح اس کتاب کے لکھنے کی بھی سعادت بخشی، الحمد للہ اولاً تذریس قرآن پارہ عم منظر عام پر آئی، پھر تذریس قرآن پارہ قال لہما خطبکم، پھر تذریس قرآن پارہ قد سمع اللہ، اور اب پارہ تبارک الذی آپ کے مبارک ہاتھوں میں ہے، اب سال سوم کا یہ نصاب مکمل ہو گیا، اور اللہ تعالیٰ شانہ نے اس تفسیر کو سجدہ مقبولیت سے نوازا ہے، اس تفسیر کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ترجمہ (ترجمہ حضرت تھانویؒ) تفسیر، ضماۃ کے مراجع، لغات، ترکیب، اجراء، بلاغت اور دیگر تمام ضروری امور کو یکجا کر دیا گیا ہے، اور اس سے بفضلہ تعالیٰ شانہ طلبہ عزیز کی کوئی ضرورت تشنہ طلب نہیں رہتی، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احقر کی دیگر کتابوں کی طرح اس کتاب کو بھی مقبولیت عامہ و تامہ نصیب فرمائے، احقر نے تفسیر، معارف القرآن، روح المعانی، مظہری، ابن کثیر وغیرہ سے اخذ کی ہے اور کوشش کی ہے کہ اپنی طرف سے کسی طرح کی کمی و زیادتی نہ کروں، اور لغات، لغات القرآن، قاموس القرآن، معجم مفردات الفاظ القرآن، مصباح اللغات، القاموس الوحید، المعجم الوسیط، اعراب القرآن، روح المعانی، مظہری وغیرہ سے اخذ کی ہے، اور ترکیب، اعراب القرآن، محی الدین الدرولیش، اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ، روح المعانی، مظہری وغیرہ سے اخذ کی ہے، یاد رہے کہ احقر نے حل لغات کے دوران باب نصر کی طرف اشارہ کرنے کے لئے نون یعنی اس طرح (ن)، اور باب ضرب کے لئے (ض)، اور باب سمع کے لئے (س)، اور باب فتح کے لئے (ف)، اور باب کرم کے لئے (ک) استعمال کیا ہے۔

میں نے مزید فیہ کے صیغوں کی وضاحت کرتے ہوئے مجرد میں بھی جس صیغہ کا استعمال جہاں ضروری سمجھا بیان کر دیا، طلبہ عزیز مناسب سمجھیں تو یاد کریں، ورنہ مزید فیہ کے یاد کرنے پر ہی اکتفا کریں، آخر میں ان مخلصین، محبین، مشفقین کا نصیم قلب شکر گزار ہوں جو تذریس قرآن کی تصنیف کے سبب بنے یا معاون بنے، بطور خاص مخد و منا المحترم حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید احمد صاحب محدث کبیر دارالعلوم دیوبند، اور مخد و منا المحترم حضرت الاستاذ حضرت مولانا سید ارشد مدنی ناظم تعلیمات و استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند کہ جن کے حکم اور مشوروں اور ہدایت کے مطابق احقر نے تذریس قرآن کی ان تمام جلدوں کو تالیف کیا، اور عزیز محترم مولوی محمد طیب سہارنپوری کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اپنا قیمتی وقت خرچ کر کے کتاب کی تکمیل میں کافی تعاون کیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ احقر کی اس خدمت قرآن کو قبول فرمائے اور مجھے اور جملہ قارئین کو صلاح و تقویٰ اور فلاح داریں سے سرفراز فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

حسین احمد قاسمی ہر دواری، مدرس دارالعلوم دیوبند

**نوٹ:** اللہ تعالیٰ نے اگر توفیق بخشی تو قرآن شریف کی یہ خدمت بطرزد تذریس قرآن آئندہ بقیہ پاروں کی بھی جاری رہے گی۔



## ضروری معلومات

**نوٹ:** بہت سی ضروری باتیں تدریس قرآن پارہ نم، تدریس قرآن پارہ قال لہما خطبکم، تدریس قرآن پارہ قد سمع اللہ میں مذکور ہیں، چند ضروری باتیں جن کی اس کتاب کے مطالعہ کے دوران ضرورت پڑ سکتی ہے وہ یہاں پر درج فرما کر کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

**صنعت مقابلہ:** مقابلہ یہ ہے کہ دو یا زیادہ لفظ لائے جائیں پھر علی الترتیب ہر لفظ کا مقابل لایا جائے، جیسے فلیضحکوا قلیلاً ولیسکوا کثیراً یہاں فلیضحکوا کا مقابل ولیسکوا ہے اور قلیلاً کا کثیراً۔  
**صنعت طباق:** اس کو صنعت تضاد بھی کہتے ہیں یعنی کلام میں ضدین کا جمع کرنا، یعنی ایسے دو الفاظ لانا جس کے معنوں میں فی الجملہ تقابل اور ضد ہو، جیسے اردو میں اس کی مثال یہ شعر ہے۔  
نے گل کو یا لہا ثبات نہ شبنم کو ہے قرار کیا روئے اس چمن میں کوئی اور کیا ہنسے

یہاں ”روئے“ اور ”ہنسے“ میں تقابل ہے۔

**لَفَّ وَنَشَرَ:** لغت میں لف کے معنی لپیٹنے کے ہیں اور نشر کے معنی پھیلانے کے، اور اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ پہلے کئی چیزیں ذکر کریں یہ لف ہے، پھر ان کے تعلقات ذکر کریں، یہ نشر ہے، اس کی دو قسمیں ہیں (۱) لف و نشر مرتب۔ (۲) لف و نشر غیر مرتب۔

**لَفَّ وَنَشَرَ مرتب:** جس ترتیب سے لف یعنی اجمال ہو اسی ترتیب سے نشر یعنی تفصیل ہو۔

**لَفَّ وَنَشَرَ غیر مرتب:** نشر کی ترتیب لف کی ترتیب کے موافق نہ ہو۔

**تفویج:** کسی امر کے متعلق کیلئے کوئی حکم ثابت کریں پھر وہی حکم دوسرے امر کے متعلق کے لئے ثابت کریں۔

**تجنیس:** دو لفظ تلفظ میں مشابہ ہوں اور معنی میں مختلف ہوں اس کی کئی قسمیں ہیں جن کی یہاں ضرورت نہیں۔

**سجع و رعایت فواصل:** دو فقرے آخری حرف میں موافق ہوں، یعنی پہلے فقرہ کا جو آخری حرف ہے وہی

دوسرے فقرہ کا بھی ہو، اس کی تین قسمیں ہیں (۱) مُطَرَف یعنی دونوں فقروں کے کلمے وزن میں مختلف ہوں جیسے مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا (۲) ترصیع یعنی دونوں فقروں کے کلمے یا اکثر الفاظ وزن اور قافیہ میں برابر ہوں جیسے إِنَّ الْأَنْبَاءَ لَنُفِیْ نَعِیْمٍ وَإِنَّ الْفُجَارَ لَنُفِیْ جَحِیْمٍ (۳) متوازی یعنی دو فقروں کے کلمے یا اکثر الفاظ ہم وزن اور ہم قافیہ نہ ہوں جیسے فِیہَا سُرُورٌ مَرْلُوعَةٌ وَأَنْكَرَاتٌ مُّوَضُّوعَةٌ۔

**تقدیم مفعول و معمول:** کبھی مفعول بہ یا فعل کے دوسرے معمول مثلاً جار مجرور وغیرہ کو فعل سے مقدم

کرتے ہیں تو کبھی بغرض حصہ و تخصیص مقدم کرتے ہیں اور کبھی رعایت فواصل اور وزن کی موافقت مقصود ہوتی ہے۔

**التفات:** کلام کو تکلم، خطاب اور غیبت کی حالتوں میں سے ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل کرنا۔

**عطف الخبر علی الانشاء:** کوال بیان منع کرتے ہیں مگر دیگر حضرات اس کی اجازت دیتے ہیں (معنی

الملیب) اور عطف الاسمیۃ علی المفعلیۃ و بالعکس کی بھی معنی الملیب کی عبارت سے گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

**فا نصیحه:** افصح کے معنی اظہار کے ہیں یعنی وہ قاجو عبارت مقدرہ کے جواب میں ہوتی ہے خواہ وہ عبارت

مقدّمہ شرط ہو یا معطوف علیہ، اگر شرط ہے تو یہی فاجزائے کہلائے گی۔

**مضارع کے بجائے ماضی:** کبھی کسی چیز کے وقوع اور تحقق کو بتلانے کے لئے بجائے مضارع کے ماضی استعمال کرتے ہیں، اور کبھی نیک فالی کی غرض سے ایسا کرتے ہیں، اور کبھی ماضی کی جگہ مضارع کا استعمال کرتے ہیں، تفصیل مع مثال تدریس قرآن پارہ ۴م میں۔

**لام مَزْحَلَقَہ:** وہ لام جس کو اس کے مقام سے پھسلادیا گیا ہو مثلاً اِنْ خود تاکید کے لئے آتا ہے تو اگر اس لام کو بھی شروع کلام میں لاتے تو ابتداء کلام میں دو تاکیدوں کا اجتماع لازم آتا اور یہ مکروہ ہے اس لئے اس لام کو تھوڑا آگے بڑھا دیا، جیسے اِنْ رَبَّنَا لَيَحْكُمَ بَيْنَهُمُ الْخ.

**اِطْنَاب:** معنی مرادی کو ظاہر کرنے کے لئے الفاظ زیادہ لائے جائیں اور یہ زیادتی کسی فائدہ کے لئے ہو۔

**استفہام انکاری:** اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) ابطالی (۲) توغی۔

**ابطالی:** وہ ہے کہ ہمزہ کا مابعد ثابت اور واقع نہیں ہے اور اس کا مدعی کاذب ہے، اور توغی یہ ہے کہ اس کا فاعل قابل ملامت و توغی ہے۔ (تفصیل تدریس قرآن پارہ ۴م میں)

**استفہام تقریری:** یعنی مخاطب کو کسی ایسے امر کے اقرار و اعتراف پر ابھارتا کہ جس کا اس کے نزدیک ثبوت

ہے۔

**ہائے سکتہ:** وہ ہاء ہے جو عموماً حالت وقف میں آخر کی حرکت ظاہر کرنے کے لئے آتی ہے جیسے حسابیہ،

سلطانیہ، ماہیہ۔

**تضمین:** کسی فعل یا شبہ فعل کے بعد دوسرے فعل یا شبہ فعل کو ملحوظ ماننا جس پر متعلقات فعل یا شبہ بالفعل دلالت کر

رہے ہوں۔

**مصدر مبنی للفاعل:** یعنی مصدر معروف، اور وہ وہ ہے جس سے فاعلیت کا اظہار ہو۔

**مصدر مبنی للمفعول:** یعنی مصدر مجہول اور وہ وہ ہے جس سے مفعولیت کا اظہار ہو۔

**قرینہ:** وہ شئی ہے جو بلا وضع تعین مقصود پر دلالت کرے، اس کی دو قسمیں ہیں: لفظیہ و معنویہ۔

**ظرف مستقر و لغو:** ظرف مستقر وہ ہے جس کا متعلق منہ محذوف ہو، اور ظرف لغو وہ ہے جس کا متعلق منہ

مذکور ہو۔

**استعارہ تمثیلیہ:** کسی کلام کا استعمال معنی غیر موضوع لہ میں علاقہ مشابہت کی بناء پر کیا جائے جیسے کسی

آدی سے کہا جو کسی کام میں متردد ہو اَرَآكَ تَقْدُمُ رَجُلًا وَتَزْخُرُ اُخْوٰی میں تجھے دیکھ رہا ہوں کہ تو اپنا ایک قدم آگے بڑھاتا ہے، اور دوسرا قدم پیچھے ہٹاتا ہے۔ (یہاں حیرت میں تشبیہ ہے)

**تشبیہ مرسل:** وہ تشبیہ ہے جس میں اداة تشبیہ کو ذکر کیا گیا ہو۔

**تشبیہ تمثیل:** وہ تشبیہ ہے جس میں وجہ شبہ کئی چیزوں سے اخذ کی گئی ہو، جیسے ثریا کو تشبیہ دینا انگور کے کلمے

ہوئے خوشہ سے۔

**استعارہ مکنیہ:** وہ پچھس میں مشبہ بہ کو حذف کر دیا گیا ہو اور اس کی جانب اس کے لوازم میں سے کسی ایک

لازم کے ذریعہ اشارہ کر دیا گیا ہو، جیسے وَاِذَا الْمَنِيَّةُ اُنْفَثَتْ اَطْفَارُهَا (وضاحت پارہ ۴م میں)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## سُورَةُ الْمَلِكِ مَكِّيَّةٌ

تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

• وہ بڑا عالی شان ہے جس کے قبضے میں تمام سلطنت ہے • اور وہ ہر چیز پر قادر ہے •

الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَوَةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا

جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون کون شخص عمل میں زیادہ اچھا ہے •

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ ۝۲

اور وہ زبردست بخشنے والا ہے •

**ربط** ما قبل سورت میں رسالت کا بیان تھا اس سورت میں توحید کا بیان ہے اور حق تعالیٰ کی عظمت اور اس کے علم و قدرت کو دلائل سے ثابت کیا گیا ہے اور ضمناً کچھ مضامین کفار و مومنین کی جزا و سزا کے بھی آگئے ہیں۔

**تشریح** ان آیات میں اللہ تعالیٰ شانہ کی عظمت و قدرت اور اس کے عالیشان ہونے کو بیان کیا جا رہا ہے چنانچہ تفسیر ملاحظہ فرمائیں، تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ لفظ تَبَارَكَ سے مشتق ہے جس کے لفظی معنی: بڑھنے اور زیادہ ہونے کے ہیں یہ لفظ جب اللہ تعالیٰ کی شان اقدس میں بولا جاتا ہے تو اس کے معنی سب سے بالا و برتر اور عالیشان ہونے کے آتے ہیں لہذا معنی اس طرح کریں گے کہ وہ خدا بڑا عالیشان ہے جس کے قبضہ میں سلطنت ہے یعنی جس کے قبضہ میں زمین و آسمان اور دنیا و آخرت کی حکمرانی ہے، وہ اپنے علم و حکمت سے جس طرح چاہے تصرف کرے کوئی اس سے پوچھنے والا نہیں۔ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، یہ آیت بطور دعویٰ کے ہے اس لئے اگلی آیات میں اللہ تعالیٰ کے وجود و توحید اور اسکے علم و قدرت پر دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون کون شخص عمل کے اعتبار سے اچھا ہے یعنی زندگی کو تو اس لئے بنایا کہ آدمی زندہ رہ کر عمل کرے، اگر زندگی نہ ملتی تو آدمی عمل کس وقت کرتا، اور موت کو اس لئے پیدا کیا کہ اگر موت نہ آیا کرتی تو لوگ آخرت سے بے فکر ہو کر عمل چھوڑ بیٹھتے اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر موت نہ ہوتی اور دوبارہ زندہ نہ کئے جاتے تو اچھے برے اعمال کا بدلہ کہاں ملتا، پس خشن عمل کے لئے موت بمنزلہ

شرط کے ہے اور حیات بمنزلہ ظرف کے۔ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُوْر اور وہ زبردست ہے کہ اس کی پکڑ سے کوئی بچ نہیں سکتا اور بخشنے والا بھی بہت بڑا ہے کہ اعمالِ حسنہ پر مغفرت اور ثواب مرتب فرماتا ہے (اے اللہ اس حقیر فقیر کی بھی اپنی رحمت عامہ و عطائے خاصہ سے مغفرت فرمادے، آمین)

**سوال ۱۔** سائل یہ کہہ سکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ شانہ ہر چیز پر قادر ہے تو کیا وہ اپنی ذات و صفات میں تصرف کرنے پر بھی قادر ہے مثلاً اپنی ذات یا کسی صفت کو ختم کرنا چاہے تو کر سکتا ہے؟ یا کیا معصیات پر بھی اس کو قدرت ہے مثلاً اپنے جیسا دوسرا پیدا کر سکتا ہے؟

**جواب** شئیء کا اطلاق ممکن پر ہوتا ہے لہذا اشکال میں پیش کردہ دونوں چیزیں یعنی واجب (اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات) اور ممتنع شئیء کے مفہوم میں داخل ہی نہیں کہ اشکال مذکورہ پیش آئے۔

**سوال ۲۔** خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ حیات کے لئے پیدا کرنے کا لفظ تو اپنی جگہ ظاہر ہے کہ حیات ایک وجودی چیز ہے لیکن موت جو بظاہر ایک عدم کا نام ہے اس کے لئے خَلَقَ یعنی پیدا کرنے کا لفظ استعمال کرنا کس طرح صحیح ہے؟

**جواب** ائمہ تفسیر سے اس کے جواب میں متعدد اقوال منقول ہیں سب سے زیادہ واضح بات یہ ہے کہ موت عدم محض کا نام نہیں بلکہ روح اور بدن کا تعلق منقطع کر کے روح کو ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل کرنے کا نام ہے اور یہ ایک وجودی چیز ہے لہذا اس کے لئے خَلَقَ کا لفظ بولنا صحیح ہے۔ بعض نے کہا کہ خَلَقَ بمعنی جَعَلَ ہے، لہذا ترجمہ ہوگا کہ جس نے موت اور زندگی بنائی۔ (تفسیر حقانی)

**نکتہ** خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ۔ موت کو مقدم کیوں کیا گیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اصل کے اعتبار سے موت ہی مقدم ہے کیوں کہ ہر چیز جو وجود میں آتی ہے پہلے وہ کچھ نہ تھی (اے موت ہی سمجھو) پھر اس کو حیات ملی، قرآن میں ہے وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ لِيَبْلُوَكُمْ اَيْھُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا سے پتہ چلا کہ موت و حیات کی تخلیق کی وجہ انسان کی

۱۔ قولہ لیلوکم تاکہ وہ تمہاری آزمائش کرے سوال یہ ہے کہ آزمائش اور امتحان لینا اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ امتحان لینے والے کو اس شخص کی استعداد اور صلاحیت کا علم نہیں جس کا امتحان لیا جا رہا ہے اب یہ بات اللہ تعالیٰ کی شان میں کیسے درست ہوگی جبکہ اسکو کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم حاصل ہے۔

۲۔ جواب امتحان کے دو مقصد ہوتے ہیں ایک تو مخاطب کی استعداد اور صلاحیت کو جاننا یہ امتحان تو مخلوق کے ساتھ خاص ہے دوسرا مقصد امتحان جزا و سزا کا اظہار و اثبات، مذکورہ آیات اور اس طرح کی تمام آیات میں یہی مراد ہوتا ہے، گو یا یہاں حقیقت امتحان مراد نہیں بلکہ صورت امتحان مراد ہے۔ (روح)

۳۔ اعتراض مذکور کا ایک جواب یہ ہے کہ یہاں خلق بمعنی تقدیر ہے (مقرر کرنا) اور اس کا تعلق جس طرح وجودی شئی سے ہے اسی طرح مہدی سے بھی ہے یا یہ کہا جائے کہ خلق یہاں انشاء و اثبات کے معنی میں ہے یا پھر کلام تقدیر مضاف کے ساتھ مانا جائے، اسی خلق اسباب الموت (روح المعانی) حضرت عبداللہ ابن عباس اور بعض دوسرے ائمہ سے جو یہ منقول ہے کہ موت و حیات دو مجسم مخلوق ہیں، موت ایک مینڈھے کی شکل میں اور حیات ایک گوزے کی شکل میں ہے اس سے بظاہر اس صحیح حدیث کا بیان ہے جس میں یہ ارشاد ہے کہ بروز قیامت جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوں گے تو موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور ہل مراد کے پاس اسکو ذبح کر کے اعلان کیا جائے گا کہ اب جو جس حالت میں ہے وہ وہی حالت ہے اب کسی کو موت نہیں آئے گی، مگر اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ دنیا میں موت کوئی جسم ہو بلکہ یہ ایک تمثیل ہے کہ جس طرح دنیا کے بہت سے احوال و اعمال قیامت میں مجسم و منتقل ہو جائیں گے اسی طرح موت بھی قیامت میں مجسم ہو کر مینڈھے کی شکل میں ذبح کر دی جائے گی۔ (معارف بحوالہ قرطبی)



آزمائش ہے اور یہ آزمائش بہ نسبت حیات کے موت میں زیادہ ہے کیوں کہ جس کو اپنی موت کا استحضار ہوگا وہ اعمال حسہ کی پابندی زیادہ سے زیادہ کرے گا۔

**نکتہ:** أَحْسَنُ عَمَلًا فرمایا نہ کہ أَكْثَرُ عَمَلًا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک عمل کی کثرت اور مقدار کا زیادہ ہونا قابل توجہ نہیں بلکہ عمل کا اچھا ہونا معتبر ہے، اسی لئے قیامت میں اعمال کو گنا نہیں جائیگا بلکہ تو لا جائیگا جس میں بعض ایک ہی عمل کا وزن ہزاروں اعمال سے وزنی ہوگا۔

**فصل سورۃ الملک** حدیث میں اس سورت کو وِاقِیَہ اور مُنَجِّیَہ بھی فرمایا ہے، وِاقِیَہ بمعنی بچانے والی اور منجیہ بمعنی نجات دلانے والی، کیونکہ یہ سورت اپنے پڑھنے والے کو عذاب سے بچانے والی اور نجات دلانے والی ہے۔ (حدیث) حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ سورہ ملک ہر مومن کے دل میں ہو۔ (ذکرہ العلی)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ الم مسجدہ اور سورۃ تبارک الذی روزانہ رات کو ہمیشہ پڑھتے، سفر و حضر میں بھی نہیں چھوڑتے تھے۔

**لغات** نوٹ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی لغات اور ترکیب تدریس قرآن پارہ عم میں ملاحظہ فرمائیں!

تَبَارَكَ: (تفاعل) ماضی واحد مذکر غائب، بلند و برتر ہونا، عالی شان ہونا۔ اس فعل کی گردان نہیں ہوتی، اور صرف ماضی کا ایک ہی صیغہ ہے، اور وہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے آتا ہے، اس لئے بعض لوگ اس کو اسم فعل کہتے ہیں، مادہ بَرَّكَ، مجرد میں دوسرے معنی آتے ہیں۔ (لغات القرآن) يَذَّ: لغوی معنی ہاتھ جمع آید، جمع الجمع آیادی، لیکن يَذَّ مجازاً دوسرے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے قبضہ و ملک، قوت۔ اس میں اختلاف ہے کہ قرآن میں جہاں یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہوا وہاں حقیقی معنی مراد ہیں یا مجازی لیکن اگر حقیقی معنی بھی مراد لئے جائیں تو اس کی حقیقت و کیفیت خدا تعالیٰ ہی جانتے ہیں اس میں غور و خوض کرنا بندہ کے لئے مناسب نہیں، اور یہ مشابہات میں سے کہلائے گا دوسرا قول یہ ہے کہ ہاتھ سے مراد قدرت اور اختیار ہے۔ الْمَلِكُ: اسم، حکومت و بادشاہت جمع املاک، (۲) مصدر ہے، مَلَكَ الشَّيْءَ (ض) مَلَكًا: مالک ہونا۔ قَدِيرٌ: صفت مشبہ، قدیر اس کو کہتے ہیں جو حکمت کے مطابق جو کچھ چاہے کرے، اسی لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو قدیر نہیں کہہ سکتے، البتہ قادر عام ہے۔ الْمَوْتُ: مصدر، مَاتَ (ن) مَوْتًا: مرنا۔ الْحَيٰوةُ: مصدر از باب مع۔ حَيٌّ: (س) حَيَاةٌ وَ حَيَوَانًا: زندہ رہنا (بمعنی زندگی حاصل مصدر ہے)۔ يَبْلُوْ: مضارع واحد مذکر غائب، يَبْلُوْ (ن) بَلَاءٌ وَ يَبْلُوْا: آزمائش کرنا۔ (مادہ بَلَوُ)۔ اِنِّیْ اسم استفہام بمعنی کون۔

۱۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ غیر خدا کی صفت بھی قدرتی ہو سکتی ہے مگر بہت کم، (مگر اصطلاح شرع میں غیر خدا پر قدر کا اطلاق نہیں ہوتا۔ راغب) ۲۔ اِنِّیْ شرط کے لئے بھی آتا ہے لہذا اس وقت وہ خطوں کا تقاضا کرے گا اور دونوں کو جزم دے گا، نیز اِنِّیْ اسم موصول بھی ہوتا ہے، اور کبھی نکرہ کی صفت بن کر کمال پر دلالت کرتا ہے جیسے زید و جلّ اِنِّیْ و جلّ، زید کمال مرد ہے، اسی طرح اِنِّیْ حرف مذکر اور متادی معرف باللام کے درمیان بھی آتا ہے جیسے یا ایہا المرسل، اسی طرح اِنِّیْ استفہام کے لئے بھی آتا ہے، جیسے ایہم احسن عملاً۔

**أَحْسَنُ:** اسم تفصیل، زیادہ اچھا، خَسَنَ (ك) خُسْنًا: بہتر اور اچھا ہونا۔ عَمَلًا: اسم بمعنی کام جمع أعمال (۲) مصدر عَمِلَ (س) عَمَلًا: کام کرنا۔ الْعَزِيزُ: (زبردست) اسم مبالغہ بوزن فاعل بمعنی فاعل (العزیز اللہ کے صفاتی ناموں میں سے ایک ہے) دوسرا معنی ہے صاحب عزت، پیارا، جمع أعزّة، عَزَّ (ض) عَزًّا وَعِزَّةً: طاقت ور ہونا، صاحب عزت ہونا۔ الْغَفُورُ: (بڑا بخشنے والا) اسم مبالغہ، غَفَرَ (ض) غَفْرًا وَغُفْرَانًا وَمَغْفِرَةً: معاف کرنا (الغفور اسے حسنی میں سے ہے)

**ترکیب** تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ..... تَبَارَكَ فَعْلُ الَّذِي اسم موصول بیدہ ظرف مستقر ہو کر خبر مقدم الملک مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ، اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ..... جملہ اسمیہ خبریہ معطوف، (علیٰ کل شیء متعلق مقدم ہے قَدِيرٌ کے) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ ابتدائیہ (لا محل لها)۔ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا، وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ (الذی خلق الخ بدل ہے ما قبل الذی سے) الذی اسم موصول خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ فعل بفاعل ومفعول بہ، لام لام کی برائے تعلیل اس کے بعد اُن مقدر، يَبْلُوْ فاعل بفاعل کم ضمیر مفعول بہ اول، أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا..... جملہ اسمیہ مفعول بہ ثانی (محل منصوب) پھر لِيَبْلُوْكم الخ متعلق ہے خَلَقَ کے، اور خلق الموت الخ معطوف علیہ هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ۔ جملہ اسمیہ معطوف (العزیز خبر اول، الغفور خبر ثانی) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر صلہ، اسم موصول مع صلہ بدل ما قبل الذی بیدہ الملک سے۔

**فائدہ** يَبْلُوْكُمْ کے لئے دو مفعول آئے کیونکہ وہ يَعْلَمُ کے معنی کو حضمن ہے اور يَعْلَمُ ظاہر ہے کہ دو مفعولوں کا تقاضا کرتا ہے (مظہری) اسی طرح رَاٰی یَرٰی اگر بمعنی عَلِمَ یا بمعنی أَخْبَرَنِي ہو تو دو مفعولوں کا تقاضا کرتا ہے اور اگر کسی جگہ رُؤِیت بفری مراد ہو تو صرف ایک مفعول کافی ہوتا ہے۔

**البلاغۃ** اللہ کے قول الموت والحیاء میں اسی طرح آنے والی آیت اَسِرُّوا قَوْلُکُمْ اَوْ اِجْهَرُوا میں اسی طرح صافات و یَقْبُضْنَ میں صنعت طباق ہے (صنعت طباق کی تعریف ص ۹ پر ملاحظہ فرمائیں)

**ضروری بات** کتاب میں جا بجا ہضمیر کے بجائے ہا ضمیر لکھا ہوا ہے، تو یاد رہے کہ صحیح تلفظ ہا ہے، ہضمیر کہنا غلط ہے، جیسے اِنَّہ میں ہا ضمیر کہیں گے، نہ کہ ہضمیر۔



۱۔ امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ عمل ہر وہ فعل ہے جو کسی جاندار سے بالقصد صادر ہو، یہ فعل سے انحصار ہے کیونکہ فعل کی نسبت بھی ان حیوانات کی طرف بھی ہوتی ہے کہ جن سے بلا ارادہ فعل سرزد ہوتا ہے، اور بھی جمادات کی طرف بھی فعل کو منسوب کر دیا جاتا ہے، مگر عمل کی نسبت ان چیزوں کی طرف بہت ہی کم ہے۔ حسین احمد حسینی کبیر دہلی

الذی خَلَقَ مَبْعَ مَسْنُوبٍ طِبَاقًا مَا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِنْ تَفَوتٍ ط

جس نے سات آسمان اوپر تلے پیدا کئے، تو خدا کی اس صنعت میں کوئی خلل نہ دیکھے گا

فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِنْ فُطُورٍ ۚ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ

سو تو پھر نگاہ ڈال کر دیکھ لے، کہیں تجھ کو کوئی خلل نظر آتا ہے • پھر بار بار نگاہ ڈال کر دیکھ ذلیل اور در ماندہ ہو کر لوٹ آئے گی

إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ خَسِيرٌ ۚ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا

تیری طرف • اور ہم نے قریب کے آسمانوں کو چراغوں سے آراستہ کر رکھا ہے

بِمَصَابِيحٍ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيْطَانِ وَاعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ ۚ

اور ہم نے ان کو شیطانوں کے مارنے کا ذریعہ بھی بنایا ہے اور ہم نے ان کے لئے دوزخ کا عذاب تیار کر رکھا ہے •

### تشریح

پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اس پوری سورت میں اصل مضمون حق تعالیٰ کی عظمت اور اس کے علم و قدرت کو

بیان کرنا ہے چنانچہ تفسیر ملاحظہ ہو! الذی خَلَقَ مَبْعَ الخ ترکیب نحوی کے اعتبار سے یہ آیت بدل ہے الذی بیدہ

الملک سے، جس نے سات آسمان اوپر تلے پیدا کئے، حدیث میں ہے کہ ایک آسمان کے اوپر دوسرا آسمان، دوسرے پر

تیسرا، اسی طرح سات آسمان اوپر نیچے ہیں اور ہر ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو برس کی مسافت ہے، مَا

تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِنْ تَفَوتٍ اس آیت میں آسمان کے استحکام کو بیان فرماتے ہیں کہ اے دیکھنے والے تو خدا

کے اس پیدا کرنے میں کوئی خلل اور فرق اور کسی طرح کا عدم تناسب نہ دیکھے گا۔ (یعنی ایسا نہیں کہ یونہی بے تکلف دیا

ہو)۔ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِنْ فُطُورٍ: اگر تجھ کو شک و شبہ ہو تو اب کی بار پھر نگاہ ڈال کر دیکھ لے، کہیں تجھ کو کوئی

خلل اور شکاف یعنی کوئی خرابی اور عیب نظر آتا ہے یعنی بلا تامل اور سرسری طور پر تو بہت بار دیکھا ہو گا اب کی بار تامل اور غور

فکر سے بالقصد نگاہ کر۔ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ خَسِيرٌ پھر بار بار نگاہ ڈال کر

دیکھ، آخر کار تیری نگاہ ذلیل اور تھک کر تیری طرف لوٹ آئیگی، یعنی نگاہ دیکھتے دیکھتے تھک جائے گی لیکن آسمان میں

باوجود زمانہ دراز گزر جانے کے اس میں کسی طرح کا کوئی خلل اور شکاف نظر نہ آئیگا، یہ اللہ جل شانہ کی قدرت کی صاف

دلیل ہے۔ (خَاسِئًا بمعنی ذلیل، خَسِيرٌ بمعنی تھکی ہوئی)

۱۔ یعنی باوجود مَرْدُودِ مَوَدِّ اور مَخْلُوقِ اَنْزَامِ کے آج تک آسمان میں کوئی فرق اور تفاوت نہیں آیا بلکہ اے مخاطب جب بھی تو آسمان کی طرف نظر اٹھا کر

دیکھے گا تو وہ تجھ کو ایک صاف، ہموار، مربوط و متصل نظر آئیگا، فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِنْ فُطُورٍ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان دنیا کو آنکھوں سے

دیکھا جاسکتا ہے اور ضروری نہیں کہ نیلگوں فضا جو دیکھائی دیتی ہے یہی آسمان ہو بلکہ ہو سکتا ہے کہ آسمان اس سے بہت اوپر ہو اور یہ نیلگوں رنگ ہو اور فضا کا ہو

جیسا کہ فلاسفہ کہتے ہیں مگر اس سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ آسمان انسان کو نظری نہ آئے، ہو سکتا ہے کہ یہ نیلگوں فضا شفاف ہو نیلے سبب اصل آسمان کو دیکھنے

میں مانع نہ ہو اور اگر کسی دلیل سے یہ ثابت ہو جائے کہ دنیا میں رہتے ہوئے آسمان کو آنکھ سے نہیں دیکھا جاسکتا تو پھر اس آیت میں رویت سے مراد رویت عقلی

یعنی غور و فکر کرنا ہوگا (معارف)

**سوال** ثُمَّ اَرْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْتَظِرُ يَوْمَ الْاٰزِمِ کہ یہ نگاہ دوسری نہیں، بلکہ تیسری ہے، تو اس کے لئے کڑتین کا لفظ کیونکر صحیح ہے۔

**جواب** یہاں ثنیہ سے مراد کثرت ہے جس کے معنی ہوں گے بار بار اور عرب کی زبان میں ثنیہ کثرت کے لئے مستعمل ہے، جیسے لَبَّيْكَ وَمُعْذِيبُكَ

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ: یہ بھی ہماری قدرت کی دلیل ہے کہ ہم نے آسمان دنیا یعنی سب سے نیچے کے آسمان کو چراغوں یعنی ستاروں سے مزین اور آراستہ کیا (ظاہر ہے کہ رات کے وقت ستاروں کی جگہ گاہٹ سے کیسی رونق اور شان معلوم ہوتی ہے، جی چاہتا ہے کہ آنکھیں اس پر لطف منظر کو دیکھتی ہی رہیں، اور ان قدرتی چراغوں سے دنیا کے بہت سے منافع بھی وابستہ ہیں۔ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ: اور ہم نے ان ستاروں کو شیطان کے مارنے کا ذریعہ بھی بنایا ہے (قادرؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ستاروں کو تین چیزوں کے لئے بنایا (۱) زینت آسمان کے لئے (۲) شیاطین کو رجم کرنے کے لئے (۳) بطور علامات کے کہ جن سے بحر و بر میں راستہ کی رہبری حاصل کی جاتی ہے۔ (صفوۃ التفسیر)

**وضاحت** ابلیس لعین کا تخلیق آدم علیہ السلام کے وقت آسمانوں میں ہونا اور آدم و حوا کو دھوکہ میں مبتلا کرنا وغیرہ، یہ سب حضرت آدم کے زمین پر نزول سے پہلے کے واقعات ہیں، اس وقت تک جنات و شیاطین کا داخلہ آسمانوں میں ممنوع نہیں تھا، نزول آدم اور اخراج شیطان کے بعد سے یہ داخلہ ممنوع ہوا، سورہ جن کی جو یہ آیات ہیں، وَاِنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ اِنْ اِسْمَاعِلُ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ شیاطین آسمانوں میں داخل ہو کر فرشتوں کی باہمی گفتگو سنتے تھے بلکہ بعثت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی جنات و شیاطین کا داخلہ آسمانوں میں ممنوع ہی تھا، تو ان کے سننے سے مراد ہے کہ فضاء آسمانی تک پہنچ کر جہاں بادل ہوتے ہیں چھپ کر بیٹھ جاتے ہوں اور کچھ باتیں سن لیا کرتے ہوں، بعثت نبوی ﷺ کے بعد حفاظت وحی کا یہ مزید سامان ہوا کہ شیاطین کو اس چوری سے بھی بذریعہ شہاب ثاقب روک دیا گیا۔

۱۔ نیچے کے آسمان کو ستاروں سے مزین کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ ستارے آسمان کے اندر یا اس کے اوپر لگے ہوئے ہوں بلکہ یہ ترجیح اس صورت میں بھی صادق ہے جبکہ ستارے آسمان سے بہت نیچے خلا میں ہوں جیسا کہ تحقیق جدید سے اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے، یعنی سماء سے مراد فضاء آسمانی بھی ہو سکتی ہے جسکو آج کل کی اصطلاح میں خلا کہا جاتا ہے، اور لفظ سماء کا استعمال دونوں معنی میں عام و معروف ہے، قرآن میں جا بجا سماء سے فضاء آسمانی مراد لیا ہے جو آسمان سے بہت نیچے ہے خلاصہ یہ ہے کہ دونوں احتمال ہیں کہ ستارے آسمان پر لگے ہوئے ہوں یا آسمان سے بہت نیچے فضاء آسمانی پر ہوں اور احتمال کے ہوتے ہوئے کوئی قطعی فیصلہ قرآن کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا، یہاں ایک اصولی بات سمجھنی چاہئے کہ قرآن کریم کوئی فلسفہ یا ہیئت کی کتاب نہیں کہ اس کا موضوع بحث حقائق کائنات یا ستاروں کی ہیئت و حرکات کا بیان کرنا ہو اور نہ ہی اسکی تحقیق پر ہماری کوئی دینی یا دنیوی ضرورت موقوف ہے (معارف)

۲۔ اوپر آپ نے پڑھا کہ شیاطین فضاء آسمانی تک پہنچ کر چھپ کر باتیں سن لیتے ہوں تو ابھی یہ سوال ہو سکتا ہے کہ شیاطین فرشتوں کی گفتگو آسمانوں سے باہر رہ کر کس طرح سن سکتے تھے تو جواب یہ ہے کہ یہ بات بہت ممکن ہے کہ اجرام سماویہ سماعت اصوات سے مانع نہ ہوں، اور یہ بھی بعید نہیں کہ فرشتے کسی وقت آسمانوں سے نیچے اتر کر گفتگو کرتے ہوں اور شیاطین اس کو سن رہے ہوں۔

**دوسرا مسئلہ** ان آیات میں شہاب ثاقب کا ہے کہ بغرض حفاظت وحی ان کے ذریعہ شیاطین کو دفع کیا جاتا ہے، تو اشکال یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے بھی ستارے ٹوٹنے کا مشاہدہ کیا جاتا تھا، اور اب تک بھی یہ سلسلہ جاری ہے تو پھر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)



اور ان ستاروں کو شیاطین کے دفع کرنے کے لئے شہاب یعنی انکارے بنادینے کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ ستاروں میں سے کوئی مادہ آتشی ان کی طرف چھوڑ دیا جاتا ہو اور ستارے اپنی جگہ رہتے ہوں اور عوام کی نظر میں چونکہ یہ شعلہ ستارہ کی طرح حرکت کرتا ہوا نظر آتا ہے اس لئے اسکو ستارہ ٹوٹنا کہہ دیتے ہیں وَاعْتَذِرْنَا لَهُمْ عَذَابَ الشَّعِيرِ اور ہم نے ان شیاطین کے لئے علاوہ شہاب کی مار کے جو دنیا میں ہوتی ہے، آخرت میں بوجہ ان کے کفر کے دوزخ کا عذاب بھی تیار کر رکھا ہے۔

**ثالثہ** قولہ ماتری الخطاب لكل أحد ممن يصلح للخطاب، وَجُوزَ أَنْ يَكُونَ لِسَيِّدِ الْمُخَاطَبِينَ

صلی اللہ علیہ وسلم (روح)

قولہ فی خلقی الرحمن، فیہنَّ کے بجائے یعنی ضمیر کے بجائے خَلَقَ الرَّحْمَنُ کو رکھا بوجہ تعظیم، والمراد بخلقی الرحمن السموات السبع، فالإضافة للعہد۔

**لغات** خَلَقَ: ماضی واحد مذکر غائب، خَلَقَ الشَّيْءَ (ن) خَلَقًا: پیدا کرنا۔ مَبْعَ: سات، اسم عدد۔ سَمَوَاتِ: سماء کی جمع، آسمان۔ طَبَاقًا: (اوپر تلے) مصدر از باب مفاعلت، طَابَقَ الشَّيْءُ عَلَى الشَّيْءِ مُطَابَقَةً: ایک کو دوسرے کے ساتھ ملانا۔ تَفَاوُتَ: (فرق، بے ضابطگی، عدم تناسب) مصدر از باب تفاعل، تَفَاوُتَ تَفَاوُتًا: مختلف ہونا، باہم فرق ہونا۔ (مادہ فَوْتُتَ ہے) اِرْجَعَ: امر واحد مذکر حاضر، رَجَعَ الشَّيْءُ عَنْهُ أَوْ إِلَيْهِ (ض) رُجُوعًا: لوٹانا، پھیرنا، واپس کرنا۔ البَصَرُ: (آنکھ، بینائی، نگاہ) جَمَعَ أَبْصَارَ (بَصُرَ) (ك) بَصَرَ (س) بَصْرًا وَبَصَارَةً: (دیکھنا، جاننا) فُطُورٌ: خلل، شکاف یعنی پھن، دراڑیں فُطْرَ کی جمع، الفُطُورُ الشَّقُوقُ جمع فُطْرٍ وهو الشَّقُّ، فُطْرَ (ن، ض) فُطْرًا، پھاڑنا، فُطْرَ بمعنی پھن حاصل مصدر ہے۔ كَرَّتَيْنِ: کثرت، دوبارہ، مراد تکریر و تکثیر ہے، یعنی بار بار، (اور كَرَّةٌ باب ضرب کا مصدر ہے، اور تار برائے وحدت ہے معنی ہوں گے ایک بار لوٹانا، كَرَّ (ض) كَرًا. يَنْقَلِبُ: مضارع واحد مذکر غائب، از باب انفعال، اِنْقَلَبَ اِنْقِلَابًا، لوٹنا۔ خَابَسْنَا: (ف) اسم فاعل ذلیل، در ماندہ، خَسًا سے مشتق ہے، جس کے معنی دھکار پڑنے، اور تھک کر رہ جانے کے ہیں۔ (لغات القرآن) خَسِيرٌ:

(بقیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) شہاب ثاقب شیاطین کو دفع کرنے کے لئے ہوتے ہیں جو کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ اس سے تو بظاہر قول فلاسفہ کی تائید ہوتی ہے وہ کہتے ہیں کہ آفتاب کی تہذیب سے جو بخارات زمین سے اٹھتے ہیں ان میں کچھ آتش گیر مادے بھی ہوتے ہیں اور اوپر جا کر جب ان کو آفتاب کی دوسری وجہ سے حرید گری پہنچتی ہے تو وہ سنگ اٹھتے ہیں اور دیکھنے والوں کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ کوئی ستارہ ٹوٹا ہے۔

**جواب** یہ ہے کہ ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں، زمین سے اٹھنے والے بخارات مشتعل ہو جائیں یہ بھی ممکن ہے اور یہ بھی کوئی بعید نہیں کہ کسی ستارے یا ستارے سے کوئی شعلہ نکل کر گرے اور ایسا ہونا ہمیشہ سے جاری ہو مگر بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ان شعلوں سے کوئی خاص کام نہیں لیا جاتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ان شہابی شعلوں سے یہ کام لے لیا گیا کہ شیاطین جو فرشتوں کی باتیں سنتے ان کو اس شعلے سے مارا جائے (شیاطین فرشتوں کی باتوں کو چوری سے سن کر کانہوں کے پاس آتے اور اس میں اپنی طرف سے سو جھوٹ ملا کر ان کو اس کی اطلاع دیدیا کرتے)

۱۔ طباق کا استعمال بھی تو اس میں ہوتا ہے جو دوسری کے اوپر ہو، اور بھی اس میں کے لئے کہ جو دوسری شئی کے موافق ہو۔ (مجم مفردات الفاظ القرآن) طباق کو طباق کی جمع بھی قرار دیا جاسکتا ہے، جیسے لئو کتب طباقاً عن طبق میں طبق استعمال ہوا ہے، مجرد میں دوسرے معنی ہیں۔

۲۔ رَجَعَ الشَّيْءُ رُجُوعًا وَمَرَجَعًا وَمَرَجَعَةً وَرُجُوعًا: لوٹنا، واپس آنا۔

صفت مشبہ واحد مذکر، بمعنی محسور، تھکی ہوئی، خسر البصر (ن، ض) خسوراً: نگاہ کا تھک جانا (مضارع اللغات) زیناً: ماضی جمع متکلم از باب تفعلیل، زین تزیننا: مزین کرنا، سجانا۔ (مادہ زین، زان، (ض) زینا، مزین کرنا) الدنيا: (بہت نزدیک) اسم تفصیل واحد مؤنث از باب نصر و جمع، دنا (ن) دنوا: نزدیک ہونا۔ دنی (س) دنا و دنایۃ: رومی ہونا (دینا بمقابلہ آخرت نزدیک تر بھی ہے اور رومی بھی جمع دنی السماء الدنيا ای القرینی الی الارض) مضایح: مضایح کی جمع، چراغ، مراد آسمان کے ستارے۔ رجوما: (مارنے کے اسباب و آلات) رجم کی جمع (رجم دراصل مصدر ہے و جمع الرجم باعتبار انواعہ، رجم (ن) رجما، پتھراؤ کرنا۔ اور جن چیزوں سے مارا جائے اور پتھراؤ کیا جائے اس کے لئے بطور اسم مستعمل ہے) الشیاطین: شیطان کی جمع، سرکش، شریر۔ اعتدنا: (افعال) ماضی کا جمع متکلم، تیار کرنا۔ (مادہ عتد، عتد (ک) عتاداً و عتادۃ تیار ہونا) عذاب: تعذیب (تفعلیل) کا اسم مصدر، بمعنی سزا، دکھ، جمع أعذبه. الشعیر: بروزن فعل بمعنی مفعول، دہکتی ہوئی آگ، دوزخ، جمع سُعر، (سعر النار (ف) سُعراً: آگ جلانا)

**ترکیب** الذی خلق سبع سموات طباقاً..... اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر بدل ہے الذی بیدہ الملک سے، (طباقاً صفت ہے سبع سموات کی) مائری فی خلق الرحمن من تفاوت من تفاوت..... ما نافیہ تری بمعنی تنظر باقی ترکیب ظاہر ہے، جملہ متانفہ، (من حرف جر زائد، تفاوت لفظاً مجرور، محل منصوب تری کا مفعول بہ) فأرجع البصر..... فا رابطہ اور شرط مقدر ہے ای ان کنت فی ریب من ذلك. ارجع البصر جملہ انشائیہ جواب شرط، هل تری من فطور..... مکمل جملہ فعل مقدر کا مفعول بہ ہے ای ارجع البصر وانظر هل تری الخ (من زائد فطور محل منصوب، تری کا مفعول بہ) ثم ارجع البصر کثرین یقلب الیک البصر خاصاً وهو حسیر..... ثم حرف عطف ترتیب مع التراخی کے لئے۔ ارجع البصر: فعل مع فاعل و مفعول بہ کثرین مفعول مطلق ای رجعتین فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول مطلق سے مل کر امر، ینقلب فعل الیک متعلق البصر ذوالحال خاصاً شبہ جملہ ہو کر حال اول، وهو حسیر..... جملہ اسمیہ حال ثانی، ذوالحال مع حال فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جواب امر، امر اپنے جواب امر سے مل کر ماقبل ارجع البصر پر معطوف۔

۱۔ جب دنیا کا استعمال آخرت کے مقابلہ میں ہو تو اس کے معنی عالم دنیا کے ہیں، اور جب اس کا استعمال قصویٰ کے مقابلہ میں ہو تو معنی ہوں کے زیادہ نزدیک، بالفاظ دیگر دنیا موجودہ زندگی، یا زمین سے آسمان تک یا پیدائش سے موت تک کے وقت کو کہتے ہیں، آسمان دنیا، یعنی وہ آسمان جو زیادہ نزدیک ہے، یعنی سب سے نیچے کا۔

۲۔ ویجوز ان یستعمل کمصدر بعد حذف مضایح ای ذات رجوم۔  
۳۔ بھریوں کے نزدیک شیطان بروزن ثیعال ہے اور نون اصلی ہے، مشتق من الشیطان (ن) بمعنی دور ہونا، چونکہ شیطان غیر اور نیکی سے دور ہے اس لئے اس کو شیطان کہتے ہیں، اور کوفیوں کے نزدیک وہ شاط (ض) سے مشتق ہے، بمعنی جلنا، چونکہ وہ آگ میں جلے گا اور آگ سے ہی بنا ہے اس لئے اس کو شیطان کہتے ہیں۔

۴۔ وهو حسیر، خاصاً کی ضمیر سے بھی حال بن سکتا ہے، لہذا اب اس کو حال متداخلہ کہیں گے اور پہلی صورت میں حال مترادف، حال کی اقسام ملاحظہ ہوں۔ در "مشکل ترکیبوں کا حل"۔ مؤلف: حسین احمد صحر حواری۔



نہیں، خواہ وہ کتنے ہی گناہگار ہوں، ان کا یہ عقیدہ عیسائیوں کے عقیدے کے قریب قریب ہے، اور یہ خیال غلط ہے، اس لئے کہ کُفَرُوا کا لفظ بہت وسیع ہے کفار شرعی کو بھی شامل ہے اور ایماندار ہو کر ناشکری کرنے والوں کو بھی، نیز دیگر آیات واحادیث سے ثابت ہے کہ ایماندار گناہگاروں کے لئے بقدر گناہ سزا و عذاب ہے۔ اِذَا الْقَوَا فِيْهَا مَسْجُورًا لِّهَا شَهِيقًا وَهِيَ تَفُورٌ تَكَادُ تَمَيِّزُ مِنَ الْغَيْظِ: جب یہ کفار اس دوزخ میں ڈالے جائیں گے تو اس کی ایک بڑی زور کی آواز سنیں گے اور وہ اس طرح جوش مارتی ہوگی جیسے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی غصہ کے مارے پھٹ پڑے گی، دوزخ کے غصہ کی دو صورتیں ہیں (۱) یا تو اللہ تعالیٰ اس میں اور اک اور غصہ پیدا کر دے گا کہ کفار پر اس کو بھی غصہ آئے گا۔ (۲) یا مقصود تمثیل ہے کہ جس طرح کوئی غصہ سے جوش میں آتا ہے تو اسی طرح دوزخ کی آواز ایسی سخت خوفناک ہوگی اور بے انتہا جوش و اشتعال سے ایسا معلوم ہوگا کہ گویا غصہ میں آ کر پھٹ پڑے گی۔

كُلَّمَا أَلْقَى فِيْهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ: جب اس میں کافروں کا کوئی گروہ ڈالا جائے گا تو جہنم کے محافظ ان لوگوں سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرسانے والا پیغمبر نہیں آیا تھا۔ یہ سوال بطور توخ و تذلیل کے ہوگا کہ تم جو اس مصیبت میں پھنسے ہو کیا کسی نے تم کو متنبہ نہ کیا تھا کہ اس راستہ مت چلو ورنہ سیدھے جہنم رسید ہو جاؤ گے، قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ: وہ کفار بطور اعتراف کے کہیں گے کہ واقعی ہمارے پاس ڈرسانے والا پیغمبر آیا تھا سو ہم نے اس کو جھٹلادیا اور کہہ دیا کہ خدا تعالیٰ نے از قبیل احکام و کتب کچھ نازل نہیں کیا اور تم بڑی غلطی اور گمراہی میں جا پڑے ہو کہ خواہ خواہ ہم کو عذاب سے ڈرا رہے ہو۔

**سوال** نذیر تو واحد ہے اور انتم جمع، جب کہ اس کا مصداق نذیر ہے، تو ایسا کیوں؟

**جواب** یہ ہے کہ ایک پیغمبر کی تکذیب سب پیغمبروں کی تکذیب ہے، کیونکہ اصول دین میں سب متفق ہیں اور ایک دوسرے کے مصدق ہیں یعنی ایک پیغمبر نے جو اپنی امت کو توحید و بعث وغیرہ سے متعلق جو بات بتلائی، دوسرے نے اس کی تصدیق کی اس لئے انتم کو جمع لایا گیا، گویا جملہ پیغمبروں نے اپنی اپنی امتوں کو متنبہ کیا کہ ۔

تمہیں ہے چلتی عدم کی منزل کہ جس میں کھٹکا قدم قدم ہے  
حسین جاگو، کمر کو باندھو، اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے

وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ: وہ کافر فرشتوں سے یہ بھی کہیں گے کہ اگر ہم ڈرسانے والوں کی بات کو بہت اعتراف و قبول سنتے یا سمجھتے تو ہم دوزخ والوں میں سے نہ ہوتے۔

فَاعْتَرَفُوا بِذَنبِهِمْ فَسُحْقًا لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ: غرض وہ لوگ اپنے جرم یعنی کفر کا اقرار کریں گے، سوالی دوزخ کے لئے لعنت ہے (اب ان کے لئے جو ارحمت میں کوئی ٹھکانا نہیں، سُحْقًا بمعنی لعنت)

۱۔ بعض نے کہا کہ یہ اللہ کا غضب ہوگا یا عذاب دینے والے ملائکہ کا جس کی نسبت مجازاً جہنم کی طرف کر دی۔

۲۔ دوزخ کے اندر کفار کے فرشتے حسب تفاوت مراتب کے بعد دیگرے جائیں گے۔

۳۔ وتقدم السمع على العقل لكون الأدلة السمعية أولى بالاتباع وأخرى بإصابة الحق من الأدلة العقلية والعقل غير كافي بالاستقلال.



إِنَّ الَّذِينَ يَتَعَشَّوْنَ رِئْهَةً مَّا لَبِثَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُ كَيْبَرٍ ۚ بے شک وہ لوگ کہ جو اپنے پروردگار سے بے اس کو دیکھے ڈرتے ہیں یعنی انہوں نے اللہ کو دیکھا نہیں مگر اس پر اور اس کی صفات پر پورا یقین رکھتے ہیں اور ایمان و اطاعت اختیار کرتے ہیں تو ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۚ تمام کافین یعنی کفار و مومنین دونوں کو خطاب ہے یا پھر اس کے مخاطب بالقصد کفار ہیں کہ تم لوگ خواہ چھپا کر اپنی بات کہو یا کھول کر، اس کو سب خبر ہے کیونکہ وہ دلوں والی بات تک کو جاننے والا ہے، لہذا وہ ہر ایک کو مناسب جزا دے گا۔ (تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ امر بمعنی خبر ہے یعنی مکمل اور چھپی دونوں قسم کی باتیں اللہ کے علم میں برابر ہیں)

أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۚ بھلا کیا وہ نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے اور وہ باریک بین یعنی باریک امور کا جاننے والا ہے اور مخلوقات کے حالات سے پورا باخبر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ ہر چیز کا خالق اور مختار ہے کیونکہ کسی چیز کی تخلیق بغیر علم کے نہیں ہو سکتی، لہذا ثابت ہو گیا کہ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔

**نکتہ** قوله لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُ كَيْبَرٍ: اس میں لفظ مغفرت کو لفظ اجر پر مقدم کیا گیا تو ایسا کیوں؟ مغفرت کا مطلب ہے جرم معاف کر کے سزا و مضرت کا دفع کرنا، اور آخر نام ہے نفع حاصل کرنے کا، اور دفع مضرت اہم اور مقدم ہوتی ہے جلب منفعت یعنی نفع حاصل کرنے سے۔ (روح)

**نکتہ** قوله وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ: سر کو جہر پر کیوں مقدم کیا؟ اس لئے کہ سر کا مرتبہ جہر سے مقدم ہے کیونکہ ہر جہری شیء اظہار کرنے سے پہلے عموماً قلب میں مضمر ہوتی ہے لہذا سر پہلے ہوگا اور پھر اظہار۔ (روح)

**لغات** كَفَرُوا: ماضی جمع مذکر غائب، كَفَر (ن) كَفَرُوا وَكُفِّرْنَا، انکار کرنا، چھپانا۔ رَب: مالک، پروردگار، جمع ارباب، دراصل باب نصر کا مصدر ہے، بمعنی التربیۃ، اور تربیت کے معنی ہیں کسی چیز کو دھیرے دھیرے درجہ کمال تک پہنچانا، پھر بطور مبالغہ مصدر (رَبَّ) کو بطور صفت استعمال کیا جانے لگا، جیسے رَبُّ عَزَّازٍ اِی عَازِلٌ، جَهَنَّمَ: (دوزخ) (۲) دوزخ کا ایک طبقہ، بوجہ علمیت و تانیت غیر منصرف ہے۔ بَنَسَ: فعل ذم ہے، بمعنی برا، خراب۔ المصیر: اسم ظرف مکان، لوٹنے کی جگہ، ٹھکانا، صَارَ (ض) صَبَرًا وَمَصِيرًا، وَصِيرُورَةً، لوٹنا۔ (بعض آیات میں بطور مصدر بھی استعمال کیا گیا ہے بمعنی لوٹنا) الْقَوَا: (افعال) ماضی مجہول جمع مذکر غائب، بمعنی ذالنا (مادہ لَقِيَ، لَقِيَ (س) لِقَاءً: ملاقات کرنا) سَمِعُوا: ماضی جمع مذکر غائب، سَمِعَ (س) سَمِعًا وَسَمَاعًا: سنا۔ شَهِقًا: مصدر، شَهِقَ (ض)، س، ف) شَهِقًا: چیخا، چلانا۔ اِنِّیْ صَوْنًا مُنْكَرًا كَضُوبِ الْجَمَارِ تَفُورًا: مضارع واحد مؤنث غائب۔ فَارًا: (ن) فُورًا، جوش مارنا، تَنَكَّادًا: مضارع واحد مؤنث غائب (تَنَوَّدَ سے مشتق ہے، اور افعال مقاربہ میں سے ہے)

۱۔ قوله وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ: اللہ تعالیٰ لطیف و باریک بین ہے، اور لطافت و باریک بینی سے ہم و انکشافات کی لہذا وہ دل کے خیالات سے بھی باخبر ہے۔  
۲۔ دوزخ کے سات طبقے ہیں جہم، حجبہ، سقر، سعیر، خطمہ، ہادیہ، لظی

فعل کو کرنے کے قریب ہونا اور نہ کرنا۔ تَمَيَّزُ: مضارع واحد مَوْنُث غائب، (تفعل) ایک دوسرے سے جدا ہونا، پھٹ جانا، دراصل تَمَيَّزُ تھا ایک تاء حذف ہوگئی (مادہ فَيَزُ، مَازَ (ض) فَيَزَا جدا کرنا) الْفَيْظُ: مصدر از ضَرْب، غصہ دلانا (بمعنی سخت غصہ، غضب، حاصل مصدر یعنی اسم ہے) لَوَّجَ: گردہ، جماعت، جمع الفواج. مَسَّالَ: ماضی واحد مذکر غائب، مَسَّالَ (ف) سَوَّالًا وَمَسَّالَةً: پوچھنا (۲) مَاتَكَا، خَزَنَةً: خازن کی جمع، محافظ، نگہبان۔ لَمْ يَأْتِ: نفی حمد بلم کا واحد مذکر غائب، أَتَى (ض) أَتَا وَاتَّيَانَا: آنا۔ نَذِيرُ: مصدر از باب افعال، بمعنی مُنْذِر اسم فاعل، ڈرانے والا (پیغمبر چونکہ عذاب الہی سے ڈراتا ہے اس لئے اس کو نذیر کہتے ہیں) بَلَّيَ: بمعنی ہاں، حروف ایجاب میں سے ہے، (مزید تفصیل در درس نحو میر) كَذَّبْنَا: ماضی جمع متکلم، (تفعل) جَبَلْنَا۔ ضَلَّالَ: مصدر (ض) گمراہ ہونا (بمعنی غلطی و گمراہی حاصل مصدر ہوگا) كَبِيرٌ: صفت مشبہ، كَبُرَ (ك) كَبُرًا: مرتبہ یا مقدار میں بڑا ہونا، جمع كِبَارٍ. نَعَقَلُ: مضارع جمع متکلم، عَقَلَ (ض) عَقَلًا سَجَمًا۔ أَصْحَابُ: صَاحِبُ کی جمع، والے، (دوسرا معنی ہے ساتھی) اغْتَرَفُوا: ماضی جمع مذکر غائب (افتعال) اقرار کرنا۔ (مادہ عَرَفَ، عَرَفَ (ض) عَرَفَانًا وَمَعْرِفَةً: پہچاننا) ذَنْبُ: جرم، گناہ، جمع ذُنُوب (ذَنْبُ کو جمع نہیں لایا گیا کیونکہ دراصل مصدر ہے۔ مظہری) مَسْحَقًا: دوری، لعنت، مصدر از مَسَحَ، مَسَحَقٌ (س) مَسْحَقًا: بہت زیادہ دور ہو جانا، يَخْشَوْنَ: مضارع جمع مذکر غائب۔ خَشِيَ: (س) خَشِيَةً: ڈرنا۔ الْغَيْبُ: دراصل باب ضَرْب کا مصدر ہے، غَابَ (ض) غَيَا وَغَيِيَةً وَغَيُوبَةً: پوشیدہ ہونا، غیر موجود ہونا، مختلف آیات میں اس کے مختلف معنی مراد لئے گئے ہیں، مجاز اسم فاعل یعنی غائب بھی استعمال ہوتا ہے، آیت مذکورہ میں اس کے معنی ہیں بغیر اس کو دیکھے یعنی تنہائی میں۔ مَغْفِرَةٌ: مصدر، غَفَرَ (ض) غَفَرًا وَغُفْرَانًا وَمَغْفِرَةً: معاف کرنا (بمعنی معافی، بخشش حاصل مصدر یعنی اسم ہے) أَجْرٌ: ثواب، بدلہ، جمع أَجُورٌ. أَمْرٌ: امر جمع مذکر حاضر أَمْرٌ إِسْرَازًا (افعال) چھپانا۔ إِجْهَرُوا: امر جمع مذکر حاضر، جَهَرَ بِالْكَلامِ (ف) جَهْرًا ظاہر کرنا، كَهْلًا، عَلِيمٌ: اسم مبالغہ از باب مَع، خوب جاننے والا۔ (اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں میں سے ہے) جمع علماء (عَلِمَ (س) عَلِمًا: جانتا) عَلِيمٌ: باب مَع سے اسم فاعل بھی آتا ہے) ذَاتُ الصِّدْرِ: مجید، الصِّدُور: واحد الصِّدْرِ سِمَةٌ (۲) دل۔ ذات بمعنی والی، صاحب، ذو کا مَوْنُث، جمع ذوات اللطیف: صفت مشبہ، باریک امور کو جاننے والا (۲) مہربان، جمع لُطَافٍ وَلُطْفَاء (اسمائے حسنی میں سے ہے) لُطْفٌ (ك) لُطْفًا وَلُطَافَةً: مہربان ہونا، دقیق امور کی تک پہنچنا۔ النَّخِيرُ: صفت مشبہ، خبر رکھنے والا، جمع خُبَرَاء (اللہ کا اسم صفت) خَبَرَ الشَّيْءَ (ن، ك) خُبْرًا: حقیقت حال سے پوری طرح باخبر ہونا۔

۱۔ كَادَ يَفْعُلُ (س) كَوَدًا، کرنے کے قریب ہونا، کبھی چاہنے اور ارادہ کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے، اگر اس پر حرف نفی واقع ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ فعل واقع تو ہو گیا مگر قریب تھا کہ واقع نہ ہو سکے (لغات القرآن)

۲۔ مادہ سَرَّ سَرَّةً (ن) سَرَّوْرًا وَسَرَّةً: خوش کرنا، سَرَّ الشَّيْءَ: چھپانا، سَرَّ السُّرَّ: مجید چھپانا، مجید کھولنا (اضداد میں سے ہے) قرآن پاک میں عظیم کا بیشتر استعمال اللہ تعالیٰ کی صفت میں ہوا ہے کیونکہ اصل علم اسی کا ہے، آج کل تو ہم جیسے لوگ دوچار حروف یکہ کو حضرت کھنے اور لکھنے لگتے ہیں۔ اللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنَ الْكِبَرِ وَالزَّهَادِ حَسْبُكَ لَعْنَةُ دَوَارِی

**ترکیب** وَلِلَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ .. وَاوِ اسْتِغْنَاهِ لِلَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ ثَابِتٌ مَحْذُوفٌ

کے متعلق ہو کر خبر مقدم، عذاب جہنم مرکب اضافی مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ مستانہ، و بنس المصیر ..... و او استغنیہ بنس فعل جامد برائے انشاء ذم المصیر فاعل اور مخصوص بالذم محذوف ہے یعنی ہی، مکمل جملہ جملہ مستانہ، إِذَا أَلْقُوا فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا وَهِيَ تَفُورُ ..... إِذَا ظرفیہ مضمّن معنی شرط مضاف، أَلْقُوا فِيهَا مکمل جملہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب و جزا سمعوا کا، سَمِعُوا فعل بفاعل، لَهَا کائنات کا متعلق ہو کر شہیقہ سے حال کیونکہ لَهَا دراصل مفت تھی جو مقدم ہونے کی بنا پر حال بنے گی، شہیقہ مفعول بہ، وَهِيَ تَفُورُ جملہ اسمیہ حال ہے لَهَا کی ضمیر مجرور سے، سَمِعُوا الخ مکمل جملہ شرط غیر جازم کا جواب، پھر جملہ مستانہ۔ تَكَادُ تَمَيِّزُ مِنَ الْغَيْظِ ..... تَكَادُ فعل مقارب ضمیر اس کا اسم، تَمَيِّزُ مِنَ الْغَيْظِ جملہ ہو کر خبر، فعل مقارب مع اسم و خبر حال ہے ما قبل تَفُورُ کے فاعل سے، كَلِمًا أَلْقَى فِيهَا فَوْجٌ مَسْأَلُهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ..

کَلِمًا ظرف زمان بمعنی حین مضمّن معنی شرط مضاف، أَلْقَى فِيهَا فَوْجٌ مکمل جملہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب و جزا، مَسْأَلُهُمْ خَزَنَتُهَا فعل مع مفعول بہ و فاعل الم یأتکم نذیر ..... ہمزہ استفہامیہ توئی، پھر یہ جملہ استفہامیہ مفعول بہ ثانی ہے، فعل مذکور سال کا۔ سَأَلَ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ اور ظرف مقدم سے مل کر جملہ مستانہ۔ قَالُوا بَلَى قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ ..... قَالُوا فعل بفاعل، بَلَى حرف ایجاب، قَدْ جَاءَنَا نَذِيرُ جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ حَسْبَ سَابِقِ مَعْطُوفٍ وَمَعْطُوفٍ عَلَيهِ (مَا نَزَّلَ اللَّهُ الخ مقولہ قُلْنَا کا، مِنْ زَائِدَہ شَيْءٌ مَعْنَى مَنْصُوبٍ مَفْعُولُ بِهِ نَزَّلَ کا) إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ ..... إِنْ نَافِيہ أَنْتُمْ مَبْتَدَا إِلَّا اِدَّاعِہ صَحْرُ فِی ضَلَالٍ کَبِيرٍ ظرف مستقر ہو کر خبر، مبتدا مع خبر قُلْنَا کے تحت مقولہ، الغرض تمام معطوفات مل ملا کر قَالُوا کا مقولہ پھر قَالُوا جملہ مستانہ بیانیہ۔ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ (ما قبل قَالُوا پر معطوف ہے) وَاوِ حَرْفِ عَطْفٍ، قَالُوا فعل بفاعل، لَوْ حرف شرط، كُنَّا فعل ناقص، نَا ضمیر اسم، نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر شرط، مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ، مکمل جملہ جواب شرط، شرط مع جواب شرط مقولہ قَالُوا کا، فَاَعْتَرَفُوا بِذَنبِهِمْ ..... فَا اسْتِغْنَاهِ اعْتَرَفُوا بِذَنبِهِمْ جملہ مستانہ (لامحل لها) فَسُحِقًا لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ ..... فَا اسْتِغْنَاهِ سُحِقًا مصدر لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ مصدر کے متعلق، اور وہ مفعول مطلق آيَ أَسْحَقَهُمُ اللَّهُ سُحِقًا اِيْ اسْحَاقًا. إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُمْ

- ۱۔ وجملہ سال الخ لامحل لها جواب شرط غیر جازم، وجملہ الم یأتکم مفعول بہ لفعل سال المعلق عن العمل بالاستفہام اِی سَالُوهُم عن مجئ النذیر الیہم۔
- ۲۔ جواب سوال مقدر کائنہ لیل فماذا قَالُوا بعد السُّوَالِ؟ فقال قَالُوا بَلَى قَدْ جَاءَنَا نَذِيرُ الخ

مَغْفِرَةٌ وَآخِرُ كَبِيرٌ..... اِنَّ حرف مشبہ بالفعل الذین یخشون ربہم بالغیب اسم موصول مع صلہ اسم، (بالغیب متعلق کائنین کے ہو کر یخشون کے فاعل سے حال) لہم کائن کے متعلق ہو کر خبر مقدم مَغْفِرَةٌ وَآخِرُ كَبِيرٌ معطوف معطوف علیہ ہو کر مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر، خبر اِن کی، اِنَّ حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ مستانفہ۔  
وَأَسْرُوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ..... واو استنافیہ باقی ترکیب ظاہر ہے جملہ مستانفہ انہ علیم بذات الصدور جملہ تعلیلیہ  
الَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللطیف الخبیر..... حمزہ حرف استفہام انکاری لَا یَعْلَمُ فعل مَنْ خَلَقَ اسم موصول مع صلہ فاعل، وَهُوَ اللطیف الخبیر جملہ اسمیہ حال از فاعل خَلَقَ (الخبیر خبر ثانی) الغرض لَا یَعْلَمُ مکمل جملہ، جملہ مستانفہ۔  
**البلاغۃ** اللہ کے قول وللذین کفروا برہم عذاب جہنم اور اِنَّ الذین یخشون ربہم بالغیب لہم مَغْفِرَةٌ میں مقابلہ ہے اور یہ محسنات بدیعہ میں سے ہے۔ (مقابلہ کی تعریف صفحہ ۸) پر

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذُلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهَا  
وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو مسخر کر دیا سو تم اس کے رستوں میں چلو، اور خدا کی روزی میں سے کھاؤ۔  
وَالِيهِ النُّشُورُ ۝۱۵ ءَامِنْتُمْ مِّنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ  
اور اسی کے پاس دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے۔ کیا تم لوگ اس سے بخوف ہو گئے ہو جو کہ آسمان میں ہے کہ وہ تم کو زمین میں دھنسا دے  
فَإِذَا هِيَ تَمُورُ ۝۱۶ أَمْ أَمِنْتُمْ مِّنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا  
پھر وہ زمین تھر تھرانے لگے۔ کیا تم لوگ اس سے بخوف ہو گئے ہو جو کہ آسمان میں ہے کہ وہ تم پر ایک ہوائے تند بھیج دے۔  
فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرٌ ۝۱۷ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرٌ ۝۱۸  
سو عنقریب تم کو معلوم ہو جاوے گا کہ میرا ڈرانا کیا تھا۔ اور ان سے پہلے جو لوگ ہو گزرے ہیں انہوں نے جھٹلایا تھا سو میرا عذاب کیا ہوا۔

**تشریح** ان آیات میں پھر اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت کا بیان ہے، تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

هو الذي الخ: وہ ایسا ہے کہ جس نے تمہارے لئے زمین کو ذلول یعنی مسخر کر دیا، یعنی زمین کو تمہارے سامنے  
کیسا فرماں بردار، پست اور ذلیل بنا دیا کہ تم اس میں جو چاہو تصرف کر سکتے ہو مثلاً مکان بنانا، زراعت کرنا، نہریں اور  
کنوئیں کھودنا وغیرہ۔ فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا الخ: سو تم اس کے کندھوں یعنی اس کے راستوں اور پہاڑوں پر چلو پھرو،  
اور خدا کی روزی میں سے کھاؤ پیو، مگر آخرت سے بے فکر نہ رہو بلکہ یاد رکھو کہ جس نے روزی دی ہے اسی کی طرف لوٹ کر  
جاتا ہے۔

۱۔ قولہ کُلُوا بعض نے کُلُوا کا ترجمہ کیا ہے "روزی تلاش کرو" یعنی طریم ذکر کر کے لازم فرمادیا، اور کھا کر اللہ کے قول "امشوا" کے بھی معنی مناسب ہے۔  
(روح) قولہ مَنَاكِبِ مَنكَب کی جمع کندھا، اور کسی جانور کا کندھا سواری کی جگہ نہیں ہوتی بلکہ گریا گردن ہوتی ہے، اور جو جانور سوار ہونے والوں کے لئے اپنے  
کندھے کو بھی پیش کر دے تو وہ بہت مطیع مانا جاتا ہے اس لئے آیت مذکورہ میں زمین کی نغیر و اطاعت کے بارے میں فرمایا گیا کہ اللہ نے زمین کو ایسا مسخر و مطیع کر دیا کہ تم  
اس کے کندھوں پر چل سکو۔



**نکات:** هو الذی جعل لکم "لکم" جو کہ جار مجرور ہے اس کو مفعول بہ پر کیوں مقدم کیا؟ جب کہ اس کا حق مؤخر ہونے کا تھا۔

**حساب:** بوجہ اہتمام اس کو مقدم کیا گیا اور تاکہ اس چیز کی طرف شوق و رغبت پیدا ہو جو مؤخر ہے ای الارض ذلولاً (روح)  
 اٰمِنْتُمْ مِّنْ فِی السَّمَاءِ اَنْ یَّخْصِفَ الْخ: انعامات یا دولا کر اب شانِ انتقام یا دلاتے ہیں کہ زمین بے شک تمہارے لئے مسخر کر دی گئی ہے مگر بد اعمالیوں پر کسی وقت بھی عذاب آسکتا ہے، چنانچہ فرمایا کہ کیا تم لوگ اُس سے مامون و بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان میں ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کہ وہ تم کو مثل قارون کے زمین میں دھنسا دے، پھر وہ زمین پر قہر کرنے لگے، یعنی الٹ پلٹ ہونے لگے، کہ جس سے تم اس کے اندر اور نیچے اتر جاؤ۔

اَمْ اٰمِنْتُمْ مِّنْ فِی السَّمَاءِ اَنْ یُّوَسِّلَ الْخ: وعید ثانی ہے کہ یا تم لوگ اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان میں ہے کہ وہ تم پر مثل قوم عاد کے ایک سخت آندھی بھیج دے جس سے تم ہلاک ہو جاؤ کہ تمہارے کفر کا تقاضا یہی ہے، اب بھی یہ دونوں آفتیں وقتاً فوقتاً قوموں پر آتی رہتی ہیں، مثلاً زلزلہ آیا تو شہر کے شہر زمین میں سما گئے، اسی طرح کبھی آسمان سے کلو بھر کے اولے پڑتے ہیں اور کہیں پتھر جس سے جان و مال کا زبردست نقصان ہوتا ہے، مطلب یہ ہے کہ زمین پر چلو پھرو، کھاؤ کھاؤ مگر اس قادر مختار سے غرور بے خوف ہو کر شرارتیں شروع کر دینا کسی بھی حال میں جائز نہیں۔

ظفر اس کو آدمی نہ جانے گا گو ہو کیا ہی صاحب فہم و ذکا  
 جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا  
 فَسَتَعْلَمُونَ کَیْفَ نَذِیْر: سوا گردنیا میں کسی وجہ سے عذاب ٹل رہا ہے تو کیا ہوا، عنقریب مرتے ہی تم کو معلوم ہو جائے گا کہ عذاب سے میرا ڈرانا کیا تھا یعنی کیا واقعہ اور صحیح تھا۔

بطور نمونہ کے فرماتے ہیں کہ: وَلَقَدْ کَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اَنْ مَوْجُودَ کَفَّارِ مَکَہ سے پہلے جو لوگ ہو گزرے ہیں انہوں نے دین حق کو جھٹلایا تھا مثلاً قوم عاد و ثمود نے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل کیا۔

فَکَیْفَ کَانَ نَذِیْر: سودیکھ لو اور ان سے عبرت پکڑو کہ ان پر میرا عذاب کیا واقعہ ہوا، معلوم ہوا کہ کفر مغفوض ہے جس پر دنیا میں اگر عذاب نہ آیا تو آخرت میں ضرور عذاب ہوگا (اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی اور ان کی قوم کے لئے سخت تہدید ہے)

انقلابات جہاں واعظ رب ہیں سن لو ہر تغیر سے صدا آتی ہے فَافْهَمْ فَافْهَمْ

**لغات:** الْأَرْضُ: زمین (مؤنث سماعی) جمع اَرْضُونَ، اَرَاضٍ، اَرْضٌ. ذَلُولاً: اسم مبالغہ، فرماں بردار، نرم، پست، جمع ذُلٌّ، ذَلَّ لَهُ (ض) ذُلًّا وَ ذِلَّةً: کسی کے سامنے جھکنا، فرماں بردار ہونا۔

قوله من فی السماء: الاستاذ الی السماء مجازی لانه متعال عن المكان، او التاویل من فی السماء امره وهو منہی علی زعم  
 العرب حیث کانوا یزعمون انه سبحانه وتعالی فی السماء (روح المعانی)  
 ذل: (ض) ذُلًّا وَ ذِلَّةً: ذلیل ہونا، حقیر ہونا، کمزور ہونا۔

امشوا: امر جمع مذکر حاضر، مشی (ض) مشیا: چلنا (اس میں غلطی ہوئی ہے) منایب: منکب کی جمع، کندھا، موٹھا، کُلُوا امر جمع مذکر حاضر۔ اکل (ن) اکلًا: کھانا۔ وُزِق: روزی، جمع اَرْزَاق: النُّشُور: مصدر نشر (ن) نَشُورًا: زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہونا، پھیلنا۔ اَمِنْتُمْ: ماضی جمع مذکر حاضر، اَمِن (س) اَمِنًا: بے خوف ہونا، مطمئن ہونا۔ یَخْشِف: مضارع واحد مذکر غائب، خَشَف (ض) خَشَفًا: دھنسا۔ تَمُور: مضارع واحد مؤنث غائب، مَارَ (ن) مَورًا: تھر تھرانا، حرکت کرنا، حَاصِبًا: اسم فاعل، کنکر کو اڑانے والی تیز ہوا، یعنی تھر بھرانے والی آندھی، جمع حَوَاصِب، خَصَب (ض) خَصَبًا: کنکر یا پتھر مارنا۔ کَیْف اسم، قائم مقام ظرف، برائے استفہام، (مزید تفصیل احقر کی دوسری کتاب دردرس غومیر) نَذِيرُ: مصدر سماعی از باب افعال، اَنْذَرُوْا اِنْذَارًا وَنَذِيرًا وَنَذَرُوْا: ڈرانا۔ نَكِيرُ: باب افعال کا مصدر غیر قیاسی، بمعنی انکار (۲) عبرتِ ناک سزا یعنی عذاب (القاموس الوحید)

**ترکیب** هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ الْاَرْضَ ذُلُوْلًا فَاَمْشُوا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ..... هُوَ مبتدا، الذی اسم موصول جعل فعل بفاعل لكم متعلق ذلولا کے، الارض مفعول بہ اول ذلولا مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر معطوف علیہ فا عاطفہ تعقیبیہ (لتوسیع الامر علی الجعل المذکور) (روح المعانی) اَمْشُوا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ..... جملہ فعلیہ انشائیہ معطوف و معطوف علیہ ہو کر جعل پر معطوف، جعل جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، اسم موصول مع صلہ خبر، مبتدا مع خبر جملہ متانفہ۔ والیہ النشور ..... الیہ ظرف مستقر ہو کر خبر مقدم، النشور مبتدا مؤخر، پھر جملہ اسمیہ ہو کر معطوف ہے جعل لكم الارض پر۔ (روح) اَمِنْتُمْ مِنْ فِي السَّمَاءِ اَنْ يَخْشِفَ بِكُمْ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُورُ ..... حمزہ برائے استفہام انکاری۔ اَمِنْتُمْ فعل بفاعل من اسم موصول فی السماء ظرف مستقر ہو کر صلہ، اسم موصول مع صلہ مبدل منہ، اَنْ يَخْشِفَ بِكُمْ الْاَرْضَ بتادیل مصدر بدل اشتمال، مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر معطوف علیہ، فا عاطفہ اذا فجائیہ ہی تمور جملہ اسمیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ اَمِنْتُمْ مِنْ فِي السَّمَاءِ اَنْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ..... اَم مقطوعہ بمعنی بل والهمزة اَنْی بَل اَمِنْتُمْ مِنْ فِي السَّمَاءِ الخ باقی ترکیب بعینہ حسب سابق، (اضراب عن الوعد بما تقدم الى الوعد بوجه آخر) فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيرٌ ..... فا عاطفہ (معطوف علی مضمون ما سبق اَنْی اَنْذَرَكُمْ فَسَتَعْلَمُوْنَ الخ) (تفسیر مظہری) سین حرف استقبال تعلمون فعل بفاعل کیف اسم استفہام خبر مقدم نذیر ای نذیری (رعایت فواصل کی بنا پر یا حذف ہوئی) مرکب

۱۔ نشر الشی پھیلانا، منتشر کرنا، اوپر کا اشتمال اس طرح ہے، نشر الله النوفی نشرًا و نَشُورًا: مردوں کو زندہ کر کے اٹھانا۔

۲۔ قاموس القرآن میں ہے کہ کثیر خداوندی چونکہ عذاب شدید کی صورت میں رونما ہوتی ہے اسلئے اس کے معنی عذاب شدید کے بھی کئے گئے ہیں، نَكَرَ الْاَمْرُ (ک) نکارة: سخت اور دشوار ہونا۔ (۲) بر اور اجنبی ہونا۔

۳۔ (بعض نے لامشوا کی فا کو فیسر لکھا ہے ای ان عرفتم ذلك فامشوا الخ اسی طرح بعض نے فا کو عاطفہ کیا مگر معطوف علیہ محذوف مانا ہے ای انشوا لهذا فامشوا اسی طرح الیہ النشور کو بعض نے امشوا یا کُلُوا کی تفسیر مخاطب سے حال مانا ہے، نیز واضح رہے کہ هو الذی جعل لكم میں اگر جعل بمعنی صبر ہو تو وہ مفعولوں کا تقاضا کرے گا اور اگر جعل بمعنی خلق ہو تو ذلولا ترکیب میں حال بنے گا۔

اضافی مبتدا مؤخر، پھر جملہ اسمیہ فَعْلَمُونَ کے لئے بمنزلہ دو مفعولوں کے۔ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ..... واو استثنائیہ لام لام القسم كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ جملہ جواب قسم، اور جملہ قسمیہ جملہ متانہ فكيف كان نكیر... فا عاطفہ ای فَعَذَّبَهُمْ فكيف الخ كيف اسم استفہام خبر مقدم برائے كان، نكیر اسم مؤخر، ای نكیرى فعل ناقص مع اسم و خبر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانہ۔

أَوَلَمْ	يَرَوْا	إِلَى	الطَّيْرِ	فَوْقَهُمْ	صَفَتْ	وَيَقْبِضْنَ ط
کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر پرندوں کی طرف نظر نہیں کی کہ پر پھیلائے ہوئے ہیں اور پر سمیٹ لیتے ہیں •						
مَا يُمَسِّكُهُنَّ إِلَّا الرُّحْمَنُ ۖ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بِصِيرٌ ۝۱۹						
بجز رحمن کے ان کو کوئی تھامے ہوئے نہیں ہے • بیشک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے •						

**تشریح** ما قبل میں اُن دلائل توحید و قدرت کا بیان تھا جن کا تعلق آسمان اور زمین سے تھا مثلاً خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا الخ اور هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا اب یہاں سے ان دلائل توحید و قدرت کا بیان ہے جن کا تعلق زمین و آسمان کی درمیانی چیز یعنی فضاء آسمانی سے ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ الخ: کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر پرندوں کی طرف نظر نہیں کی کہ پر پھیلائے ہوئے اڑتے پھرتے ہیں (یعنی پر پھیلاتے ہیں اور ان کو حرکت نہیں دیتے) اور کبھی اپنے پر سمیٹ لیتے ہیں (یعنی پر جھپکتے ہیں اور ان کو اپنے پہلو پر مارتے ہیں) یعنی خدا کی قدرت دیکھو کہ پرندے آسمان و زمین کے درمیان کبھی پر پھیلا کر اور کبھی باز و سمیٹ کر کس طرح اڑتے ہیں اور دونوں حالتوں میں باوجود قتل اور زنی ہونے کے زمین پر نہیں گرتے۔

**تذکرہ** قوله صَفَاتٍ وَيَقْبِضْنَ: صافات اسم فاعل کا صیغہ ہے اور اسم دوام و استمرار پر دلالت کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اڑنے کے دوران پرندوں کا پر پھیلانا اکثر ہوتا ہے، جب کہ يَقْبِضْنَ فعل مضارع ہے اور فعل حدوث و تجدد پر دلالت کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ پروں کو سمیٹنا گاہے گاہے ہوتا ہے۔ (روح المعانی)

مَا يُمَسِّكُهُنَّ إِلَّا الرُّحْمَنُ: ان کو رحمن کے سوائے کوئی تھامے ہوئے نہیں ہے (بے شک اللہ رحمن و رحیم نے اپنی رحمت و حکمت سے انکی ساخت ایسی بنائی اور ان میں وہ قوت رکھ دی جس سے وہ بے تکلف گھٹنوں ہوا میں ٹھہریں)

إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بِصِيرٌ بے شک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے اور جس طرح چاہے ان میں تصرف کر رہا ہے۔

دیکھئے یہاں تک اللہ کی توحید اور اس کے علم و قدرت کے ایسے ایسے دلائل بیان فرمادیئے گئے جن میں ذرا بھی غور

بعض نے فَعْلَمُونَ میں فا کو فیسو لکھا ہے ای ان جاءكم العذاب فاستعلمون الخ۔

ترجمہ: اہلند میں لکھا ہے کہ شاید پرندوں کی مثال بیان کرنے سے یہاں اس طرف اشارہ ہو کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے عذاب بھیجنے پر قادر ہے اور کفار کو کفر و شرارت کے اس کے مستحق بھی ہیں لیکن جس طرح اللہ نے پرندوں کو ہوا میں روک رکھا ہے اسی طرح کفار پر عذاب بھی اسی طرح رکھا ہوا ہے۔

کرنے والے کو حق تعالیٰ پر ایمان لانے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا، (اللهم ثبت اقدامنا علی الایمان)

**لغات** یروا: مضارع جمع مذکر غائب، رای (ف) رؤیة: دیکھنا۔ الطیر: پرندے، طائر کی جمع۔ فوق: بمعنی اوپر، اسمائے ظروف میں سے ہے۔ صافات: اسم فاعل جمع مؤنث، صافۃ کی جمع، صف الطیر (ن) صفا: پرندوں کا دونوں بازو پھیلا کر اڑنا۔ یقبضن: مضارع جمع مؤنث غائب، قبض الطائر: (ض) قبضا: سینٹا۔ یمسک: مضارع واحد مذکر غائب، (افعال) تھامنا، روکنا (ماده مسک)، (ض) تھامنا، پکڑنا۔ بصیر: اسم فاعل از باب کرم، دیکھنے والا، (اسمائے حسنی میں سے ہے) بصر (ک) بصرًا وبصارة: دیکھنا۔

**ترکیب** اَوَلَمْ یَرَوْا اِلٰی الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صَفٌّ وَیَقْبِضْنَ ..... ہمزہ حرف استفہام انکاری واو حرف عطف اور معطوف علیہ محذوف ہے اِنیْ اَغْفَلُوْا وَلَمْ یَرَوْا الخ یَرَوْا فعل بفاعل الی الطیر متعلق یَرَوْا فعل کے فوقہم ظرف مستقر ہو کر الطیر سے حال، صافات و یقبضن معطوف و معطوف علیہ ہو کر حال الطیر سے، الغرض معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ والمراد بالرویۃ رویۃ البصر بقریۃ تعدیۃ بالی (مظہری) (ومفعول صافات محذوف ای اجنحتھن، وعطف یقبضن علی صافات لان المعنی یصففن ویقبضن اَر صافات وقابضات، وعطف الفعل علی الاسم فی مثله فصیح شائع، روح المعانی) مایمسکھن الا الرحمن ..... ما نافیہ یمسکھن فعل مع مفعول بہ الا اداة حصر، الرحمن فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ متانفہ۔ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ بِصِیْرٌ جملہ تعلیلیہ (بکل شئی متعلق بصیر کے)

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ جُنْدٌ لَّکُمْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِؕ اِنَّ الْکٰفِرِیْنَ

ہاں رحمن کے سوا وہ کون ہے کہ وہ تمہارا لشکر بن کر تمہاری حفاظت کر سکے • کافر

اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍۙ ۝۱۰ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُکُمْ اِنْ اَمْسَکَ رِزْقُهٗؕ

زے دھوکے میں ہیں • ہاں وہ کون ہے جو تم کو روزی پہنچاوے اگر اللہ تعالیٰ اپنی روزی بند کر لے •

بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَنُفُوْرٍۙ ۝۱۱ اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُکِبًّا عَلٰی وَجْهِهٖۤ اَهْدٰی اَمَّنْ

بلکہ یہ لوگ سرکشی اور نفرت پر جم رہے ہیں • سو کیا جو شخص منہ کے بل گرتا ہوا چل رہا ہو وہ منزل مقصود پر زیادہ پہنچنے والا ہوگا

یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝۱۲

یادہ شخص جو سیدھا ایک ہموار سڑک پر چلا جا رہا ہو •

- ۱۔ بعض نے کہا کہ لفظ طیر اسم جنس ہے واحد اور جمع دونوں کے لئے آتا ہے، اور طیر کی جمع طیور و اطنار، طار (ض) طیر: اڑنا۔
- ۲۔ فاعل اور مفعول اور صلات وغیرہ کے بدلنے سے فعل کے عموماً معنی بدل جاتے ہیں، لہذا ذہن میں رہے کہ اس فعل کے اور بھی معانی ہیں۔
- ۳۔ یا بحر و یقبضن کے فاعل سے حال۔

**تشریح** ماقبل میں اللہ تعالیٰ شانہ کی توحید اور اس کے علم و قدرت پر دلائل کا بیان تھا اب ان آیات میں کفار و فجار اور بدعمل لوگوں کو عذاب الہی سے ڈرایا گیا ہے، تفسیر ملاحظہ فرمائیں! اَمِنْ هَذَا الَّذِي هُوَ جُنْدُ الْخ: ہاں رحمن کے سوا وہ کون ہے کہ وہ تمہارا لشکر بن کر آفات سے تمہاری حفاظت کر سکے یعنی اگر اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل کرنا چاہیں تو دنیا کی کوئی طاقت اس کو روک نہیں سکتی، اِنَّ الْكَافِرُونَ الْخ: اور کفار جو اپنے باطل معبودوں، فرضی دیوتاؤں کے بارے میں ایسا خیال رکھیں تو وہ خالص دھوکہ میں ہیں، کیوں کہ رحمن سے الگ ہو کر کوئی کسی کی مدد نہ کر سکے گا۔

اَمِنْ هَذَا الَّذِي يَرْزُقُكُمْ الْخ: ہاں (یہ بھی بتاؤ) وہ کون ہے جو تم کو روزی پہنچائے اگر اللہ تعالیٰ اپنی روزی بند کر لے (یعنی بارش اور اس کے علاوہ جو اسباب رزق ہیں ان کو روک لے) مگر یہ لوگ اس سے بھی متاثر نہیں ہوتے بلکہ یہ لوگ سرکشی اور نفرت عن الحق پر جم رہے ہیں (یعنی معبودان باطل بُت وغیرہ نہ نقصان کے دفع کرنے پر قادر ہیں وہو المراد بقوله ينصركم: اور نہ نفع پہنچانے پر قادر ہیں وہو المراد بقوله يَرْزُقُكُمْ، پھر ان کی عبادت کرنا محض بے وقوفی ہے)

اَلَمَنْ يَمْنَسِي مُكِبًا الْخ: یہاں سے مومن اور کافر کی حالت کو ایک ظاہری مثال سے سمجھاتے ہیں، چنانچہ فرمایا کیا جو شخص اپنے منہ کے بل گرتا ہوا چل رہا ہو وہ منزل مقصود پر زیادہ پہنچنے والا ہوگا، یا وہ شخص جو سیدھا ایک ہموار سڑک پر چلا جا رہا ہو، ظاہر ہے کہ وہی شخص منزل مقصود پر پہنچے گا جو سیدھے راستے پر آدمیوں کی طرح سیدھا ہو کر چلے، اور جو شخص ناہموار راستے پر اونڈھا ہو کر منہ کے بل چلتا ہو اس کے منزل مقصود پر پہنچنے کی کیا توقع ہو سکتی ہے، پس یہی حال مومن اور کافر کا ہے کہ مومن کے چلنے کا راستہ دین مستقیم ہے اور وہ افراط و تفریط سے بچ کر سیدھا چلتا ہے، اور کافر کے چلنے کا راستہ ضلالت و گمراہی ہے پس وہ منزل مقصود پر کیسے پہنچے گا۔

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی کیں رہ کہ تو می روی بترکستان است

**لغات** جُنْدُ: لشکر، جمع جُنُودٌ وَاجْنَادٌ. قُوْنُ: اسم بمعنی سواء (۲) غیر کم۔ الْكَافِرُونَ: اسم فاعل جمع مذکر، الْكَافِرُ کی جمع، كَفَرَ (ن) كُفْرًا وَكُفْرَانًا: کافر ہونا، کفر کرنا، غُرُورٌ: مصدر، غَرَّ (ن) غَرًّا وَغُرُورًا: دھوکہ دینا (بمعنی دھوکہ اسم ہے)۔ يَرْزُقُ: مضارع واحد مذکر غائب، رَزَقَ (ن) رَزَقًا: روزی دینا، لَجُؤًا: ماضی جمع مذکر غائب، لَجَّ فِي الْأَمْرِ (ض) لَجَّ: کسی کام میں لگے رہنا، جے رہنڈ غُتُوْ: مصدر، غَتَا (ن) غُتُوْا: سرکشی کرنا، تکبر

۱۔ حضرت قتادہ نے فرمایا کہ یہ آیت آخرت میں مومن اور کافر کے حال کی خبر دینے کے لئے نازل کی گئی، پس کفار آخرت میں منہ کے بل چلیں گے اور مومنین سیدھے سیدھے۔ حدیث: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انس کی روایت ہے کہ صحابہ کرام نے سوال کیا کہ کفار چہرے کے بل کیسے چلیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس ذات نے ان کو پیروں پر چلایا ہے کیا وہ اس پر قائم رہیں کہ وہ ان کو پیروں اور سروں کے بل چلا دے۔

۲۔ قولہ اهدی یہاں تفضیل معنی مراد نہیں بلکہ نفی ہدایت مراد ہے، جیسے الغسل اخلی من الغسل میں بھی تفضیل معنی مراد نہیں ہے۔

۳۔ والآیۃ علی ما روی عن ابن عباس نزلت فی ابی جہل علیہ اللعنة وحمزة رضی اللہ عنہ والمراد العموم. (روح المعانی)

۴۔ باب سح سے بھی آتا ہے لَجَّ (س) لَجَّاجًا وَلَجَّاجَةً: جے رہنا، اڑنا۔



کرنا، نَفُورٌ: مصدر، نَفَر (ض) نَفُورًا: نفرت کرنا، يَمْشِي: مضارع واحد مذکر غائب، يَمْشِي (ض) يَمْشِي: چلنا۔ مُكِبًّا: اسم فاعل، اَوْنَدَهَا، سَرَّكَوْ (الفعال) اَكْبَ اِكْبَانًا: اَوْنَدَهَا ہونا، اَلثَّاهُونَا (مادہ كَبَّ (ن) اَوْنَدَهَا کرنا) وَجَهٌ: چہرہ، جَمْعٌ وَجُوَةٌ: اَهْدَى: اسم تفضیل، زیادہ راہ پانے والا، هَدَى (ض) هَدَايَةً: ہدایت پانا، ہدایت دینا (لازم و متعدی) سَوِيًّا: صفت مشبہ، سیدھا، جَمْعٌ اَسْوِيَاءَ، سَوِي الرُّجُلُ (س) سَوِيٌّ: درست کار ہونا۔ صِرَاطٌ: راستہ، جَمْعٌ صُرُطٌ (سیدھے اور آسان راستہ کو صِرَاطٌ کہتے ہیں، اصلہ صِرَاطٌ، س کا ص سے قلب ہے) مُسْتَقِيمٌ: اسم فاعل، سیدھا، (استفعال) اِسْتَقَامَ الشَّيْءُ اِسْتِقَامَةً: سیدھا ہونا، درست ہونا۔ (مادہ قَوَّم)

**ترکیب** اَمِنْ هَذَا الَّذِي هُوَ جُنْدٌ لَكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ۔۔۔۔۔ اَم منقطع بمعنی بل مَنْ اسم استفہام مبتدا، هَذَا اسم اشارہ مبدل مِنْ الذی اسم موصول ہو مبتدا جُنْدٌ موصوف، لَكُمْ کائن محذوف کا متعلق ہو کر جُنْدٌ کی صفت اول يَنْصُرُكُمْ من دون الرحمن جملہ فعلیہ صفت ثانی (مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ حال از فاعل يَنْصُرُ) موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر صلہ، اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر بدل یا صفت، مبدل مِنْ اپنے بدل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ (لا محل لها استئنافیہ) اِنَّ الْكَافِرُونَ اِلَّا فِي غُرُورٍ۔۔۔۔۔ اِنَّ نافیہ الکافرون مبتداء الا اداة حصر، فی غُرُورٍ متعلق ثابتون محذوف کے ہو کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ اَمِنْ هَذَا الَّذِي يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهُ۔۔۔۔۔ ترکیب اَمِنْ هَذَا الَّذِي هُوَ جُنْدٌ لَكُمْ کی طرح ہے۔ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهُ شرط اور جزا محذوف ہے اِنْ فمن یرزقکم بل لَجُؤًا فی عَتَوْ وَنَفُورٍ۔ بل برائے اضراب فی عتو ونفور متعلق لَجُؤًا کے، اور وہ جملہ متانفہ (لا محل لها) اَفَمَنْ يَمْشِي مُكِبًّا عَلَى وَجْهِهِ اَهْدَى۔۔۔۔۔ ہمزه برائے استفہام توتخی، فا عطفہ برائے ترتیب (یعنی مَنْ يَمْشِي والی مثال کفار کی سرکشی اور نصرت عن الحق پر مرتب ہے بنا بریں وہ ہدایت سے محروم ہیں، روح العالی) مَنْ اسم موصول یمشی فعل بفاعل مُكِبًّا علی وجہہ شبہ جملہ حال از ضمیر يَمْشِي (علی وجہہ متعلق مکبا کے) يَمْشِي جملہ فعلیہ خبریہ صلہ، اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر مبتدا، اَهْدَى اسم تفضیل شبہ جملہ خبر، اَمْ مَنْ يَمْشِي سَوِيًّا علی صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔۔۔۔۔ اَمْ حرف عطف مُعَادِلٌ للہمزہ (تفصیل تدریس قرآن پارہ ۷۷ میں) مَنْ اسم موصول یمشی فعل بفاعل سَوِيًّا صیغہ صفت ضمیر فاعل علی صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ متعلق سَوِيًّا کے اور وہ حال از ضمیر یمشی۔ يَمْشِي الخ جملہ خبریہ صلہ، اسم موصول مع صلہ معطوف ہے مَا قَبْلَ مَنْ يَمْشِي پر۔ (عطف المفرد علی المفرد۔)

**نائدہ** قَوْلُهُ اِنَّ الْكَافِرُونَ اِلَّا فِي غُرُورٍ: اِنَّ نافیہ جملہ اسمیہ پر بھی داخل ہوتا ہے جیسے آیت مذکورہ

۱۔ قَامَ (ن) قَوَّمَا و قِيَامًا و قَوْمًا: کھڑا ہونا، سیدھا ہونا، استقام دراصل استقام تھا، واؤ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن، واؤ کی حرکت ماقبل کو دی، واؤ دراصل متحرک تھا اب اس کے ماقبل مفتوح، واؤ کو الف سے بدل دیا۔

۲۔ يَا لَئِنْ مَنْ يَمْشِي سَوِيًّا علی صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ کے بعد اَهْدَى محذوف مانا جائے۔

میں اور جملہ فعلیہ پر بھی داخل ہوتا ہے جیسے **إِنْ يَدْعُونَ إِلَّا إِيَّانَا**۔ دوسری بات یہ ذہن نشین رہے کہ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ **إِنْ** نافیہ کے بعد **إِلَّا** ضرور آتا ہے مگر یہ قول اس دلیل سے رد ہو جائے گا کہ قرآن میں ہے **إِنْ عِنْدَكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ بِهَذَا**، لہذا **"إِنْ أَدْرَى أَقْرَبَ مَا تَوْعَدُونَ"** اکثر حضرات نحویین **إِنْ** نافیہ کو مکمل قرار دیتے ہیں کہ یہ کوئی عمل نہیں کرتا، بعض کہتے ہیں کہ **لَيْسَ** جیسا عمل کرتا ہے۔

**البلاغۃ** قول باری تعالیٰ **الْمَنْ يَمْشِي مُكِبًّا عَلَى وَجْهِهِ أَهْدَىٰ أَمَّنْ يَمْشِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ** میں استعارہ پیش کی ہے۔

<b>قُلْ هُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ٣٢</b>
آپ کہئے کہ وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور تم کو کان اور آنکھیں اور دل دئے • تم لوگ بہت کم
<b>ثُمَّ تَشْكُرُونَ ٣٣</b>
شکر کرتے ہو • آپ کہئے کہ وہی ہے جس نے تم کو روئے زمین پر پھیلایا اور تم اسی کے پاس اکٹھے کئے جاؤ گے • اور یہ
<b>مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ٣٤</b>
لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو • آپ کہہ دیجئے کہ یہ علم تو خدا ہی کو ہے اور میں تو محض
<b>أَنَا نَذِيرٌ مُبِينٌ ٣٥</b>
صاف صاف ڈرانے والا ہوں • پھر جب اس کو پاس آتا ہوا دیکھیں گے تو کافروں کے منہ بگڑ جائیں گے۔ اور کہا جائیگا
<b>هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَدْعُونَ ٣٦</b>
یہی ہے وہ جس کو تم مانگا کرتے تھے •

**تشریح** ان آیات میں پھر دلائل توحید و قدرت کا بیان ہے (ایسے دلائل جو انسانی تخلیق میں ہیں)

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! **قُلْ هُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ** الخ: آپ ان سے کہئے کہ وہی ہے یعنی وہی ایسا قادر و منعم ہے جس نے تم کو پیدا کیا تاکہ تم اپنے رب کو پہنچاؤ اور اس کی عبادت کرو، اور تم کو کان اور آنکھیں، اور دل دیئے، یعنی اللہ نے سننے کے لئے کان اور دیکھنے کے لئے آنکھیں، اور سمجھنے کے لئے دل دیا، تاکہ آدمی ان تمام قوتوں کو صحیح مصرف میں لگا کر اللہ کی اطاعت و فرماں برداری کرے، مگر تم لوگ ان نعمتوں کا بہت کم شکر کرتے ہو (کافروں کو دیکھ لیا جائے کہ ان نعمتوں کا کیا حق ادا کیا؟ اس لئے یہاں قلتِ شکر سے مراد نفی محض ہے، مظہری)

**فاخذہ** اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حواس خمسہ (سننا، دیکھنا، سونگھنا، چکھنا، اور چھونا) میں سے صرف دو کا ذکر کیا یعنی کان اور آنکھ کا، وجہ یہ ہے کہ سونگھنے، چکھنے اور چھونے سے بہت کم چیزوں کا علم انسان کو حاصل ہوتا ہے، بیشتر معلومات

کان اور آنکھ کے ذریعہ ہی حاصل ہوتی ہیں، اور ان دو میں بھی کان کو مقدم کیا، کیونکہ سنی ہوئی چیزیں بہ نسبت دیکھی ہوئی چیزوں کے زائد ہوتی ہیں، اور تیسری چیز قلب کو بتلایا ہے کہ وہ اصل بنیاد اور علم کا مرکز ہے۔

**نکتہ:** آیت مذکورہ میں لفظ السَّمْع مصدر ہے اور مصدر کو جمع نہیں لایا جاتا اس لئے اس کو مفرد ذکر کیا گیا، برخلاف بصر اور فؤاد کے، دوسری بات یہ ہے کہ کان سے آواز سنائی دیتی ہے اور آواز و صوت نوع واحد ہے اور جو چیزیں آنکھ اور دل سے حاصل ہوتی ہیں وہ انواع مختلفہ ہیں۔ (مظہری)

قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ: آپ ان سے یہ بھی کہئے کہ وہی ہے جس نے تم کو روئے زمین پر پھیلایا، اور تم قیامت کے دن اسی کے پاس اکٹھے کئے جاؤ گے، یعنی مطلب یہ ہے کہ ابتدا بھی اسی سے ہوئی، انتہاء بھی اسی پر ہوگی، جہاں سے آئے تھے وہیں جانا ہے، لہذا اس دن کے لئے تیاری کرنی چاہئے۔

وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ: اور یہ لوگ جب قیامت کا ذکر سنتے ہیں جیسا ابھی آیت مذکورہ میں گذرا یعنی ”والیہ تحشرون“ میں، تو غایت درجہ سرکشی سے کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا یعنی ہم کب اکٹھے کئے جائیں گے، اور کب آئے گی وہ قیامت، ذرا جلدی بلاؤ، اگر تم (یعنی پیغمبر اور آپ کے قبیعین مؤمنین) سچے ہو۔

قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ الْخ: آپ جواب میں کہہ دیجئے کہ یہ علم تو خدا ہی کو ہے، یعنی قیامت کے وقت کی تعیین میں نہیں گھبرا سکتا، یہ علم تو بس خدا ہی کو ہے، اور میں تو محض بطریق اجمال صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔

فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً سَيِّئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا الْخ: یہ لوگ اب تو جلدی مچا رہے ہیں لیکن پھر جب اس عذاب قیامت کو پاس آتا ہوا دیکھیں گے یعنی ان سے اعمال کا محاسبہ ہوگا اور دوزخ میں جانے کا حکم ہوگا، تو مارے غم کے کافروں کے منہ بگڑ جائیں گے کقولہ تعالیٰ وَجُوهُ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ: اور ان سے کہا جائے گا یہی ہے وہ جس کو تم مانگا کرتے تھے کہ عذاب لاؤ، عذاب لاؤ۔

**شانہ:** قیامت کی تین قسمیں ہیں: (۱) قیامت صغریٰ یعنی ہر شخص کی اپنی موت۔ (۲) قیامت وسطیٰ یعنی ایک زمانہ اور تقریباً ایک عمر کے جتنے لوگ ہیں وہ سب مرجائیں تو گویا یہ ایک قرن والوں یعنی ایک طبقہ کے لوگوں کی قیامت ہے۔ (۳) قیامت کبریٰ یعنی اس دنیا ہی کا فنا ہو جانا۔

**ضمائم کے مراجع:** قَوْلُهُ فَلَمَّا رَأَوْهُ: ضمیر کا مرجع الوعد ہے جو ماقبل میں مذکور ہوا جس سے موعود مراد ہے اور وہ عذاب ہے، قَوْلُهُ وَقِيلَ هَذَا الَّذِي: هذا کا اشارہ عذاب ہے بشرط مذکور۔

**لغات:** أَنْشَأَ: ماضی واحد مذکر غائب (افعال) پیدا کرنا (مادہ نَشَأَ) السَّمْعُ: اسم بمعنی کان، جمع أَسْمَاعٌ. الْأَبْصَارُ: آنکھیں بَصَرٌ کی جمع۔ الْأَفْبَدَةُ: دل، فؤاد کی جمع۔ قَلِيلًا: صفت مشبہ، کم، تھوڑا جمع قَلِيلُونَ (قلیل)

بمعنی عدم بھی آتا ہے) قُلْ (ض) قِلَّةٌ کم ہوتا، تھوڑا ہوتا۔ تَشْكُرُونَ: مضارع جمع مذکر حاضر، شُكْرٌ (ن) شُكْرًا وَشُكْرَانًا: شکر ادا کرنا، احسان ماننا۔ ذَرَأٌ: ماضی واحد مذکر غائب، ذَرَأَ (ف) ذَرَأَ: پھیلاتا، پیدا کرتا۔ تَحْشُرُونَ: مضارع جمع مذکر حاضر، حَشَرٌ (ن، ض) حَشَرًا: جمع کرنا، اکٹھا کرنا۔ مَتْنِي: اسمائے شرطیہ میں سے ہے اور استفہام کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ یہاں ہوا (بمعنی "کب") الْوَعْدُ: مصدر، وَعَدَ (ض) وَعَدًا وَعِدَةً وَمَوْعِدًا: وعدہ کرنا (الوعدہ بمعنی وعدہ حاصل مصدر یعنی اسم ہے، اور وعدہ سے مراد اکثر جگہ روز قیامت ہے) صَادِقِينَ: اسم فاعل جمع مذکر، صَدَقَ (ن) صِدْقًا: سچ بولنا۔ مُبِينٌ: اسم فاعل از باب افعال، ظاہر کرنے والا یعنی کھول کر صاف صاف بیان کرنے والا، أَبَانَ إِبَانَةً: ظاہر ہونا، ظاہر کرنا (لازم و متعدی) (مادہ بَيْنَ) زُلْفَةٌ: اسم بمعنی نزدیک، پاس، جمع زُلْفٌ زُلْفٌ (ن) زُلْفًا: نزدیک ہونا۔ (امام بغویؒ کہتے ہیں کہ زلفۃ اسم ہے بوصف مصدر، اس میں مذکر و مؤنث، واحد وثنیہ وجمع سب برابر ہیں) مَبِيتٌ: ماضی مجہول واحد مؤنث غائب، سَاءَ (ن) سَاءُ: برا ہونا، بد شکل ہونا۔

(اسی کو حضرت تھانویؒ اور دیگر مفسرین نے بگڑنے سے تعبیر فرمایا ہے)۔ تَدْعُونَ: مضارع جمع مذکر حاضر (الفعال) اِدْعَاءُ بمعنی مانگنا، چاہنا، تائے افعال دال سے بدلی ہوئی ہے (مادہ دَعَوُ، دَعَا (ن) دَعَا وَدَعْوَةٌ: مَنَّا، بلانا، پکارنا)

**ترکیب** قُلْ هُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ: ..... قُلْ فعل امر بفاعل، هُوَ مبتدا الذی اسم موصول أَنْشَأَكُمْ وجعل الخ معطوف ومعطوف علیہ ہو کر صلہ، (لکم) متعلق جعل کے یا السَّمْعَ وغیرہ سے حال، یا بمنزلہ مفعول ثانی اگر جعل بمعنی صَيَّرَ ہو، باقی ترکیب آسان ہے) اسم موصول مع صلہ خبر، مبتدا مع خبر مقولہ، قول مع مقولہ جملہ متانفہ، قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ ..... قَلِيلًا صفت ہے مصدر محذوف شُكْرًا کی، ما زائدہ برائے تاکید، تقلیل، موصوف مع صفت مفعول مطلق مقدم، تَشْكُرُونَ فعل بفاعل، پھر مکمل جملہ، جملہ متانفہ یا لکم کی ضمیر سے حال مقدّرہ۔ قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ: ..... قُلْ فعل امر، ضمیر انت فاعل، هُوَ ضمیر مرفوع منفصل مبتدا، الَّذِي اسم موصول ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ جملہ فعلیہ معطوف علیہ واد حرف عطف الیہ متعلق مقدم تَحْشَرُونَ کے، اور وہ جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر صلہ، اسم موصول مع صلہ خبر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مقولہ، قول مع مقولہ جملہ متانفہ (لا محل لها) وَيَقُولُونَ مَتْنِي هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ: ..... واو استینافیہ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) يَقُولُونَ فعل بفاعل، مَتْنِي اسم استفہام کائن محذوف

۱۔ وعدہ کا استعمال خیر اور شر دونوں میں ہوتا ہے جیسے اَلَمْ يَعْذِبْكُمْ رَبُّكُمْ وَعَذَابُكُمْ حَسَنًا اور النَّارُ وَعَذَابُ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا جب کہ وعید کا استعمال صرف شر کے لئے ہے۔

۲۔ مبین لازم بھی آتا ہے بمعنی ظاہر یعنی کھلا ہوا، اور مجرد میں اس طرح ہے کہ بَانَ (ض) بَيْنَا: واضح ہونا، واضح کرنا۔ بَانَ بَيْنُونُهُ جِدَا ہونا، جدا کرنا۔

۳۔ اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ میں لکھا ہے کہ زلفۃ اسم مصدر ہے اَزْلَفَ اِزْلَافًا سے، بمعنی اسم فاعل یعنی مَزْلَفَ قَرِيبًا

۴۔ قَلِيلًا کو تَشْكُرُونَ کا ظرف بنانا بھی صحیح ہے۔

کا ظرف زمان اور وہ خبر مقدم، هذا الوعد اسم اشارہ اپنے مثلاً الیہ یا بالفاظ دیگر مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مقولہ، اور جملہ بقولون الخ جملہ مستأنفہ۔ ان کنتم ضابطین۔۔۔ جملہ شرطیہ اور جزاء محذوف ای فیتنوا وفتنہ، شرط و جزاء بقولون کے تحت واقع ہیں۔ قل انما العلم عند الله واما انا نذیر مبین: ترکیب ظاہر ہے (انما کافہ وکوفہ العلم عند الله مبتدا و خبر، انما انا نذیر مبین ماقبل انما العلم الخ پر معطوف) فلما راوه زلفۃ مبینت وجوه الذین کفروا وقیل هذا الذی کنتم به تدعون: فافصیحہ کیونکہ اس نے دو مقدر جملوں کو ظاہر کیا، کائنہ قیل "وقد اتاهم الموعود فرأوه فلما الخ، لہذا ظرفیہ بمعنی جین، خصمن معنی شرط مغفای، راوہ فعل بفاعل مفعول بہ، جملہ فعلیہ مضاف الیہ زلفۃ حال راوہ کی ضمیر مفعول سے، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب و جزاء مبینت کا۔ مبینت فعل ماضی مجہول وجوہ مضاف الذین کفروا اسم موصول مع صلہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر نائب فاعل مبینت کا اور وہ جملہ ہو کر معطوف علیہ ہوا و حرف عطف قیل فعل مجہول هذا الذی کنتم به تدعون۔۔۔ مبتدا و خبر ہو کر مقولہ۔ قیل کا عطف مبینت پر، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ مقدرہ پر معطوف، (لہذا مبتدا مابعد خبر، بہ متعلق مقدم ہے تدعون کا)

**فائدہ** قولہ وجوہ الذین کفروا۔ ضمیر کی جگہ اسم ظاہر اسم موصول کو لائے تاکہ کفر کی مذمت پر صراحت ہو جائے اور ان کے اس عذاب دردناک کی علت کی طرف بھی اشارہ ہو جائے۔

**اجزاء** حال مقدرہ وغیرہ کی تعریف یاد کریں اور اس کی تمام تر تحقیق مشکل ترکیبوں کا حل میں ملاحظہ فرمائیں۔

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَهْلَكْنِي اللَّهُ وَمَنْ مَعِيَ أَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُجِيرُ الْكَافِرِينَ

آپ کہئے کہ تم یہ بتلاؤ کہ اگر خدا تعالیٰ مجھ کو اور میرے ساتھ والوں کو ہلاک کر دے یا ہم پر رحمت فرما دے تو کافروں کو

مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۸﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمَنُ أَمَّنَا بِهِ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا

عذاب دردناک سے کون بچالے گا۔ آپ کہئے کہ وہ بڑا مہربان ہے ہم اس پر ایمان لائے اور ہم اس پر توکل کرتے ہیں

فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿۹﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ

سو عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ صبح گمراہی میں کون ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ اگر تمہارا پانی

غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ ﴿۱۰﴾

نیچے کو غائب ہی ہو جاوے سو وہ کون ہے جو تمہارے پاس سوت کا پانی لے آئے۔

- ۱۔ بقول بعض ماقبل پر معطوف۔
- ۲۔ بعض نے زلفۃ کو اسم مصدر کہا ہے لہذا یہ اسم فاعل منزل لفا کے معنی میں ہو کر حال۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ ظرف واقع ہے۔ ای مکاناً ذا زلفۃ، بعض نے اس کو مستقل اسم مانا ہے بمعنی نزدیک، لہذا اس صورت میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں (روح المعانی)



**تشریح** کفار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہلاکت کی تمنا کرتے تھے کقولہ تعالیٰ اَمْ یَقُولُونَ شَاعِرٌ فَتَرْبُصْ بِهِ رَبِّیَ الْمُنُون اور آپ کو نعوذ باللہ منسوب الی العلل قرار دیتے تھے تو مذکورہ آیت میں اس کے جواب کی تعلیم دی گئی ہے، تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔ **قُلْ اَرَاَیْتُمْ النِّخ:** آپ ان سے کہئے کہ تم یہ بتلاؤ کہ اگر خدائے تعالیٰ مجھ کو اور میرے ساتھ والوں کو تمہاری تمنا کے موافق دنیا میں ہلاک کر دے یا ہمارے عقیدہ کے موافق ہم پر رحمت فرما دے اور ہم کو کامیاب و بامراد کر دے تو تم لوگ دونوں صورتوں میں اپنی خبر لو، اور یہ بتلاؤ کہ کافروں کو عذاب دردناک سے کون بچائے گا، یعنی ہمارا انجام دنیا میں جو کچھ ہو بہر حال آخرت میں بہتری ہے لیکن تم اپنی فکر کرو کہ اس کفر و سرکشی پر جو دردناک عذاب آنا یقینی ہے اس سے تمہاری جان کیسے بچے گی؟

**قُلْ هُوَ الرَّحْمَنُ النِّخ** آپ ان سے یہ بھی کہئے کہ وہ بڑا مہربان ہے، ہم اس پر ایمان لائے، اور ہم اسی پر توکل کرتے ہیں، لہذا ایمان کی برکت سے ہماری نجات یقینی ہے، اور توکل کی برکت سے مقاصد میں کامیابی یقینی ہے، کقولہ تعالیٰ وَمَنْ یَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ النِّخ اور تمہارے اندر اے کافرو! دونوں چیزیں نہیں نہ ایمان اور نہ توکل، لہذا فرمایا فَسَتَعْلَمُونَ النِّخ سو عنقریب تم جان لو گے (یعنی جب اپنے کو عذاب میں مبتلا اور ہم کو اس سے محفوظ دیکھو گے) کہ صریح گمراہی میں کون ہے، یعنی تم ہو جیسا کہ ہم کہتے ہیں، یا ہم ہیں جیسا کہ تم کہتے ہو۔

**قُلْ اَرَاَیْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَاؤُكُمْ النِّخ** اوپر ایک آیت گزری ہے **فَمَنْ یُجِیْزُ الْکَافِرِیْنَ مِنْ عَذَابِ الْیَم:** یعنی تم کو عذاب الیم سے کوئی نہیں بچا سکتا، اور اگر تم کو اپنے فرض معبودوں پر گھمنڈ ہو کہ وہ بچالیں گے تو اس گمان کے ابطال و ازالہ کے لئے فرمایا کہ **قُلْ اَرَاَیْتُمْ النِّخ** آپ ان سے یہ کہہ دیجئے کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ اگر تمہارا پانی (جو کنوؤں میں ہے) نیچے کو اتر کر غائب ہی ہو جائے یعنی زمین کی گہرائی میں اتر جائے، جیسا کہ شدید گرمیوں میں یہ صورت پیش آ جاتی ہے تو وہ کون ہے جو تمہارے پاس سوت کا پانی لے آئے، یعنی کنویں کے سوت کو جاری کر دے، لہذا جب خدا کے مقابلہ میں کسی کو اتنی بھی قدرت نہیں کہ معمولی طبعی واقعات میں تصرف کر سکے تو عذاب آخرت سے بچانے کی کیا قدرت ہوگی۔

**حدیث** حدیث میں ہے کہ جب آدمی یہ آیت تلاوت کرے تو اس کو کہنا چاہئے **اللہ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ** یعنی اللہ رب العالمین ہی پھر اس پانی کو لاسکتا ہے ہماری کسی کی طاقت نہیں۔

**لغات** رَجَمَ: ماضی واحد مذکر غائب، رَجَمَ (م) رَحْمَةً وَمَوْحَمَةً: رحم کرنا، معاف کرنا۔ یُجِیْزُ: مضارع واحد مذکر غائب (افعال) اَجَارَ، اَجَارَہُ۔ پناہ دینا، پناہ (مادہ جوڑ) (ن) پناہ کا طالب ہونا) الْیَم: صفت مشبہ واحد مذکر بروزن فعلیل بمعنی فاعل، دردناک، دکھ دینے والا (الیم بمعنی مولم، اَلَمَ اِیْلَافًا: (افعال) تکلیف دینا، اَلَمَ (م) اَلَمًا: تکلیف میں ہونا) اَصْبَحَ: فعل ناقص از اصباح، بمعنی صبح کرنا، کسی کام کا ہو جانا یعنی بمعنی صار۔ ماء:

۱۔ حضرات مفسرین نے بیان کیا کہ اس آیت کو بعض متکبرین نے سنا تو بڑی ہی گستاخی سے کہا "ہم زمین سے کھود کر نکال لیں گے" اسی وقت خدا نے ان کو تکمیل کی رحمت اور اس کا پانی جذب کر لیا اور غیب سے ندا سنائی۔ یہی کہ اسے گستاخ تو زمین کی تہوں سے پانی کیا نکال کر لائے گا تو اپنی آنکھ ہی کا پانی لے گا۔ شان خداوندی میں استغنی سے اللہ رب العزت محفوظ رہے۔

پانی، اصلہ مؤنۃ جمع میناء۔ غورًا: مصدر بمعنی اسم فاعل (غائرا) زمین میں اتر جانے والا، غار الماء (ن) غورًا: پانی کا زمین میں اترنا۔ معین: صیغہ صفت بروزن فعلیل بمعنی فاعل، جاری (الماء المعین، آب جاری) مَعَن الماء (ف) مَعَنًا: پانی کا جاری ہونا۔

**ترکیب** قُلْ ارَأَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكْنِي اللّٰهُ وَمَنْ مَعِيَ اَوْ رَحِمْنَا فَمَنْ يُجِيزُ الْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابِ الْبَیْمِ۔ قُلْ فعل امر بفاعل۔ ارأیتُمْ ہمزہ حرف استفہام برائے انکار، رأیتُمْ فعل بفاعل بمعنی اخبرونی (ای الرویۃ علمیۃ) اِنْ شرطیہ اَهْلَكْنِي اللّٰهُ فعل مع مفعول بہ و فاعل، واو حرف عطف مَنْ اسم موصول معی مضاف و مضاف الیہ استقر محذوف کا ظرف، اور وہ صلہ، اسم موصول مع صلہ معطوف اَهْلَكْنِي کے مفعول ی ضمیر پر، پھر جملہ اَهْلَكْنِي الخ معطوف علیہ اَوْ حرف عطف رَحِمْنَا جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر شرط، فَمَنْ يُجِيزُ الْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابِ الْبَیْمِ جزاء (مَنْ اسم استفہام مبتدا، يُجِيزُ الخ خبر) بعض نے جزاء محذوف مانی ہے ای فلا فائدہ لکم، اور پھر فَمَنْ يُجِيزُ الخ کے فاکوتعلیلہ کہا اِنی لانہ لا مجیر لکم، الغرض شرط و جزا ل کر ارأیتُمْ کے لئے دو مفعولوں کے قائم مقام۔ رأیتُمْ الخ مقولہ، قول مع مقولہ جملہ متانفہ۔ قُلْ ہو الرحمن آمنّا بہ و علیہ تو کَلْنَا ..... قُلْ فعل بفاعل ہو متبدا الرحمن خبر اول، آمنّا بہ و علیہ تو کَلْنَا معطوف و معطوف علیہ ہو کر خبر ثانی (علیہ متعلق مقدم تو کَلْنَا کے) مبتدا اپنی دونوں خبروں سے مل کر مقولہ، قول مع مقولہ جملہ متانفہ۔ فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ..... فا فسیہ اِنی اِنْ جاء کم العذاب، سین حرف استقبال تعلمون فعل بفاعل مَنْ اسم استفہام مبتدا، ہو ضمیر فصل فی ضلال مبین متعلق ہو کر خبر، مبتدا مع خبر تعلمون کے لئے دو مفعولوں کے قائم مقام، پھر تعلمون الخ جزاء شرط مع جزاء جملہ شرطیہ جزائیہ۔ قُلْ ارَأَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ ماءٌ کُمْ غورًا فَمَنْ یاتیکم بماء معین ..... قُلْ فعل بفاعل، ارأیتُمْ حسب سابق اِنْ اَصْبَحَ ماءٌ کُمْ غورًا شرط (ماء کم مرکب اضافی اَصْبَحَ فعل ناقص کا اسم، غورًا ای غائرا خبر) فا جزائیہ مَنْ اسم استفہام مبتدا یاتیکم بماء معین خبر (بماء معین متعلق یاتی کے اور معین صفت ماء کی) شرط اپنی جزا سے مل کر رأیتُمْ کے لئے دو مفعولوں کے قائم مقام، پھر حسب سابق۔



۱۔ بعض نے کہا کہ معین بروزن صبیح دراصل مفعول ہے بروزن مفعول (اسم مفعول) عان (ض) غینا: دیکھنا، نظر لگانا، لہذا معین کے معنی ہوں گے وہ جس کو آنکھیں دیکھیں، اس صورت میں ہم زائد ہوگا ماء معین آب جاری، لیکن اشکال یہ ہوگا کہ اس صورت میں اس کے اندر جاری ہونے کے معنی کس طرح ثابت ہوں گے لہذا وہ تفسیر جو لغات کے تحت لکھی ہے زیادہ صحیح ہے۔

سُورَةُ الْقَلَمِ الْحَمْدُ

## سُورَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ

ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ﴿١﴾ مَا أَنْتَ بِمُعْجِزٍ ۚ

ن قسم ہے قلم کی اور ان کے لکھنے کی • کہ آپ اپنے رب کے فضل سے معجز نہیں ہیں •

وَأَنْ لَّكَ لَا جُرَا غَيْرَ مَمْنُونٍ ﴿٢﴾ وَأَنْتَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴿٣﴾

اور بیشک آپ کے لئے ایسا اجر ہے جو ختم ہونی والا نہیں • اور بیشک آپ اخلاق کے اعلیٰ چمکانہ پر ہیں •

**وہم** سورت سابقہ میں دلائل توحید و قدرت کا بیان تھا، اور کفار و منکرین پر عذاب شدید کا ذکر تھا، اس سورت میں کفار کے ان اعتراضات اور طعنوں کا جواب ہے جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا کرتے تھے مثلاً کامل العقل و کامل العلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ مجنون، کہتے تھے وغیرہ وغیرہ، اور چونکہ انکار نبوت کفر ہے اس لئے بعض آیات میں کفار کی سزا کا بھی ذکر ہے۔

**تشریح** اوپر ربط کی تقریر سے معلوم ہو گیا کہ مشرکین مکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون و دیوانہ کہتے تھے، تو ان آیات میں اللہ تعالیٰ شانہ نے ان کے خیال باطل کی تردید اور آپ کی تسلی فرمادی، تفسیر ملاحظہ فرمائیں!

ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ: حرف نون حروف مقطعات میں سے ہے اور اس کے معنی اللہ ہی کو معلوم ہیں، یا اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو، امت کو اس کی تحقیق میں پڑنے سے روک دیا گیا ہے۔ (معارف القرآن)

قسم ہے قلم کی، یعنی قلم تقدیر کی جس سے مخلوق کی تقدیریں لوح محفوظ پر لکھی گئیں، حضرت عبادہ بن الصامتؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا اور اس کو حکم دیا کہ لکھ، قلم نے عرض کیا کہ کیا لکھوں؟ تو حکم دیا کہ تقدیر الہی کو، چنانچہ قلم نے حکم کے مطابق ابد یعنی ہمیشہ ہمیش تک ہونے والے تمام واقعات اور حالات کو لکھ دیا۔ (رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب)

وَمَا يَسْطُرُونَ: اور قسم ہے ان فرشتوں کے لکھنے کی، یعنی وہ فرشتے جو کہ کاتب اعمال ہیں (حضرت ابن عباسؓ نے الْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ کی یہی تفسیر بیان فرمائی ہے، بیان القرآن) اس تفسیر کے مطابق ما مصدریہ اور يَسْطُرُونَ

۱۔ معارف القرآن میں لکھا ہے کہ قلم سے مراد عام قلم بھی ہو سکتا ہے جس میں قلم تقدیر بھی داخل ہے جس کا اوپر ذکر ہوا اور فرشتوں اور انسانوں کے وہ سب قلم بھی جن سے کچھ لکھا جاتا ہے کما بقول ابی حاتم۔

علامہ بغویؒ فرماتے ہیں کہ قلم تقدیر نور کا تھا جس کی لمبائی زمین و آسمان کے مابین فاصلہ کے برابر تھی، حضور کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے زمین و آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل مخلوقات کی تقدیریں لکھ دی تھیں۔

کی ضمیر سے مراد ملائکہ ہیں جو لفظ القلم سے مفہوم ہے یا بالفاظ دیگر مسطورون کی ضمیر سے مراد ملائکہ ہی ہیں اس اعتبار سے کہ قلم سے مراد اصحاب قلم ہوں مجازاً (روح المعانی)

آگے جواب قسم ہے مَا أَنْتَ بِنِعْمَةٍ رَبِّكَ بِمُحْتَوُونَ کہ آپ اپنے رب کے فضل سے محنتون نہیں ہیں جیسا کہ منکرین نبوت کہتے ہیں (کما فی قوله تعالیٰ یا ایہا الذی نُزِّلَ عَلَیْهِ الذِّکْرُ إِنَّكَ لَمُحْتَوُونَ) مطلب یہ ہے کہ آپ نبی برحق ہیں اور بنعمۃ ربک بوحا کر دعویٰ کی دلیل بھی دے دی کہ جس شخص پر اللہ کا فضل اور نعمت ہو وہ کیسے محنتون ہو سکتا ہے، اس کو محنتون کہنے والا خود محنتون ہے۔

**قسم و جواب قسم میں مناسبت** یہ قسمیں دعویٰ مذکور مَا أَنْتَ بِنِعْمَةٍ إلخ کے نہایت مناسب ہیں مثلاً قلم کی قسم کھائی گئی جس سے مقادیر خلق لکھی گئیں اور منجملہ تقادیر کے نزول قرآن بھی ہے پس اس آیت میں اشارہ ہے کہ آپ کی نبوت علم الہی میں پہلے سے محقق ہے، پس ثبوت اس کا متیقن ہے، اور مَا یَسْطُرُونَ کی قسم کھائی گئی پس اس میں اشارہ ہے کہ اعمال لکھنے والے فرشتے صدقین و منکرین نبوت ہر دو کے اجمال کو لکھ رہے ہیں پس انکار نبوت پر سزا ہوگی، لہذا اس سے ڈر کر ایمان لانا واجب ہے۔

وَأَنَّ لَكَ لَا جَرَءًا غَيْرَ مَعْنُونٍ: اس میں مضمون مذکور کی تائید ہے کہ بے شک آپ کے لئے اس تبلیغ احکام پر ایسا اجر ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں، مطلب یہ ہے کہ آپ کے جس کام کو یہ دیوانے لوگ جنون کہہ رہے ہیں وہ عند اللہ مقبول عمل ہے جس پر اجر عظیم ملنے والا ہے اس میں بھی اثبات نبوت ہے کیونکہ محنتون کے عمل پر محنتون کو اجر نہیں ملا کرتا اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی بھی ہے کہ آپ چند روز برداشت کر لیجئے کہ انجام اس کا اجر عظیم ہے۔  
وَأَنَّكَ لَعَلَىٰ خَلْقٍ عَظِيمٍ: مزید تاکید و تائید کے لئے فرماتے ہیں کہ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق (حسنہ) کے اعلیٰ پیمانے پر ہیں، اور محنتون میں اخلاق کا کمال کہاں ہوتا ہے، یہ بھی طعن مذکور کا جواب ہے۔

**رسول اللہ ﷺ کا خلق عظیم واقعہ** حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، اس پوری مدت میں جو کام میں نے کیا آپ نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ ایسا کیوں کیا، اور جو کام نہیں کیا اس پر کبھی یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام کیوں نہیں کیا (حالانکہ ظاہر ہے کہ دس سالہ مدت میں بہت سے کام خلاف طبع ہوئے ہوں گے) (بخاری و مسلم)

**واقعہ** حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنے ہاتھ سے کسی کو نہیں مارا، بجز جہاد فی سبیل اللہ کے کہ اس میں کفار کو مارنا اور قتل کرنا ثابت ہے۔

**واقعہ** حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ خوش گو تھے، نہ خجش چیزوں کے پاس جاتے تھے، نہ لہ لہولہ و ما یسطورون: مسطورون کی ضمیر کا مرجع القلم بھی ہو سکتا ہے اور مراد اس سے قلم تقدیر لیا جائے، اب ضمیر کو جمع لانا اس قلم کی تنظیم کی غرض سے ہوگا فَإِنَّ الْقَلَمَ أَخُو اللِّسَانِ وَنِعْمَةٌ مِنَ الرَّحْمَنِ عَلَىٰ عِبَادِهِ۔ یا مرجع قلم ہی ہو اور مراد اس سے جنس قلم ہو اب ضمیر کو جمع لانا بوجہ تعدد قلم ہوگا، مگر چونکہ قلم کا تب نہیں ہوتا بلکہ کتاب کا آل ہوتا ہے لہذا اس کی طرف اشارہ ادا مجازی ہوگی۔ (روح)

بازاروں میں شور و شغب کرتے تھے، برائی کا بدلہ کبھی برائی سے نہیں دیتے تھے بلکہ معافی اور درگزر کا معاملہ فرماتے تھے۔  
(مزید کیا لکھوں، لکھنے کو تو بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے لیکن بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عظیمہ، اوصاف حسنہ، خصال محمودہ اور آپ کے علمی و عملی کارہائے عظیمہ، نیز علم و حلم، شدت حیا، کثرت عبادت و سخاوت، صبر و شکر، زہد و تواضع، رحمت و شفقت، حسن معاشرت و ادب وغیرہ کو قلم بند کرنے کے لئے ایک عمر طویل چاہئے۔

راہ میں کانٹے جس نے بچائے  
گالی دی پھر برسائے  
اس پر چھڑکی پیار کی شبنم  
صلی اللہ علیہ وسلم  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں تند خوئی، بد مزاجی، اور ڈکثیر شپ نام کو بھی نہ تھی، یہی وجہ تھی کہ زمانہ آپ کا دلدادہ اور گرویدہ بنتا چلا گیا، اور اسلام دنیا میں تیز ہوا اور بڑھتے ہوئے سیلاب کی طرح پھیلتا چلا گیا۔

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر  
راہ رزواتے گئے اور کارواں بنتا گیا  
لہذا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام تو بڑور شمشیر پھیلا ہے تو ان کی کم فہمی، غیر انصاف پسندی پر تعجب و افسوس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

**لغات:** الْقَلَمُ: قلم یعنی لکھنے کا آلہ، جمع اقلام، يَسْطُرُونَ: مضارع جمع مذکر غائب، سَطَرَ (ن) سَطَرًا: لکھنا۔  
نعمۃ: فضل و انعام، جمع نِعَمٍ وَاَنْعَمَ: مَجْنُونٌ: اسم مفعول، دیوانہ، پاگل، بے وقوف، جمع مَجَانِين، جُنَّ (ن) جُنًا و جُنُونًا: دیوانہ ہونا، عقل زائل ہونا۔ اَجْرًا: بدلہ، ثواب، جمع اُجُورًا، مَمْنُونٌ: اسم مفعول واحد مذکر، مَنْ (ن) مَنًا: کاٹنا، کم کرنا، غیر ممنون کا مطلب ہوگا ایسا اجر جو نہ کم کیا ہوا ہوگا، اور نہ منقطع اور ختم ہوگا، خُلِقَ: عادت، خصلت، جمع اخلاق۔ عَظِيمٌ: صیغہ صفت بمعنی بڑا، جمع عَظَمَاء و عِظَام، عَظَمَ (ك) عِظْمًا و عِظَامَةً: بڑا ہونا۔

**ترکیب:** ن حروف مقطعات میں سے ہے، والقلم وما یسطرون..... واو حرف قسم و جر، القلم: معطوف علیہ ما مصدریہ یسطرون: بتادیل مصدر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور، جار مجرور متعلق فعل محذوف اُقْسِمَ کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر قسم۔

۱۔ جُنَّ (ض) جُنًا: چھپنا، جُنَّ الشَّيْءُ (ن) جُنًا و جُنُونًا: چھپا، جُنَّ کے معنی لغت میں چوں کہ چھپانے کے ہیں، اس لئے اس کے تمام مشتقات میں یہ معنی موجود ہیں جیسے جُنَّ پرودہ، آذر، قبر، جُنَّ انسان کے بالقابل پوشیدہ مخلوق، جنہن رحم مادر میں رہنے والا بچہ، مجنون، وہ شخص جس کی عقل اور حواس پر کسی قسم کا پردہ پڑ گیا ہو، جعنة ذوال حال، جنون: دماغی خلل جو عقل کو ضابط لے، وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ امام راغب مفردات القرآن میں فرماتے ہیں کہ عظم الشَّيْءِ کے معنی دراصل تخیل عظیمہ ہیں، یعنی اس کی بڑی بڑی ہوئی، اس لئے عظیم کے اصل معنی ہوئے بڑی بڑی والا، پھر بطور استعارہ ہر کبیر کے لئے اس کا استعمال ہونے لگا، اور بجائے کبیر کے عظیم بولنے لگے، خواہ وہ شی محسوس ہو یا معقول، عین ہویا ذات، یا معنی ہو یعنی مفہوم، علامہ زحمری تفسیر کشاف میں رقمطراز ہیں کہ عظیم اور کبیر میں فرق یہ ہے کہ عظیم حقیر کی نقیض ہے، اور کبیر، صغیر کی، لہذا عظیم کبیر سے بڑھ کر ہے جس طرح حقیر، کمتر ہے، صغیر سے، اور تاج العروس میں ہے کہ عظیم حق تعالیٰ شانہ کی صفات میں سے ہے جو بمعنی کبیر ہے۔ اور یہ دونوں مترادف لفظ ہیں، اور فخر الدین رازی کہتے ہیں کہ کبیر وہ ہے جو ذاتی طور پر بڑا ہو، اور عظیم وہ ہے جس کو دوسرے بڑا سمجھیں، اسی لئے اللہ کے وصف میں بجائے عظیم کے کبیر کا استعمال زیادہ ہے۔

۳۔ مایسطرون: میں ما کو اسم موصول اور یسطرون کو مصلحتانا بھی درست ہے۔ حسیب: احمد حمزہ داری



ما انت بنعمة ربك بمجنون ما مشابہ یلیس انت ضمیر اس کا اسم، بنعمة ربك متعلق معنی نفی کے جس پر لفظ ما دال ہے اے انتفی عنك الجنون بسبب نعمة ربك (اس عقل میں باسیبہ ہوگا) بمجنون با زائدہ اور مجنون لفظ مجرور محلا منصوب خبر ماکی، ما مشابہ یلیس اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واو حرف عطف ان لك لا اجرا غیر ممنون لك ثابت محذوف کے متعلق ہو کر خبر مقدم ان کی لام مزحلقة اجرا غیر ممنون مرکب تو صلی ہو کر اسم، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر معطوف علیہ معطوف و انتك لعلی خلق عظیم معطوف (علی کا لام مزحلقة) تمام معطوفات مل ملا کر جواب قسم۔

**اجزاء** ما انت بنعمة ربك الخ ما مشابہ یلیس ہے، اب طلبہ عزیز کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس کا عمل متنی شکلوں میں باطل ہو جاتا ہے، بعض لوگوں کو ما والا مشبہین یلیس کی ترکیب میں دھوکہ لگتا ہے، جس کو میں نے اپنی دوسری کتاب درس نحو میر میں بعنوان مغالطہ ذکر کیا ہے۔

فَسْتَبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ ⑤ بَايَكُمُ الْمَفْتُونُ ⑥ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ

سو عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے اور یہ لوگ بھی دیکھ لیں گے • کہ تم میں کس کو جنون تھا • آپ کا پروردگار اس شخص کو بھی خوب جانتا ہے

بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ⑦ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ⑧ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ ⑨

جو اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہ راہ پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے • تو آپ ان تکذیب کرنے والوں کا کہنا نہ مانئے •

وَذُؤَا لَوْ تَذَهْنُ فَيَذْهَبُونَ ⑩ وَلَا تُطِعِ كُلَّ خَلَافٍ مَّهِينٍ ⑪

یہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ آپ ڈھیلے ہو جاویں تو یہ بھی ڈھیلے ہو جاویں • اور آپ کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت قسمیں کھانے والا ہو بے وقعت ہو •

هَمَّازٍ مَّشَاءً بَنِيمٍ ⑫ مَنَاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ ⑬ اِئْتِمِ ⑭

طعنہ دینے والا ہو، چغلیاں لگاتا پھرتا ہو • نیک کام سے روکنے والا ہو، حد سے گزرنے والا ہو، گناہوں کا کرنے والا ہو •

عُتِلَ بَعْدَ ذَلِكَ زَيْنِمْ ⑮ أَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ ⑯ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا

خست مزاج ہو اس کے علاوہ حرامزادہ ہو • اس سبب سے کہ وہ مال و اولاد والا ہو • جب ہماری آیتیں اسکے سامنے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں

قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ⑰ سَنَسِفُهُ عَلَى الْخُرُطُومِ ⑱

تو وہ کہتا ہے کہ یہ بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے منقول چلی آتی ہیں • ہم عنقریب اس کی ناک پر داغ لگا دیں گے •

**تشریح** مکررین رسالت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں مہمل باتیں بکتے تھے تو آپ ﷺ کو سلی دی

۱۔ دوسری ترکیب یہ ہے کہ با برائے طاعت ہو اور نعمة ربك، متلبسا کے متعلق ہو کر حال ہو مجنون کی ضمیر سے، اور بمجنون کی با چونکہ زائدہ ہے لہذا یہ مقدم میں عمل کرنے سے مانع نہ ہوگی۔ (دونوں ترکیب روح المعانی میں ہیں)

جاری ہے کہ آپ غم نہ کیجئے، سو عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے اور یہ لوگ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں کس کو جنون تھا (یعنی کل قیامت میں یہ لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ مجنون یہ خود ہی تھے)

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ النِّجَ: آپ کا پروردگار اس شخص کو بھی جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے، اور وہ راہ راست پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے، اس لئے ہر ایک کو اس کے مناسب جزا و سزا دے گا۔

فَلَا تُطِيعِ الْمُكَذِّبِينَ: جب آپ برحق ہیں اور یہ لوگ باطل پر ہیں تو آپ ان تکذیب کرنے والوں کا کہنا نہ مانئے، جیسا کہ اب تک نہیں مانا، اور وہ کہنا یہ ہے جو ابھی مذکور ہوتا ہے، یعنی وَذُؤُوا لَوْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ: یہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے منصبی کام یعنی تبلیغ میں ذرا کچھ نرم اور ڈھیلے ہو جائیں تو یہ بھی ڈھیلے ہو جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈھیلا ہونا یہ کہ بت پرستی کی مذمت نہ کریں، اور ان کا ڈھیلا ہونا یہ کہ آپ کی مخالفت نہ کریں، (لہذا اس طرز عمل سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ فَلَا تُطِيعِ الْمُكَذِّبِينَ، کیونکہ اس سلسلہ میں اگر آپ نرم روش اختیار کریں گے اور عقیدہ حق سے ہٹ کر نرمی برتیں گے، تو آپ کی بعثت کی اصل غرض حاصل نہیں ہو سکے گی، لہذا آپ تو کسی کی پرواہ کئے بغیر اپنے کام میں لگے ہیں اور ہر کسی کا فرک و ہدایت دینا یہ آپ کا کام نہیں بلکہ اللہ کا ہے)

**تفسیر** کفار نے جس طریقہ کار کی پیشکش کی اس پر راضی ہو جانا مذمت فی الدین ہے جو کہ حرام ہے، مذمت اور مدارات (ظاہری خوش خلقی) میں بہت باریک فرق ہے، اول الذکر مذموم ہے، اور آخر الذکر محمود۔

وَلَا تُطِيعِ كُلَّ خَلَافٍ: اور آپ (بالخصوص) کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت قسمیں کھانے والا ہو، مراد جھوٹی قسم کھانے والا ہے کہ اکثر جھوٹے لوگ قسمیں بہت کھاتے ہیں۔ مہین: جو اپنی بری حرکتوں کی بدولت عند اللہ وعند الناس بے وقعت اور ذلیل ہو۔ هَمَازٍ: دل دکھانے کے لئے طعنہ دینے والا ہو، مَشَاءُ بَنِيْمٍ: چغلیاں لگانا پھرنا ہو، مَنَاجِ بِلُغْمٍ: نیک کام سے روکنے والا ہو، مُعْتَدٍ: حد اعتدال سے گذرنے والا ہو (یعنی ظلم و جور میں حد سے بڑھنے والا ہو) اَنِيمٍ: بکثرت گناہ کرنے والا ہو، عُتْلٍ: سخت مزاج ہو۔ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٍ: اس (مذکور یعنی سب صفات) کے علاوہ بدنام بھی ہو، (مراد ولد الزنا ہے مطلب یہ ہے کہ دیگر افعال و اخلاق بھی اس کے خبیث ہوں، چونکہ ولد الزنا کے اخلاق اچھے نہیں ہوتے اس لئے مجازاً اس سے یہ مراد لیا گیا)

**شانہ** حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ یہ سب کافر کے وصف ہیں، اگر کوئی اپنے اندر یہ خصلتیں دیکھے تو چھوڑ دے، واضح رہے کہ زَنِيم کے معنی بعض سلف کے نزدیک ولد الزنا اور حرام زادہ کے ہیں، اور جس کافر کی نسبت یہ آیتیں نازل ہوئیں وہ ایسا ہی تھا، یعنی ولید بن مغیرہ، جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو ولید نے اپنی ماں سے کہا کہ محمد نے میرے نو اوصاف بیان کئے ہیں، میں ان میں سے علاوہ نویں یعنی زَنِيم کے سبکو جانتا ہوں، اگر تو مجھ کو اس کے متعلق صحیح صحیح نہیں بتلائے گی تو میں تیری گردن مار دوں گا تو اس کی ماں نے کہا کہ تیرا باپ نامرد تھا اور مجھے مال کے بارے میں تیرے چچا زاد بھائیوں سے خوف تھا کہ وہ میراث کے مستحق ہو جائیں گے تو میں نے فلاں غلام کو اپنے اوپر قدرت دے دی تھی جس

کے نتیجہ میں تو پیدا ہوا۔ (حاشیہ جلالین)

**مَسَالِحٌ** وَلَا تُطِيعُ كُلَّ حَلَّافٍ سے مسئلہ ثابت ہوا کہ بہت قسمیں کھانا مکروہ ہے۔ (منظہری)

اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ اِلْح: غرض جس میں مذکورہ اوصاف خبیثہ ہوں آپ اس کا کہنا نہ مانے، اور وہ بھی محض اس سبب سے کہ وہ مال اور اولاد والا ہو، یعنی اگر کوئی شخص دنیا میں خوشحال نظر آتا ہے، صاحب مال و اولاد ہے تو محض اتنی سی بات پر وہ اس لائق نہیں ہو جاتا کہ اس کی بات مانی جائے، بلکہ اصل چیز انسان کے اخلاق اور اس کی شرافت ہے۔

اِذَا تَنَتَلٰی عَلَیْہِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ: اور ایسے شخص کی اطاعت سے اس لئے منع کیا جاتا ہے کہ اس شخص کی عادت ہے کہ جب ہماری آیتیں اس کے سامنے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ بے سند باتیں ہیں جو انگوں سے منقول چلی آتی ہیں، یعنی وہ شخص قرآن کی آیات کی تکذیب کرتا ہے۔

**خلاصہ:** ان کی اطاعت سے منع کرنے کی اصل علت ان کی تکذیب ہی ہے اسی بناء پر اولاً وَلَا تُطِيعُ الْمُكَذِّبِینَ فرمایا گیا، پھر بطور تخصیص بعداً تعمیم کے ان مکذبین میں سے ایسے لوگوں کی اطاعت سے منع کیا گیا جو علاوہ تکذیب کے اور بری عادتیں بھی رکھتے ہوں۔

مَنْبِسْمُهُ عَلَى الْخُرْطُومِ: مذکورہ اوصاف جس شخص کے اندر ہوں اس کی سزا یہ ہے کہ ہم عنقریب اس کی ناک پر داغ لگا دیں گے، یعنی قیامت کے دن اس کے کفر کی وجہ سے اس کی ناک پر داغ اور ذلت و رسوائی کی ایسی کوئی علامت و پہچان لگا دیں گے جس سے وہ خوب شرمندہ ہو۔ (بغرض حقارت اس کی ناک کو خرطوم سے تعبیر کیا گیا جو ہاتھی یا خنزیر کی ناک کے لئے مخصوص ہے)

**لغات:** تَبْصِرُ: مضارع واحد مذکر حاضر، (افعال) أَبْصَرَ ابْصَارًا: دیکھنا (مادہ بَصَرًا، بَصُرًا (ك) بَصْرًا وَبَصَارَةً: بینا ہونا، جاننا، دیکھنا۔ المفتون: مصدر بمعنی جنون، فتن (ض) فِتْنَةً وَفُتُونًا: دیوانہ بنانا، گمراہ کرنا (مفتون بمعنی جنون و دیوانگی و گمراہی، حاصل مصدر) نیز مفتون بروزن مفعول، اسم مفعول بھی ہے بمعنی مجنون، فتن (ض) فُتُونًا: مسکور کرنا، دیوانہ بنانا، اس صورت میں بایکم المفتون میں باء زائدہ ہوگا۔ ضَلَّ: ماضی واحد مذکر غائب، ضَلَّ (ض) ضَلًّا وَضَلَالًا وَضَلَالَةً: گمراہ ہونا، راہ حق سے ہٹنا۔ مسیل: راستہ، مراد راہ حق، یہ لفظ مذکر مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے، جمع مَسِيلٌ. مُهْتَلِبِينَ: اسم فاعل جمع مذکر، (المعتال، اہتداء) ہدایت پانا (مادہ هَدَى (ض) ہدایت پانا، ہدایت دینا)۔ لَا تُطِيعُ: نہی واحد مذکر حاضر از باب الفعال، أَطَاعَ إِطَاعَةً: فرماں برداری کرنا (مادہ طَوَعَ (ن) فرماں بردار ہونا) وَفُؤًا: ماضی جمع مذکر غائب، وَذَّ (ص) وَذًّا وَموذَّةً: چاہنا، تمنا کرنا۔ لَوْ

۱۔ اگر کوئی شخص بہت سونا و خزانہ رکھتا ہو، مال و اولاد اور جاہ و مقام کا مالک ہو، دیکھنے میں چمکا چڑا اور فربہ ہو، جب زبان اور بات بتاتا جاتا ہو، جھوٹ، کج بول کر اپنا الوسیدھا کر لیتا ہو اور اس کے اپنے محبوب پر گرد جمی ہو اور اس میں شرافت و خوش اخلاقی نام کو بھی نہ ہو تو اللہ والوں کا کام نہیں کہ اس کی آبلہ فریب باتوں کی طرف التفات کریں۔

۲۔ ناک پر داغ لگانے کی سزا بطور خاص اس لئے تجویز ہوئی کہ عرف میں عزت و آبرو کو ناک سے تعبیر کرتے ہیں اور بے عزتی کو ناک کتنا کہتے ہیں۔

حرف مصدری بمعنی اَنْ یہ عموماً وَذْ یُوْذُ کے بعد آتا ہے، مزید تفصیل در حاشیہ قَدْھِنُ: مضارع واحد مذکر حاضر، (افعال، اذہان، ذھیلا پڑنا، یعنی نرمی برتنا) حَلَّافٌ: اسم مبالغہ بہت قسمیں کھانے والا، حَلَفَ (ض) حَلَفًا: قسم کھانا۔ مَہِیْنٌ صفت مشہ، بے وقعت یعنی ذلیل و خوار، مَہِنٌ (ک) مَہَانَةٌ: ذلیل و خوار ہونا۔ (بعض نے کہا کہ مَہِیْنٌ در اصل مَہِیُونٌ تھا، اور یہ اسم مفعول ہے از ہان (ن) مَہُونًا: ذلیل و حقیر ہونا، اس صورت میں میم زائد ہوگا۔

ہَمَّاز: اسم مبالغہ، طعنہ دینے والا، هَمَزَ (ض) هَمَزًا: طعنہ دینا، عیب جوئی و نکتہ چینی کرنا۔ مَشَّاءٌ: اسم مبالغہ، بہت زیادہ چلنے والا یعنی جو بہت چغلیاں لگاتا پھرتا ہو، مَشَى (ض) مَشًیًا: چلنا۔ نَمِیمٌ: چغلی یعنی پیٹھ پیچھے کسی کی غیبت و برائی کرنا، جمع نعمائم۔ مَنَاعٌ: اسم مبالغہ، بہت زیادہ منع کرنے والا، مَنَعَ (ف) مَنَعًا: منع کرنا، روکنا، خیر: اسم بمعنی نیک کام، جمع خیور۔ مُعْتَدٍ: اسم فاعل واحد مذکر، حد سے گزرنے والا، در اصل مُعْتَدِی تھا (الفعال اعتداءً تجاوز کرنا، ظلم کرنا) (ماہ غَدُوْ (ن) ظلم کرنا) اَیْمٌ: صفت مشہ از اَیْمٌ (قاموس) بروزن فعلیل بمعنی فاعل گناہ کرنے والا، اَیْمٌ (س) اَیْمًا: گناہگار ہونا۔ عَتَلٌ: صیغہ صفت یعنی صفت مشہ، بمعنی سخت مزاج، عَتَلَ: (ض)

عَتَلًا: بہت زور سے کھینچنا، سختی کے ساتھ گھسنا۔ ذَنِیمٌ: اسم بمعنی بدنام، حرام زادہ (قاموس القرآن) یا صفت بروزن فعلیل بمعنی فاعل بمعنی لَئِیمٌ۔ بَیِّنٌ: بیٹے، ابن کی جمع۔ تَتَلٰی: مضارع واحد مؤنث غائب، تَلَا (ن) تَلَاوَةً: پڑھنا، پڑھ کر سنانا، آیاتنا واحد آیۃ۔ اَسَاطِیْرُ: واحد اَسْطُوْرَةٌ بے سند باتیں، من گھڑت باتیں، مَسْنِیْمٌ: مضارع جمع متکلم، وَسَمَ یَسِمْ (ض) وَسَمًا وَبِسْمَ: داغ لگانا، نشان بنانا (در اصل فَوَسِمْ تھا، ہر وہ واو گر جاتی ہے جو علامت مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان یا ایسے کلمہ کے فتح کے درمیان ہو جس کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہو جیسے یَعْبُدُ، یَهْبُ) خَرَطُوْمٌ: سونڈ جمع خراطیم (آیت مذکورہ میں تحقیراً بطور استعارہ کافر کی ناک کے لئے استعمال ہوا ہے ورنہ عموماً یہ

۱۔ لو چند طریقے سے مستعمل ہوتا ہے زمانہ ماضی میں شرط کے لئے جیسے لو جاعنی لاکھوتہ، ترکیب میں اس کو شرطیہ اقامہ کہیں گے (دیکھئے درس نمونہ) ابھی نوزمانہ مستقبل میں شرط کے لئے آتا ہے مگر وہ اس صورت میں جائز نہیں ہوتا گویا اس وقت لو بمعنی اَنْ ہوگا، ابھی حرف مصدری ہوتا ہے جیسے ودوا لو تلھن، ابود احدکم لو یغفر اور ابھی عرض کے لئے آتا ہے جیسے لو تنزل بنا فصب عیرا اور ابھی تفعیل کے لئے آتا ہے جیسے تصدقوا ولو یطلب ابھی تمنا کے لئے آتا ہے اور اس وقت اس کا جواب منصوب اور فاعل کے ساتھ ہوتا ہے (جیسے لو تالھنی فاصدقنی، تمنا ہے کہ تم میرے پاس آتے اور مجھ سے باتیں کرتے) (مشکل ترکیبوں کا حل ص ۳۳۹)

۲۔ ادھان ذھن (تدل) سے مشتق ہے اور اذہان کے اصل معنی ہے چکنا کرنا، تذل لگانا، مجازاً اس کا اطلاق قریب کاری اور کسی معاملہ میں اصول اور عقیدہ حق سے ہٹ کر نرمی برتنے اور گرمی ہوئی باتیں کرنے پر ہوتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ کسی حق پرست انسان کے لئے غیر مسلم کے ساتھ مذاہمت برتنا ناجائز ہے البتہ خوش اخلاقی اور مدارات و تواضع اختیار کرنا ابھی چیز ہے مجرد میں ہے ذھن (ن) ذھنا: غفلت برتنا۔

۳۔ حموز: آیت بالا میں اسم ہے، اور ابھی بطور اسم تفصیل بھی استعمال ہوتا ہے، یعنی انھیر کا قنق، جیسے فان غیر الزواد الطوی پس بلاشبہ بہترین زاد و تنوعی ہے، ابھی بطور مجاز خبر کے معنی مال کے بھی آتے ہیں جیسے والله لعب النھیر لشدید نیز خبر کے معنی بھلائی، نیکی، جو سب کو پسند ہو وہ، سب آتے ہیں۔

۴۔ بعض نے کہا کہ رنبہ صفت مشہ ہے، جو کسی بری علامت سے مشہور ہو وہ شخص جو کسی قوم میں اپنے کو ملائے لیکن شان میں سے ہو اور شان کے ساتھ ہوا، از رب نشاء (ن) رنبہ یعنی یا اونٹ کے کان کا ایک حصکاٹ کر اسے لٹکا ہوا چھوڑنا تو جیسے یہ بکری اپنی اس علامت سے پہچانی جاتی ہے اسی طرح وہ بدنام زمانہ شخص بھی برائی میں اتنا شہرت یافتہ ہو کہ اسی کے ذریعہ لوگوں میں اسے پہچانا جائے، اور اکثر ایسا شخص نسب میں معزز اور حرام زادہ ہوتا ہے جیسے ولید قریش میں نسب کے اندر جہم تھا اور انکی اصل میں سے نہ تھا اسکے باپ نے انکی پیدائش کے ۱۸ سال بعد اس کے متعلق دعویٰ کیا تھا کہ میں اس کا باپ ہوں۔

ہاتھی اور خنزیر کی ناک کے لئے بولا جاتا ہے)

### ترکیب

**فَسْتَنْصِرُ وَيَصْرُونَ.....** فا استثنایہ باقی ترکیب آسان ہے، معطوف و معطوف علیہ ہو کر جملہ فعلیہ خبریہ، **بایکم المفتون:**..... بایکم ثابت کے متعلق ہو کر خبر مقدم المفتون بمعنی جنون مبتدا مؤخر، پھر یہ جملہ اسمیہ ماقبل فعل کا مفعول بہ، **إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ:**... ترکیب ظاہر ہے، (لا محل لها استثنائیۃ فیہا معنی التعلیل لما قبلہ) **فَلَا تُطِيعُ الْمَكْذِبِينَ.....** فا جزائیۃ اور شرط مقدر ہے **أَيُّ إِنْ ضَلَّ الْمَكْذِبُونَ فَلَا تُطِيعُهُمْ، لَا تُطِيعُ** فعل نہیں، ضمیر انت فاعل، **الْمَكْذِبِينَ** مفعول بہ، پھر یہ مکمل جملہ جزا **وَذُؤَا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ..... وَذُؤَا** فعل، ضمیر واو فاعل **لَوْ** حرف مصدری **تُدْهِنُ** فعل، ضمیر انت فاعل، **فَعَلْ** بفاعل معطوف علیہ، فا عاطفہ **يُدْهِنُونَ** جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر بتاویل مصدر مفعول بہ **وَذُؤَا** کا، اور وہ جملہ مستانفہ بیانیہ یا ماقبل نہیں کی تعلیل۔ **وَلَا تُطِيعُ كُلَّ حَلَّافٍ مِّمَّيْنٍ هَمَّازٍ مَشَاءٍ بِنَمِيمٍ مَنَاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَلِيمٍ عَتَلٍ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٌ.....** واو عاطفہ ماقبل **لَا تُطِيعُ** پر عطف ہے **لَا تُطِيعُ** فعل نہیں بفاعل **كُلِّ** مضاف **حَلَّافٍ** موصوف **مِّمَّيْنٍ** اور **هَمَّازٍ** اور **مَشَاءٍ** (بنمیم متعلق مشاء کے) اور **مَنَاعٍ** **لِلْخَيْرِ** اور **مُعْتَدٍ** اور **أَلِيمٍ** اور **عَتَلٍ** اور **بَعْدَ ذَلِكَ** زنیم سب صفات **حَلَّافٍ** کی (بعد ذلک ظرف ہے زنیم کا) **كُلِّ** **حَلَّافٍ** الخ مضاف مضاف الیہ مفعول بہ فعل نہیں کا، **أَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ.....** اَنْ مصدر یہ کان فعل ناقص ضمیر اس کا اسم، **ذَا مَالٍ** و بنین مرکب اضافی خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر بتاویل مصدر مجرور، کیونکہ وہ منصوب بزور الخافض ہے اس کی اصل **لَا أَنْ كَانَ** ہے، جار مجرور متعلق فعل مذکور **لَا تُطِيعُ** گئے۔ **إِذَا تَتَلَّى عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ.....** **إِذَا** ظرفیہ مضمین معنی شرط مضاف، **تَتَلَّى** علیہ آیاتنا جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب و جزاء **قَالَ** کا، اور وہ جواب شرط، ہی مبتدا محذوف اساطیر الاولین مرکب اضافی خبر، مبتدا مع خبر مقولہ، **قَالَ** فعل اپنے فاعل اور مقولہ اور ظرف مقدم سے مل کر جملہ مستانفہ۔ (استثنا جارا مجروری التعلیل روح) **مَنْسِمُهُ عَلَى الْخَوَاطِيمِ.....** ترکیب ظاہر ہے جملہ مستانفہ بیانیہ۔ سین برائے استقبال

**اجراء** **أَنْ كَانَ ذَا مَالٍ،** اَنْ مصدر یہ ماضی و مضارع دونوں پر داخل ہوتا ہے اور اَنْ چار قسم کا ہوتا ہے دیکھئے تدریس قرآن پارہ ۷ ص: ۶۰)



۱۔ بعض نے کہا کہ فسنبصر کا فانسو ہے ای ان جاء امر الله ای يوم القيامة۔

۲۔ یہاں لو کو برائے تمنا مراد لیں تو چونکہ اس کا جواب منصوب ہوتا ہے جب کہ یہاں نہیں ہے تو اب مبتدا محذوف مانیں گے ای لہم یدہنوں۔

۳۔ یا کہ متعلق ہے فعل محذوف کے جس پر آنے والی شرط دلالت کر رہی ہے ای کذب بآیات الله لان کان ذا مال الخ۔

إِنَّا بَلَوْنَهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرُنَّهَا مُصْبِحِينَ ۝۷

ہم نے انکی آزمائش کر رکھی ہے جیسا ہم نے باغ والوں کی آزمائش کی تھی جب کہ ان لوگوں نے قسم کھائی کہ اس کا پھل ضرور صبح جل کر توڑ لیں گے۔

وَلَا يَسْتَشِيرُونَ ۝۸ فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ ۝۹ فَأَصْبَحَتْ

انہوں نے انشاء اللہ بھی نہیں کہا۔ سو اس باغ پر آپ کے سب کی طرف سے ایک بھرنے والا بھر گیا اور وہ سو رہے تھے۔ پھر صبح کو وہاں غمبارہ گیا

كَالْصَّرِيمِ ۝۱۰ فَتَنَّاوُا مُصْبِحِينَ ۝۱۱ أَنْ اِغْلُثُوا عَلَى خَوَائِكُمْ إِنَّ كُنْتُمْ صَارِمِينَ ۝۱۲

جیسے کتا ہوا کھیت۔ سو صبح کے وقت ایک دوسرے کو پکارنے لگے۔ کہ اپنے کھیت پر سویرے چلو اگر تم کو پھل توڑنا ہے۔

فَانْطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَفَتُونَ ۝۱۳ أَنْ لَا يَدْخُلَهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مَسْكِينٌ ۝۱۴

پھر وہ لوگ آپس میں چپکے چپکے باتیں کرتے چلے۔ کہ آج تم تک کوئی محتاج نہ آنے پاوے۔

**تشریح** سابقہ آیات میں کفار مکہ کی جانب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن و تشنیع کا جواب تھا۔ اب ان آیات

میں اللہ مکہ کو پچھلے زمانے کا ایک قصہ، (یعنی باغ والوں کا قصہ) سنا کر عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔

باغ والوں کا قصہ:

یہ باغ بقول حضرت ابن عباسؓ ملک حبشہ میں تھا، اور بقول حضرت سعید بن جبیرؓ جین میں تھا، اور یہ لوگ مومن تھے، بدعتی اور گناہ میں مبتلا ہو گئے تھے۔ (بیان القرآن) ان کے باپ کا اپنے وقت میں معمول تھا کہ ایک بڑا حصہ اس باغ کے پھل کا مساکین میں صرف کیا کرتا تھا، جب وہ مر گیا تو ان لوگوں نے کہا کہ ہمارا باپ احمق تھا کہ اس قدر آمدنی مسکینوں کو دے دیتا تھا، اگر یہ سب آمدنی ہم کو ہی ملے تو کتنی خوشحالی ہو مے، الغرض ان لوگوں نے نعمت کی ناشکری کی تو ان کا وہ باغ قہر خداوندی سے جل کر خاک ہو گیا۔

**تفصیلی قصہ** بضمن تفسیر ملاحظہ فرمائیں: إِنَّا بَلَوْنَهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ، ہم نے آزمائش میں ڈالا ان (اللہ مکہ) کو جس طرح آزمائش میں ڈالا تھا باغ والوں کو، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کو عیش و عشرت کا خوب سامان دیا اور ان کو اپنی نعمتوں سے نوازا، مثلاً حق تعالیٰ نے اللہ مکہ پر سب سے بڑا انعام تو یہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اندر پیدا فرمایا، اس کے علاوہ ان کی تجارتوں میں برکت عطا فرمائی، تو ان نعمتوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان کی آزمائش کی ہے کہ دیکھوں نعمتوں کے شکر میں ایمان لاتے ہیں یا ناشکری کر کے اپنے کفر و عناد پر جسے رہتے ہیں۔

إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرُنَّهَا مُصْبِحِينَ وَلَا يَسْتَشِيرُونَ باغ والوں کی آزمائش کا واقعہ اس وقت ہوا جب کہ ان لوگوں نے آپس میں قسم کھائی کہ وہ اس باغ کا پھل ضرور صبح سویرے ہی توڑ لیں گے تاکہ فقراء کو خبر نہ ہو اور وہ ہمارے

ساتھ نہ لگ لیں، اور ان کو اپنے اس منصوبے پر اتنا یقین تھا کہ انشاء اللہ بھی نہیں کہا ولا یستشیرون کا یہی مطلب ہے کہ

انہوں نے انشاء اللہ نہیں کہا (حالانکہ آئندہ وقت میں جب کسی کام کے کرنے کا ذکر کیا جائے تو انشاء اللہ کہنا چاہیے)۔

۱۔ بعض حضرات مفسرین نے ولا یستشیرون کا مطلب یہ لیا ہے کہ ہم پر اپنا اقل اور پھل لے آویں گے، فقراء کا حصہ مستثنیٰ نہ کریں گے (مفسری)



فطاف علیہا طائف الخ سواں باغ پر آپ کے رب کی طرف سے ایک پھرنے والا پھر گیا، یعنی عذاب پھر گیا اور وہ ایک آگ تھی جیسا کہ بعض روایات میں ہے (خواہ خالص آگ ہو یا ہوا میں ملی ہوئی ہو) اور اس نے اس باغ کو جلا کر خاک کر دیا۔ وَهُمْ نَائِمُونَ: اور وہ لوگ سو رہے تھے، یعنی نزول عذاب کا یہ واقعہ رات کو اس وقت ہوا جب کہ یہ لوگ بخواب تھے۔ فَاصْبَحَتْ كَالصُّرْبِ: پھر صبح کو وہ باغ ایسا رہ گیا جیسے کٹا ہوا کھیت، کہ کھیتی کاٹ لینے کے بعد زمین خالی اور صاف رہ جاتی ہے۔ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِينَ الخ صبح کے وقت یعنی جب سو کر اٹھے تو ایک دوسرے کو پکار کر کہنے لگے کہ اپنے کھیت پر سویرے چلو اگر تم کو پھل توڑنا ہے۔

**سوال** کھیت کیوں کہا جب کہ وہ باغ تھا؟

**جواب** یہ ہے کہ یا تو مجازاً کہہ دیا، یا ممکن ہے اس میں انگور وغیرہ بھی لگتے ہوں جن کا تہ نہیں ہوتا کہ اس پر کھیت کا اطلاق درست ہے) فَانْطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَفَتُونَ الخ پھر وہ لوگ چلے حال یہ کہ آپس میں چپکے چپکے یہ کہتے تھے کہ آج اس باغ میں تم تک کوئی مسکین فقیر نہ آنے پائے۔

**ضمائم کے مراجع** قَوْلُهُ اِنَّا بَلَوْنَهُمْ۔ هُمْ ضمیر کا مرجع اہل مکہ ہے کیوں کہ ماقبل سے انہیں کا ذکر چلا آ رہا ہے۔ قَوْلُهُ فطاف علیہا ای علی جنتہم۔ قَوْلُهُ فَانْطَلَقُوا ای اصحاب الجنة۔

**لغات** بَلَوْنَا: ماضی جمع حککم، بَلَا (ن) بَلَاءٌ وَبَلَوْنَا: آزمانا۔ لَيَصْرِمُنَّ: مضارع لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ صیغہ جمع مذکر غائب، پے در پے چند نونوں کی وجہ سے نون جمع محذوف ہے، صَرِمَ (ض) صَرَمًا: کاٹنا، پھل توڑنا۔ مُصْبِحِينَ: اسم فاعل جمع مذکر، از باب افعال، صبح کرنے والے، صبح کے وقت میں داخل ہوتے ہوئے، اَصْبَحَ اِصْبَاحًا: صبح کے وقت میں داخل ہونا۔ لَا يَسْتَنُونَ: مضارع جمع مذکر غائب، اِسْتَنْتَى اِسْتِثْنَاءً: عام قاعدہ یا حکم سے نکالنا، مستثنیٰ کرنا۔ طَافَ: ماضی واحد غائب، طَافَ (ن) طَوَّفًا وَطَوَّافًا: گھومنا، پھرنا، چکر لگانا، (در اصل طَوَّفَ تھا) طَافَ اسم فاعل، چکر لگانے والا، یہاں عذاب مراد ہے۔ نَائِمُونَ: اسم فاعل جمع مذکر، نام (س) نَوْمًا وَنِيَامًا: سونا (نائمون میں ہمزہ حرف علت کے بدلہ میں ہے)۔ اَصْبَحَتْ: دیکھئے اَصْبَحَ رکوع ۲ میں۔ صَرِيمٌ: صیغہ مفت بروزن فعیل بمعنی مفعول، کٹا ہوا، باب لَيَصْرِمُنَّ کے تحت ابھی ابھی لکھا گیا ہے۔ تَنَادَوْا: ماضی جمع مذکر غائب، (تفاعل) تَنَادَى، تَنَادَى: ایک دوسرے کو پکارنا۔

۱۔ مادہ صَبَحَ (ف) کسی کے پاس صبح کے وقت میں آنا یہاں مصبحین اسم فاعل اَصْبَحَ نامہ سے مشتق ہے نہ کہ فعل ناقص سے۔

۲۔ مادہ قَتَلَ (ض) موزنا، اور يَسْتَنُونَ دراصل يَسْتَنُونَ تھا، ضمیر یاد پر فعل تھا مائل کو دیا، پھر بوجہ اجتماع ساکنین یا محذوف ہو گئی۔

۳۔ صَرِمَ، صَرِمَ سے مشتق ہے جس کے معنی کاٹنے کے ہیں تو چونکہ رات سے کٹی ہوئی ہوتی ہے اور رات صبح سے، اس لئے صَرِمَ کا استعمال بھی صبح کے معنی میں ہوتا ہے اور بھی رات کے معنی میں، چنانچہ صَرِمَ کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ باغ سوکھ کر ایسا سفید ہو گیا جیسا کہ دن ہوتا ہے یا بل کر اتنا سیاہ ہو گیا جیسے کہ رات ہوتی ہے۔ (لغات القرآن)

۴۔ تَنَادَى دراصل تَنَادَوْا تھا قاعدہ یہ ہے کہ اسم کے لام کلمہ میں جو واء بعد ضمیر ہو وہ بعد کسرہ ہو کر یاہ سے بدل جاتا ہے اور ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو جاتا ہے لہذا تَنَادَى ہو جائے گا، جیسے فعلی و تعالیٰ۔

اغذوا: امر جمع مذکر حاضر تم صیرے چلو، غذا (ن) غدوا: صبح سویرے جانا۔ حوث: مصدر از باب نصر، حوث (ن) حوثا: کھیتی کرنا (بمعنی کھیت، کھیتی حاصل مصدر ہے)۔ صارمین: اسم فاعل، باب اور معنی لیصر من کے تحت لکھ دیئے گئے۔ انطلقوا: ماضی جمع مذکر غائب، الافعال انطلق انطلافا: چلنا (مادہ طلق)۔ يتخافتون: مضارع جمع مذکر غائب (تفاعل) تخافت تخافتا: چپکے چپکے بات کرنا، باہم سرگوشی کرنا (مادہ خفت، خفت بگلایہ (ن، ض) آہستہ گفتگو کرنا)۔ يَدْخُلْنَ نئی بانوں تاکید، واحد مذکر غائب۔ دخل: (ن) دخولا: داخل ہونا، آنا۔ مسکین: مفلس محتاج، جمع مساکین (مزید تفصیل در نجوم الموحاشی شرح اصول الشاشی: ۱۴۱)۔

### ترکیب

اَنَا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ: اَنْ حرف مشبہ بالفعل، نا ضمیر اسم، بَلَوْنَا فعل جمع حکم بفاعل ہم ضمیر مفعول بہ، کاف بمعنی مثل مضاف ما مصدریہ بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مصدر محذوف بلاء کی صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول مطلق بَلَوْنَاهُمْ کا (ای، بلاء مثل بلاننا اصحاب الجنة) بَلَوْنَا هُمْ جملہ فعلیہ خبر، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ اِذَا أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ: اِذَا ظرفیہ مضاف، أَقْسَمُوا فعل بفاعل لام لام قسم، یصر من فعل بفاعل ہا ضمیر مفعول بہ جو راجع الجنة کی طرف، مُصْبِحِينَ اسم فاعل از أصبح تامہ نہ کہ ناقص، حال یصر من کی ضمیر سے، یصر منہا مُصْبِحِينَ جواب قسم، قسم اپنے جواب قسم سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ کا۔ وَلَا يَسْتَوُونَ: جملہ متانفہ (اعراب القرآن، جلالین)

یا جملہ اعتراضیہ۔ فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ: فَ حرف عطف طَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ فعل فاعل متعلق مِّن رَّبِّكَ کائن کے متعلق ہو کر صفت طائف کی، وَهُمْ نَائِمُونَ جملہ اسمیہ حال طائف سے، پھر مکمل جملہ یعنی طاف علیہا الخ معطوف ہے، أَقْسَمُوا پر (حالت جری میں) فاصبحت كالصریم فا عطف، أَصْبَحْتُ: فعل ناقص ضمیر اس کا اسم، كالصریم متعلق ثابتہ کے ہو کر خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر معطوف طاف پر۔ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِينَ أَنْ اغْدُوا عَلَىٰ حَرْثِكُمْ: فا عطف تَنَادَوْا فعل بفاعل مُصْبِحِينَ حال از ضمیر تنادوا، اَنْ مصدریہ اغدوا فعل ناقص، امر ضمیر واو اس کا اسم علی حَرْثِكُمْ متعلق ہو کر خبر (بذریعہ علی متعدی ہوا کیونکہ وہ اقبلوا کے معنی کو محضمن ہے) فعل ناقص اغدوا الخ بتاویل مصدر مجرور (منسوب بنزع الحافض) ای بآن اغدوا، جار مجرور متعلق تنادوا کے اور وہ معطوف اصبحْتُ كالصریم پڑ۔ اِنْ كُنْتُمْ صَارِمِينَ شرط، اور جزا محذوف ای فاغدوا

۱۔ اغدوا کا مضارع تغذون تھا، واو کی حرکت پہ نقل ماقبل، ال کو، ی اس کی حرکت زائل کر کے، پھر اتقاء ساکنین کی وجہ سے واو لام کلمہ کو حذف کر دیا گیا، پھر یہی تغذوا میں چلائی گئی۔

۲۔ تفسیر مظہری میں ہے کہ یہ جملہ متانفہ بیان ہے، یعنی جو سوال مقدر کے جواب میں ہوتا ہے کماہ قبل ما فعل لهم حين كذبوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقالوا انه مجنون۔

۳۔ اَنْ اغدوا کا اَنْ تفسیر یہ بھی کہا جاسکتا ہے، لانہا مسبوقة بما فیہ معنی القول۔

فَانْطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَفَتُونَ اَنْ لَا يَدْخُلْنَهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مَسْكِينٌ ۝ فَاَمَّا طِفْهُ انْطَلَقُوا فَعَلْ ضَمِيرُ فاعِلِ ذُو الْحَالِ وَهُمْ يَتَخَفَتُونَ جملہ اسمیہ حال، اَنْ مصدریہ یا تفسیریہ حسب سابق لَا يَدْخُلْنَ فَعَلْ لَنِي هَا ضَمِيرُ مَفْعُولُ بِهِ (مَفْعُولُ بِهِ تَوْسَعًا کہہ دیا گیا) الْيَوْمَ فَعَلْ مَذْکُورُ کَا ظَرْفِ، عَلَيْكُمْ متعلق مَسْكِينٌ فاعِلِ، جملہ فعلیہ مَفْعِیہ بتاویل مصدر مجرور ای بان لَا يَدْخُلْنَهَا الخ جار مجرور متعلق يَتَخَفَتُونَ کے، الغرض انْطَلَقُوا جملہ فعلیہ معطوف ہے ما قبل تنادوا پر۔

وَعَدُوا عَلَى حَرْدٍ قَادِرِينَ ۝ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوا اِنَّا لَضَالُونَ ۝

اور اپنے کو اس کے نہ دینے پر قادر سمجھ کر چلے • پھر جب اس باغ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ بیشک ہم راستہ بھول گئے۔

بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ۝ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْ لَا تُسَبِّحُونَ ۝

بلکہ ہماری قسمت ہی پھوٹ گئی • ان میں جو اچھا آدمی تھا وہ کہنے لگا کہ کیوں میں نے تم کو کہا نہ تھا اب تسبیح کیوں نہیں کرتے •

قَالُوا سُبْحَنَ رَبِّنَا اِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَلَوْمُونَ ۝

سب کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار پاک ہے بیشک ہم قصور دار ہیں • پھر ایک دوسرے کو مخاطب بنا کر باہم الزام دینے لگے •

قَالُوا يَوَيْلَنَا اِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝ عَسَى رَبَّنَا اَنْ يُبَدِّلَنَا خَيْرًا مِنْهَا اِنَّا اِلَىٰ

کہنے لگے کہ بیشک ہم حد سے نکلنے والے تھے • شاید ہمارا پروردگار ہم کو اس سے اچھا باغ بدلہ میں دیدے۔ ہم اپنے

رَبَّنَا رَاغِبُونَ ۝ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۝ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ اَكْبَرُ ۝ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝

رب کی طرف رجوع کرتے ہیں • اسی طرح عذاب ہوا کرتا ہے، اور آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑھ کر ہے کیا خوب ہوتا کہ یہ لوگ جان لیتے •

### تشریح

ما قبل آیات سے باغ والوں کا قصہ چلا آ رہا ہے چنانچہ بقیہ قصہ ملاحظہ فرمائیں، وعدوا علی حَرْدٍ قَادِرِينَ: اور وہ لوگ صبح سویرے باغ کی طرف چلے گئے حال یہ کہ بزمِ خود اپنے آپ کو کسی فقیر کو نہ دینے پر قادر سمجھ رہے تھے، یعنی اپنے کو اس بات پر قادر سمجھ رہے تھے کہ ہم سب پھل گھر لے آئیں گے، اور کسی فقیر وغیرہ کو کچھ نہ دیں گے، فلما رَاَوْهَا قَالُوا اِنَّا لَضَالُونَ: پھر جب وہ لوگ وہاں پہنچے اور اس باغ کو اس حالت میں دیکھا تو کہنے لگے کہ بیشک ہم راستہ بھول گئے۔ اور کسی دوسری جگہ بھٹک کر آ گئے کیونکہ یہاں تو باغ داغ کچھ نہیں ہے اور زمین درختوں سے بالکل خالی ہے، مگر جب قریبی مقامات اور نشانات پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ جگہ تو یہی ہے، اور باغ جل کر خاک ہو گیا ہے، تو کہنے لگے بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ: ہم راستہ نہیں بھولے بلکہ ہم اس نعمت سے محروم کر دئے گئے، اور یہی قسمت پھوٹ گئی۔ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ: ان میں سے درمیانہ بھائی یعنی ان میں سے جو کسی قدر اچھا اور معتدل مزاج تھا بولا کہ کیا میں نے تم کو کہا نہیں تھا (یعنی اس نے مشورہ کے وقت متنبہ کیا ہوگا کہ معصیت سے دور رہو یعنی اپنی نیت مت کرو بلکہ یہ یقین رکھو کہ مساکین کو دینے سے برکت ہوتی ہے، مگر جب اس کی بات پر کسی نے کان نہ دھرا تو بیچارہ

چہرہ! اور انہیں کا شریک حال ہو گیا، اب یہ جانی دیکھ کر اس نے وہ پہلی بات یاد دلائی۔ (لَوْلَا تَسْبُحُونَ: اس درمیانی بھائی نے کہا کہ اپنی بد اعمالی کی سزا تو بھگت لی، اب تسبیح کیوں نہیں کرتے، تاکہ گناہ معاف ہو اور مزید وبال نہ آئے۔ قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ: وہ سب لوگ توبہ کے طور پر کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار پاک ہے، بے شک ہم قصور وار ہیں۔ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَلَوْنَ مَوْءُونَ: پھر ایک دوسرے کو مخاطب بنا کر باہم الزام دینے لگے جیسا کہ کام بگڑنے کے وقت اکثر لوگوں کی عادت ہوتی ہے، کہ ہر شخص دوسرے کو یہ کہتا ہے کہ تو نے ہی اولاً ایسی غلط رائے دی تھی جس کے نتیجہ میں یہ عذاب آیا۔ حالانکہ یہ جرم ان میں سے کسی کا تھا نہ تھا، بلکہ سب یا اکثر اس میں شریک تھے۔

قَالُوا يٰوَيْلَنَا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ: پھر سب متفق ہو کر کہنے لگے کہ بے شک ہم سب ہی حد سے نکلنے والے تھے (عدامت کے ساتھ یہ اعتراف ان کی توبہ کے قائم مقام تھا) عَسٰی رَبِّنَا..... الخ شاید توبہ کی برکت سے ہمارا پروردگار ہم کو اس سے اچھا باغ بدلے میں دیدے، اب ہم اپنے رب کی طرف رجوع ہوتے ہیں یعنی توبہ کرتے ہیں (بیان القرآن میں لکھا ہے کہ بدلہ میں ملنا عام ہے خواہ دنیا میں نعم البدل مل جائے یا آخرت میں، اور ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ مؤمن تھے اور گناہ کے مرتکب ہو گئے تھے، اور یہ بات کہیں سند کے ساتھ نظر سے نہیں گذری کہ اس سے اچھا باغ ان کو عطا کیا گیا، واللہ اعلم) كَذٰلِكَ الْعَذَابُ الْخِ عَام ضابطہ ارشاد فرمایا کہ حکم کی خلاف ورزی کرنے پر اسی طرح عذاب ہوا کرتا ہے، اور آخرت کا عذاب اس عذاب دنیوی سے بڑھ کر ہے، کیا خوب ہوتا کہ یہ لوگ اس بات کو جان لیتے، تاکہ ایمان لے آتے اور ہمارے حکم کی مخالفت نہ کرتے (اے اہل مکہ تم بھی ایسے ہی عذاب کے مستحق ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ کے، کیونکہ عذاب مذکور تو محض معصیت پر تھا اور تم تو کفر کرتے ہو) چنانچہ اہل مکہ پر قحط سالی کا عذاب نازل ہوا (روح المعانی) معارف القرآن اور تفسیر مظہری میں مکتوب ہے کہ ان پر ایسا قحط پڑا کہ جس میں وہ بھوک سے مرنے لگے، اور مردار جانور، اور درختوں کے پتے کھانے پر مجبور ہو گئے۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنَ الْمَعَاصِيْ وَمِنْ كُلِّ بَلَاءٍ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ.

**ضمائم کے مراجع** قولہ فلما راوها ای الجنة مُحترقة، قولہ خیراً منها ای من تلك الجنة التي أُحْرِقَتْ، قولہ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ای كما فعلنا باهل مكة واصحاب الجنة.

۱۔ قولہ اوسمہم: ابن عباس وغیرہ سے منقول ہے کہ اس کو اوسط اس کی اعتدال اور میانہ روی کے باعث کہا گیا ہے۔ اور یہ درمیانہ درجہ کا باطن و جہ قرار پایا کہ یہ نہ تو ان بھائیوں کی طرح بخیل تھا کہ مسکینوں پر صدقہ نہ کرنا چاہتا ہو۔ اور نہ ہی اس میں اس قدر ہمت تھی کہ اپنے بھائیوں کی غلط روش کا مقابلہ کرتا۔ اس لئے یہ درمیانہ درجہ ہوا۔ (معارف القرآن اور لکھی) اور چونکہ یہ بھائی اپنے دوسرے بھائیوں کی غلط رائے پر عمل کے لئے تیار ہو گیا اس لئے حشر اس کا بھی انہیں جیسا ہوا۔ حضرت تھانوی نے اس کا ترجمہ کیا ہے کسی قدر اچھا آدمی، اور یہ فرمایا کہ چونکہ یہ بھائی اگرچہ بخیل نہ تھا مگر علماء بھائیوں کے ساتھ ہی شریک رہا اس لئے میں نے لفظ "کسی قدر" جو حدادیا، اور شیخ الہند نے اس کا ترجمہ کیا ہے، بچلا یعنی نچلا، یعنی باعتبار عمر کے درمیان۔ لغات القرآن میں لکھا ہے کہ اوسط سے مراد ہے وہ شخص جو افراط و تفریط کے درمیان ہو ایسی صورت میں اوسط کا لفظ مرجع کے لئے آتا ہے۔

**لغات** **غَدَوَا**: ماضی جمع مذکر غائب، غَدَا (ن) غَدَوَا: صبح سویرے چلنا، خَوَد: تیزی اور غصہ کے ساتھ روکنا، مصدر از باب ضَرَبَ، خَوَدَ (ض) خَوَدَا: روکنا، منع کرنا۔ (بعض مفسرین نے خَوَد کے معنی سعی و کوشش کئے ہیں) **قَادِرِينَ**: اسم فاعل جمع مذکر، طاقت رکھنے والے، قابو پانے والے، قَدَرُو (ض) قَدَارَةٌ وَقَدْرَةٌ: طاقت رکھنا، قابو یافتہ ہونا، قادر ہونا۔ **مَخْرُومُونَ**: اسم مفعول جمع مذکر، محروم رکھے گئے، روکے گئے (اسی کو مفسرین نے قسمت پھوٹنے سے تعبیر کیا ہے، لغات القرآن میں لکھا ہے بد نصیبی کی وجہ سے حصول رزق سے روکے گئے)۔ **خَوَمَ** (ض) **خَوَمَانَا**: محروم رکھنا، روکنا۔ **اَوْسَطَ**: صفت مشبہ، درمیانی، معتدل، (لغات القرآن) **وَسَطَ الشَّيْءُ يَسِطُ** (ض) **وَسَطًا وَسِطَةً**: کسی چیز کے بیچ میں ہونا۔ (اوسط کی جمع **اَوَاسِطُ**)۔ **لَوْلَا**: حرف کفایض، اور اس کے بعد ایک جملہ کافی ہوتا ہے۔ (مزید تفصیل در حاشیہ) **تَسْبِخُونَ**: مضارع جمع مذکر حاضر (تفعلیل) **تَسْبِخَ تَسْبِيحًا**: تسبیح یعنی پاکی بیان کرنا۔ (مادہ **تَسْبَخَ**، **تَسْبَخَ** (ض) **تَسْبَخَا تَسْبَخَانِ**) **تَسْبِخَ**: تسبیح کا اسم مصدر، بمعنی پاک ہے، مقدس ہے (مصححان کی مفرد کی طرف اضافت لازم ہے خواہ وہ مفرد اسم ظاہر ہو یا اسم ضمیر۔ **ظَالِمِينَ**: اسم فاعل جمع مذکر، قصور وار، ظلم: (ض) **ظَلَمْنَا**: ظلم کرنا، نا انصافی کرنا، **اَقْبَلَ**: ماضی واحد مذکر غائب (افعال) متوجہ ہونا۔ (مادہ **ق**، **ب**، **ل**، **قَبِلَ**: (س) **قَبُولًا** خوش دلی سے لینا) **بَغَضَ**: کل کا بالمقابل، کچھ (کبھی ایک کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے جمع **اَبْغَاضَ**، مصباح)۔ **يَتَلَاوَمُونَ**: مضارع جمع مذکر غائب، (تفاعل، **تَلَاوَمَ** ایک دوسرے کو ملاست کرنا، باہم الزام لگانا۔ مادہ **لَوَمَ** (ن) ملاست کرنا) **وَيَلَّ**: کلمہ نفوس یعنی ہائے ہماری موت، ہائے ہماری خرابی۔ **طَاغَيْنِ**: اسم فاعل جمع مذکر، حد سے نکلنے والے، **طَغَى**: (ف) **طَغْيًا وَطُغْيَانًا**: حد سے بڑھ جانا۔ **عَسَى**: فعل مقارب، امید کے لئے آتا ہے (فاعل کے لئے خبر کے ثابت ہونے کی امید کے لئے آتا ہے) **يُنْدِلُ**: مضارع واحد مذکر غائب (افعال) **اَبْدَلُ اِبْدَالًا**: بدل دینا۔ (مادہ **بَدَلُ** (ن) بدلنا، بدلہ میں لینا) **خَيْرًا**: اسم تفصیل، **اَخْيَرًا** کا مخفف، زیادہ بہتر، زیادہ اچھا، **خَارَ**: (ض) **خَيْرًا وَخَيْرَارَةً** اچھا اور بھلا ہونا۔ **رَاغِبُونَ**: اسم فاعل جمع مذکر، مائل ہونے والے، **رَغِبَ اِلَيْهِ** (س) **رَغْبًا وَرَغْبَةً**، مائل ہونا۔

**ترکیب** **وَعَدُوا عَلَى حَرْدٍ قَادِرِينَ**..... **وَ** **اَوْ** حرف عطف **غَدَوَا** فعل تام بفاعل، **عَلَى حَرْدٍ** متعلق مقدم **قَادِرِينَ** کے اور وہ حال از ضمیر **غَدَوَا**۔ جملہ فعلیہ معطوف ہے ماقبل آیت میں **انطلقوا** پر (علی حرد بوجہ رعایت فواصل اور بغرض حصر مقدم ہے) **فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوا اِنَّا لَضَالُونَ**..... **فَا** عاطفہ **لَمَّا** شرطیہ **رَاَوْهَا** جملہ شرطیہ **قَالُوا اِنَّا لَضَالُونَ** جملہ جزائیہ، شرط و جزا ماقبل پر معطوف، **بَلْ** حرف اضراب (بل کی مکمل ۱۔ لولا کے تین استعمال ہیں (۱) جواب پر مذکور ہوا۔ (۲) دو جملوں پر داخل ہوتا ہے، پہلا اسمیہ دوسرا فعلیہ اور اول کے وجود سے ثانی کا انکار کرتا ہے جیسے لولا علی لہلک عمر (۳) توخ و تنہیم کے لئے۔ ۲۔ یا پھر **غَدَوَا** فعل ناقص اور **قَادِرِينَ** خبر۔ ۳۔ **لَمَّا** بمعنی جنہن مضاف بھی ہو سکتا ہے، مابعد مضاف الیہ بحر طرف **قَالُوا** کا۔

بحث پارہ ۴م میں) نحن محرومون جملہ اسمیہ خبریہ مستانفہ فی جز القول قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ..... قَالَ فعل اوسطہم مرکب اضافی فاعل، حمزہ حرف استفہام برائے توبیخ، لم اقل فعل بفاعل لکم متعلق، مفعول بہ محذوف ہے ای ایتبعوہا عن المعصیۃ یہ پورا جملہ مقولہ قال کا، لولا حرف تخیض نسبیخون یہ جملہ قال اوسطہم کے تحت واقع ہے (استحلاف فی جز القول الاول، (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) یہ ترکیب، تشریح کے مطابق ہے۔ قالوا سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنَّا كُنَّا ظَالِمِیْنَ..... قالوا فعل بفاعل، سبحان ربنا مرکب اضافی مفعول مطلق نُسَبِّحُ فعل محذوف کا اور وہ مقولہ اِنَّا كُنَّا ظَالِمِیْنَ محل نصب میں مقولہ قالوا کا، الغرض قالوا الخ جملہ مستانفہ۔ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ يَتْلَوْنَ مَوْزُونَ..... فا عطفہ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ فعل بفاعل علی بعض متعلق اَقْبَلَ کے، محل منصوب بمنزلہ مفعول بہ، يتلاومون جملہ فعلیہ حال فاعل و مفعول دونوں سے، الغرض جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف، یا جملہ مستانفہ۔ قالوا يٰۤاَوَّلٰنَا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ..... قالوا فعل بفاعل، یا حرف ندا و تحسّر و یلنا مرکب اضافی منادی تحسّر بحرف ندا مع منادی جملہ معترضہ دعائیہ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ جملہ اسمیہ مقولہ، قول مع مقولہ جملہ مستانفہ بیانیہ۔ عَسٰی رَبَّنَا اَنْ یَّیْدِلَنَا خَیْرًا مِنْهَا اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا رَاغِبُوْنَ..... عَسٰی فعل رجاء ربنا اس کا اسم ان ناصبہ یَّیْدِلُ فعل بفاعل نا ضمیر مفعول بہ اول، خیرا منها مفعول بہ ثانی (منہا متعلق خیراً کے) ان یبدل الخ بتاویل مصدر عسی کی خبر، عسی فعل اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ مستانفہ فی جز القول، یعنی قول مذکور کے تحت واقع ہے۔ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا رَاغِبُوْنَ..... جملہ اسمیہ خبریہ تعلیلیہ (الی ربنا متعلق مقدم رَاغِبُوْنَ اسم فاعل کے) کَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ اَکْبَرُ..... کَذٰلِكَ ثابت کے متعلق ہو کر خبر مقدم، الْعَذَابُ مبتدا مؤخر، جملہ اسمیہ معطوف علیہ واو عطفہ لام ابتدائی عَذَابُ الْآخِرَةِ اکبر مبتدا و خبر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف، معطوف علیہ مع معطوف جملہ مستانفہ۔ لو کانوا یعلمون: لو حرف شرط کانوا یعلمون شرط، اور جزا محذوف ہے، اٰی مَا خَالَقُوا اَمْرًا فَا.





إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّتِ النَّعِيمِ ۝۳۰ أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ۝۳۱

بیشک پرہیزگاروں کے لئے ان کے رب کے نزدیک آسائش کی جنتیں ہیں • کیا ہم فرمانبرداروں کو نافرمانوں کی برابر کر دیں گے •

مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝۳۲ أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ۝۳۳ إِنَّ لَكُمْ

تم کو کیا ہوا تم کیسا فیصلہ کرتے ہو • کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں پڑھتے ہو • کہ اس میں تمہارے لئے

فِيهِ لَمَّا تَخَيَّرُونَ ۝۳۴ أَمْ لَكُمْ آيْمَانٌ عَلَيْنَا بِاللَّغَةِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ۝۳۵ إِنَّ

وہ چیز ہو جس کو تم پسند کرتے ہو • کیا ہمارے سامنے کچھ قسمیں چڑھی ہوئی ہیں جو تمہاری خاطر سے کھائی گئی ہوں اور وہ قسمیں قیامت تک باقی رہنے والی ہوں کہ

لَكُمْ لَمَّا تَحْكُمُونَ ۝۳۶ سَلِّمُوا إِلَيْهِمْ بِذَلِكَ زَعِيمٌ ۝۳۷ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ ۝۳۸

تم کو وہ چیزیں ملیں گی جو تم فیصلہ کر رہے ہو • ان سے پوچھئے ان میں اس کا کون ذمہ دار ہے • کیا ان کے ٹھہرائے ہوئے کچھ شریک ہیں

فَلْيَاتُوا بِشُرَكَائِهِمْ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ ۝۳۹ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ

سوا نکو چاہئے کہ یہ اپنے ان شریکوں کو پیش کریں اگر یہ سچے ہیں • جس دن کہ ساق کی جلی فرمائی جاوے گی، اور سجدہ کی طرف لوگوں کو بلایا جاوے گا

إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ۝۴۰ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهُقُهُمْ ذِلَّةٌ ۝۴۱

سو یہ لوگ سجدہ نہ کر سکیں گے • ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی ان پر ذلت چھائی ہوگی •

وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ ۝۴۲

اور یہ لوگ سجدہ کی طرف بلائے جایا کرتے تھے، اور وہ صحیح سالم تھے •

### تشریح

ان آیات میں اول متقیوں کی جزا کا ذکر ہے، اور اس کے بعد مشرکین مکہ کے ایک باطل دعوے کا رد ہے،

وہ یہ کہ کفار مکہ کہا کرتے تھے کہ اگر بالفرض قیامت آ بھی گئی اور ہمیں دوبارہ زندہ ہونا پڑ بھی گیا تو ہمیں وہاں بھی عیش

و آرام اور نعمتیں ملیں گی، جیسا کہ دنیا میں ملی ہوئی ہیں (مندرجہ ذیل آیات میں ان کے دعوے کو رد کیا گیا ہے، اور ان کی

توہین کے لئے چند آیتیں استفہام کے ساتھ لائی گئی ہیں) تفسیر ملاحظہ فرمائیں: إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّتِ النَّعِيمِ

بے شک پرہیزگاروں کے لئے ان کے رب کے نزدیک آسائش کی جنتیں ہیں (اور کفار چونکہ تقویٰ سے خالی ہیں تو ان کو

جنت کیسے مل جائے گی؟)

أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ: کیا ہم فرماں برداروں کو نافرمانوں کے برابر کر دیں گے؟ یعنی اگر

کافروں کو بھی بقول ان کے آخرت میں نجات اور عیش و آرام مل جائے تو فرماں برداروں اور نافرمانوں میں کیا فرق رہ

جائے گا۔ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ: تم کو کیا ہوا تم کیسا فیصلہ کرتے ہو (یعنی یہ سمجھتے ہو کہ لَإِنْ رُجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ

لِي عِنْدَهُ لِلْحُسْنَىٰ) أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَّا تَخَيَّرُونَ: کیا تمہارے پاس کوئی (آسانی)

کتاب ہے جس میں پڑھتے ہو کہ اس میں تمہارے لئے وہ چیز لکھی ہو جو تم پسند کرتے ہو، یعنی اس میں یہ لکھا ہو کہ تم کو آخرت میں حسی یعنی نعمت ملے گی۔ اَمْ لَكُمْ اِيْمَانٌ عَلَيْنَا بِاللّٰغَةِ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِنْ لَّكُمْ لِمَا تَحْكُمُوْنَ: کیا ہمارے ذمہ کچھ قسمیں چڑھی ہوئی ہیں جو تمہارے لئے کھائی گئی ہوں، اور وہ قسمیں قیامت تک باقی رہنے والی ہوں، جن کا مضمون یہ ہو کہ تم کو وہ چیز ملے گی جو تم فیصلہ کر رہے ہو یعنی ثواب اور جنت۔

مَنْ لَّهُمْ اِيْمَانٌ بِذَلِكَ زَعِيْمٌ: ان سے پوچھئے کہ ان میں سے اس کا کون ذمہ دار ہے، یعنی کون ہے جو اس دعویٰ کے ثابت کرنے کی ذمہ داری لے کہ ان کو قیامت کے دن عیش و آرام ملے گا۔

اَمْ لَّهُمْ شُرَكَاءُ فَلْيَاْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ اِنْ كَانُوْا صَادِقِيْنَ: کیا ان کے ٹھہرائے ہوئے کچھ شریک (خدائی شریک) ہیں، کہ انہوں نے ان کو ثواب اور عیش و آرام دینے کا ذمہ لیا ہے، سو ان کو چاہئے کہ یہ اپنے شریکوں کو پیش کریں، اگر یہ سچے ہیں، (ظاہر ہے کہ یہ معبود اور جھوٹے دیوتا عابدوں سے زیادہ عاجز اور بے بس ہیں، وہ تمہاری کیا مدد کریں گے، خود اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے)

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيعُوْنَ: ان آیات میں قیامت کے دن کفار کی رسوائی کا ذکر ہے، فرمایا کہ وہ دن یاد کرنے کے قابل ہے جس دن کہ ساق کی جلی فرمائی جائے گی، اور سجدہ کی طرف لوگوں کو بلایا جائے گا، ساق کا قصہ حدیث شیخین میں مرفوعاً اس طرح آیا ہے کہ حق تعالیٰ میدان قیامت میں اپنی ساق ظاہر فرمائے گا، ساق پٹنی کو کہتے ہیں اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ حق تعالیٰ کی کوئی خاص صفت ہے جس کو کسی مناسبت سے ساق فرمایا جیسا کہ قرآن میں اللہ کے لئے یہ (ہاتھ) اور وجہ (چہرہ) کے الفاظ آئے ہیں، اور ایسے مفہومات مشابہات کہلاتے ہیں (جن کی حقیقی مراد اللہ ہی جانتے ہیں) کما فی قوله تعالیٰ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهُ اِلَّا اللّٰهُ (اُسی حدیث میں ہے کہ اس جلی کو دیکھ کر تمام مؤمنین و مؤمنات سجدہ میں گر پڑیں گے مگر جو شخص دنیا میں ریا اور دکھاوے کا سجدہ کرتا تھا اس کی کمر تخت کی طرح سخت ہو جائے گی اور وہ سجدہ نہ کر سکے گا۔

**سوال** سجدہ کی طرف بلائے جانے سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب وہ دار الحکلیف اور دار الاعمال نہیں ہے تو پھر سجدہ کا حکم کیوں ہوگا؟

**جواب** یہ ہے کہ بلائے جانے سے مراد امر بالسجود نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس جلی میں یہ اثر ہوگا کہ سب لوگ اضطراب سجدہ کرنا چاہیں گے، جن میں مؤمنین سجدہ کرنے پر قادر ہو جائیں گے، اور اہل ریا و نفاق قادر نہ ہوں گے، کفار بھی سجدہ کرنا چاہیں گے سو یہ لوگ سجدہ نہ کر سکیں گے۔

خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرَهَّقُفُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ: ان کی آنکھیں مارے شرمندگی کے جھکی ہوئی ہوں گی، ان پر ذلت چھائی ہوگی، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ لوگ دنیا میں سجدہ کی طرف بعض مفسرین کہتے ہیں کہ کعب ساقِ عدت امر سے نکلیا ہے۔

بلائے جایا کرتے تھے (اس طرح کہ ایمان لا کر عبادت کیا کریں) اور وہ صحیح سالم تھے، یعنی اچھے خاصے تندرست تھے، اور عبادت و سجدہ کرنے پر قادر تھے۔ لہذا دنیا میں حکم نہ بجالانے کی بناء پر آج ان کو اس ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔

**ضمائر کے مراجع** قولہ اِنَّ لَکُمْ فِیْہِ اِی فِیْ ذٰلِکَ الْکِتَابِ، قولہ اِیْہِم بِذٰلِکَ زَعِیْمٌ اِی بِذٰلِکَ الْحِکْمِ، قولہ وَیَدْعُوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ اِی الْمُؤْمِنُوْنَ، الْاِبْرَارُ وَالْفَجَارُ۔ قولہ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ اِی الْعَصَاۃُ مِنْہُمْ۔ یعنی الضمیر راجع الی بعض المدعوین اِلَی السُّجُوْدِ دُونَ الْکُلِّ۔

**لغات** مُتَّقِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، پرہیزگار لوگ، یعنی جو اللہ سے ڈرے اور اس کی اطاعت کرے، (استعمال) اتقی الشئ اتقاءً: پچھا، ڈرنا (مادہ وَفِی (ض) بچائاً النعم: اسم، بیش و آرام، نِعَمَ الرَّجُلُ (س) نَعْمًا وَنَعْمًا وَنَعِیمًا: خوش حال ہونا۔ تَحْکُمُونَ: مضارع جمع مذکر حاضر، حَکَمَ (ن) حُکْمًا: فیصلہ کرنا، تَدْرُسُونَ: مضارع جمع مذکر حاضر، دَرَسَ الْکِتَابَ (ن) دَرَسًا: پڑھنا، تَخَيَّرُونَ: مضارع جمع مذکر حاضر، تَفَعَّلَ دراصل تَخَيَّرُونَ تھا، ایک تاء کو حذف کر دیا گیا، پسند کرنا، اختیار کرنا (مادہ خَیَّرَ (ض) اِجْتَابَ (ض) اِیْمَانٌ: قسمیں، یمنین کی جمع۔ بِالْفَعْلَةِ: اسم فاعل واحد مؤنث، پہنچنے والی، بَلَغَ (ن) بُلُوْغًا: پہنچنا۔ الْقِیَامَةُ: مصدر (تایر اے مرۃ) ایک بار کھڑا ہونا، (قیامت کے دن سب لوگ یکبارگی اٹھ کھڑے ہوں گے) قَامَ (ن) قَوْمًا وَقِیَامًا وَقَوْمَةً: کھڑا ہونا۔ سَلَّ: امر واحد مذکر حاضر، سَأَلَ (ف) سَوَالًا وَمَسْأَلَةً: پوچھنا (۲) مَأْتَلًا۔ (در اصل اسئل ہے، عین کلمہ یعنی ہمزہ کو تخفیفاً جوازاً حذف کر دیا گیا، پھر حذف ہمزہ نے حذف ہمزۃ الوصل کا بھی تقاضا کیا لہذا اب اس کو بھی حذف کر دیا گیا، نیز ہمزہ کا باقی رکھنا اور ہمزۃ الوصل کا واپس لانا بھی جائز ہے، اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) زَعِیْمٌ: ذمہ دار، صیغہ صفت، جمع زُعَمَاءُ، زَعَمَ (ن، ف) زَعَمًا وَزَعَامَةً: ضامن ہونا، ذمہ داری لینا، شَرَّکَاءُ: شریک، ساجھی، شَرِیکٌ کی جمع۔ فَلِیَاتُوا: امر غائب جمع مذکر، اتی (ض) اتینا و اتینانا: آنا، جب اس کا صلہ با آئے تو معنی ہوں گے لانا۔ (لام امر مکسور ہوتا ہے مگر جب اس سے پہلے واو، فاء، ثم آئے تو وہ ساکن ہو جاتا ہے)۔ یُکْشَفُ: مضارع مجہول واحد مذکر غائب، کَشَفَ الشَّیْءُ عَنْہُ (ض) کَشَفًا کھولنا، ظاہر کرنا۔ سَاقٌ: پنڈلی، یعنی جو ٹخنہ اور گھٹنہ کے درمیان ہے، جمع سَوَاقٌ، سِیقَانٌ۔ اَسْوَقُ السُّجُوْدِ: مصدر، سَجَدَ (ن) سَجُودًا: سجدہ کرنا، زمین پر پیشانی رکھنا۔ یَسْتَطِیْعُونَ: مضارع جمع مذکر غائب (استعمال) اِسْتَطَاعَ اِسْتَطَاعَةً: طاقت رکھنا (مادہ طَوَّعَ (ن) فَرَمَاں بردار ہونا) خَاشِعَةٌ: اسم فاعل واحد مؤنث، خَشَعَ (ف) خُشُوْعًا: پست اور ذلیل ہونا، جھکتا۔ اَبْصَارٌ: آنکھیں، بَصَرَ کی جمع۔ تَرَهَّقُ: مضارع

۱۔ قولہ خَاشِعَةٌ اَبْصَارُہُمْ: دوسری آیت میں جو نگاہ کا اور اظہار آیا ہے وہ اس کے معارض نہیں کیونکہ بھی غلبہ حیرت سے ایسا ہوگا، اور بھی غلبہ ندامت سے ایسا ہوگا۔

۲۔ معنی واحد ہے، دراصل مؤنثی تھا، واؤ کو تاء سے بدل کرنا کا تا میں ادغام کر دیا، قاعدہ یہ ہے کہ اگر باب استعمال کے فاعل میں واؤ یا یا ماضی ہو تو اس کو تاء سے بدل کرنا کا تا میں ادغام کر دیتے ہیں، بقول کے درجہ مذریس قرآن پارہ ۴م میں۔

۳۔ یمن کے اصل معنی قوت و طاقت کے ہے، ہا میں ہاتھ کو یمنین اس لئے کہتے ہیں کہ وہ قوت و طاقت کا مظہر ہوتا ہے، برخلاف ہا میں ہاتھ کے کہ وہ نہایت کمزور ہوتا ہے۔ ہم کو بھی یمنین اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے ہم کھانے والا اپنے دھڑکی میں قوت پیدا کرتا ہے۔

واحد مؤنث غائب، وَهِيَ (س) وَهْيًا: لاحق ہونا، چھا جانا۔ ذِلَّةٌ: مصدر، ذُل (ض) ذِلَّةٌ: ذلیل ہونا (بمعنی ذلت و رسوائی حاصل مصدر) مَسَالِمُونَ: اسم فاعل جمع مذکر، مسجح سالم، سَلِمَ مِنَ الْآفَاتِ وَنَحْوِهَا (س) سَلَامًا وَسَلَامَةً: آفات سے محفوظ رہنا۔

**ترکیب** إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ..... إِنَّ حرف مشبہ بالفعل للمتقين متعلق کائنۃ کے ہو کر خبر مقدم عند ربہم مرکب اضافی اسی خبر کا ظرف، جنات النعیم اسم مؤخر، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ (لا محل لہا)۔ أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ..... هَمْز حرف استفہام انکاری فاعل عاطفہ، اور معطوف علیہ محذوف ہے یعنی أَنْجِئُ فِي الْحَكْمِ فَنَجْعَلُ الْخ (کیا ہم حکم میں ظلم کریں گے) نجعل فعل بفاعل، المسلمین مفعول بہ اول، کالمجرمین جار مجرور متعلق ہو کر مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ مقدم اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ۔ مَا لَكُمْ كَيْفَ نَحْكُمُونَ..... ما اسم استفہام مبتدا لکم متعلق ثابت کے ہو کر خبر، مبتدا مع خبر مبدل منہ، کیف اسم استفہام محل نصب میں حال از ضمیر تحکمون، اور تحکمون فعل بفاعل جملہ فعلیہ بدل، مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر جملہ متانفہ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانات) أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ..... أَمْ مقطوعہ بمعنی بل والہمزۃ۔ لکم متعلق ثابت کے ہو کر خبر مقدم، کتاب موصوف فِيهِ متعلق مقدم تَدْرُسُونَ کے اور وہ صفت، موصوف مع صفت مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ، إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ..... إِنَّ حرف مشبہ بالفعل لکم ثابت کے متعلق ہو کر خبر مقدم فِيهِ خبر کے متعلق، لام مزحلقة ما تخيرون اسم موصول مع صلہ اسم مؤخر، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر ماقبل تدرسوں کا مفعول بہ (مفعول بہ میں أَنْ ہونا چاہئے مگر جب اس کے تحت لام مزحلقة آتا ہے تو پھر إِنْ بکسر الہمزۃ آتا ہے) (دیکھئے مشکل ترکیبوں کا حل) أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا بِالْغَةِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ..... أَمْ مقطوعہ بمعنی بل والہمزۃ، لکم کائنۃ محذوف کے متعلق ہو کر خبر مقدم، أَيْمَانٌ موصوف علینا ثابتۃ محذوف کا متعلق ہو کر صفت أَيْمَانٌ کی، بِالْغَةِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ شبہ جملہ ہو کر صفت ثانیہ، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر بمنزلہ قسم، كَانَ قِيلَ أَفَسَخْنَا لَكُمْ أَيْمَانًا، إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ جواب قسم (لما کا لام مزحلقة اور ما اسم موصول، اسم موصول مع صلہ اسم مؤخر) سَلِّمُوا إِلَيْهِمْ بِذَلِكَ زَعِيمٌ..... سَلِّ فعل امر بفاعل، ہم مفعول بہ اول، ایہم اسم استفہام مضاف مضاف الیہ ہو کر مبتدا، بِذَلِكَ متعلق مقدم زَعِيمٌ کے اور وہ خبر، مبتدا مع خبر مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ (لا محل لہا) أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ: اس کی ترکیب ام لکم کتاب کی طرح ہے۔ فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ فَا نَصِيحَةٍ اور شرط محذوف ہے أَنْ إِنْ كَانَ لَهُمْ

۱۔ کیف تحکمون کو لکم کی ضمیر سے جملہ حالیہ بھی بتایا جاسکتا ہے۔ (اعراب القرآن) نیز کیف تحکمون جملہ متانفہ بھی ہو سکتا ہے جب کہ مالکم پر وقف نام ہو (اعراب القرآن و صرفہ و بیانات)

۲۔ ای ہمزۃ الاستفہام المفیدۃ للتبریح والتفویض۔

شُرْكَاءَ فَلْيَاتُوا الْخ. فَلْيَاتُوا بِشْرِكَاثِهِمْ جِزَاءً (بشر کاتھم متعلق فلیاتوا کے) اِنْ کَانُوا صَادِقِینَ شَرْطًا، جِزَاءً مَحْذُوفٌ جِسْ پر ماقبل جملہ وال ہے، اِی فلیاتوا بِشْرِکَاثِهِمْ۔ یوم یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَیُذْعَوْنَ اِلَى السُّجُودِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ..... یوم مضاف، یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ جملہ فعلیہ معطوف علیہ (عن ساق نائب فاعل) واو حرف عطف یُذْعَوْنَ اِلَى السُّجُودِ جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، فا حرف عطف لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ جملہ فعلیہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر مضاف الیہ، مضاف مع مضاف الیہ مفعول بہ اَذْکُرْ فَعْلٌ مَحْذُوفٌ کا، اور وہ جملہ مستانفہ، خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ، یُذْعَوْنَ کی ضمیر سے حال اول، تَرْهَقُهُمْ ذُلٌّ حال ثانی وقد کَانُوا یُذْعَوْنَ اِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ حال ثالث (وہم سَالِمُونَ جملہ اسمیہ حال ہے اپنے سے متصل یُذْعَوْنَ کی ضمیر سے)

**السلامۃ** قولہ الفجعل المسلمین کالمجرمین اس میں تشبیہ مقلوب ہے کیونکہ مشبہ بہ کو مشبہ اور مشبہ کو مشبہ بہ بتایا ہے اصل الفجعل المجرمین کالمسلمین ہے، اِی فی الاجر والمثوبۃ یُزَالُ المسلمین والمجرمین اور ضَلُّ وَالْمُهْتَدِینَ میں صنعت طباق بھی ہے۔

فَلْذَرْنِي وَمَنْ يُكَذِّبُ بِهِذَا الْحَدِيثُ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ
تو مجھ کو اور جو اس کلام کو جھٹلاتے ہیں ان کو رہنے دیجئے ہم ان کو بتدریج لئے جارہے ہیں اس طور پر
لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۱﴾ وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ﴿۳۲﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا
کہ ان کو خبر بھی نہیں • اور ان کو مہلت دیتا ہوں بیشک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے • کیا آپ ان سے کچھ معاوضہ مانگتے ہیں
فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُثْقَلُونَ ﴿۳۳﴾ أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿۳۴﴾
کہ وہ اس تاوان سے دبے جاتے ہیں • یا ان کے پاس غیب ہے کہ یہ لکھ لیا کرتے ہیں •

**تشریح** ماقبل آیات سے کفار کا ذکر چلا آ رہا ہے چنانچہ مذکورہ آیات میں بھی انہیں کا ذکر ہے اور ان کے ایک خیال کا رد کیا گیا ہے، اور وہ یہ کہ کفار کی طرف سے بار بار یہ مطالبہ پیش ہوا کرتا تھا کہ اگر ہم واقعی اللہ کے نزدیک مجرم ہیں تو ہمیں فی الفور عذاب کیوں نہیں دے ڈالتا، کبھی کبھی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں بھی ان دل آزار مطالبوں کی وجہ سے یہ خیال پیدا ہوتا ہوگا کہ ان لوگوں پر اسی وقت عذاب آ جائے مگر اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کو خود ہی جانتے ہیں اور فوراً عذاب نہیں بھیجتے، بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی غفاری اور شان رحیمی سے مجرموں کو بھی سنبھالنے کا موقع دیتے ہیں، اس لئے بندہ کو چاہئے کہ اگر غلطی ہو جائے تو فوراً توبہ کر لے۔

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ      مگر کافر و کبر و بٹ پرستی باز آ

کیں در گہ مادر گہ نومیدی نیست      صد بار اگر توبہ نکستی باز آ

لہذا فرمایا: فَلْذَرْنِي وَمَنْ يُكَذِّبُ بِهِذَا الْحَدِيثُ: جب کفار کے احوال ایسے ہیں تو آپ مجھ کو اور جو اس کلام

یعنی قرآن کو جھٹلاتے ہیں ان کو رہنے دیجئے (یعنی اس حال موجودہ پر چھوڑ دیجئے اور عذاب میں دیر ہونے سے رنج نہ کیجئے) پھر دیکھیں کہ ہم کیا کرتے ہیں، یہاں ”چھوڑ دینا اور رہنے دینا“ بطور محاورہ کے ہے، مراد اس سے اللہ پر بھروسہ اور توکل کرنا ہے اور اس کے اندر ضمناً آپ کے لئے تسلی بھی ہے۔)

مَنْسْتَدْرِجُ جُہَنَّمَ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ: ہم ان کو بتدریج یعنی آہستہ آہستہ جہنم کی طرف لئے جا رہے ہیں، اس طور پر کہ ان کو خبر بھی نہیں۔

وَأَمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ: اور میں ان کو مہلت دیتا ہوں یعنی فوراً عذاب نہیں بھیجتا۔ بے شک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔

أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِنْ مَغْرَمٍ مُثْقَلُونَ، أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُمُونَ۔ ان کے انکار نبوت پر تعجب ہے، کہ کیا آپ ان سے کچھ معاوضہ (تنخواہ یا کمیشن وغیرہ) مانگتے ہیں کہ وہ اس تاوان سے دبے جا رہے ہیں اس لئے آپ کی اطاعت سے نفرت ہے، یا ان کے پاس غیب کا علم اور اللہ کی وحی آتی ہے؟ جسے وہ حفاظت کے لئے قرآن کی طرح لکھ لیتے ہیں، آخر کچھ تو سبب ہونا چاہئے جس کی وجہ سے وہ صاحبِ وحی کے اتباع سے مستغنی ہیں اور ظاہر ہے کہ ان کے پاس دونوں باتیں نہیں پھر اس کے باوجود انکار نبوت عجیب بات ہے۔

### نائدہ

قَوْلُهُ وَأَمْلِي لَهُمْ۔ اس سے یہ پتہ چلا کہ جو معصیت کا ارتکاب کرے اور اس پر وہ دنیا میں کسی مصیبت میں مبتلا کر دیا جائے تو اس کے گناہوں کی بخشش کی امید ہے، اور جو معصیت کا ارتکاب کرے اور اس کے باوجود اپنے لئے مزید نعمتیں اور فتوحات دیکھے تو سمجھو کہ اللہ تعالیٰ اس کو ڈھیل دے رہے ہیں اور پھر اس کی زبردست پکڑ کریں گے۔  
قَوْلُهُ تَعَالَى فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ۔

### لغات

ذَرَّ: امر واحد مذکر حاضر، وَذَرَ (س) وَذَرًا: چھوڑنا (اس سے صرف مضارع اور امر و نہی استعمال ہوتے ہیں، ماضی کے لئے تَرَكَ استعمال ہوتا ہے) الْحَلِیْثُ: بات، کلام، جمع احادیث، (یہاں مراد قرآن ہے) مَنْسْتَدْرِجُ: مضارع جمع متکلم، ہم ان کو بتدریج یعنی آہستہ آہستہ (جہنم کی طرف) لئے جا رہے ہیں (استعمال، استدراج) حَيْثُ: جہاں، جس جگہ، ظرف مکان ہے مثنیٰ برضہ۔ اَمْلِي: مضارع واحد متکلم۔ (افعال) اَمْلِي لَهُ اِمْلَاءُ: مہلت دینا، ڈھیل دینا۔ (ماوہ مَلِي)۔ كَيْدٌ: تدبیر، داؤ، مصدر از باب ضرب، كَاذٌ (ض) كَيْدًا: تدبیر کرنا (بمعنی تدبیر، داؤ، حاصل مصدر ہے)۔ مَتِينٌ: مضبوط، صفت مشبہ، مَتَقَنٌ (ك) مَتَانَةٌ: قوی اور مضبوط ہونا، مَتِينٌ کی

- ۱۔ مضارع فَعْلُو سے در اصل فَعْلُو فَعْلُو قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ واؤ گر جاتا ہے جو علامت مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان یا ایسے کلمہ کے فقرے کے درمیان ہو جس کا مین بالام کلمہ حرف طے ہو جیسے يَفْعَلُ، يَفْعَلُ، وَافْعَلْ ہے کہ فَعْلُو کو فَعْلُ کے وجہ سے اتار کر تعیل کی گئی ہے۔
- ۲۔ حدیث محمد شین کی اصطلاح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ دیکھیں کے قول فعل اور تقریر کو کہتے ہیں۔
- ۳۔ ماوہ فَرَجَ: (ن) آہستہ چلنا۔



جمع مِثَالٌ. أَجْرٌ: معاوضہ، بدلہ، جمع أَجُورٌ. مَقْرَمٌ: مصدر میسی (بمعنی تاوان حاصل مصدر ہے جمع مَقَارِمٌ، غَرَمَ الدین (س) غَرَمًا وَمَقْرَمًا: قرض ادا کرنا۔ مَقْلُونٌ: اسم مفعول جمع مذکر (افعال) جو جمل کئے ہوئے یعنی جو بوجہ اور تاوان میں دبے جا رہے ہوں، (مادہ قفل) (ک) (بھاری ہونا)

**ترکیب** فَذَرْنِي وَمَنْ يُكْذِبُ بِهَذَا الْحَدِيثِ..... فَا فیسرہ ای اذا کانت احوالہم کذلک شرط، ذر فعل امر بفاعل نون وقایہ ی ضمیر معطوف علیہ مَنْ یُکْذِبُ بِهَذَا الْحَدِيثِ اسم موصول مع صلہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ، پھر مکمل جملہ جزاء، مستند رجہم من حیث لا یعلمون..... سین برائے استقبال، نَسْتَدْرِجُهُمْ فعل بفاعل ومفعول بہ، حیث لا یعلمون، مضاف ومضاف الیہ ہو کر مجرور، جار مجرور متعلق فعل مذکور کے، پھر جملہ فعلیہ مستانفہ معطوف علیہ (ہم ضمیر کا جمع لانا مَنْ کے معنی کے اعتبار سے ہے جیسا کہ یُکْذِبُ کو واحد لانا لفظ مَنْ کے اعتبار سے ہے اور لفظ مَنْ لفظاً مفرد ہے) وَأَمْلِي لَهُمْ جملہ فعلیہ معطوف (عطف تفسیری) إِنَّ کیدی متین جملہ اسمیہ خبریہ (لاکل لھا تعلیلیہ) أَمْ تَسْتَلْهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِنْ مَقْرَمٍ مَقْلُونٌ..... ام مقطوعہ بمعنی بل والہمزۃ تسئلہم اجرا جملہ فعلیہ معطوف علیہ (أَجْرًا مفعول بہ ثانی) فَا عطفہ سببیہ (مظہری) ہم مبتدا مِنْ مَقْرَمٍ متعلق مَقْلُون کے اور وہ خبر، جملہ اسمیہ خبریہ معطوف، معطوف علیہ مع معطوف جملہ مستانفہ۔ أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ..... ام مثل سابق عندهم خبر مقدم الغیب مبتدا موخر، جملہ اسمیہ معطوف علیہ، ہم یکتبون جملہ اسمیہ معطوف۔

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْخُوْبِ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ۝۴۹

تو آپ اپنے رب کی تجویز پر صبر سے بیٹھے رہئے اور مچھلی والے کی طرح نہ ہوئے جبکہ یونس نے دعا کی اور وہ غم سے گھٹ رہے تھے ●

لَوْ لَا أَنَّ تَذَرَكَهُ نِعْمَةً مِّنْ رَبِّهِ لَنَبَذَ بِالْقَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ ۝۵۰

اگر خداوندی احسان ان کی دھگیری نہ کرتا، تو وہ میدان میں بدحالی کے ساتھ ڈالے جاتے ●

فَاجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝۵۱ وَإِنْ يُكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ

پھر ان کے رب نے ان کو برگزیدہ کر لیا اور ان کو صالحین میں سے کر دیا ● اور یہ کافر جب قرآن سنتے ہیں تو ایسے معلوم ہوتے ہیں

بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ۝۵۲ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۝۵۳

کہ گویا آپ کو اپنی نگاہوں سے پھسلا کر گرا دیں گے اور عداوت سے آپ کو کہتے ہیں کہ یہ مجنون ہیں ● حالانکہ یہ قرآن تمام جہان کے

واسطے نصیحت ہے ●

**تشریح** فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْخُوْبِ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا مقصود ہے کہ

جب کفار کا مستحق عذاب ہونا ثابت ہو گیا، اور یہ معلوم ہو گیا کہ ہم کسی مصلحت سے ان کو مہلت دیئے جا رہے ہیں تو اگر آپ تنگی محسوس کریں تو آپ اپنے رب کی اس تجویز پر صبر سے بیٹھے رہئے، اور تنگدلی میں مچھلی والے پیغمبر یعنی یونس علیہ

السلام کی طرح نہ ہو جائے۔ یونس علیہ السلام کو علاقہ موصل کی ایک بستی یعنی عراق کے مشہور شہر نینوا کے لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا تھا، یونس علیہ السلام نے سات سال تک تبلیغ کی اور ان کو دعوت توحید دی، مگر قوم نے ایمان لانے کے بجائے سرکشی اختیار کی، بالآخر یونس علیہ السلام نے لوگوں کے حالات سے تنگ آ کر عذاب کی بددعا کر دی اور عذاب کے آثار بھی آگئے اور یونس علیہ السلام اس جائے عذاب سے دوسری جگہ منتقل بھی ہو گئے، مگر پھر قوم نے گریہ و زاری اور اخلاص کے ساتھ توبہ کر لی، اللہ تعالیٰ نے ان کو معافی دے دی اور عذاب ہٹا لیا۔

دردِ دل سے جو کہ کرتا ہے دعا اُس کو سن لیتا ہے جلدی سے خدا

یونس علیہ السلام نے شرمندگی محسوس کی کہ اب میں لوگوں میں جھوٹا قرار پاؤں گا اسلئے یہ راہ اختیار کی کہ اب ان لوگوں میں واپس نہ جاؤں یونس علیہ السلام سے یہ اجتہادی غلطی ہوئی کہ وحی الہی کا انتظار کئے بغیر سفر کا ارادہ کر لیا، اس پر حق تعالیٰ نے ان کی تنبیہ کے لئے دریا کے سفر، پھر مچھلی کے نکل جانے کا معاملہ فرمایا، یعنی یونس علیہ السلام نے دوسری جگہ ہجرت کے ارادہ سے سفر اختیار کیا، اور راستہ میں ایک دریا پڑتا تھا، اسکو پار کرنے کے لئے ایک کشتی میں سوار ہوئے، اتفاق سے وہ کشتی بھنور میں پھنس گئی اور غرق ہونے کا خطرہ لاحق ہو گیا، ملاحوں نے اپنے عقیدہ کے مطابق یہ کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کشتی میں کوئی غلام اپنے آقا سے بھاگ کر آیا ہے، اور جب تک اس کو کشتی سے نہیں نکالا جائے گا تو کشتی کو ڈوبنے سے بچانا مشکل ہے، چنانچہ انہوں نے یہ طے کیا کہ کشتی میں سوار لوگوں میں سے اس غلام کو دریا میں ڈال دیا جائے تو باقی لوگ بچ جائیں گے، چنانچہ اس کام کے لئے قرعہ اندازی کی گئی اس میں حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا، مگر لوگوں نے ان کو بوجہ ان کی بزرگی کے دریا میں ڈالنے سے انکار کیا، پھر دوبارہ وہ بارہ قرعہ اندازی کی گئی تو پھر انہیں کا نام نکلا، غرض یونس علیہ السلام دریا میں کود گئے، اور بحکم خداوندی ان کو ایک مچھلی نے نگل لیا، (مچھلی کو حکم ہوا کہ یونس علیہ السلام کے جسم کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچے، صرف نگل لینے کی اجازت ہے، غذا پکانے کی نہیں) پھر آخر کار یونس علیہ السلام نے بطن مائے میں توبہ و استغفار کیا اور دعا کی لا اِلهَ اِلاَّ اَنْتَ مَسْجِدُکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو مچھلی کے پیٹ سے نجات دی، اور دوبارہ ان پر اپنے انعامات کے دروازے کھول دیئے (علامہ جلال الدین سیوطی کے قول کے مطابق یونس علیہ السلام بطن مائے میں ایک دن رہے، یا تین دن، یا سات دن، یا بیس دن، یا چالیس دن) اِذْ نَادٰی وَهُوَ مَكْظُوْمٌ۔ قرآن میں یونس علیہ السلام کا قصہ تھوڑا تھوڑا کئی جگہ آیا ہے، فرماتے ہیں کہ وہ وقت بھی یاد کیجئے جب کہ یونس علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی، اور وہ غم سے گھٹ رہے تھے۔

لَوْ لَا اَنْ تَذَارَکَ نِعْمَةً مِنْ رَبِّهِ لَبَدَّ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ۔ ابھی اوپر معلوم ہوا کہ حضرت یونس علیہ السلام

- ۱۔ قولہ ولا یکن کما صاحب الحوت، یونس علیہ السلام کو صاحب حوت اسی مناسبت سے کہا گیا ہے کہ وہ کچھ عرصہ مچھلی کے پیٹ میں رہے، دوسری آیت میں ان کا ذوالنون اور کسی جگہ نام کے ساتھ بھی ذکر کیا گیا ہے، اور مختلف سورتوں میں ان کا ذکر ہے، مثلاً سورہ یونس، سورہ انبیاء، سورہ صافات وغیرہ میں۔
- ۲۔ یونس علیہ السلام کا غم کئی غموں کا مجموعہ تھا، ایک تو قوم کے ایمان نہ لانے کا، ایک عذاب کے نکل جانے کا، ایک حق تعالیٰ کی بغیر صریح اجازت کے وہاں سے چلے جانے کا، ایک مچھلی کے پیٹ میں محسوس ہونے کا۔

نے شکم مای میں دعا کی لا الہ الا انت الخ تو اس پر اللہ کا فضل ہوا اور ان کی توبہ قبول ہوئی اور ان کو مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی، اس کی نسبت ارشاد ہے کہ اگر خداوندی احسان ان کی دیکھیری نہ کرتا یعنی ان کی توبہ قبول نہ ہوتی تو جس میدان میں وہ مچھلی کے پیٹ سے نکال کر ڈالے گئے تھے، اس میدان میں وہ بد حالی کے ساتھ ڈالے جاتے، (بد حالی سے مراد یہ ہے کہ ان کی اجتہادی غلطی پر منجانب اللہ ان کو ملامت ہوتی) مطلب یہ ہے کہ یہاں دو چیزیں ہیں (۱) ایک تو یونس علیہ السلام کا توبہ و استغفار کرنا (۲) دوسرے اللہ تعالیٰ کا ان کی توبہ کو قبول کرنا تو اگر یونس علیہ السلام توبہ و استغفار نہ کرتے تب تو شکم مای سے نجات ہی نہ ہوتی، اور اگر توبہ و استغفار کرتے مگر اللہ تعالیٰ توبہ قبول نہ کرتا اور اس کی جانب سے فضل و کرم نہ ہوتا تو اس توبہ و استغفار کی اتنی دنیوی برکت تو ہوتی کہ شکم مای سے نجات ہو جاتی مگر میدان میں جس طرح اب ڈالے گئے اسی طرح ڈالے جاتے لیکن اُس وقت وہ ڈالا جانا مذموم ہوتا، اور اب کا ڈالا جانا مذموم ہونے کی حالت میں نہیں ہوا، کیونکہ قبول توبہ کے بعد خطا پر ملامت نہیں ہوا کرتی۔

فَاجْتَبِهْ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ۔ پھر ان کے رب نے ان کو یعنی یونس علیہ السلام کو اور زیادہ برگزیدہ کر لیا اور ان کو (زیادہ رتبہ کے) صالحین میں سے کر دیا، بس خلاصہ یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نزولِ عذاب کے بارے میں جلدی نہ کریں بلکہ اللہ پر توکل کریں کہ انجام بہتر ہی ہوگا۔

وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ۔ کفار کے اس طعنہ کا کہ آپ مجنون ہیں سورت کے شروع میں جواب دیا گیا تھا اب سورت کے ختم پر اس کا دوسرے انداز میں جواب دیا گیا ہے، یعنی یہ کافر جب قرآن سنتے ہیں تو شدتِ عداوت سے ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا آپ کو اپنی نگاہوں سے پھسلا کر گرا دیں گے، یہ ایک محاورہ ہے جیسے بولتے ہیں کہ فلاں شخص اس طرح دیکھتا ہے جیسے کھا جائے گا، یعنی شدتِ عداوت سے یہ کفار آپ کو بری نگاہوں سے دیکھتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ مجنون ہیں، حالانکہ یہ قرآن تمام جہان کے واسطے نصیحت ہے۔ (ظاہر ہے کہ مجنون کا کلام ایسا نہیں ہو سکتا کہ اس کی اصلاح عام ہو اور تمام جہان والے اس سے نصیحت حاصل کریں) بلکہ وہی سب سے بڑا پاگل اور دیوانہ ہے جو ایسا کہتا ہے

**لغات** اِصْبِرْ: امر واحد مذکر حاضر۔ صَبْرٌ (ض) صَبْرًا: صبر کرنا، یعنی ہمت سے کام لینا اور نہ گھبراتا۔ لَا تَسْكُنْ: نہی واحد مذکر حاضر، نہ ہو۔ كُنَّا (ن) كُنَّا وَ كُنْتُمْ: ہوتا۔ الْحُوتُ: مچھلی، جمع حِيَتَانٌ۔ نَادَى: ماضی واحد مذکر

۱۔ بعض مفسرین نے ان آیات کا ایک خاص واقعہ نقل کیا ہے کہ مکہ میں ایک آدمی نظر لگانے میں بڑا مشہور تھا، جانوروں کو نظر لگا دیتا تو وہ فوراً مر جاتے، کفار کہہ کر یہ سوچیں کہ اس شخص سے رسول اللہ ﷺ کو نظر لگوائیں، الغرض اس نے نظر بد لگانے کی پوری کوشش کر لی مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔

**فائدہ** حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ نظر بد حق ہے، یعنی نظر لگ سکتی ہے اور اس کا اثر ظاہر ہو جاتا ہے۔

**فائدہ** حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ جس شخص کو نظر بد لگ جائے اس پر یہ آیات پڑھ کر دم کر دینا اس کے اثر کو زائل کر دیتا ہے، یعنی وان یكاد الذین سے آخر سورت تک۔ (منظہری)

۲۔ صبر کے اصطلاحی معنی ہیں نفس کو اس چیز پر جمانا جس کو وہ ناپسندیدہ سمجھے۔ صبر کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) صبر علی الصائب (۲) صبر من الصائب (۳) صبر علی اللعائن۔

غائب، نادى مناداة و بداء: پکارنا۔ (یعنی دعا کی) مَكْظُومٌ: اسم مفعول واحد مذکر، غم کی وجہ سے دم گھٹا ہوا، یعنی غصہ میں بھرا ہوا۔ كُظِمَ غِيظُهُ (ض) كُظِمًا: غصہ نکل جانا۔ تَدَارَكَ: ماضی واحد مذکر غائب۔ (تفاعل، تدارك: پانا، پہنچنا، سنبھالنا) یا پھر مضارع واحد مؤنث غائب، ایک تاء حذف ہو گئی۔ لَنُبَذَ: ڈال دئے جاتے، ماضی مجہول واحد مذکر غائب، نُبَذَ (ض) نَبَذًا: ڈالنا، پھینکنا۔ العراء: چھیل میدان کہ جس میں گھاس نہ ہو، یعنی کھلمیدان، جمع أَعْرَاءٌ۔ مذموم: اسم مفعول واحد مذکر، وہ شخص جسکی برائی بیان کی جائے، یعنی بد حال و الزام خوردہ، ذَمَّ (ن) ذَمًّا، و مَذْمُومٌ: برائی بیان کرنا۔ اجْتَبَى: ماضی واحد مذکر غائب، (اتفعال) اجْتَبَى اجْتِبَاءً: پسند کرنا، چننا۔ الصالحين: اسم فاعل جمع مذکر، نیک بندے، صَلَحَ الرَّجُلُ (ك) صَلَحًا: نیک ہونا، يُزْلَقُونَ: مضارع جمع مذکر غائب، (افعال) أَزْلَقَ إِزْلَاقًا: پھسلانا، (ماہد زَلَقَ) **ترکیب** فَأَصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَى وَهُوَ مَكْظُومٌ..... فَأَفِصْرْ اور شرط مقدر ہے، أَيُّ إِنْ وَقَعَتْ لِي ضَيْقٌ۔ (اعراب القرآن و صرفہ و بیان)۔ أَصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ: جملہ انشائیہ معطوف علیہ۔ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ: فعل ناقص مع اسم و خبر معطوف، پھر جزاء۔ إِذْ نَادَى وَهُوَ مَكْظُومٌ: إِذْ بمعنی وقت مضاف نادى جملہ فعلیہ مضاف الیہ۔ هُوَ مَكْظُومٌ: جملہ اسمیہ حال از ضمیر نادى، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے مضاف مقدر کا، ای کحال صاحب الحوت، یعنی لایکن حالک کحالہ وقت ندائہ الخ (روح المعانی، اعراب القرآن)۔ لَوْلَا أَنْ تَدَارَكَ نِعْمَةً مِنْ رَبِّهِ لُبِذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ..... لَوْلَا حرف افتتاح مضمّن معنی شرط۔ أَنْ تَدَارَكَ نِعْمَةً مِنْ رَبِّهِ: بتاویل مصدر مبتدا (مِنْ رَبِّهِ متعلق کائنۃ کے ہو کر صفت، موصوف مع صفت فاعل تدارك کا) خبر محذوف و جواباً ای موجود۔ لُبِذَ بِالْعَرَاءِ الخ: جواب لَوْلَا، بالفاظ دیگر جواب شرط، (لام) واقع در جواب لَوْلَا۔ بالعراء: متعلق۔ هُوَ مَذْمُومٌ: جملہ اسمیہ حال از ضمیر لُبِذَ۔ فَاجِبَتُهُ رَبُّهُ فجعله من الصالحين: معطوف و معطوف علیہ ماقبل جملہ لَوْلَا أَنْ تَدَارَكَ نِعْمَةً مِنْ رَبِّهِ الخ پر معطوف، (من الصالحين متعلق ہو کر مفعول بہ ثانی جعل کا)۔ وَأَنْ يَكَاذَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلَقُونَكَ بِابْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ..... وَأَوْ اسْتَنَافِهِ أَنْ تَخْفَهُ مِنَ الْمُحَلَّةِ۔ يَكَاذُ: فعل مقارب، الَّذِينَ كَفَرُوا اسم موصول مع صلا اس کا اسم، لام فارقہ (یعنی إِنْ تَخْفَهُ و إِنْ تَنَافِهِ میں فرق کرنے والا) لَيُزْلَقُونَكَ بِابْصَارِهِمْ: جملہ فعلیہ خبر، فعل مقارب مع اسم و خبر جملہ مستانہ۔ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ: شرط، جزاء محذوف ای يُزْلَقُونَكَ۔ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ..... معطوف يُزْلَقُونَ پر۔ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ: حال از ضمیر يَقُولُونَ، (للعالمين متعلق ذکر کے یا متعلق کائن محذوف کے ہو کر ذکر کی صفت اور ما تانیہ ہو مبتدا الا اداة حصر ذکر للعالمين خبر)

۱۔ عراء: غری سے ماخوذ ہے بمعنی نکاح۔ غری (س) غریۃ و غریما من لہبہ نکاح ہوا۔

۲۔ زلق (ض) زلقا: پھسلانا۔ زلق (س) زلقا و زلق (ن) زلقا: القدم: قدم پھسلنا۔

۳۔ ضمیر شان اس کا اسم یا مملہ راء قول کے مطابق۔

۴۔ گویا لفظ ظرفیہ مضاف مضاف الیہ ہو کر ظرف ہے اپنے جواب کا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## سُورَةُ الْحَاقَّةِ مَكِّيَّةٌ

الْحَاقَّةُ ۱ مَا الْحَاقَّةُ ۲ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ ۳ كَذَبَتْ ثُمُودُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ۴

وہ ہونے والی چیز • کیسی کچھ ہے ہونے والی چیز • اور آپ کو کچھ خبر ہے کہ کیسی کچھ ہے ہونے والی چیز • ثمود و عاد نے اس کفر کرنے والی چیز کی تکذیب کی •

فَإِنَّمَا ثُمُودُ فَأَهْلِكُوا ۵ بِالطَّاعِثَةِ ۶ وَأَمَّا عَادُ فَأَهْلِكُوا ۷ بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۸

سو ثمود تو ایک زور کی آواز سے ہلاک کر دیئے گئے • اور عاد جو تھے سو وہ ایک تیز و تند ہوا سے ہلاک کئے گئے •

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَنِيَةَ أَيَّامٍ ۹ حُسُومًا ۱۰ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَى ۱۱

جس کو اللہ تعالیٰ نے ان پر سات رات اور آٹھ دن متواتر مسلط کر دیا تھا، سو تو اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا

كَانَهُمْ أَعْجَازُ ۱۲ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۱۳ فَهَلْ تَرَى لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ ۱۴

کہ گویا وہ گری ہوئے پھولوں کے تنے ہیں • سو کیا تجھ کو ان میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے •

وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكَتُ ۱۵ بِالْخَاطِئَةِ ۱۶ فَعَصُوا رَسُولَ رَبِّهِمْ ۱۷

اور فرعون نے اور اس سے پہلے لوگوں نے اور الٹی ہوئی بستیوں نے بڑے بڑے قصور کئے • سو انہوں نے اپنے رب کے رسول کا کہنا نہ مانا

فَأَخَذَهُمْ أَخْذَةً رَابِيَةً ۱۸ إِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۱۹ لِنَجْعَلَهَا

تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سخت پکڑا • ہم نے جبکہ پانی کو طغیانی ہوئی تم کو کشتی میں سوار کیا • تاکہ ہم اس معاملہ کو

لَكُمْ تَذْكِرَةً ۲۰ وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ ۲۱

تمہارے لئے ایک یادگار بنا دیں اور یاد رکھنے والے کان اس کو یاد رکھیں •

**رابطہ** ماقبل سورت میں اثبات رسالت کے ساتھ کفار کی سزا کا بیان تھا، اس سورت کے اندر بھی کفار کی سزا اور مومنین

کی جزا اور قیامت کے ہولناک احوال کا ذکر ہے، نیز نافرمان قوموں عاد و ثمود وغیرہ کی ہلاکت کا بھی ذکر ہے، اور اخیر

میں قرآن کی صداقت و حقانیت پر دلیل قائم کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و امانت کو واضح فرما دیا ہے۔

**تشریح** اس سورت کی ابتداء میں قیامت کے ہولناک منظر کو بیان کر کے اہم سابقہ کی ہلاکت کو بیان کیا گیا ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں: الْحَاقَّةُ مَا الْحَاقَّةُ وہ ہونے والی چیز کیسی کچھ ہے وہ ہونے والی چیز، اور آپ کو کچھ خبر ہے کہ

کیسی کچھ ہے وہ ہونے والی چیز، مقصود اس سے قیامت کی عظمت اور اسکے ہولناک ہونے کا بیان ہے، اور یہ استفہامات

برائے تبویل ہیں (یعنی خوف زدہ کرنے کے لئے) كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنَّارِ عَادًا فَاَهْلَكُوا بِالطَّاغِيَةِ..... قوم ثمود قوم عاد نے اس کھڑکھڑانے والی چیز یعنی قیامت کو جھٹلایا (یعنی جو لوگوں کو گھبراہٹ اور آسمان کو انشقاق و انفطار اور زمین و پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر کے اور ستاروں کو بے نور کر کے کھڑکھڑائے گی) تو سنو، اُن کا انجام کیا ہوا، بہر حال قوم ثمود تو وہ زور کی آواز سے ہلاک کر دی گئی، طاعیۃ طغیان سے مشتق ہے جس کے معنی حد سے نکل جانے کے ہیں، مراد ایسی سخت آواز ہے جو تمام دنیا کی آوازوں کی حد سے باہر ہے، مطلب یہ ہے کہ جب قوم ثمود کی نافرمانی حد سے بڑھی تو ان پر اوپر سے ایک سخت ہولناک آواز آئی جس سے ان کے دل پاش پاش ہو گئے، دوسری آیت میں ہے فَاَعَذْلَهُمُ الرَّجْفَةُ، پس آپکڑا ان کو زلزلہ نے، ممکن ہے اوپر سے ہولناک آواز اور نیچے سے زلزلہ آیا ہو)

وَاَمَّا عَادُ فَاَهْلَكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ..... اور بہر حال قوم عاد تو وہ ایک ایسی ہوا کے ذریعہ ہلاک کر دی گئی جو صرصر یعنی بہت ٹھنڈی تھی اور عاتیہ یعنی حد سے نکل جانے والی یعنی بہت تیز و تند، ترجمہ شیخ الہند میں لکھا ہے کہ وہ ہوا اس قدر تیز و تند تھی کہ جو فرشتے ہوا کے انتظام پر مسلط ہیں وہ ان کے ہاتھوں سے نکل جاتی تھی۔ مَسَخَرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَفَنَائِيَةً يَأْتِيهَا حُسُوفٌ أَخْيَاسُ ایسی ہوا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے ان پر سات رات اور آٹھ دن متواتر مسلط کر دیا تھا۔ سوائے مخاطب (خطاب فرضی ہے، روح المعانی) اگر تو اس وقت موجود ہوتا تو اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا کہ گویا وہ گری ہوئی کجور کے تنے پڑے ہیں، کیونکہ وہ لوگ بہت دراز قد تھے۔

تیسرا اک جھوٹا نسیم لطف کا دم کے دم میں کرے ان سب کو فنا

فَهَلْ قَرَأَ لَّهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ..... سو کیا تجھ کو ان میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے، یعنی ان میں سے کوئی نہیں بچا۔

**قوم عاد و ثمود:** عاد حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں ایک شخص گذرا ہے جس کا سلسلہ نسب تین واسطوں سے نوح علیہ السلام سے جاملتا ہے، یعنی عاد بیٹا تھا عاص کا اور عاص بیٹا تھا ارم کا اور ارم بیٹا تھا سام ابن نوح علیہ السلام کا، عاد کی نسل و اولاد بھی اسی نام سے موسوم ہوئی، اور اس کی اولاد میں دو گروہ ہوئے ایک ان کے معتقد مین جن کو عاد اولیٰ کہتے ہیں اور دوسرے متاخرین جن کو عاد آخری کہتے ہیں اسی طرح ارم کا ایک بیٹا تھا عابر اور عابر کا بیٹا تھا ثمود، پھر ثمود کے نام سے بھی ایک قوم موسوم ہوئی گویا عاد و ثمود کا دادا ارم تھا۔ قوم عاد کی طرف حضرت ہود علیہ السلام نبی بنا کر بھیجے گئے اور قوم ثمود کی طرف حضرت صالح علیہ السلام۔

وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكَاتُ بِالْخَاطِيَةِ فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ آخِذَةً رَآيَةً.....

اور اسی طرح فرعون نے اور اس سے پہلے لوگوں نے (جن میں قوم نوح اور قوم شعیب وغیرہ آگئیں) اور مؤتفکات

بعض روایات میں ہے کہ بدھ کی مچ سے اس آندھی کا عذاب شروع ہو کر دوسرے بدھ کی شام تک رہا، اس طرح دن تو آٹھ ہو گئے اور راتیں سات ہوئیں (معارف القرآن) جلالین میں ہے کہ اس کی ابتداء بدھ کی مچ کو ہوئی جب کہ ماہ شوال کے ختم ہونے میں آٹھ دن باقی تھے، اور یہ واقعہ موسم سردی کے آخر میں پیش آیا۔

وہ ایسی قوم تھی کہ اکھاڑے میں یہ کہتی ہوئی اترتی تھی کہ "مَنْ اخَذَ مِنَّا لَحْمًا" ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے، مگر ایسی بہادر قوم کا یہ حشر ہوا کہ ہوا کے چیمبروں سے اس طرح پھاڑ کھا کر گرے گویا کجور کے بے جان تنے ہیں۔



نے (یعنی قوم لوط کی الٹی ہوئی بستیوں نے) بڑے بڑے قصور کئے، یعنی کفر و شرک، پھر ان سکھوں نے اپنے رب کے رسول یعنی اپنے اپنے پیغمبروں کی نافرمانی کی، جس میں تکذیب قیامت بھی داخل ہے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سخت پکڑا۔

جن میں قوم عاد و ثمود کا قصہ تو ابھی ابھی گزر چکا، اور قوم لوط اور قوم شعیب اور فرعون کی ہلاکت کا ذکر احقر نے مختصراً حاشیہ میں کر دیا، اور قوم نوح کی ہلاکت کا ذکر آگے ضمن امتنان و احسان آرہا ہے، یعنی إِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ بیشک ہم نے جب کہ (نوح علیہ السلام کے وقت میں) پانی کو طغیانی ہوئی یعنی جب زمین سے پانی ابلنے کا طوفان آیا تم کو یعنی تمہارے بزرگوں اور بڑوں کو جو مومن تھے اور ان کی نجات تمہارے وجود کا سبب ہوئی، کشتی میں سوار کر لیا اور باقی تمام نافرمان لوگوں کو غرق کر ڈالا حتیٰ کہ نوح علیہ السلام کا نافرمان بیٹا جو یہ کہنے لگا کہ مَسَاوِي إِلَىٰ جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ کہ میں پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر پناہ لے لوں گا، مجھے سفینہ نوح میں پناہ گزیں ہونے کی ضرورت نہیں، وہ بھی ہلاک ہوا۔ (قصص القرآن میں لکھا ہے کہ چالیس دن رات آسمان سے پانی برستارہا اور زمین سے پانی ابلتا رہا، اونچے اونچے درخت اور پہاڑ زیر آب ہو گئے، بس جو لوگ باذن خداوندی کشتی میں سوار تھے وہی بچے، باقی اس زمانہ کے سب کفار ہلاک کر دیئے گئے، حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ نوح علیہ السلام پر تھوڑے ہی آدمی ایمان لائے تھے یعنی صرف اسی پھر انہیں کی نسل سے دنیا از سر نو آباد ہوئی)

لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ ..... تاکہ ہم اس معاملہ کو تمہارے لئے ایک یادگار اور عبرت بنادیں، اور یاد رکھنے والے کان اس کو یاد رکھیں کہ اللہ کا ہم پر ایک زمانہ میں یہ احسان عظیم ہوا ہے، اور یاد رکھ کر سزا کے اسباب سے بچیں۔ (کان کو یاد رکھنے والا مجازاً کہہ دیا) یہ قصہ تو مکذبین قیامت کے ہوئے، آگے قیامت کی ہول اور خوف کا بیان ہے۔

**ضمائم کے مراجع** قوله فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا، اى فى الايام والليالي: قوله حَمَلْنَاكُمْ اى حملنا آبائكم وانتم فى اضلالهم علىٰ انه بتقدير مضاف، وقيل على التجوز فى المخاطبين بارادة آبائهم المحمولين بعلاقة الحلول وهو بعيد، قوله لِنَجْعَلَهَا اى القعلة التى هى عبارة عن انجاء المومنين واغراق الكافرين.

**لغات** الخاصة: اسم فاعل واحد مؤنث، ثابت ہونے والی، مراد قیامت کا دن ہے کہ جس کا وقوع ثابت اور لازم ہے، حقّ الامر (ض) حقاً: ثابت ہونا۔ ما اذرك: (آپ کو کیا خبر ہے) اذری: ماضی واحد مذکر غائب از باب افعال، لفظی ترجمہ ہوگا، کیا ہے وہ شئی جس نے آپ کو خبر دی، یعنی آپ کو اس کی خبر نہیں (در اصل اذری تھا، یا متحرک ماقبل مفتوح یا کوالف سے بدل دیا)۔ ثمود: بر بنائے علمیت و تانیث غیر منصرف ہے، عاد: منصرف ہے۔ حق:

۱۔ قوم شعیب کی ہلاکت کی تفصیل تدریس قرآن پارہ ۲۸ میں ملے گی، ۲۹ پر ملاحظہ فرمائیں، کہ آسمان سے سخت ہولناک جگر پاش آواز آئی اور نیچے سے زلزلہ آیا، اور فرعون دریا کے قلم میں غرق ہو کر ہلاک ہوا، اور قوم نوح طوفان سے ہلاک ہوئی، اور قوم لوط پر آسمان سے پتھر برسائے گئے بعض آیات میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس پورے شہر کو اٹھا کر پلٹ دیا، ممکن ہے کہ پہلے پتھر آوا اور ہوا آئی ہو اور اس کے بعد پوری زمین کا تختہ الٹا گیا ہو۔

(قبیلہ) کے معنی کے اعتبار سے، اور قبیلۃ کے معنی کے اعتبار سے اس کو غیر منصرف بھی بولا جاتا ہے (اس صورت میں علمیت اور تانیث دو سبب ہو گئے کیونکہ لفظ قبیلۃ مؤنث ہے، برخلاف حی کے کہ وہ مذکر ہے) مگر چونکہ عاذ ساکن الاوسط ہے اس لئے منصرف ہونے کو ہی ترجیح دی گئی ہے) القارعة: اسم فاعل واحد مؤنث، کھڑکھڑانے والی چیز (مراد قیامت ہے) قَرَعَ (ف) قَرَعًا: کھڑکھڑانا۔ الطاغیۃ: اسم فاعل واحد مؤنث، طغی (ف) (طَغْيًا وَطَغْيَانًا: حد سے بڑھنا۔) طاغیۃ یعنی صبحۃ طاغیۃ حد سے نکل جانے والی آواز (ریح: ہوا) (مؤنث سماعی ہے) دراصل رِوَح تھا، کیونکہ اس کی تصغیر رُوْنَحۃ آتی ہے، واو کو کسرہ ماقبل کی بنا پر یاء سے بدل دیا، اصل کے اعتبار سے اس کی جمع اُرُوَاح، اور کسرہ ماقبل کے اعتبار سے اس کی جمع رِیَاح آتی ہے۔ صَوَّ صَوًّا: انتہائی سرد اور برقیلی ہوا، جمع صَوَّا صَوًّا۔ عابۃ: اسم فاعل واحد مؤنث، حد سے نکل جانے والی، یعنی بہت تیز و تند۔ عَتَا (ن) عَتَوُا: حد سے بڑھنا، (۲) سرکشی کرنا۔ مَسْخَرُ: ماضی واحد مذکر غائب (تفصیل، تسخیر)، مسلط و مقرر کرنا۔ مَسَّح: اسم عدد، اور مذکر اس لئے لایا گیا کیونکہ تمیز مؤنث ہے برخلاف ثمانیۃ ایام کے۔ لَیَالٍ: راتیں، واحد لَیْلَۃ (دراصل لیالی تھا، یا بوجہ التقاء ساکنین حذف ہوئی، مزید تحقیق تدریس قرآن پارہ ۴ سورۃ الفجر میں) حَسَمًا: بمعنی متابعات یعنی پے در پے، حاسم کی جمع، حَسَمَ (ض) حَسَمًا: کام کو مسلسل کرنا۔ صَرَعُ: پھنکڑے ہوئے لوگ، زمین پر گرے ہوئے (چت) صرینع کی جمع۔ بروزن فعلیل بمعنی مفعول صَرَعَ (ف) صَرَعًا: زمین پر گرانا، پچھاڑنا، اَعْجَاز: تنے یعنی جڑیں، واحد عَجَزُ: (عَجَزُ کے معنی جسم کے پچھلے حصہ، سرین کے آتے ہیں، درختوں کا پچھلا حصہ جڑ ہی ہے اس اعتبار سے اَعْجَازُ نَخْل کے معنی درختوں کی جڑوں کے ہیں) نَخْل اسم جنس، کھجور کے درخت (واحد نخلۃ کھجور کا ایک درخت)۔ خاویۃ: اسم فاعل واحد مؤنث، گر جانے والی، گری ہوئی، خَوَى (ض) خَوَاءً: گرنا (۲) خالی ہونا۔ باقیۃ: اسم فاعل واحد مؤنث، باقی رہنے والی (ای نفس باقیۃ یا جماعۃ باقیۃ) بَقِیَ (س) بَقَاءً: باقی رہنا۔ فَرَعُونُ: قدم مصری بادشاہوں کا لقب، بوجہ عجم و علمیت غیر منصرف ہے۔

- ۱۔ ریح کا استعمال ء کے معنی میں ہوتا ہے، اور بھی بطور استعارہ غلبہ کے لئے بھی ریح کا استعمال ہوتا ہے، قرآن میں ہے وَتَذْهَبُ رِیْحُکُمْ جَمْعُ الْوَارِیْحِ واریح ہے۔
- ۲۔ راغب لکھتے ہیں کہ لفظ مصر صر من مخرج سے مشتق ہے جس کے معنی باندھنے کے ہیں اس ہوا میں بھی آدمی کو جما دینے اور بوجہ ٹھنڈا اس کو گویا باندھ دینے کی صلاحیت ہوتی ہے۔
- ۳۔ مادہ مَسْخَرُ، مَسْخَرُ (ف) مَسْخَرًا: کسی سے جبراً کام لینا۔
- ۴۔ حَسَمًا کے دوسرے معنی ہیں نامبارک اور منحوس حَسَمَ (ض) حَسَمًا: کے معنی کاٹنے کے بھی ہیں، یعنی جڑ سے کاٹ دینے والی ہوا، بیان القرآن کے حاشیہ میں ہے کہ حَسَمًا بمعنی متابعات حَسَمَتِ الدَّابَّةُ سے ماخوذ ہے ای من حَسَمَتِ الدَّابَّةُ اِذَا تَابَعَتْ تَحْتَهَا فَهِيَ مَجَازٌ مَرْسَلٌ مِنْ اِسْتِعْمَالِ الْمَفْعُولِ فِي الْمَطْلُوقِ (۲) حَسَمًا: مصدر بھی ہو سکتا ہے جیسے كَفَرُوا وَشَكَرُوا ترکیب میں مفعول مطلق بننے کا ای فَعَسِمَ حَسَمًا۔
- ۵۔ جیسے ایران کے بادشاہ کا لقب کسری، روم کے بادشاہ کا قیصر، عرب کے بادشاہ کا ملک، شاہ حبش کا نجاشی، چین کے بادشاہ کا خاقان، ہندوستان کے بادشاہ کا راجہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا فرعون رئیس روم تھا بعض نے کہا کہ اس کا نام مصعب یا ولید تھا۔

(۲) ہر ظالم و سرکش کا لقب، جمع فراعنہ، (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس فرعون کے محل میں پرورش پائی اس کا نام رعمیسس دوم تھا)۔ المؤتفکات: اسم فاعل جمع مؤنث، الئی ہوئی بستیاں (مراد حضرت لوط علیہ السلام کی بستیاں ہیں جن پر لوط علیہ السلام کا حکم نہ ماننے اور ظلم اور لواطت سے باز نہ آنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی زمین کا تختہ الٹ دیا، اور اوپر سے پتھر کی بارش ہوئی) (المتعال) اِنْتَفَلَکْ اِنْتَفَاکَا: الٹ جانا۔ الخاطنة: مصدر، گناہ، قصور، خطی (س) خَطَاً وَخَطَاً: گناہ کرنا، غلطی کرنا، (الخاطنة صیغہ اسم فاعل واحد مؤنث بھی ہے جیسا کہ ظاہر ہے) غَضَوَا: ماضی جمع مذکر غائب۔ غَضِي (ض) غَضِيَانَا وَمَعْصِيَةً: نافرمانی کرنا۔ رُسُولٌ: پیغمبر، جمع رُسُل (رسول بمعنی مرسل ہے المعجم الوسیط) أَخَذَ: ماضی واحد مذکر غائب، أَخَذَ (ن) أَخَذَا: پکڑنا، لینا، أَخَذَهُ پکڑ، پکڑنا، مصدر مرۃ۔ رَابِیۃ اسم فاعل واحد مؤنث، بڑھنے والی، مراد سخت، زائد، رَبَا (ن) رَبُّوْا وَرَبُّوْا: بڑھنا، زائد ہونا۔ طَفَا: ماضی واحد مذکر غائب۔ طَفَى (ف) طَفِیَا وَطَفِیَانَا: حد سے بڑھنا طَفَى المَاءُ، طَفِیَانِ آنا، پانی کا جوش مار کر حد سے باہر ہو جانا۔ حَمَلْنَا: ماضی جمع متکلم، حَمَلَ (ض) حَمَلَا: اٹھانا، مراد سوار کرنا۔ الجاریۃ: کشتی، چلنے والی، اسم فاعل واحد مؤنث، جری: (ض) جَرِیَا وَجَرِیَانَا: جاری ہونا، جمع جاریات و جوار (کشتی چونکہ پانی کی سطح پر چلتی ہے اس لئے اس کو جاریۃ کہتے ہیں) تَذِکْرَةٌ: یادگار، یاد کرنے کی چیز، باب تفعلیل کا مصدر۔ قَبِی: مضارع واحد مؤنث غائب، وَعِی (ض) وَعِیَا: یاد رکھنا، اسی سے اسم فاعل واعیہ ہے۔ اَذَّنَ: کان، جمع اَذَانٌ (مجازاً اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو کان لگا کر سنے، اور سن کر مانے)

**ترکیب** الحاقۃ ما الحاقۃ..... الحاقۃ مبتدا (موصوف محذوف ہے ای القیامۃ الحاقۃ) ما اسم استنبہ

تعلیسی مبتدا ثانی، الحاقۃ خبر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ خبر مبتدا اول کی، پھر جملہ مستانہ (لا نکل لہا)

**سوال** ما الحاقۃ جملہ اسمیہ خبر ہے اور جب خبر جملہ ہو تو اس میں عائد کا ہونا ضروری ہے حالانکہ یہاں نہیں ہے۔

**جواب** اگر بعینہ مبتدا کو لوٹا دیا جائے تو یہ عائد کے قائم مقام ہو جاتا ہے، ضمیر کی حاجت نہیں رہتی۔

وما اذکرک ما الحاقۃ: **واو حرف عطف**، ما اسم استفہام مبتدا، اذری فعل، ضمیر فاعل، ای ائی شئی، اذکرک، کاف مفعول بہ اول، ما الحاقۃ حسب سابق مبتدا و خبر جملہ اسمیہ مفعول بہ ثانی۔

فعل اپنے فاعل اور مفاعیل سے مل کر خبر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ انشائیہ، کَلِمَتٌ ثَمُوْدُ وَعَاذٌ بِالْقَارِعَةِ:

۱۔ اعراب القرآن و صرفہ بیان میں ہے کہ **خاطنة** بھڑون **لحاقۃ** نسبت کا صیغہ ہے ای ذات العطا جیسے نابز و لابن۔

۲۔ غَضَوَا در اہل غَضُوا تھا، یا متحرک ماقبل مفتوح یا کوالف سے بدل دیا، پھر الف یوجا یتباع ساکنین حذف ہو گیا۔

۳۔ رسول اور نبی میں فرق احقر کی دوسری کتاب نجوم الخواشی شرح اصول النشائی میں ہے۔

۴۔ مضارع میں فاکلہ محذوف ہے یعنی واو، اور یہ فعل لغیف مفروق ہے۔

۵۔ اعراب القرآن لمعنی الدین الدرویش میں لکھا ہے کہ ما الحاقۃ بمنز ل مفعول بہ ثانی و ثالث کے ہے کیونکہ اذری بمعنی اعلم ہے جو تیس مفاعیل کو نصب دیتا ہے۔

بالقارعة متعلق کذبت کے باقی ترکیب ظاہر ہے۔ (جملۃ لامحل لها، استئناف بیانی لتقریر احوال الحاقۃ) فَأَمَّا نُمُودُ فَأُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ..... فا عطف تفریعیہ اما حرف شرط و تفصیل، نُمُود مبتدا فا رابطہ برائے جواب اما، اُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ: جملہ فعلیہ خبر، (بالطاغیۃ متعلق اهلکوا کے) مبتدا مع خبر ماقبل کذبت پر معطوف، (أَصْلُهُ مَهْمَا يَكُنْ مِنْ أَمْرِ فَنُمُودُ أَهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ). وَأَمَّا عَادُ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ..... ترکیب حسب سابق ہو کر ماقبل فَأَمَّا نُمُودُ الخ پر عطف (صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ دونوں صفت ریح کی) سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا: (یہ جملہ فعلیہ ریح کی صفت ثالثہ بنے گا) سَخَّرَ فعل، ضمیر فاعل راجع اللہ کی طرف، ہا مفعول بہ، علیہم متعلق سَخَّرَ کے، سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ: معطوف و معطوف علیہ ہو کر موصوف، حُسُومًا صفت سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ کی، موصوف مع صفت مفعول فیہ، پھر مکمل جملہ معطوف علیہ۔ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَى كَانَتْهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ..... فا عطف تفریعیہ تَرَى فعل بفاعل، الْقَوْمَ ذوالحال فیہا متعلق تَرَى کے، صَرْعَى الْقَوْمَ سے حال اول، كَانَتْهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ..... حال ثانی (خاویۃ صفت نخل کی) ذوالحال دونوں حالوں سے مل کر مفعول بہ، پھر مکمل جملہ معطوف علیہ معطوف (رویت بصری مراد ہے جس کے لئے ایک مفعول کافی ہے) فَيَل تَرَى لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ..... فا عطف ہل حرف استفہام، معنایہ النفی ای لا تَرَى لَهُمْ، تَرَى فعل بفاعل، لَهُمْ متعلق تَرَى کے، مِنْ جَارِہ زائدہ بَاقِيَةٍ لفظاً مجرد، محلاً منصوب مفعول بہ تَرَى کا، اور وہ مکمل جملہ ہو کر معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر ریح کی صفت ثالثہ۔ وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكَاتُ بِالْخَاطِئَةِ..... واو استثنائیہ جَاءَ فعل فِرْعَوْنُ معطوف علیہ واو حرف عطف مَنْ قَبْلَهُ اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر معطوف علیہ معطوف، واو حرف عطف الْمُؤْتَفِكَاتُ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر فاعل، بِالْخَاطِئَةِ متعلق جَاءَ کے، مکمل جملہ معطوف علیہ۔ فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمْ أَخَذَةً رَابِيَةً..... فا عطف، عَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، فا عطف، أَخَذَهُمْ أَخَذَةً رَابِيَةً جملہ فعلیہ معطوف، (اخذۃ رابیۃ مفعول مطلق) تمام معطوفات مل ملا کر جملہ متانفہ۔ إِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ..... جملہ متانفہ (لما ظرفیہ بمعنی حین مضمین معنی شرط اپنے مابعد مضاف الیہ سے مل کر ظرف اپنے جواب حملنا کا، حملناکم فی الجاریۃ خبر ان حرف مشبہ بالفعل کی) لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ رَاعِيَةٌ..... لام تعلیلیہ اپنے مابعد مجرور سے مل کر متعلق حملنا کا۔ (ہا مفعول بہ اول لکم حال تذکرۃ سے اور وہ مفعول بہ ثانی، تعی الخ جملہ فعلیہ معطوف نجعل پر)

**الباقیۃ** کَذَّبَتْ نُمُودُ وَعَادُ بِالْقَارِعَةِ فَأَمَّا نُمُودُ..... الخ میں اجمال کے بعد تفصیل ہے اور لف و نشر مرتب ہے۔ (لف و نشر کی تعریف ص ۵۸ پر)



وہ آسمان جو آج اس قدر مضبوط و مستحکم ہے کہ لاکھوں سال گزرنے پر بھی اس میں ذرہ سا شکاف نہیں پڑا وہ اس روز بوجہ بودا اور کمزور ہونے کے پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا،

وَالْمَلِکَ عَلٰی اَرْجَائِهَا: اور فرشتے (یعنی جنس ملک) جو آسمان میں پھیلے ہوئے ہیں جس وقت وہ پھٹنا شروع ہوگا، اس کے کناروں پر آجائیں گے، اس سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان بیچ سے پھٹ کر چاروں طرف سننا شروع ہوگا، اس لئے فرشتے بھی بیچ میں سے کناروں پر آ رہیں گے، پھر آیت فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ کے مطابق ان فرشتوں پر بھی موت مسلط ہو جائے گی، یہ سب واقعات فتحِ اولیٰ کے وقت کے ہیں جس کو فتحِ فصعق بھی کہا جاتا ہے۔

وَنُجْمٌ غَرَضٌ رَّبَّکَ فَوْقَهُمْ یَوْمَئِذٍ ثَمَانِیۃٌ: یہاں سے فتحِ ثمانیہ کے وقت کے واقعات ہیں (اس کو فتحِ بعث بھی کہتے ہیں) فرماتے ہیں کہ آپ کے پروردگار کے عرش کو اس روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

**حدیث** میں ہے کہ اب عرش کو چار فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں، اور قیامت کے دن آٹھ فرشتے اٹھائیں گے، اور اس کو اٹھا کر میدانِ قیامت میں لائیں گے اور حساب شروع ہوگا جس کا بیان یہ ہے کہ یَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفٰی مِنْکُمْ خَافِیۃٌ فَاَمَّا مَنْ اَوْتٰی: جس روز تم خدا کے روبرو حساب کے لئے پیش کئے جاؤ گے، اور تمہاری کوئی بات اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہ ہوگی، بلکہ سب نیکی و بدی منظر عام پر آ جائے گی، پھر نامہ اعمال اڑا کر ہاتھ میں دئے جائیں گے تو جس شخص کا نامہ اعمال اس کے دانے ہاتھ میں دیا جائے گا، تو وہ خوشی کے مارے آس پاس والوں سے کہے گا، کہ لو میرا نامہ اعمال پڑھو! (اعمال نامہ سے مراد وہ صحیفے ہیں جن میں اس کے اچھے برے اعمال دنیا کے اندر ملائکہ لکھا کرتے تھے)

اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلَاقٍ حِسَابِیۃٍ: میں نے اعتقاد رکھا تھا کہ میں اپنے حساب (کے وقت) پر پہنچنے والا ہوں، یعنی میں دنیا میں رہتے ہوئے قیامت اور حساب کا معتقد تھا مطلب یہ ہے کہ میں ایمان اور تصدیق رکھتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس کی برکت سے آج مجھ کو نوازا۔

۱۔ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ سے پہلے چلا کہ بعض ملائکہ قہار سے مشغول رہیں گے، بعض نے کہا کہ ممکن ہے کچھ غائبیہ پر ملائکہ کو دوبارہ زندہ کر دیا جائے۔ ”کچھ فرج فتحِ معن دونوں ایک ہی فتح ہے۔

۲۔ دفعِ صور میں علماء کا اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ صورتیں مرتبہ پھونکا جائے گا، کیونکہ بعض روایات میں کچھ معن اور کچھ بعث سے پہلے ایک تیسرے فتح کا بھی ذکر ہے جس کا نام کچھ فرج ہے یعنی کچھ فرج سے سب گھبرا جائیں گے۔ پھر کچھ معن سے اولاً لوگ بے ہوش ہو جائیں گے پھر مر جائیں گے۔ پھر کچھ بعث سے سب زندہ ہو جائیں گے، مگر مجموعہ روایات و نصوص میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی کو ابتداء میں کچھ فرج کہا گیا ہے، اور اختتام و ہی کچھ معن ہو جائے گا۔ (منظری) لہذا اس اعتبار سے کچھ صورتیں مرتبہ ہونا ثابت ہو گیا، اور اکثر علماء کی تحقیق یہی ہے، حریہ تحقیق تدریس قرآن قال فی ظہر حکم ص ۲۹ پر۔

۳۔ بعض نے کہا ثمانیہ صفوف من الملائکہ لا یعلم عددهم الا اللّٰہ و قبل ثمانیہ اولاد۔ رہا یہ معاملہ کہ عرش رحمن کیا چیز ہے اور اس کی حقیقی شکل و صورت کیا ہے اور فرشتے اس کو کس طرح اٹھائیں گے یہ سب چیزیں وہ ہیں کہ نہ عقل انسانی ان کا احاطہ کر سکتی ہے اور نہ ان مباحث میں پڑنے کی اجازت ہے، بلکہ اس پر ایمان رکھا جائے کہ اس سے اللہ جل شانہ کی جو مراد ہے وہ حق ہے

۴۔ قولہ ظننت ای غلبت ذلك كما قاله الاكثرون بناء على ان الظاهر من حال المؤمن يقين امور الآخرة كالحساب فالمنقول عنه یہی ان يكون كذلك لكن الامور النظرية لكون تفاصيلها لا تخلو عن تردد مافي بعضها معالاً يفوت اليقين فيه كسهولة الحساب وشدته معلاً عبر عن العلم بالظن مجازاً للاشعار بملك (روح السائل)



فَهُوَ لِي عَيْشَةٍ رَاضِيَةٍ، اُنَى مُرَضِيَةٍ. غرض وہ شخص پسندیدہ عیش یعنی بہشت بریں (اونے باغات) میں ہوگا، جس کے میوے جھکے ہوئے ہوں گے، کہ کھڑے بیٹھے لیئے ہر حالت میں چنے جاسکتے ہیں، اور حکم ہوگا کہ کھاؤ اور پیو مزے کے ساتھ ان اعمال کے صلہ میں جو تم نے گذشتہ ایام میں یعنی دنیا میں کئے ہیں، (یعنی دنیا میں اللہ کے لئے خواہشات نفس کو روکا اور بامید صلہ اعمال حسنہ کئے) (یا ارحم الراحمین مجھ حقیر اور جملہ ناظرین کو بھی اپنی ان بے کراں نعمتوں سے محض اپنے لطف و کرم سے بلا استحقاق مشرف فرماتا۔ آمین یا رب العالمین؛

**ضمان کے مواقع** قولہ فوقہم، فوق الملائکۃ الذین علی الأرجاء المدلول علیہم بالملک، وقیل الضمیر يعودُ اَلی الملائکۃ الحاملین اُنّی یَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّکَ فوق ظُہُورِہم اَوْ رُؤُوسِہم. وقیل الضمیر یَرْجِعُ اَلی الثمانیۃ لتقدمہا فی المرتبۃ. قولہ کُلُوا واشربُوا. یہاں جمع کی ضمیر ہے جب کہ اس سے پہلی آیت فہو فی عیشۃ راضیۃ میں واحد کی ضمیر ہے۔ فکیف التوفیق والتطبیق؟ الجواب: فہو فی عیشۃ راضیۃ میں ضمیر واحد میں معنی عموم ہے، اس معنی عموم کا اعتبار کر کے کُلُوا واشربُوا میں جمع کی ضمیر لائی گئی۔ (روح المعانی) قولہ حسابیہ، مالیہ، سلطانیہ، کتابیہ میں سکتہ کی ہا ہے۔ (ہائے سکتہ کی تعریف صفحہ ۹ پر)

**لغات** نَفَخَ: ماضی مجہول واحد مذکر غائب، نَفَخَ (ن) نَفَخًا: پھوک مارنا، صُودَ: ترتبی ہیئت کی مُجَوِّف شئی جس میں حضرت اسرائیل پھونک ماریں گے، صور کو اردو میں زنگٹا کہتے ہیں، جمع اَصْوَادُ. نَفَخَ: باب مذکور سے مصدر مرۃ، ایک بار پھونک مارنا۔ واحِدَہ: اسم فاعل واحد مؤنث، ایک، اکیلی، وَخَذَ (ض) وَخَذًا، وَجَدَہ: اکیلا ہونا، ایک ہونا، دُخِّنَا ماضی مجہول ثنیہ مذکر غائب۔ ذَکَ: (ن) دَکَا: کوٹا، ریزہ ریزہ کرنا، دُخِّنَا: مصدر مرۃ، ایک دم ریزہ ریزہ کرنا۔ وَاھِیَہ: اسم فاعل واحد مؤنث، بودا، کمزور، وہی بھی (ض، ص) وَھِیَا: کمزور ہونا، اَرْجَاہ: کنارے واحد رَجَاء (در اصل اَرْجَاء تھا، الف ساکنہ کے بعد واو کنارہ میں واقع ہوا اس لئے ہمزہ سے بدل گیا) عَرْشُ: (عرش اللہ) بشر کو بجز نام کے اس کی کچھ حقیقت معلوم نہیں اور عوام کے اوهام اس بارے میں جس طرف جاتے ہیں وہ صحیح نہیں۔ عَرْشُ العَرْشِ: (ن) تحت بنانا۔ (مزید تفصیل تذریس قرآن پارہ عم سورۃ التکویر میں) تَعْرِضُونَ: مضارع مجہول جمع مذکر حاضر، تم پیش کئے جاؤ گے، عَرَضَ الشَّیْءُ (ض) عَرَضًا: پیش کرنا (عَرَضَ الشَّیْءُ پیش ہونا، لازم و متعدی دونوں آتا ہے) لَا تَخْفَى: مضارع واحد مؤنث غائب، خَفِيَ (ص) خَفَاءً وَخُفِیَہ: پوشیدہ ہونا، اسی سے خافیۃ اسم فاعل واحد مؤنث ہے، پوشیدہ ہونے والی اونی: ماضی مجہول واحد مذکر غائب، (افعال) آتی ابتداء: دینا، یمین: داہنا ہاتھ، جمع اَیْمُنَ وَایْمَان. هَاؤُم: اسم فعل بمعنی خُذُوا، لو، پکڑو، ملاق: اسم فاعل واحد مذکر، در اصل ملاقی تھا (مفاعلت) بمعنی پہنچنے والا۔ حسابیہ: (میرا حساب) آخر میں ہا برائے سکتہ ہے یعنی برائے وقف تاکہ یاء ضمیر کے فتح کی حفاظت ہو، اور یاء کا فتح خوب ظاہر ہو جائے اسی طرح کتابیہ ہے۔ حَسَبَ (ن)

۱۔ دوسرا معنی ہے ملاقات کرنا، مادہ لَفَّی ہے لَفَّی (ص) لَفَّاءً وَتَلَفَّاءً: پاتا، ملتا، ملاقی سے یاء بوجہ اتقا سائنین گر گئی۔

حَسَابًا وَحُسْبَانًا: حساب کرنا، شمار کرنا۔ (باب مع و حسب و کرم سے دوسرے معنی آتے ہیں) عیشۃ راضیۃ: دیکھئے تدریس قرآن پارہ ۴ عم سورۃ القارعة میں، قَطُوف: میوے، واحد قِطْف۔ ذَابِنَةٌ: اسم فاعل واحد مؤنث، ذَنَّا (ن) دُنُوًا: نزدیک آنا، اشر ہو! امر جمع مذکر حاضر، شَرِبَ (س) شَرَبًا: پینا۔ هَبِينَا: صفت مشبہ، مزہ لینے والا، هَنَى الطعام (س) هَنَّا وَهَنَّا: کھانے سے لطف اٹھانا۔ اَسْلَفْتُمْ: ماضی جمع مذکر حاضر، (انعال) قرض دینا، سپرد کرنا، آگے بھیجنا، الخالیۃ: اسم فاعل واحد مؤنث خلا (ن) خُلُوًا: خالی ہونا، گذرنا (خالیۃ بمعنی گذرنے والی، مراد گذشتہ یعنی گذرے ہوئے)

**ترکیب** فَإِذَا نَفَخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةً وَاحِدَةً..... فَاِحتِیَافِیۃ اِذَا ظرفیہ مضاف محض من بمعنی شرط، نَفَخَ فعل مجهول فی الصور متعلق نَفَخَ کے، نفخۃ واحدۃ موصوفہ مع مفت نائب فاعل، نَفَخَ النخ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و حملت الارض والجبال جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف (حالت جری میں) فَا عاطفہ ذُکُتَا ذِکْرًا وَاحِدَةً..... جملہ فعلیہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے مابعد جواب و جزاء وقعت کا۔ فِیَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ..... فَا رابطہ یوم ظرف ہے، جو مضاف ہے اپنے ہی مثل یعنی ظرف کی طرف جو کہ اِذَا ہے، اور اِذَا کی تئیں جملہ محذوفہ کے عوض میں ہے اِی یَوْمَ اِذَا نَفَخَ فِی الصُّورِ وَحَمَلَتِ الْاَرْضُ النخ الغرض یومئذ طرف ہے وَقَعَتِ کَا۔ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ جملہ فعلیہ معطوف علیہ وَاَنْشَقَّتِ السَّمَاءُ..... معطوف علیہ معطوف، فہی یومئذ و اھیۃ معطوف علیہ معطوف (یومئذ طرف و اھیۃ کا اور وہ خبر ہی کی) وَالْمَلِکَ عَلٰی اَرْجَائِهَا..... مبتدا و خبر ہو کر معطوف علیہ معطوف، و یحمل عرش ربک فوقہم یومئذ ثمانیۃ..... جملہ فعلیہ معطوف (عرش ربک مفعول بہ فوقہم ظرف، مستقر ہو کر عرش سے حال ای حال کونہ فوق الملائکۃ، یومئذ طرف، ثمانیۃ فاعل) تمام معطوفات مل ملا کر جواب شرط، اور پھر جملہ مستانفہ، یومئذ تَعْرِضُونَ لَا تُخْفِیْ مِنْکُمْ خَافِیۃ..... یومئذ ظرف تَعْرِضُونَ کَا، تَعْرِضُونَ فعل بفاعل، لَا تُخْفِیْ مِنْکُمْ خَافِیۃ جملہ منفیہ حال از ضمیر تَعْرِضُونَ، (منکم متعلق محذوف کے ہو کر خافیۃ سے حال لَآئِنۡہُ کَانَ فِی الْاَصْلِ صَفۡۃً لِّخَافِیۃ) الغرض یومئذ تَعْرِضُونَ النخ جملہ مستانفہ بیان ہے۔ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتَابَہٗ بِیَمِیْنِہٖ فِیَقُولُ هَٰؤُلَاءِ اَقْرَءُوا کِتَابَہٗ..... فَاِحتِیَافِیۃ۔ اَمَّا حرف شرط و تفصیل من اسم موصول، اُوْتِیَ کِتَابَہٗ بِیَمِیْنِہٖ جملہ فعلیہ صلہ (کتابہ مفعول بہ ثانی) اور مفعول بہ اول ضمیر ہے جو نائب فاعل ہے، اسم موصول مع صلہ مبتدا، فَا رابطہ برائے جواب اَمَّا، یقول ہَاؤُم اَقْرَءُوا کِتَابَہٗ جملہ فعلیہ خبر، (ہَاؤُم اسم فعل بمعنی بخدوا مبدل منہ اَقْرَءُوا کِتَابَہٗ بدل، مبدل منہ مع بدل مقولہ)

۱۔ یومئذ: کو اِذَا نَفَخَ سے بدل بنا بھی سچ ہے۔ ۲۔ یا جواب شرط سے بدل

۳۔ تفسیر مظہری میں فَا کو عاطفہ کہا ہے اور عطف تَعْرِضُونَ پر۔

۴۔ یا اَقْرَءُوا کِتَابَہٗ جملہ مستانفہ بیان ہے (لاکل لہا) اور کِتَابَہٗ میں ہَاؤُم اور اَقْرَءُوا نے قانزع کیا، مل دوسرے کو دیا گیا ہوجزب۔

ابتدا مع خبر جملہ مستانہ۔ اِنِّی ظَنَنْتُ اَنِّی مُلَاقٍ حِسَابِیہ..... اِنِّی حرف مشبہ بالفعل مع اسم، ظَنَنْتُ فعل بفاعل اِنِّی ملایح حسابیہ جملہ اسمیہ بتاویل مصدر ظَنَنْتُ کے لئے دو مفعولوں کے قائم مقام اور وہ خبر اِنِّی (حسابیہ مفعول بہ ملایح کا) الغرض اِنِّی ظَنَنْتُ کمال جملہ مائل قول کے تحت واقع ہے، فَهُوَ لَی عِشَّةً رَاضِیَّةً..... فا ۱ احتیافیہ ہو مبتدا، فِی عِشَّةٍ رَاضِیَّةٍ متعلق ہو کر خبر، فِی جَنَّةٍ عَالِیَّةٍ قَطُوفُهَا ذَابِیَّةٌ..... فِی جارہ جنة موصوف عالیہ صفت اول قَطُوفُهَا ذَابِیَّةٍ مبتدا خبر جملہ اسمیہ صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مجرور، جار مجرور بدل عِشَّةٍ رَاضِیَّةٍ سے الغرض مبتدا مع خبر جملہ مستانہ۔ کُلُّوْا وَاشْرَبُوْا هٰیثُنَا بِمَا اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ..... کُلُّوْا وَاشْرَبُوْا معطوف ومعطوف علیہ هٰیثُنَا حال از ضمیر کُلُّوْا وَاشْرَبُوْا، اِی مُتَهَنِّئِیْنَ، بِمَا اَسْلَفْتُمْ الْخ متعلق کُلُّوْا وَاشْرَبُوْا کے، (بما اسلفتم میں ما موصولہ یا مصدریہ) الغرض کُلُّوْا وَاشْرَبُوْا الْخ مقولہ ہے یُقَال لَہُمْ فعل محذوف کا۔

**اجراء** قولہ اَرْجَاءَ یہ جمع تکسیر ہے، طلبہ عزیز جمع تکسیر و جمع صحیح نیز جمع، اسم جمع، شبہ جمع، جمع اعتباری، جمع الجمع، جمع من غیر لفظہ گویا تمام قسموں کا اجراء کریں، اور اس کی تمام تر تفصیل قواعد الصرف میں ہے۔

وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ ۖ فَيَقُولُ يَلَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهٗ ۚ  
اور جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جادیا۔ سو وہ کہے گا کیا اچھا ہوتا کہ مجھ کو میرا نامہ اعمال ہی نہ ملتا۔  
وَلَمْ أَذِرْ مَا حِسَابِيَهٗ ۚ يَلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۚ مَا أَغْنَىٰ عَنِّي مَالِيَهٗ ۚ  
اور مجھ کو یہ ہی خبر نہ ہوتی کہ میرا حساب کیا ہے • کیا اچھا ہوتا کہ موت ہی خاتمہ کر پگتی • میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا •  
هَلْكَ عَنِّي سُلْطَانِيَهٗ ۚ خُلُوْهُ فَعَلُوْهُ ۚ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُوْهُ ۚ ثُمَّ فِی  
میرا جاہ مجھ سے گیا گزرا • اس شخص کو پکڑو اور اس کو طوق پہنا دو • پھر دوزخ میں اس کو داخل کرو • پھر ایک ایسی  
سلسلہٴ ذرْعَہَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۚ اِنَّہٗ كَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ  
زنجیر میں جس کی پیمائش ستر گز ہے اس کو جکڑ دو • یہ شخص خدائے بزرگ پر ایمان  
الْعَظِیْمِ ۚ وَلَا یَحْضُرُ عَلٰی طَعَامِ الْمَسْکِیْنَ ۚ فَلَیْسَ لَہٗ الْیَوْمَ هٰہُنَا حَمِیْمٌ ۚ  
نہ رکھتا تھا • اور غریب آدمی کے کھانے کی ترغیب نہ دیتا تھا • سو آج اس شخص کا نہ کوئی دوستدار ہے •  
وَلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غَسَلِیْنِ ۚ لَا یَاْكُلُہٗ اِلَّا الْخٰطِیُوْنَ ۚ  
اور نہ اس کو کوئی کھانے کی چیز نصیب ہے بجز زخموں کے دھوون کے • جس کو بجز بڑے گنہگاروں کے کوئی نہ کھا دیا •

**تشریح** وَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ لَيَقُولُ فَلْيَنقُلْ لِمَ أُوتِيَ كِتَابِي بِشِمَالِهِ الخ: اور جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا سو وہ نہایت حسرت سے کہے گا کہ کیا اچھا ہوتا کہ مجھ کو میرا نامہ اعمال ہی نہ ملتا، اور مجھ کو یہ بھی خبر نہ ہوتی کہ میرا حساب کیا ہے، کیا اچھا ہوتا کہ پہلی موت ہی خاتمہ کر چکی ہوتی، اور دوبارہ زندہ نہ ہوتے جس پر حساب کتاب مرتب ہوا، (ہائے افسوس) حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ کافر کا بایاں ہاتھ موڑ کر پشت کے پیچھے کر کے اعمال نامہ دیا جائے گا، بعض نے سوئے کی یہ شکل بیان کی کہ کافر کے سینہ میں سوراخ کر کے اس کا بایاں ہاتھ اس کے اندر کو نکال کر پشت کے پیچھے باندھ دیا جائے گا۔

مَا أَغْنَىٰ عَنِّي مَالِيَهٗ هَلْكَ عَنِّي مُلْكِيَهٗ: میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا، میرا جاہ بھی مجھ سے گیا گذرا، یعنی دنیا کے اندر مجھ کو دوسرے لوگوں پر جو بڑائی اور غلبہ حاصل تھا، آج وہ مال و دولت اور عز و جاہ سب بے سود ٹھہرے۔  
خُذُوهُ فَغُلُّوْهُ الخ: ایسے شخص کے لئے فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس شخص کو پکڑو، اور اس کے گلے میں طوق پہنا دو پھر دوزخ میں اس کو داخل کر دو، پھر ایک ایسی زنجیر میں جس کی لمبائی ستر گز ہے اس کو جکڑ دو تا کہ جلنے کی حالت میں ذرا بھی حرکت نہ کر سکے، (اور رہی گز کی مقدار تو وہ خدا کو معلوم ہے کیونکہ یہ گز وہاں کا ہوگا)

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ زنجیر اس کی دہریں داخل کر کے اس کے منہ میں سے نکالی جائے گی جیسے موتی یا تسبیح کے دانے پروئے جاتے ہیں اور اس کے بعد اس کو آگ میں بھونا جائے گا، دوسری روایت میں اس طرح تشریح کی گئی ہے کہ زنجیر دہریں داخل کر کے ناک سے نکالی جائے گی۔ (مظہریؒ)

إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ: مذکورہ عذاب کی وجہ یہ ہے کہ یہ شخص خداؑ بڑے پر ایمان نہ رکھتا تھا (یعنی جیسا ایمان حسب تعلیم انبیاء ضروری تھا)۔ وَلَا يَحْضُرُ عَلَىٰ طَعَامِ الْمَسْكِينِ: اور وہ خود تو کسی غریب کو کیا دیتا دوسروں کو بھی ترغیب نہ دیتا تھا کہ وہ غریبوں کو کھلائے (یعنی اس نے نہ اللہ کو جانا اور نہ بندوں کے حقوق پہچانے)۔

فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هَاهُنَا حَمِيمٌ وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غَسَلِينَ لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ: سو آج اس کا نہ کوئی دوست دار ہے جو اس کی حمایت کر سکے، اور نہ اس کو کھانے کی کوئی چیز نصیب ہے سوائے غسلین کے یعنی جہنمیوں کے زخموں کے دھوون لہو و پیپ کے، (مرغوب اور لذیذ کھانوں کی نفی مقصود ہے ورنہ غسلین کے علاوہ زقوم یعنی تھوہر کا درخت بھی ان کا کھانا ہوگا جو دوسری آیات سے ثابت ہے) جس کو سوائے بڑے گناہگاروں کے کوئی نہ کھائے گا (حضرت ابوسعیدؓ کی روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر غسلین کا ایک ڈول دنیا میں ڈال دیا جائے تو ساری دنیا سڑ جائے اور بدبودار ہو جائے) (أَعْلَنَّا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ مِنْ مِّثَالِ أَنْوَاعِ الْعَذَابِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ بِلُطْفِهِ وَكَرَمِهِ)

۱۔ قولہ خُذُوهُ فَغُلُّوْهُ الخ: یہ حکم فرشتوں کو ہوگا، لیکن الفاظ آیت میں اس کا ذکر نہیں کہ کون پکڑے اسی لئے بعض روایات میں ہے کہ جب یہ حکم ہوگا تو ہر درود پورا اور ہر چیز صحیح و دروازہ دروازہ کی طرح اس کے پکڑنے کو دوڑے گی دوسری بات یہ ہے کہ عبد اللہ بن مبارکؒ نے کعب کا قول نقل کیا ہے کہ اس زنجیر کی ایک کڑی دنیا کے سارے لوہے کے برابر ہوگی، محمد ابن الحکیمؒ کا قول ہے کہ اگر دنیا کا تمام گدشتہ اور آئندہ کا لوہا جمع کیا جائے تو جہنم کی زنجیر کی ایک کڑی کے برابر نہیں ہوگا۔ (مظہریؒ)

**لغات** شمال: بایں ہاتھ، جمع أَشْمَلُ وَشَمْلُ، لم أَوْتَ نفی جہد بلم در فعل مستقبل مجہول واحد متکلم (افعال) دینا، لم أَذِرْ نفی جہد بلم واحد متکلم، ذری (ض) ذَرِيًّا وَذِرَاءً: جاننا، القاضیۃ: اسم فاعل واحد مؤنث، ختم کردینے والی، یعنی ایسی موت جس کے بعد زندگی نہ ہو بس کام تمام ہو جائے۔ قَطَعَ عَلَى الشَّيْءِ (ض) قُضِيَ وَ قُضَاءً: ختم کرنا، فنا کرنا۔ ما أَغْنَى: ماضی واحد مذکر غائب (افعال) أَغْنَى إغناء: کافی ہونا، کام دینا، بے پرواہ کرنا (غنی (س) غْنَى وَغْنَاءً: بے نیاز ہونا)۔ هَلَكَ ماضی واحد مذکر غائب (جاتا رہا، گیا گذرا) هَلَكَ (ن) هلاکاً: فنا ہونا، ختم ہونا، سلطان زور، قوت، غلبہ و حکومت۔ غَلَوْا: امر جمع مذکر حاضر، أَخَذَ (ن) أَخَذُوا: پکڑنا۔ غَلَوْا امر جمع مذکر حاضر، غُلَّ (ن) غَلَا: ہاتھ میں پھکڑی یا گلے میں طوق ڈالنا۔ صَلُّوا: امر جمع مذکر حاضر، (اصلہ صَلُّوا) (تفہیل) صَلَاةُ النَّارِ تَضْلِيَّةٌ: آگ میں ڈالنا، (مادہ ص، ل، ی، صلی (س) صَلَّى وَصَلِيًّا: آگ میں داخل ہونا، آگ میں جلنا) سَلْسِلَةٌ زنجیر، جمع سلاسل، ذرع اسم بمعنی ٹاپ، پیاٹش (۲) طول (در اصل مصدر ہے ذرع (ف) ذُرْعًا: ٹاپ، بمعنی ٹاپ و پیاٹش حاصل مصدر) ذراع: گز، ہاتھ یعنی کہنی سے لے کر پچ کی انگلی کے سرے تک، جمع أَذْرُعٌ۔ اسْلُكُوا امر جمع مذکر حاضر، سَلَكَ (ن) سَلُّوْكَأ: داخل کرنا، پکڑنا، لَا يَخْصُضُ مضارع واحد مذکر غائب، خَضَّ (ن) خَضًا: ابھارنا، ترغیب دینا۔ طَعَامٌ: یہاں طعام اسم مصدر ہے، از أَطْعَمَ، بمعنی اِطعام، کھلانا جیسے عطاء بمعنی إِعْطَاءٌ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) مَسْكِينٌ: گزر چکا۔ خَمِيمٌ: دوست، جمع أَحْمَاءٌ (دوسرا معنی گرم پانی اس کی جمع خَمَائِمٌ) غَسَلِينَ: دوزخیوں کا پیپ بالفاظ دیگر دَعْوُونَ۔ (دوزخ کے ایک درخت کا نام بھی ہے۔ راغب) الْغَاطِثُونَ: گناہگار لوگ، خَطِيئٌ (س) خَطَاً وَغَطَاً: گناہ کرنا، غلطی کرنا۔

**ترکیب** وَأَمَّا مَنْ أَوْتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَلَيْتَنِي لَمْ أُوْتَ كِتَابِيهِ..... ترکیب حسب سابق ہے، (یا حرف تنبیہ، لم أُوْتَ كِتَابِيهِ لیت حرف مشبہ بالفعل کی خبر) ولم أَذِرْ ما حسابیہ..... لم أُوْتَ پر معطوف (ما اسم استفہام مبتدا حسابیہ خبر، اور ہا برائے سکتے، مبتدا و خبر لم أَذِرْ کے لئے دو مفعولوں کے قائم مقام) يَلَيْتَهَا كَانَتْ الْقَاضِيَةُ..... یا حرف تنبیہ لیت حرف مشبہ بالفعل ہا اس کا اسم، (مرجع الموتۃ الاولی باعتبار مفہوم کے) كَانَتْ الْقَاضِيَةُ جملہ فعلیہ ہو کر لیت کی خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر ماقبل یقول کے تحت، مَا أَغْنَى عَنِّي مالہ..... ما أَغْنَى فعل منفی عنی جار مجرور متعلق، مالہ مرکب اضافی فاعل اور ہا برائے سکتے، پھر جملہ مستانفہ بیانیہ یا تعلیلیہ)

۱۔ دوسرے معنی ہیں فیصلہ کرنا، اور بھی بہت سارے معانی ہیں مگر طلبہ عزیز کی سہولت کے پیش نظر ہر جگہ اختصار کو ملحوظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۲۔ جب سلطان کے معنی حجت و قوت ہو تو اس کی جمع نہیں آتی، دوسرے معنی ہیں بادشاہ جمع سلاطین۔

۳۔ دعویٰ ای اسم لما یجری من الجراح اذا غسلت۔

۴۔ ہا کے بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ یا حرف تہ اور متادی محذوف مثلاً یا قوم وغیرہ۔

۵۔ قولہ ما أَغْنَى عنی مالہ: مالہ میں ما اسم موصول اور لی جار مجرور متعلق محذوف کے ہو کر صلہ بھی مان سکتے ہیں۔

هَٰذَا عَنِّي مُلْطَائِيَّةٌ مَا اعْنَىٰ كِي طَرَحَ، خَذُوْهُ لَعْلَوْهُ ثُمَّ الْجَحِيْمُ صَلَوَهُ ..... سب معطوف  
 و معطوف علیہ (الْجَحِيْمُ مفعول بہ ثانی مقدم) ثُمَّ فِی سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ثُمَّ حَرْفٌ عَطْفٌ  
 اس کے بعد فعل محذوف یعنی زیدوا فی عذابہ (اعراب القرآن و صرف و بیان) فی حرف جر سلسلۃ موصوف  
 ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا مبتدا و خبر جملہ اسمیہ صفت، موصوف مع صفت مجرور، پھر متعلق اسلکوا مؤخر کے، اور اس کا  
 عطف زیدوا پر اور اس کا ماقبل پر، تمام معطوفات مل ملا کر یعنی خذوه لعلوه و غیرہ مقولہ یُقَالُ محذوف گا۔ اِنَّهٗ كَانَ  
 لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ..... ترکیب آسان ہے، جملہ تعلیلیہ۔ وَلَا يَخْضُ عَلٰی طَعَامِ الْمَسْكِيْنِ ..... ماقبل لا  
 یومن پر معطوف، (محل نصب میں) فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هُنَا حَمِيْمٌ: فَالْصَّبْحَةُ اِیْ اِنَّ کانت هذه احواله فی  
 الدنیا فَلَيْسَ لَهُ الْخ لیس فعل ناقص له ثابتا کے متعلق ہو کر خبر مقدم الْیَوْم اور هُنَا دونوں طرف مستقر ہو کر  
 حَمِيْم سے حال اور وہ اسم مؤخر، لیس فعل ناقص مع اسم و خبر جزا۔ وَلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غَسْلِيْنٍ لَا يَأْكُلُهُ اِلَّا  
 الْخَاطِئُوْنَ ..... وار عاطفہ، لا زائدہ، برائے تاکید نفی، طَعَامٌ موصوف، الا اداتہ حصر من جارہ، غَسْلِيْنِ  
 موصوف لا یا کلہ الا الْخَاطِئُوْنَ صفت، (الا اداتہ حصر) موصوف مع صفت مجرور، جار مجرور متعلق کائن کے ہو کر  
 صفت طَعَام کی، اور طَعَام کا عطف حَمِيْم پر۔

فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصَرُونَ ۚ وَمَا لَا تُبْصَرُونَ ۚ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝۱۰  
 پھر میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی بھی جن کو نہ دیکھتے ہو • امان چیزوں کی بھی جن کو نہ دیکھتے نہیں • کہ یہ قرآن کلام ہے ایک معزز فرشتہ کا لایا ہوا •  
 وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُونَ ۝۱۱ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۝۱۲  
 اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے، تم بہت کم ایمان لاتے ہو • اور نہ یہ کسی کاهن کا کلام ہے  
 قَلِيْلًا مَّا تَذْكُرُونَ ۝۱۳ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝۱۴ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا  
 تم بہت کم بکتے ہو • رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا ہے • اور اگر یہ ہمارے ذمہ  
 بَعْضُ الْاَقَاوِيْلِ ۝۱۵ لَا خُذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝۱۶ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝۱۷  
 کچھ باتیں لگا دیتے • تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑتے • پھر ہم ان کی رگ دل کاٹ ڈالتے •  
 فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاژِيْزِيْنَ ۝۱۸ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۱۹  
 پھر تم میں کوئی ان کا اس مزا سے بچانے والا بھی نہ ہوتا • اور بلاشبہ یہ قرآن متقیوں کے لئے نصیحت ہے •

۱۔ یا مفعول بہ محذوف کا ای صَلَوَا الْجَحِيْمُ صَلَوَا از جمیل، اضر عالمہ

۲۔ تم حرف عطف کے بعد زیدوا فعل محذوف اس لئے مانا تاہذا کہ اگر فعل محذوف نہ مانا جائے تو معطوف واحد میں دو حروف عطف جمع ہو جائیں گے  
 یعنی ایک تم اور ایک فاسلکوا میں فا۔ بعض نے کہا کہ فاسلکوا میں فا زائدہ ہے حسین کلام کے لئے نہ کہ عاطفہ (مظہری)  
 ۳۔ یا پھر الْیَوْم اور هُنَا طرف خبر مقدم یعنی ثابتا کے۔

وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُكَذِّبِينَ ﴿٥٩﴾ وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٦٠﴾ وَإِنَّهُ لَحَقُّ

اور ہم کو معلوم ہے کہ تم میں بعضے تکذیب کرنے والے بھی ہیں • اور یہ قرآن کافروں کے حق میں موجب حسرت ہے • اور یہ قرآن حقیقی

الیقین ﴿٥٩﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿٦٠﴾

یعنی بات ہے • سو اپنے عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح کیجئے •

### تشریح

ما قبل میں مومنین و مجرمین کی جزا و سزا کا ذکر تھا، تو ممکن تھا کہ کوئی منکران باتوں کو سن کر یہ کہنے لگے کہ یہ تمام باتیں تو قرآن میں لکھی ہیں اور قرآن تو شاعروں یا کاہنوں کا کلام ہے، تو اس کے ازالہ اور رد کے لئے اب مذکورہ آیات میں قرآن کی حقانیت اور اس کی عظمت کا بیان ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! فَلَا أَلْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ وَمَا لَا تُبْصِرُونَ، إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ۔ میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جن کو تم دیکھتے ہو اور ان چیزوں کی بھی جن کو تم نہیں دیکھتے، عالم میں دو قسم کی چیزیں ہیں ایک وہ جن کو آدمی آنکھوں سے دیکھتا ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور دوسری وہ جو آنکھوں سے نظر نہیں آتی مثلاً زمین ہم کو چلتی ہوئی نظر نہیں آتی لیکن حکماء کے دلائل سے اس کا چلنا ثابت ہے، (ترجمہ شیخ الہند) لہذا یہ تمام مخلوق کی قسم ہے، اور اس قسم کو مقصود سے مناسبت یہ ہے کہ قرآن مجید کا لانے والا نظر نہ آتا تھا یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام اور جن پر قرآن آتا تھا وہ نظر آتے تھے یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، لہذا اگر قرآن کا لانے والا نظر نہ آئے تو اس کو دنیا کی چیزوں پر قیاس کر لو کہ بعض چیزیں محسوسات میں سے ہیں اور بعض غیر محسوسات میں سے مگر ہیں دونوں ثابت، لہذا یہ اللہ کا کلام ہے ایک معزز فرشتہ کا لایا ہوا، اور جس پر یہ کلام نازل ہوا وہ ضرور رسول ہیں، اسی کو اللہ تعالیٰ نے بایں الفاظ فرمایا کہ اِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ کہ یہ قرآن (اللہ کا) کلام ہے ایک معزز فرشتہ کا لایا ہوا، اسی طرح کی آیت سورۃ التکویر میں بھی ہے اِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ذِي قُوَّةٍ الْخ۔

وَمَا هُوَ بِقَوْلٍ شَاعِرٍ: اور یہ قرآن کسی شاعر کا کلام نہیں ہے جیسا کہ کفار آپ کو شاعر کہتے تھے (یہ شاعروں کا کلام ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ شاعروں کا کلام اکثر بے اصل ہوتا ہے اور اس کے مضامین محض وہی اور خیالی اور بیجا مبالغوں پر مشتمل ہوتے ہیں حالانکہ قرآن کریم میں تمام تر مضامین مبنی بر حقائق ہیں۔ قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ: مگر تم بہت کم ایمان لاتے ہو (یہاں قلت سے مراد عدم ہے یعنی بالکل ایمان نہیں لاتے، مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص چند آسان باتوں پر یقین رکھے مثلاً صلہ رحمی، خیر خواہی، پاکدامنی وغیرہ کے اچھے ہونے پر یقین رکھے اور دیگر اہم امور کا منکر ہو تو اس کا یہ ایمان کالعدم ہے، جلالین) وَمَا هُوَ بِقَوْلٍ كَاہِنٍ: اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے جیسا کہ بعض کفار آپ کو کاہن کہتے تھے (کاہن عرب میں وہ لوگ تھے جو بھوت پریت اور جنوں وغیرہ سے تعلق رکھتے تھے اور وہ جن ان کو غیب کی بعض جزئی

۱۔ قولہ بما تبصرون الخ: بعض حضرات نے فرمایا کہ نہ دیکھنے کی چیزوں سے مراد حق تعالیٰ کی ذات و صفات ہیں، بعض نے فرمایا کہ دیکھنے کی چیزوں سے مراد دنیا کی چیزیں ہیں اور نہ دیکھنے کی چیزوں سے مراد آخرت کی چیزیں ہیں۔ (مطہری)



ہاتھ بتاتے تھے، لیکن جنوں کا کلام معجز نہیں ہوتا، کیوں کہ ایک جن کسی کا ہن کو جو ایک بات سکھاتا ہے دوسرا جن بھی ویسی ہی بات دوسرے کا ہن کو سکھاسکتا ہے حالانکہ قرآن معجز ہے کہ دوسرا کوئی اس جیسا کلام نہیں بنا سکتا لہذا یہ قرآن کسی کا ہن کا کلام نہیں ہے) فَلْيَلَا مَا قَدْ كُفِرُوا مگر تم بہت کم سمجھتے ہو (یہاں بھی قلت سے مراد عدم ہے)۔ تَنْزِيلُ مَنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ غرض یہ قرآن نہ شعر ہے اور نہ کہانت، بلکہ رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا کلام ہے۔ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ لَا أَخَذْنَا مِنْهُ بِالْبَيْمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا عَنْهُ الْوَتِينَ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ: یہاں سے قرآن کریم کے حق ہونے کی ایک دلیل عقلی ارشاد ہوتی ہے کہ اگر یہ پیغمبر ہمارے ذمہ کچھ (جھوٹی) باتیں لگا دیتے، یعنی جو کلام ہمارا نہ ہوتا اس کو اپنی طرف سے گھڑ کر ہمارا کلام کہتے اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرتے، تو کیا ہم یونہی دیکھتے رہتے اور ان کو ڈھیل دیتے رہتے کہ خلق خدا کو گمراہ کریں، نہیں ہرگز نہیں، بلکہ ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑتے پھر ہم ان کی رگ دل کاٹ ڈالتے، پھر تم میں کوئی ان کو اس سزا سے بچانے والا بھی نہ ہوتا، (رگ دل کاٹنے سے آدمی مر جاتا ہے مراد اس سے قتل ہے، اور داہنا ہاتھ پکڑنے کی تخصیص غالباً اس لئے ہے کہ جلاد جب کسی مجرم کو قتل کرتا ہے تو اپنے بائیں ہاتھ سے اس کا داہنا ہاتھ پکڑتا ہے اور اپنے دائیں ہاتھ سے تلوار وغیرہ سے اس پر حملہ کرتا ہے۔

وَإِنَّهُ لَتَذِكْرَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ: اور بے شک یہ قرآن متقیوں کے لئے نصیحت ہے (للمتقين کا لام برائے تخصیص ہے، کیونکہ متقی لوگ ہی اس نصیحت سے نفع اٹھاتے ہیں)

وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِينَ وَإِنَّهُ لَنَحْشُرُهُ عَلَى الْكَافِرِينَ: اس میں مکذبین کے لئے وعید ہے کہ ہم کو معلوم ہے کہ تم میں سے بعض تکذیب کرنے والے بھی ہیں (پس ہم ان کو اس کی سزا دیں گے) اور (اس اعتبار سے) یہ قرآن کافروں کے حق میں موجب حسرت ہے، کیونکہ ان کے لئے بوجہ تکذیب کے یہ سبب عذاب ہو گیا۔ وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ اور یہ قرآن تحقیقی یقینی بات ہے یعنی اس کے مضامین سرتاپا سچ ہیں اور اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں (یہاں اضافۃ الصفة الی الموصوف ہے ای یقین الحق) فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ سو جس کا یہ کلام ہے آپ اپنے اس عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح (وتحمید) کیجئے (کہ تسبیح و تقدیس ان سب غنموں سے نجات کا ذریعہ ہے جو کفار کی جانب سے پہنچتے تھے)

**ضمائم کے مراجع** قولہ عنہ حاجزین: عنہ ای عن هذا الفعل وهو القتل (روح المعانی) جلالین میں عنہ کی ضمیر کا مرجع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا ہے۔

۱۔ سورۃ ق میں جان کو رگ گردن سے تعبیر فرمایا اور یہاں رگ دل سے جس سے ظاہر امر اور اثرات ہیں جن کا منت قلب ہے، بات یہ ہے کہ اسی رگ قلب کی شاخیں گردن تک بھی پہنچی ہیں پس دونوں تعبیروں کا حاصل ایک ہی ہے۔ (بیان القرآن)

۲۔ قرآن کافی نصہ حق ہوتا اس کی صفات کمالہ ذاتیہ ہے اور موجب نصیحت ہوتا اس کی صفت کمالہ اضافیہ ہے۔

۳۔ ابن عساکر جہنی کی روایت ہے کہ جب یہ آیت "فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ" نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اپنے رکوع میں رکھو اور جب آیت "سُبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى" نازل ہوئی تو فرمایا کہ اس کو اپنے مجردہ میں رکھو اسی لئے باجماع امت رکوع اور مجردہ میں یہ دونوں تسبیحات پڑھی جاتی ہیں، جمہور کے نزدیک ان کا پڑھنا اور تین مرتبہ تکرار کرنا سنت ہے، اور بعض نے واجب بھی کہا ہے۔ (معارف)

**سوال** قولہ حاجزین: حاجزین ما مشابہ بلیس کی خبر ہے تو اس کو جمع کیوں لایا گیا جبکہ آخذ جو ما مشابہ بلیس کا اسم ہے مفرد ہے۔

**جواب** آخذ: نکرہ تحت الھی واقع ہے اس لئے یہ بوجہ عموم جمع کے معنی میں ہے۔

**لغات** لَا أَقْسِمُ مضارع واحد متکلم (از) (افعال) أَقْسَمَ اِقْسَامًا: خدا کی قسم کھانا۔ شاعر: اسم فاعل واحد مذکر، منظوم کلام کہنے والا، جمع شُعْرَاء، شَعْرَ فَلَانٌ (ن) شِعْرًا: شعر کہنا، جانا، محسوس کرنا، نگاہن: اسم فاعل واحد مذکر، النکل سے آئندہ باتوں کی خبر دینے والا، جمع کُتَّان، وَكَهْنَةٌ-كُهَنَ (ن) كَهَانَةٌ: غیب کی باتیں بتانا، (باب کرم سے معنی ہیں کاہن ہونا) رب: پروردگار، مالک، جمع اَرْبَاب دراصل باب نصر کا مصدر ہے بمعنی التربیۃ، اور تربیت کے معنی ہیں کسی چیز کو رفتہ رفتہ درجہ کمال تک پہنچانا، پھر بطور مبالغہ مصدر یعنی رَبَّ کو بطور صفت استعمال کیا جانے لگا جیسے زَيْدٌ عَدْلٌ اِی عادِلٌ. العالمین: (سب جہان، دنیا بھر) عالم کی جمع، بمعنی جاننے کا آلہ، (اسم آلہ) چونکہ جہان کو دیکھ کر اس کے بنانے والے کی عظمت کا علم حاصل ہوتا ہے اس لئے اس کو عالم کہتے ہیں (مزید عمدہ تحقیق سورۃ التکویر پارہ ۸م میں) تَقْوَلْ: ماضی واحد مذکر غائب (تفعل) کسی پر الزام لگانا، جھوٹ گڑھنا۔ اَقَاوِیل: باتیں، اقوال کی جمع، اور اقوال قول کی جمع۔ قطعنا: ماضی جمع متکلم قَطَعَ: (ف) قَطْعًا: کاٹنا۔ الوتین: دل کی رگ جس سے تمام رگوں میں خون جاتا ہے، اگر یہ کٹ جائے تو آدمی مر جاتا ہے، جمع وَتْنٌ اَوْتِنَةٌ. احد: کوئی، ایک، اکیلا جمع آحاد۔ حاجزین: اسم فاعل جمع مذکر، روکنے والے، حَجَزَ (ض) حَجَزًا: روکنا، رکاوٹ بننا۔ تذکرة: نصیحت، تفعیل سے اسم مصدر (قرآن کو بطور مبالغہ تذکرة کہا گیا ہے) ذَكَرَ النَّاسُ: وعظ و نصیحت کرنا۔ حَسْرَةٌ: مصدر حَسِرَ (س) حَسْرًا وَحَسْرَةً: افسوس کرنا (بمعنی افسوس حاصل مصدر، جمع حَسَرَات) حَقٌّ: بطور صفت کے مستعمل ہے بمعنی برحق، سچا، (۲) مصدر بھی ہوتا ہے حَقٌّ (ض) حَقًّا: صحیح و ثابت ہونا۔ الیقین: صیغہ صفت، یَقِنُ الشَّيْءُ (س) یَقْنًا: واضح ہونا، یَقِنُ الشَّيْءُ وہ، جانا، یقین حاصل کر لینا۔ (یقین طمانیت قلب کی اس کیفیت کو کہتے ہیں جس میں کسی قسم کا اشتباہ نہ ہو، مزید تفصیل پارہ ۸م سورۃ التکاثر میں) الْعَظِيمُ: صیغہ صفت، بڑا، عظیم الشان، عَظْمٌ (ك) عِظْمًا وَعِظَامَةٌ: بڑا ہونا، عظیم کی جمع عِظَانِم۔

۱۔ لَا اِقْسِمُ کے شروع کلام زائدہ ہے اور قسموں پر یہ حرف زائد کرنا عربوں کے محاورہ میں معروف ہے، مگر صحیح قول یہ ہے کہ یہ حرف مخاطب کے باطل خیال کی تردید کے لئے شروع قسم میں لایا جاتا ہے۔

**نکات** بندے جب اللہ کی قسم کھاتے ہیں تو مقصد قسم اپنے بیان پر اللہ کو گواہ بنا کر کسی چیز کی حقانیت کو ثابت کرنا ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ شانہ جب کسی چیز کی قسم کھاتے ہیں تو مقصد وہ اس چیز کو بطور دلیل اور شہادت کے پیش کر کے مطمئن علیہ کو ثابت کرنا ہوتا ہے، گویا جن چیزوں کی قسم کھائی جاتی ہے وہ سب بذاتِ حال اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی عظمت اور اس کی قدرت پر گواہ ہیں۔

۲۔ امام راغب نے کہا کہ جو شخص اپنے ظن سے گزری ہوئی باتیں بتاتا ہو وہ کاہن ہے اور جو اپنے ظن سے آئندہ کی باتوں کی اطلاع دے اس کو عرف کہتے ہیں۔  
۳۔ لفظ رب بلا اضافت اللہ کے ساتھ خاص ہے، اور اضافت کے ساتھ غیر اللہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے رب الحال، بعض نے کہا کہ رب صفت معہ ہے بعض نے کہا کہ یہ اسم فاعل ہے، اور اس کا الف حذف کر دیا گیا، جیسے ہار و ہار۔

**ترکیب** فَلَا أَقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ... لَا احْتِیَافَ، لَا تَافِیَ، أَقْسَمَ فَعَلَ بِفَاعِلٍ بِا حرف جر ما تبصرون اسم موصول مع صلہ معطوف علیہ۔ واو عاطفہ ما لا تبصرون اسم موصول مع صلہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور، پھر متعلق اقسیم کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر قسم، اِنَّه لَقَوْلٌ رَّسُولٍ کَرِیْمٍ معطوف علیہ (اِنَّہ کی ضمیر کا مرجع قرآن ہے اور لَقَوْلٌ کالام مرسلہ ہے) وما هو بقول شاعر: واو عاطفہ ما مشابہ بلیس ہو ضمیر اس کا اسم با حرف جر زائد، قول شاعر مرکب اضافی لفظا مجرور محال منصوب، خبر ما مشابہ بلیس کی، ما اپنے اسم و خبر سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جواب قسم، قَلِيلًا مَا تَوَمَّنُونَ جملہ معترضہ (قلیلًا صفت ہے مصدر مخذوف کی اور ما زائدہ ای تو مَنون ایمانا قلیلا، ایمانا قلیلا مفعول مطلق، یا تو مَنون زمانا قلیلا، اب یہ مفعول فیہ بنے گا) وَلَا بِقَوْلِ کَاهِنٍ..... واو عاطفہ لا زائدہ برائے تاکید نفی، بقول کاهن، کا عطف بقول شاعر پر، قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ حسب سابق ترکیب ہو کر جملہ معترضہ ثانیہ، تنزیل من رب العالمین، ای ہو تنزیل الخ مبتدا و خبر جملہ مستانہ بیانیہ (من رب العالمین متعلق تنزیل کے) وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ..... واو استئنافیہ یا عاطفہ، لو حرف شرط، تَقَوَّلَ فَعَلَ ماضی ضمیر فاعل، راجع نبی ﷺ کی طرف، عَلَيْنَا متعلق، بعض الاقاولیل مرکب اضافی مفعول ہے۔ مکمل جملہ شرط لَا اخذنا منه بالیمن..... لام واقع در جواب لو، اخذنا فعل بفاعل منه متعلق اخذنا کے، (کیونکہ وہ نلنا کے معنی کو حضمین ہے) با زائدہ الیمن مفعول ہے، پھر مکمل جملہ معطوف علیہ۔ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ..... ثم حرف عطف لَقَطَعْنَا الخ کی ترکیب لاخذنا الخ کی طرح ہو کر معطوف علیہ معطوف، (منہ متعلق لقطعنا کے) فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ فا عاطفہ ما مشابہ بلیس منکم متعلق ہو کر حال احد سے، من حرف جر زائد، احد لفظا مجرور محال مرفوع اسم ما، عنہ متعلق مقدم حاجزین کے اور وہ خبر، ما مشابہ بلیس اپنے اسم و خبر سے مل کر معطوف علیہ معطوف، وَاِنَّه لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ معطوف علیہ معطوف، (لِّلْمُتَّقِينَ متعلق تذکرہ کے) وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مَّكَذِبِينَ معطوف علیہ معطوف (اَنَّ مِنْكُمْ الخ بتاویل مصدر نعلم کے لئے دو مفعولوں کے قائم مقام) وَاِنَّه لَحَسْرَةٌ عَلَی الْكَافِرِينَ معطوف علیہ معطوف، (علی الکافرین متعلق حسرة کے یا پھر مخذوف کے متعلق ہو کر حسرة کی صفت) وَاِنَّه لَحَقُّ الْيَقِينِ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر جواب شرط، فسبح باسم ربك العظيم..... فا فیسمہ ای اذا ثبت المذکور سبح الخ جزا (باسم متعلق سبح کے)

**اجزاء** قوله اِنَّه لَقَوْلٌ رَّسُولٍ کَرِیْمٍ، طلبہ عزیزان! اور اَنْ کے مواقع استعمال یاد کریں، اور اس کی تفصیلی بحث مشکل ترکیبوں کے حل میں ہے۔

۱۔ تبصرون میں ہم موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر مخذوف ہے ای تبصرونہ۔

۲۔ اعراب القرآن کی الدین میں اس کو نائب مفعول مطلق لکھا ہے۔

۳۔ اگر بائیں کے باکو زائدہ نہ مانیں تو پھر مطلب ہوگا لاخذناہ بقوة منا اب یہ اخذنا کے فاعل سے حال بنے گا ای اخذنا منہ حالہ کو فنا القویا، فالہمین مستعار للقوة۔

۴۔ فسبح الخ سورۃ الواقعة میں بھی گذر چکا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## سورة المعارج مكية

سَال سَائِلٌ نَعْدَابٌ وَّاقِعٌ ۚ لِلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ ۚ مِنَ اللّٰهِ

ایک درخواست کرنے والا اس عذاب کی درخواست کرتا ہے جو کہ کافروں پر واقع ہونے والا ہے • جس کا کوئی دفع کرنے والا نہیں • جو اللہ کی طرف سے

ذِي الْمَعَارِجِ ۝ تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ اِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ

واقع ہوگا جو کہ پیر ہیوں کا مالک ہے • فرشتے اور روہیں اس کے پاس چڑھ کر جاتی ہیں، ایسے دن میں ہوگا جس کی مقدار پچاس

اَلْفَ سَنَةٍ ۝ فَاَصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ۝ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيْدًا ۝ وَنَرُوْهُ قَرِيْبًا ۝

ہزار سال ہے • سو (آپ ﷺ) صبر کیجئے اور صبر بھی ایسا جس میں شکایت کا نام نہ ہو • یہ لوگ اس دن کو بعید دیکھ رہے ہیں • اور ہم اس کو قریب دیکھ رہے ہیں •

يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَاوُ كَالْمُهْلِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝ وَلَا يَسْئَلُ حِمِيْمٌ

جس دن آسمان تیل کی تلچٹ کی طرح ہو جائے گا • اور پہاڑ رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے • اور کوئی دوست کسی دوست کو

حَمِيْمًا ۝ يُبْصِرُوْنَهُمْ ۝ يَوْمَ الْمُجْرِمِ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابٍ يَوْمَئِذٍ نَبِيْہٖ ۝

نہ پوچھے گا • باوجودیکہ ایک دوسرے کو دکھا بھی دیئے جائیں گے، مجرم اس بات کی تمنا کریں گے کہ اس روز کے عذاب سے چھوٹنے کے لئے اپنے نبیوں کو •

وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْہٖ ۝ وَفَصِيْلَتِهٖ الَّتِي تُؤْوِيْہٖ ۝ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ

اور بیوی کو اور بھائی کو • اور کنبہ کو جن میں وہ رہتا تھا • اور تمام اہل زمین کو اپنے فدیہ میں لے لے، پھر

يُنْجِيْہٖ ۝ کَلَّا ۝ اِنَّهَا لَطٰی ۝ نَزَاعًا لِّلشَّوٰی ۝ تَدْعُوْا مِنْ اَدْبُرٍ وَّتَوَلٰی ۝

یہ اس کو بچالے • یہ ہرگز نہ ہوگا، وہ آگ ایسی شعلہ زن ہے • جو کمال اتار دے گی • وہ اس شخص کو بلاو گی، جس نے پیچھے پیچھے ہوئی اور بٹنی کی ہوگی •

## وَجَمَعَ فَاَوْعٰی ۝

اور جمع کیا ہوگا پھر اس کو اٹھا لیگا •

و بطن

سورت سابقہ کی طرح اس سورت میں بھی احوال قیامت اور مومنین کی جزاء اور غارتی سزا بیان ہو رہی ہے۔

تشریح

شان نزول یہ ہے کہ نصر ابن حارث نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب میں اس قدر جرأت سے کام لیا کہ کہنے لگا: اللہم ان کان هذا هو الحق من عندك فامطر علينا حجارة من السماء او فاجبا بعدا ابلیس۔ یعنی یہ دعا کی کہ یا اللہ اگر یہ قرآن آپ کی طرف سے واقعی ہے تو ہم پر اس کے نہ ماننے کی وجہ سے آسمان سے پتھر

برسائیے یا ہم پر کوئی اور دردناک عذاب واقع کر دیجئے، یعنی براہِ گستاخی یہ کہتا تھا کہ جب ہم قرآن کی تکذیب کرتے ہیں تو اگر یہ قرآن حق ہے تو پھر دیر کیوں؟ ہم پر پتھروں کی بارش کیوں نہیں کر دی جاتی؟ مذکورہ آیات میں اولاً اللہ تعالیٰ نے اس کی درخواست کی نفل فرمائی، پھر فی یوم کان مقدارہ الخ سے وقوع عذاب کا اصل وقت بتلایا، اور ربّادینا میں عذاب اور سزا تو یہاں کی سزا کیا سزا ہے، یہاں سزا ہو یا نہ ہو، اصل سزا کا انتظار کرو! (تفسیر مظہری میں بروایت ابن ابی حاتم لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں عذاب دیا، اور اصل عذاب کی تفصیل مندرجہ ذیل آیات میں آرہی ہے)

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! سَالِ مَسَائِلَ بَعْذَابٍ وَّاقِعٍ لِّلْكَافِرِیْنَ لَیْسَ لَہٗ دَافِعٌ۔ ایک مانگنے والے نے اس عذاب مانگا جو کافروں پر واقع ہونے والا ہے، جس کا کوئی دفع کرنے والا نہیں۔

مِنَ اللّٰہِ ذِی الْمَعَارِجِ۔ جو اللہ کی طرف سے واقع ہوگا جو کہ سیرھیوں والا ہے، یعنی آسمانوں والا ہے (یعنی آسمانوں کا مالک ہے)

تَفْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَیْہِ۔ ان سیرھیوں سے فرشتے اور اہل ایمان کی روحمیں اللہ کے پاس چڑھ کر جاتی ہیں۔ (یعنی عالم بالا میں جو موقع ان روحوں کے چڑھنے کا مقدر ہے وہاں جاتی ہیں۔ اور چونکہ اس عروج یعنی چڑھنے کا راستہ آسمان ہے اس لئے ان کو معارج (یعنی سیرھیاں) فرمادیا)

فی یوم کان مقدارہ خمسمین الف سنۃ۔ اسی يقع العذاب فی یوم..... الخ۔ وہ عذاب ایسے دن میں واقع ہوگا جس کی مقدار دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہے، مراد قیامت کا دن ہے (دوسری آیت میں اس دن کی مقدار ایک ہزار سال بتلائی گئی ہے تو مطلب یہ ہے کہ کفر و شرک کے اعتبار سے لوگوں کے مختلف گروہ ہوں گے لہذا اس کا طول کفار کے مختلف گروہوں کے اعتبار سے مختلف ہوگا۔ کسی گروہ کو باعتبار شدت کفر کے وہ دن پچاس ہزار سال کے بقدر معلوم ہوگا اور دوسرے گروہ کو ایک ہزار سال کے بقدر معلوم ہوگا، جیسا کہ بے چینی اور شدت تکلیف کا ایک گھنٹہ بعض اوقات انسان کو ایک دن بلکہ ایک ہفتہ کے برابر معلوم ہوتا ہے، اور عیش و آرام کا طویل وقت بھی مختصر معلوم ہوتا ہے۔ ایام مصیبت کے تو کالے نہیں کتنے دن عیش کے گھڑیوں میں گذر جاتے ہیں کیسے۔ اور کافروں کی تخصیص اس لئے کی کہ حدیث میں ہے کہ مؤمن کو وہ دن اس قدر ہلکا معلوم ہوگا جیسے ایک فرض نماز ادا کرنے میں وقت لگتا ہے۔

۱۔ بعض روایتوں میں نعر ابن حارث کے بجائے دوسرے لوگوں کا نام مذکور ہے، مگر میں نے ان رائج اقوال پر اکتفا کیا ہے، جو عموماً بیان القرآن اور معارف القرآن میں مذکور ہیں، اور اتنی مقدار طلبہ عزیز کے لئے کافی ہے تمام اقوال ذکر کرنے میں میری ناقص رائے کے اعتبار سے تکلیف الاطلاق ہے۔  
۲۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ ذی المعارج کے معنی ہیں ذی السنون یعنی مالک السنون۔ معراج اس سیرگی کو کہتے ہیں، جس میں نیچے سے اوپر چڑھنے کے لئے بہت سے درجات ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی صفت اس آیت میں ذی المعارج ہے، یعنی درجات عالیہ والا۔ اور یہ درجات عالیہ اوپر نیچے سات آسمان ہیں۔ (کذا قال سعید ابن جبیر)

۳۔ جمہور کے نزدیک الروح سے مراد حضرت جبرئیل ہیں۔ حسب احزاب

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا: سو جب آپ نے یہ بات جان لی کہ ان پر عذاب کا آنا ثابت ہے تو آپ ان کی مخالفت پر صبر کیجئے، یعنی صبر جمیل کہ جس میں شکایت کا نام نہ ہو، یعنی یہ سمجھ کر برداشت کیجئے کہ ان کو سزا ہونے والی ہے۔

إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا وَنُورَاهُ قَرِيبًا: یہ لوگ اس یومِ سزا یعنی قیامت کے دن کو بعید دیکھ رہے ہیں۔ یعنی کفار چونکہ قیامت پر ایمان نہیں رکھتے اس لئے وہ اس کو بعید از امکان اور دور از عقل خیال کرتے ہیں، اور چونکہ ہم کو اس کا وقوع یقینی معلوم ہے، اس لئے ہم اس کو وقوع سے قریب دیکھ رہے ہیں (یعنی قیامت ہم کو اس قدر قریب نظر آرہی ہے گویا اس کا وقوع ہوا رکھا ہے واضح رہے کہ یہاں قریب و بعید باعتبار مسافت یا زمانے کے مراد نہیں۔

يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ: وہ عذاب اس روز واقع ہوگا جس دن کہ آسمان رنگ میں تیل کی تلچھٹ کی طرح ہو جائے گا (یعنی سیاہ) اور پہاڑ رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے، یعنی اڑتے پھریں گے (اون سے مراد دھنکی ہوئی اون ہے کیونکہ قرآن کی سورۃ القارعة میں المنفوخ کا لفظ ہے، اور رنگین سے تشبیہ اس لئے دی گئی کہ پہاڑ بھی مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے "وَمِنْ الْجِبَالِ جُدَدٌ بَيَضٌ وَحُمْرٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ" (سورۃ قاطر رکوع ۴)

وَلَا يَسْتَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا يُنْصَرُونَ: اور قیامت کے روز کوئی دوست کسی دوست کا حال نہ پوچھے گا، یعنی کوئی کسی کی حمایت نہیں کرے گا، ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی، حالانکہ وہ ایک دوسرے کو دکھا بھی دیئے جائیں گے، یعنی ایسا نہیں کہ ایک دوسرے کو دیکھ نہ پائے اس لئے مدد نہ کر سکے بلکہ ایک دوسرے کو دیکھیں گے بھی مگر اس کے باوجود کوئی کسی کی ہمدردی نہ کرے گا، بلکہ سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔

يَوْمَ الْمُجْرِمِ لَوْ يَفْقَدِي مِنْ عَذَابٍ يَوْمَئِذٍ بَيْنَهُ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ اس روز مجرم یعنی کافر اس بات کی تمنا کرے گا کہ اس روز کے عذاب سے چھوٹنے کے لئے اپنے بیٹوں کو اور بیوی کو اور بھائی کو اور کنبہ کو جن میں وہ رہتا تھا اور تمام اہل زمین کو اپنے فدیہ میں دیدے، پھر یہ فدیہ میں دینا اس کو عذاب سے نجات دیدے، یعنی اس روز ایسی نفسا نفسی ہوگی کہ کل تک جن بیوی بچوں وغیرہ پر جان قربان کرنے کیلئے تیار رہتا تھا آج یہ چاہے گا کہ سب کو فدیہ میں دے کر کسی طرح اپنی جان بچالوں مگر ایسا ہرگز نہ ہوگا۔

فَرَمَا: كَلَّا إِنَّهَا لَأَطْلَى نَزَاعَةً لِلنَّشْوَى: یہ ہرگز نہ ہوگا یعنی عذاب سے نجات نہ ہوگی اور وہ آگ مجرم کو کہاں چھوڑے گی وہ تو ایسی شعلہ زن اور جیتی ہوئی آگ ہے جس کی حالت یہ ہے کہ وہ کھال تک کھینچ لینے والی ہے

۱۔ ایک دوسری آیت میں کالد بان ہے جس کی تفسیر لایم احمد یعنی سرخ چمڑے سے کی گئی ہے تو دونوں تفسیروں میں اس طرح جمع ممکن ہے، کہ سرخی کی شدت سے سیاہی کے مشابہ رنگ پیدا ہو جاتا ہے، پس احمر اور اسود دونوں کہنا صحیح ہے، یا مطلب یہ ہے کہ اول ایک رنگ ہو پھر دوسرا بدل جائے، غرض آسمان سیاہ ہو جائے گا، اور پھٹ بھی جائے گا۔ (بیان القرآن)

۲۔ سورۃ صافات میں جو باہم سوال کرنے کا ذکر ہے، وہ بطور اختلاف کے ہے نہ کہ بطور ہمدردی کے، اس لئے یہ آیت اس آیت کے منافی نہیں۔

۳۔ بود المجرم یہ کفار کا حال ہے، احادیث سے ثابت ہے کہ اہل ایمان اپنے دوستوں کی خبر گیری کریں گے۔

تَدْعُوا مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّى وَجَمَعَ فَاوَعَى: وہ آگ اس شخص کو خود بلاوے گی جس نے دنیا میں حق سے پیٹھ پھیری ہوگی، اور طاعت سے بے رخی کی ہوگی، اور مال جمع کیا ہوگا پھر اس کو اٹھا اٹھا کر رکھا ہوگا، مال جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ خلاف شرع ناجائز طریقوں سے جمع کیا ہو، اور پھر اس کو اٹھا کر رکھا یعنی اس مال پر عائد ہونے والے فرائض و واجبات کو ادا نہ کیا۔ (بعض آثار میں ہے کہ دوزخ اول زبانِ قال سے پکارے گی "الئی یا کافر" "الئی یا منافق" "الئی یا جامع المال" یعنی او کافر، او منافق، او مال سمیٹ کر رکھنے والے، ادھر آ، لوگ ادھر ادھر بھاگیں گے، اس کے بعد ایک بہت لمبی گردن نکلے گی، جو کفار کو چن چن کر اس طرح اٹھا لے گی جیسے جانور زمین سے دانہ اٹھا لیتا ہے (العیاذ باللہ)

**ضمائم کے مراجع** قوله تعرج الملائكة والروح الیه، الیه ای الی اللہ سبحانہ، او الی عرشہ (مظہری) جلالین میں ہے ای الی مہبط امرہ من السماء، مضاف محذوف ہے ای الی محل ہبوط امرہ۔ یعنی اللہ کے امر کے اترنے کی جگہ کی طرف چڑھتے ہیں۔ قوله انہم یرونہ ای الکفار قوله انہا لظنی الضمیر لغیر مذکور وہی النار یدل علیہ العذاب۔ (مظہری)

**لغات** ذافع: اسم فاعل واحد مذکر، دفع کرنے والا، ہٹانے والا، دَفَعَ (ف) دَفْعًا: ہٹانا، دور کرنا، مَعَارِج: سیڑھیاں (اوپر چڑھنے کا آلہ) مَعْرَاج اسم آلہ کی جمع، عَوَج (ن، ض) عُرُوجًا: چڑھنا، الروح: روح، جان، جمع أرواح (تفصیل در کتب کبیرہ) مِقْدَار: اسم مفرد، مقررہ اندازہ، جمع مَقَادِير: سنۃ: سال، جمع سَنَوَات: جَمِیلًا صفت مشبہ، بہتر، خویتر۔ جَمُل (ک) جَمَالًا: بہتر و بہلا ہونا، خوبصورت ہونا (جمیل کی جمع جُمَلَاء) بَعِیدًا صفت مشبہ، دور (جمع بُعْدَاء) بَعْد (ک) بُعْدًا: دور ہونا، قریبًا: صفت مشبہ، نزدیک، قُرْب (ک) قُرْبًا: نزدیک ہونا۔ المَہْل: تیل کی تلچٹ یعنی تیل کی گاد، الْعَهْن: اون، یارنگین اون، جمع عُھُون، یُبْصِرُونَ: مضارع مجہول جمع مذکر غائب، وہ دکھلا دیئے جائیں گے، (تفعل، تبصیر، دکھلانا) یَوِّدُ: مضارع واحد مذکر غائب، وَدَّ (س) وَدًّا و مودَّة: تمنا کرنا، چاہنا، بفتدی: مضارع واحد مذکر غائب، (افتعال) اِفْتَدَى اِفْتِدَاءً: فدیہ دینا، بدلہ دینا (مادہ ف، د، ی، فَدَى (ض) فِدَاءً: فدیہ دینا) بنیہ: مرکب اضافی بنین جمع ہے ابن کی، بیٹے، صاحبة اسم فاعل واحد مؤنث، بیوی، ساتھن، جمع صواحب، صَحَب (س) صُحْبَةً: ساتھ رہنا، فصيلة: کنبہ، قبیلہ، جمع فصائل۔ تَوَوَّى: مضارع واحد مؤنث غائب (افعال آوی، ایواء: پناہ دینا، ٹھکانہ دینا (مادہ آوی) جَمِيعًا:

۱۔ قوله وجمع فَاوَعَى: اس سے کفار کا مکلف بالفروع ہونا لازم نہیں آتا، کیونکہ ان ردائل کی وجہ سے کفار کو اصل عذاب نہیں ہوگا بلکہ اشد عذاب ہوگا، اور نفس عذاب کفر ہوگا، بخلاف گناہگار و مشن کے کہ ان کو معاصی پر نفس عذاب بھی ہو سکتا ہے۔

۲۔ نزدیک کی بھی زمانہ کے اعتبار سے ہوتی ہے، کبھی جگہ کے اعتبار سے، کبھی تعلق کے اعتبار سے، کبھی درجہ کے اعتبار سے، کبھی پاس و لحاظ کے اعتبار سے اور کبھی قدرت کے لحاظ سے قرآن کریم میں یہ تمام استعمالات موجود ہیں آیت مذکورہ میں جو مراد ہے وہ ضمن تشریح لکھا جا چکا ہے۔

۳۔ فصيلة اسم للعشيرة و زنه فصيلة بمعنى مفعولة مشتق من الفصل (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ)

۴۔ آوی المكان والیہ (ض) أویًا: پناہ لینا، آوی فلاناً: پناہ دینا



بروزن فعل بمعنی مفعول یعنی مجموع، سب، سارے، جَمَعَ (ف) جَمَعًا: اکٹھا کرنا، جمع کرنا۔ یُنَجِّی: مضارع واحد مذکر غائب، (افعال) نجات دینا (مادہ نَجَوْ، نَجَا (ن) نَجَاةً: نجات پانا۔ لَطَّى: شعلہ زن آگ یعنی دہکتی ہوئی آگ، دراصل یہ باب سمع کا مصدر ہے بمعنی دہکنا، بطور مبالغہ صفت کے لئے استعمال ہوتا ہے، اور اسی سے منقول ہو کر دوزخ کا علم ہو گیا (علیت اور تانیث کی بنا پر غیر منصرف ہے) نَزَاعَة: اسم مبالغہ، بہت کھینچنے والی، نَزَعَ (ض) نَزَعًا: کھینچنا۔ شَوَى سر کی کھال، واحد شَوَاةً۔ اَذْبَرَ: ماضی واحد مذکر غائب، (افعال، ادبَار، پیٹھ پھیرنا) تَوَلَّى: ماضی واحد مذکر غائب (تفعّل) تَوَلَّى تَوَلَّيًّا: منہ موڑنا یعنی بے رخی کرنا، پیٹھ پھیرنا (مادہ وَلَّى) اَوَّلَى: ماضی واحد مذکر غائب، (افعال، ایفاء حفاظت سے رکھنا۔ (مادہ وَغَى، وَغَى (ض) وَغِيًّا: محفوظ کر لینا)

**ترکیب** سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِلْكَافِرِينَ ..... سَأَلَ فعل ماضی متضمن معنی دَعَا سَائِلٌ فاعل با حرف جر عذاب موصوف واقع للکافرین صفت اول (للکافرین ای علی الکافرین) لیس له دافع جملہ ہو کر صفت ثانی موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مجرور، جار مجرور متعلق سَأَلَ کے، مِنَ اللّٰهِ ذی المعارج متعلق واقع صیغہ اسم فاعل کے، (ذی المعارج صفت ہے اللہ کی) سَأَلَ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ ابتدائیہ، تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ ..... جملہ مستانفہ، ترکیب ظاہر ہے۔ فی یوم کان مقداره خمسين الف سنة ... ای یَقَعُ الْعَذَابُ فی یوم النّٰح فی حرف جر، یوم موصوف کان فعل ناقص مقداره اس کا اسم خمسين ممتیز، الف سنة مضاف ومضاف الیہ ممتیز ہو کر تمیز برائے خمسين، اور وہ خبر فعل ناقص کی، فعل ناقص مع اسم و خبر جملہ فعلیہ صفت، موصوف مع صفت مجرور، جار مجرور متعلق فعل محذوف یَقَعُ کے، فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا ..... فا فصيہ ای اِنْ عَرَفْتَ هَذَا شَرْطًا، اصبر صبراً جميلاً مکمل جملہ جزا (فی محل جزم) صبراً جميلاً مفعول مطلق۔ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا وَنَرَاهُ قَرِيْبًا ..... ترکیب ظاہر ہے جملہ مستانفہ بیانیہ (بعیداً مفعول بہ ثانی کیونکہ رویت علمی مراد ہے، نہ کہ رویت بصری، یعنی آنکھوں سے دیکھنا مراد نہیں بلکہ علم و فہم مراد ہے، نراه النّٰح کا عطف يَرَوْنَهُ پر)۔ یوم تكون السماء كالمهل ..... یوم مضاف تكون النّٰح جملہ فعلیہ معطوف علیہ (حالت جری میں) (کالمهل متعلق محذوف کے ہو کر خبر تكون کی) وتكون الجبال كالعهن واو حرف عطف تكون الجبال كالعهن جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف (فی حالة جر) ولا يستل حميمٌ حميماً ..... واو حرف عطف لا يستل حميمٌ حميماً: جملہ فعلیہ معطوف حالت جری میں (حميماً مفعول بہ اول، مفعول ثانی محذوف ہے ای حالہ) تمام معطوفات مل ملا کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف سے مل کر ظرف ہے فعل محذوف یَقَعُ کا، جس پر واقع مذکور نے دلالت کی۔

- ۱۔ اس کے معنی ہاتھ پاؤں کی کھال کے بھی آتے ہیں، (اعراب القرآن و صرف و بیان) راغب لکھتے ہیں کہ شوی کے معنی اطراف بدن کے ہیں جیسے کہ ہاتھ اور پیر، اس معنی میں یہ مفرد ہے، دراصل شوی تھا، یا متحرک، یا قلیل مفتوح، یا کوالف سے بدل دیا، اسی طرح شواة دراصل شویۃ تھا۔
- ۲۔ اس کے اور بھی بہت سارے معانی ہیں واضح رہے کہ فاعل، مفعول، صلات وغیرہ کے بدلنے سے معنی بدل جاتے ہیں۔
- ۳۔ یا پھر متعلق قرینہ ہے۔

يُبْصِرُونَهُمْ جملہ فعلیہ حال از فاعل و مفعول یعنی حمیتہ حمیتا سے (یا جملہ متانفہ)۔

**اعتراض** يُبْصِرُونَهُمْ: میں دونوں ضمیر جمع کی ہیں حالانکہ مرجع ثننیہ ہے یعنی حمیتہ حمیتا۔

**جواب** حمیتہ حمیتا کو معنی عموم پر محمول کرتے ہوئے ضمیر کو جمع لایا گیا ہے۔

**اعتراض** يُبْصِرُونَ حال اور حمیتہ حمیتا ذوالحال ہے حالانکہ ذوالحال معرف ہوتا ہے۔

**جواب** حمیتہ حمیتا نکرہ تحت الہی واقع ہیں اور نکرہ تحت الہی عموم کا فائدہ دیتا ہے اور عموم میں بوجہ احاطہ افراد کے تخصیص ہو جاتی ہے لہذا نکرہ تحت الہی سے حال آنا صحیح ہے۔

يُودُ الْمُجْرِمِ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابٍ يَوْمَئِذٍ بَيْنِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنْجِيهِ..... يُودُ الْمُجْرِمِ فعل بفاعل، لَوْ حرف مصدری بمعنی أَنْ (اسی لئے لَوْ کے جواب کی ضرورت نہیں) يَفْتَدِي فعل بفاعل مِنْ حرف جر عَذَابٍ يَوْمَئِذٍ مضاف مع مضاف الیہ مجرور، جار مجرور متعلق يَفْتَدِي کے، بَيْنِيهِ وَصَاحِبَتِهِ سے وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا تک سب معطوف و معطوف علیہ ہو کر مجرور، پھر متعلق يَفْتَدِي کے اور وہ معطوف علیہ، يُنْجِيهِ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر بتاویل مصدر مفعول بہ یود کا ای یود افتداء الخ: الغرض یود المجرم الخ جملہ متانفہ بیانیہ ہے (التي تؤويه اسم موصول مع صلة مفت فصيلة کی، فی الارض استقر محذوف کا متعلق اور وہ صلہ، جمیعاً حال از ضمیر استقر، ینجیہ فعل، ضمیر فاعل اس کا مرجع الافتداء جو یفتدی سے منہوم ہے) كَلَّا إِنَّهَا لَلظَى نَزَّاعَةً لِّلشَّوَى..... کلا حرف روع (رَدْعُ وَزَجْرُ لَوْ دادتہم الافتداء والخلاص من العذاب) إِنَّهَا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، لظی خبر، نَزَّاعَةً لِّلشَّوَى شبہ فعل حال از لظی۔ (لِلشَّوَى متعلق نَزَّاعَةً کے) تَدْعُوا مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّى وَجَمَعَ فَأَوْعَى تَدْعُوا فعل بفاعل (والضمیر راجع الی لظی ای النار) مَنْ اسم موصول أَدْبَرَ وَتَوَلَّى وَجَمَعَ فَأَوْعَى سب معطوف و معطوف علیہ ہو کر صلہ، اسم موصول مع صلہ مفعول بہ تَدْعُوا کا۔ اور تَدْعُوا خبر ثانی اِنَّ کی۔

**تذکرہ** قرآن شریف کا رسم الخط توقیفی ہے، چنانچہ تدعو صیغہ واحد ہے، مگر اس کے آخر میں الف آ رہا ہے جو کہ جمع کے آخر میں آتا ہے اور کہیں یدعو وغیرہ میں آخر سے واؤ بھی حذف ہو جاتا ہے، جیسے سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ (پ ۳۰) وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ (پ ۱۵) يَوْمَ يُنَادِ الْمَنَادُ (پ ۲۶) یہاں پڑھتے وقت واؤ اور یاء نہیں پڑھا جاتا اس لئے اس کو رسم الخط سے بھی حذف کر دیا۔

**المبالغة** (۱) آیت کے اندر بعیداً و قریباً اور الیمین والشمال اور المشارق والمغارب میں صنعت طباق ہے۔

۱۔ والعامل فیہا ما دلت علیہ لظی من معنی الفعل ای تلتظی نَزَّاعَةً، وقيل هي بدل من لظی وقيل كلاهما خبر وقيل لظی بدل من اسم إن، نَزَّاعَةً خبرها۔  
۲۔ تَدْعُوا الخ کو نزاعہ کی ضمیر سے حال بتانا بھی صحیح ہے۔ (اعراب القرآن و صرف و بیان)

(۲) قولہ تعرج الملائکۃ والروح: ایک قول یہ ہے کہ روح سے مراد حضرت جبرئیل ہیں لہذا اب تخصیص بعد التعمیم ہوگی، اور ان کا علاحدہ سے ذکر ان کے فضل و اعزاز کی بنا پر ہے۔

(۳) یَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ میں تشبیہ مرسل مجمل ہے، لہذا وجہ التشبیہ۔

(۴) ذکر العالم بعد الخامس ہے لویفتدی من عذاب یومئذ بنیہ الخ تا ومن فی الارض جمیعاً میں، لیان هول الموقف۔

إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ۝ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ۝ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ

انسان کم ہمت پیدا ہوا ہے • جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو جزع فزع کرنے لگتا ہے • اور جب اس کو فارغ البالی ہوتی ہے

مَنُوعًا ۝ إِلَّا الْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ۝

تو بخل کرنے لگتا ہے • مگر وہ نمازی جو اپنی نماز پر برابر توجہ رکھتے ہیں •

وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ ۝ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ۝

اور جن کے مالوں میں سوال اور بے سوال سب کا حق ہے •

وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ مِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ ۝

اور جو قیامت کے دن کا اعتقاد رکھتے ہیں • اور جو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں •

إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝

واقعی ان کے رب کا عذاب بے خوف ہونے کی چیز نہیں • اور جو اپنی شرم گاہوں کو محفوظ رکھنے والے ہیں •

إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝

لیکن اپنی بیویوں سے یا اپنی لوطیوں سے کیونکہ ان پر کوئی الزام نہیں •

فَمَنْ ابْتَغَى وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ

ہاں جو اس کے علاوہ طلب گار ہو ایسے لوگ حد سے نکلنے والے ہیں • اور جو اپنی

لَا مَنِّيهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَتِهِمْ قَائِمُونَ ۝

امانتوں اور اپنے عہد کا خیال رکھنے والے ہیں • اور جو اپنی گواہیوں کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے ہیں •

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُّكْرَمُونَ ۝

اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں • ایسے لوگ عیشوں میں عزت سے داخل ہوں گے •

**تشریح** ماقبل میں کفار کی کچھ بری عادتوں کا ذکر تھا مثلاً وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ یعنی ناجائز طریقہ سے مال جمع کرنا، اور اس کو روک کر رکھنا یعنی مال پر عائد ہونے والے فرائض و واجبات کو ادا نہ کرنا، اب یہاں سے دوسرے رذائل اور بری عادتوں کا ذکر ہے، جو عذاب کا سبب ہوتے ہیں، فرمایا: إِنَّ الْإِنْسَانَ خَلِيقٌ هَلُوعٌ الْخ: یعنی انسان (کافر انسان) کم ہمت اور کچے دل کا پیدا ہوا ہے، هَلُوع کی تفسیر خود قرآن کریم کے الفاظ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَذُوْعًا الْخ سے آرہی ہے کہ جب اس کو کوئی شر یعنی تکلیف و مصیبت پہنچتی ہے تو حد جواز سے زیادہ جزع و فزع کرنے لگتا ہے اور صبر سے کام نہیں لیتا، اور جب اس کو کوئی خیر یعنی راحت و آرام اور مال و دولت مل جاتا ہے تو حقوق ضرور یہ سے بخل کرنے لگتا ہے اور مال خرچ کرنے سے منع کرنے لگتا ہے، ہاں اس خصلت سے مومنین صالحین مستثنیٰ ہیں فرمایا إِلَّا الْمُصَلِّينَ الْخ۔

**ایک شبہ اور اس کا جواب:** شبہ یہ ہوتا ہے کہ جب اس کو پیدا ہی کم ہمت اور بے صبرا کیا گیا ہے تو اس میں اس کا کیا تصور ہے اور وہ مجرم کیوں قرار دیا گیا؟

**جواب** یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت و جبلت میں خیر و صلاح کی استعداد بھی رکھی ہے اور شر و فساد کی بھی، اور اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و ہوش بھی عطا فرمائی اور اپنے رسولوں اور کتابوں کے ذریعہ ہر ایک کام کا انجام بھی بتلایا، تو انسان کا تصور اور جرم اس لئے قرار پایا کہ اس نے بالغ ہونے کے بعد اپنے اختیار سے شر و فساد اور بخل کو اپنایا اور کار خیر کو اس نے چھوڑ دیا۔ إِلَّا الْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ: مذکورہ خصلت جو عذاب کا سبب بنتی ہے اس سے مصلین یعنی مومنین مستثنیٰ ہیں، مصلین (نمازی) سے مراد مومنین ہیں لفظ مصلین استعمال کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ نماز مومن کی پہلی اور سب سے بڑی علامت ہے، مومنین کہلانے کے وہی لوگ مستحق ہیں جو نمازی ہیں، آگے مصلین کی چند صفات بتلائی گئی ہیں۔ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ: جو اپنی نماز پر برابر توجہ رکھتے ہیں، یعنی ظاہر ابھی دوسری طرف توجہ نہیں رکھتے کہ دائیں بائیں آگے پیچھے توجہ کرنے لگیں اور نہ باطناً دوسری طرف توجہ رکھتے ہیں کہ دھیان کہیں اور رکھنے لگیں گویا وہ لوگ خشوع سے نماز پڑھتے ہیں۔ اس کو دوسری آیت میں قد اخلص المومنون الذین ہم فی صلاتہم خاشعون سے تعبیر فرمایا ہے۔ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ لِلْسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ اور جن کے مالوں میں سواہی اور بے سواہی سب کا حق ہے، یعنی غریب و محتاجوں پر ایسے التزام سے مال خرچ کرتے ہیں جیسے ان کے ذمہ ان کا کچھ آتا ہو (نہ لکھان جتلا کر) مسائل سے مراد وہ غریب و محتاج ہیں جو اپنی حاجت لوگوں کے سامنے ظاہر کر دیتا ہے اور محروم سے مراد وہ شخص ہے کہ فقیر اور محتاج ہونے کے باوجود محض شرافت نفس کی وجہ سے اپنی حاجت کسی پر ظاہر نہیں کرتا اس لئے لوگوں کی امداد سے محروم رہتا ہے، اب آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے والے لوگ صرف سائلین ہی کو نہیں دیتے بلکہ ایسے لوگوں پر بھی نظر رکھتے ہیں جو اپنی حاجت کسی سے کہتے نہیں۔

۱۔ خشوع کے لغوی معنی سکون کے ہیں، اصطلاح شرع میں خشوع یہ ہے کہ قلب میں سکون ہو، یعنی غیر اللہ کا خیال قلب میں بالقصد حاضر نہ کرے، اور اعضاء بدن میں بھی سکون ہو، کہ مہٹ اور فضول حرکتیں نہ کرے۔ (بیان القرآن)

وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بَيِّمَاتِ اللَّهِ الَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بَيِّمَاتِ اللَّهِ اور جو قیامت کے دن کا اعتقاد رکھتے ہیں (یعنی اس اعتقاد و یقین کی بنا پر اچھے کام کرتے ہیں، تاکہ اس دن کام آئے۔) الَّذِينَ هُمْ مِنْ عَذَابٍ رَهِيمٍ مُنْجِفُونَ: اور جو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں (یعنی اس سے ڈر کر برائیوں کو چھوڑ دیتے ہیں) إِنَّ عَذَابَ رَهِيمٍ غَيْرُ مَأْمُونٍ: واقعی ان کے رب کا عذاب بے خوف ہونے کی چیز نہیں یعنی اللہ کا عذاب ایسی چیز نہیں کہ بندہ اس کی طرف سے مامون اور بے فکر ہو کر بیٹھ رہے، یہ آیت جملہ معترضہ کے طور پر ہے، آگے پھر انہیں مصلین کی صفات کا بیان ہے۔ وَالَّذِينَ هُمْ لِقَرُوبِهِمْ حَافِظُونَ النخ: اور جو اپنی شرمگاہوں کو (حرام سے) محفوظ رکھنے والے ہیں، لیکن اپنی بیوی سے یا اپنی (شرعی) لونڈیوں سے حفاظت نہیں کرتے، کیونکہ اس سلسلہ میں وہ غیر ملوم ہیں یعنی ان پر اس میں کوئی الزام نہیں، ہاں جو اس کے علاوہ اور جگہ شہوت رانی کا طلب گار ہو تو ایسے لوگ حد شرعی سے نکلنے والے ہیں۔

## اہم فائدہ:

اس عدم جواز میں نکاح کی وہ صورتیں بھی داخل ہیں جو شرعاً حلال نہیں جیسے ان عورتوں سے نکاح جن سے شرعاً نکاح حرام ہے، اسی طرح متعہ جو شرعاً نکاح نہیں، اور اکثر فقہاء نے استمناء بالید (مشت زنی) یعنی شہوت پوری کر لینے کے لئے اپنے ہاتھ سے منی خارج کرنا بھی اس کے عموم میں داخل قرار دیا ہے، اسی طرح اپنی بیوی اور لونڈی سے حیض و نفاس کی حالت میں یا غیر فطری طور پر جماع کرنا بھی اس میں داخل ہے، علی ہذا القیاس کسی مرد یا کسی جانور سے شہوت پوری کرنا بھی اس میں داخل ہے۔

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ: اور جو لوگ کہ اپنی امانتوں اور اپنے قول کو نبانے والے ہیں، امانات مصدر ہونے کے باوجود جمع کے صیغہ کے ساتھ لایا گیا ہے اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ امانت صرف وہ مال ہی نہیں جو کسی نے آپ کے پاس رکھ دیا ہو بلکہ تمام حقوق واجبہ جن کا ادا کرنا آپ کے ذمہ فرض ہے وہ سب امانات ہیں، ان میں کوئی بھی کرنا خیانت ہے، اس میں تمام حقوق اللہ روزہ، نماز وغیرہ کا ادا کرنا بھی داخل ہے اور تمام محرمات و مکروہات سے پرہیز کرنا بھی، اور حقوق العباد بھی، خواہ من جانب اللہ کسی پر واجب ہوں یا اس نے کسی معاملہ یا معاہدہ کے ذریعہ اپنے اوپر لازم کر لئے ہوں۔

اور آیت میں امانت کے ساتھ ساتھ عہد کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے تو سمجھ لیجئے کہ عہد ایک تو وہ معاہدہ ہے جو دو شخصوں کے درمیان کسی معاملہ میں قرار پائے، اس کا پورا کرنا فرض اور اس کے خلاف کرنا غدر اور دھوکہ ہے، جو کہ حرام ہے۔ دوسرا وہ جس کو وعدہ کہتے ہیں یعنی یکطرفہ صورت سے کوئی شخص کسی شخص سے کسی چیز کے دینے کا یا کسی کام کے

۱۔ وفي الصبر بالمضارع دلالة على ان الصديق والاعمال تتجدد منهم آناً فاناً (روح المعانی)

۲۔ مزدور ملازم کو جو کام سپرد کیا گیا اور ہمتا وقت اس میں لگانا طے ہوا اس سے کم وقت لگانا اور وقت یا کام کی چوری کرنا خیانت ہے۔

کرنے کا وعدہ کرے اس کا پورا کرنا بھی شرعاً لازم و واجب ہے۔ وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَتِهِمْ قَائِمُونَ: اور جو اپنی گواہیوں کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے ہیں، ان میں کی بیشی نہیں کرتے، یہاں بھی لفظ شہادات کو جمع لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ شہادت کی بہت سی قسمیں ہیں مثلاً توحید و رسالت کی شہادت، ہلال رمضان اور حدود شرعیہ زنا، سرقت وغیرہ کی شہادت، باہمی معاملات کی شہادت، ان تمام شہادتوں کو چھپانا اور ان میں کی بیشی کرنا حرام ہے۔

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ: اور جو اپنی (فرض) نماز کی پابندی کرتے ہیں، یعنی نماز اور آداب نماز پر بیشی فرماتے ہیں۔ اُولَٰئِكَ لِيْ جَنَّتْ مُكْرَمُونَ: پس ایسے لوگ بہتوں میں عزت سے داخل ہوں گے۔

**لغات** انسان: آدمی جمع آناسی۔ هَلُوْعًا: اسم مبالغہ، کم ہمت، بہت بے صبر، ڈر پوک هَلِيع (س) هَلِيعًا: گھبرا جانا، بے صبری دکھانا۔ مَسَّ: ماضی واحد مَضَرَ غَائِب، مَسَّ (ن، ص) مَسًّا: چھونا، لاحق ہونا، پہنچنا۔ الشَّرُّ: برائی، شر، جس سے سب کو نفرت ہو وہ شر ہے، جمع شُرُور، (حضرت تھانویؒ نے تکلیف ترجمہ کیا ہے) جَزُوْعًا: صفت مشبہ یا مبالغہ، جزع فزع کرنے والا یعنی گھبرا جانے والا جَزَع (س) جَزَعًا: بے صبری کرنا، گھبرانا، الخیر بھلائی، فارغ البالی، جمع خُيُور (مزید تفصیل رکوع ۳ میں) مَبُوعًا: اسم مبالغہ، بہت منع کرنے والا، یعنی بڑا بخیل، کنجوس، مَنَعَ (ف) مَنَعًا: منع کرنا، روکنا۔ صَلَاة: نماز، باب تفعیل یعنی تصلیۃ سے اسم مصدر، دَائِمُونَ: اسم فاعل جمع مذکر، قائم اور متوجہ رہنے والے، ہمیشہ رہنے والے، دَامَ الشَّيْءُ (ن) دَوَامًا: ہمیشہ رہنا، قائم و برقرار رہنا۔ حَقٌّ: فرد یا جماعت کا واجب حصہ، حق، جمع حُقُوق (اس کے اور بھی معانی ہیں مگر یہاں یہی مراد ہے جو لکھا گیا) المَحْرُوم: (وہ شخص جس کو حیا اور شرافت نفس نے سوال سے روک دیا ہو) اسم مفعول، حَرَمَ (ن، ض) حَرَمَانًا: روکنا، محروم کرنا۔ الدِّين: جزا و سزا، یوم الدین جزا و سزا کا دن یعنی قیامت کا دن، (مختلف آیات میں مختلف معانی کے لئے استعمال ہوا ہے) مُشْفِقُونَ: اسم فاعل جمع مذکر، ڈرنے والے، (افعال) اَشْفَقَ مِنْهُ اَشْفَاقًا: ڈرنا۔ مَامُونَ: اسم مفعول واحد مذکر، آمِنَ (س) آمِنًا: مطمئن ہونا، بے خوف ہونا (مَامُونَ کا معنی ہے بے خوف کیا ہوا، اور غیر کا ایک معنی ہے نہیں لہذا غیر مامون کا ترجمہ ہوا، بے خوف کیا ہوا نہیں) فُرُوج: شرمگاہیں، فُرُج کی جمع، حَافِظُونَ: اسم فاعل جمع مذکر، محفوظ رکھنے والے، حفاظت کرنیوالے حَفِظَ (س) حَفِظًا: حفاظت کرنا، نگہبانی کرنا۔ مَلَكْتُ: ماضی واحد مؤنث غَائِب، مَلَكْتُ (ض) مَلَكًا: مالک ہونا، اَيْمَان (دائے ہاتھ) یَمِین کی جمع، مَا مَلَكْتُ اَيْمَانُهُمْ: وہ کہ مالک ہیں جن کے ان کے دائے ہاتھ، مراد بانڈیاں، بالفاظ دیگر لونڈیاں) مَلُومِينَ: اسم مفعول جمع مذکر، ملامت کئے ہوئے، لَامَ (ن) لَوْمًا وَمَلَامَةً: ملامت کرنا (غیر ملومین، غیر ملامت کئے ہوئے، غیر الزام لگائے ہوئے، واحد ملوم ہے جو دراصل مَلُومٌ ہے) اِبْتَغَى: ماضی واحد مذکر غَائِب (اِتْعَالَ، اِبْتِغَاء، چاہنا، طلب کرنا، مادہ بَغَى (ض)

۱۔ مجرد میں ہے شَفِيعٌ مِنْهُ عَلَيْهِ (س) شَفِيعًا: ڈرنا، بچنا، وعلیہ شفقت کرنا، مہربان ہونا، اَشْفَقَ عَلَيْهِ شَفَقَتْ کرنا۔

۲۔ ملوم دراصل مَلُومٌ تھا، واؤ جو کہ میں لکھ رہا ہوں اس کی حرکت ناقص کو دے کر اس کو ساکن کر دیا، پھر تھکا سا کہیں کی وجہ سے واؤ مفعول کو حذف کر دیا، (اعراب القرآن)

طلب کرنا) وَرَاءَ: علاوہ (۲) آگے، پیچھے یہ ضد اد میں سے ہے۔ الْعَافُونَ: اسم فاعل جمع مذکر، حد سے نکلنے والے، غدا (ن) عَذُّوا وَعُذُّوا وَعَدُّوا: حد سے بڑھنا، ظلم کرنا۔ (در اصل عَادُوا تھا، وَاذْکَلَمَ میں چوتھی جگہ واقع ہوئی اور اس کا ماقبل مضموم نہ تھا، لہذا اس کو یا سے بدل دیا، عَادُوا ہوا، اب ضمہ یا پر دشوار تھا نقل کر کے ماقبل کو دیا پھر بوجہ اجتماع ساکنین یا حذف ہو گئی، عَادُونَ ہو گیا) اعلات: امانتیں واحد امانۃ، اَمْنٌ (ک) امانۃ: دیانت دار ہونا (مزید تفصیل بشمن تشریح) عہد: عہد، قول و قرار، معاہدہ، جمع عُهُودٌ۔ رَاغُونَ: اسم فاعل جمع مذکر، خیال اور نگاہ رکھنے والے، نباہنے والے، رَعَى: (ف) رَغَا وَرَغَايَةً: خیال رکھنا، شہادات: گواہیاں، شہادۃ کی جمع (شہادۃ در اصل مصدر ہے شَهِدَ (س) شَہَادَةً: کسی بات کی یقینی خبر دینا، مگر اسم ہو کر بھی استعمال ہوتا ہے) مُکْرَمُونَ: اسم مفعول جمع مذکر، عزت کئے ہوئے (افعال) (مادہ کرّم)

**ترکیب** إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا..... ترکیب ظاہر ہے جملہ مستأنفہ، (هلوعًا حال از ضمیر خُلِقَ، حال مقدّرہ) إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا..... إِذَا ظَلَمَ الشَّرُّ مَسَّهُ الشَّرُّ فعل مع مفعول بہ و فاعل جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے جَزُوعًا میضہ مفت کا، اور وہ حال هلوعا کی ضمیر ہے۔ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا..... حسب سابق ترکیب ہو کر ماقبل پر عطف، إِلَّا الْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ..... إِلَّا حرف استثناء اور مستثنیٰ منہ الانسان ہے جو إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا میں ہے، اور انسان لفظ مفرد ہے مگر مراد جنس ہے، المصلین موصوف الذین اسم موصول ہم مبتدا علی صلاحہم متعلق دائمون کے اور وہ خبر، مکمل جملہ اس یہ صلہ، اسم موصول مع صلہ مفت، موصوف اپنی مفت سے مل کر مستثنیٰ۔ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ لِّلنَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ..... وَإِلَّا حرف عطف الذین اسم موصول فی اموالہم ثابت محذوف کے متعلق ہو کر خبر مقدم حق موصوف معلوم صفت اول للنائل والمحرور ثابت محذوف کے متعلق ہو کر صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ اس یہ صلہ، اسم موصول مع صلہ ماقبل اسم موصول پر معطوف۔ وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بَيِّمَ الدِّينِ..... اسم موصول مع صلہ حسب سابق ماقبل اسم موصول پر معطوف۔ وَالَّذِينَ هُمْ مِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ..... مِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ متعلق مشفقون کے، اور وہ خبر ہم مبتدا کی، مبتدا مع خبر صلہ، اسم موصول مع صلہ ماقبل اسم موصول پر معطوف، إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ جَمْلَةٌ مَقْرُصَةٌ۔ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ..... اسم موصول مع صلہ حسب سابق اسم موصول پر معطوف، (لِفُرُوجِهِمْ متعلق حافظون کے) إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ..... إِلَّا حرف استثناء لغو، علی أزواجہم أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ جار مجرور متعلق حافظون ماقبل کے (ما ملک اسم موصول مع صلہ معطوف ہے، ازواجہم پر)

۱۔ تکرّم (ک) تکرّمًا: صاحب عزت ہونا، کشادہ دل ہونا، عمدہ نہیں ہونا۔

۲۔ حال مقدّرہ ہے کیونکہ بوقت پیدائش وہ اس وصف سے متصف نہیں ہے بعد میں ہوگا۔

۳۔ یا کثر طرف ہے اپنے جواب و جزا کا ہی کان جزو کا۔



**سوال و جواب** آیت مذکورہ میں مستثنیٰ مفرغ ہے اور مستثنیٰ مفرغ کلام منفی میں ہوتا ہے، اور یہ کلام مثبت ہے مگر واضح رہے کہ یہ معنی کلام منفی ہی ہے، کیونکہ حافظون یہاں نفی کے معنی کو متضمن ہے اور مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی شرمگاہوں کو بیویوں اور باندیوں کے علاوہ پر استعمال نہیں کرتے، اور علی بمعنی من (تفسیر مظہری) فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ۔ فَا تَعْلِيلِہ مابعد جملہ اسمیہ تعلیلیہ، فمن ابتغی وراء ذلك فاولئك هم العادون۔ فا احتیاجہ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) مَنْ اسم شرط جازم مبتدا، ابتغی فعل بفاعل وراء ذلك مرکب اضافی مفعول بہ پھر جملہ فعلیہ خبر، مبتدا مع خبر شرط، فاولئك هم العادون: جزا (فا رابطہ هم ضمیر فصل) والذین هم لامانائهم وعہدہم راعون۔ اسم موصول مع صلہ حسب سابق ماقبل اسم موصول پر معطوف، (لامانائهم وعہدہم متعلق راعون کے) والذین هم بشہادائهم قائمون۔ اسم موصول مع صلہ ماقبل اسم موصول پر معطوف، (بشہادائهم متعلق قائمون کے) والذین هم علی صلاتہم بحافظون۔ اسم موصول مع صلہ ماقبل اسم موصول پر معطوف، (علی صلاتہم متعلق بحافظون کے) اُولَئِكَ فِی جَنَاتٍ مُّكْرَمُونَ۔ مبتدا و خبر جملہ متناقضہ بیانیہ۔ (فی جنات متعلق مکرمون کے، یا متعلق محذوف کے ہو کر خبر اول اور مکرمون خبر ثانی)

**شانہ** فمن ابتغی وراء ذلك میں وراء ذلك کو مفعول بہ بنایا، پس اس شکل میں وہ ظرفیت سے نکل گیا (اعراب القرآن) اور بعض نے اس کو مفعول فیہ مانا ہے اب عبارت اس طرح ہوگی فمن طَلَبَ امراً کاننا وراء ذلك الخ۔

**الصلاحۃ** فی تکریر الصلاة مبالغة لانحفی، اهتماما بشانہا۔ قولہ: فی جنات: فی جنات کو بوجہ اہتمام اور بوجہ رعایت فواصل مکرمون پر مقدم کیا گیا ہے۔

فَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ ۖ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ ۖ اِيْطَمَعُ  
تو کافروں کو کیا ہوا کہ آپ کی طرف کو داہنے اور بائیں سے جماعتیں بن بن کر دوڑے آرہے ہیں • کیا ان میں ہر شخص اس کی ہوس رکھتا  
کُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّتٍ نَّعِيمٍ ۖ كَلَّا ۖ اِنَّا خَلَقْنَهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُونَ ۖ  
ہے کہ وہ آسائش کی جنت میں داخل کر لیا جاوے گا • یہ ہرگز نہ ہوگا ہم نے ان کو ایسی چیز سے پیدا کیا ہے جس کی ان کو بھی خبر ہے •  
فَلَا اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اِنَّا لَقَدِرُونَ ۖ عَلٰی اَنْ يُبَدِّلَ  
پھر میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی کہ ہم اس پر قادر ہیں • کہ ان کی جگہ ان سے بہتر  
خَيْرًا مِنْهُمْ ۚ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ۖ لَقَدْ رَهُمْ يَخْضَوْنَ وَيَلْعَبُونَ حَتّٰی  
لوگ لے آئیں، اور ہم عاجز نہیں ہیں • تو آپ ان کو اسی منزل اور تفریح میں رہنے دیجئے، یہاں تک کہ

۱۔ اعراب القرآن میں دوسری ترکیب لکھی ہے یعنی علی ازواجہم استاء من اعم الاحوال، دوسرے اعراب القرآن میں ہے علی ازواجہم متعلق بمحذوف وهو المسقطی ای الا حظها علی ازواجہم۔

يُلْقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوْعَدُونَ ﴿۳۷﴾ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَانَهُمْ

ان کو اپنے اس دن سے سابقہ واقع ہو جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے • جس دن یہ قبروں سے کل کر اس طرح دوڑیں گے، جیسے کسی

إِلَى نُصْبٍ يُوفِضُونَ ﴿۳۸﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهُقُهُمْ ذِلَّةٌ ذَلِكَ الْيَوْمَ

پریش گاہ کی طرف دوڑے جاتے ہیں • ان کی آنکھیں نیچے کو جھکی ہوں گی، ان پر ذلت چھا کی ہوگی، یہ ہے ان کا وہ دن

الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿۳۹﴾

جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا •

ع  
۸

**تشریح** مذکورہ آیات میں کفار کی حالت کا عجیب ہونا اور وقوع قیامت کا مستبعد نہ ہونا بیان فرماتے ہیں۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! فَمَا لِلَّذِينَ كَفَرُوا قَبْلَكَ مُهْلِكِينَ عَنِ النَّجْمِ وَعَنِ الشَّمَالِ عِزِينَ۔ یعنی ماقبل میں یہ بیان ہو چکا کہ کیا چیزیں سعادت اور کامیابی کے اسباب ہیں اور کیا چیزیں شقاوت کے اسباب ہیں، تو جب یہ بات دلیل سے معلوم ہوگئی تو پھر کافروں کو کیا ہوا کہ ان مضامین کی تکذیب کے لئے آپ کی طرف کودا بنے اور بائیں سے جماعتیں اور ٹولیاں بن کر دوڑتے آرہے ہیں، اور پھر ہنسی اور ٹھٹھا کرتے ہیں۔ أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ أَنْ يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ۔ کیا اس کے باوجود ان میں ہر شخص اس کی ہوس اور طمع رکھتا ہے کہ وہ آسائش کی جنت میں داخل کر لیا جائے گا، جیسا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ وَلَيْنَ دُجِعْتُ إِلَى رَبِّي إِنَّ لِي عِنْدَهُ لَلْخُسْنَى کہ اگر ہم کو لوٹ کر خدا کی طرف جانا ہوا تو وہاں بھی ہمارے لئے بہتری ہی بہتری ہے، تو کان کھول کر سن لو! ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِمَّا يَعْلَمُونَ۔ یہ لوگ ان مضامین کی تکذیب میں نفس قیامت کی بھی تکذیب کرتے اور اس کو محال سمجھتے تھے، تو اس کے متعلق ارشاد ہے کہ ان کا قیامت کو محال سمجھنا محض بے وقوفی ہے، کیونکہ ہم نے ان کو ایسی چیز سے پیدا کیا ہے جس کی ان کو بھی خبر ہے یعنی نطفہ سے، اور ظاہر ہے کہ نطفہ سے کہ جس میں کبھی حیات نہیں آئی آدمی بننے تک جتنا بعد ہے اتنا اجزاء میت سے دوسری بار آدمی بننے تک نہیں ہے کیونکہ اجزاء میت میں ایک بار حیات یعنی زندگی آچکی ہے، لہذا اس کو محال سمجھنا بے وقوفی ہے، پھر دوسرے طور پر دفع استبعاد اور وقوع قیامت کے لئے فرمایا: فَلَا أُفْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ۔ میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی (مشارق و مغارب جمع کا صیغہ اس لئے استعمال کیا کہ آفتاب ہر روز ایک نئی جگہ اور نئے نقطہ سے طلوع ہوتا ہے اور نئے نقطہ پر غروب ہوتا ہے، لہذا اس اعتبار سے محل طلوع و محل غروب متعدد ہو گئے تو جمع لانا درست ہو گیا) آگے جواب قسم ہے۔

إِنَّا لَقَادِرُونَ عَلَى أَنْ نَبْدَلَ خَيْرًا مِنْهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ۔ ہم اس پر قادر ہیں کہ (دنیا ہی میں) ان کی جگہ ان سے بہتر لوگ لے آئیں یعنی پیدا کر دیں، اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں (یعنی جب ان کی جگہ ان سے بہتر لاسکتے ہیں تو خود ان کو دوبارہ کیوں پیدا نہیں کر سکتے؟) پہلا استدلال ان منکرین کی حالت کے اعتبار سے ہے، اور دوسرا



حذف کر دیا) خَارَ (ض) خَبِرًا: اچھا اور بھلا ہونا، مسیوقین: اسم مفعول جمع مذکر، وہ جن کو پیچھے چھوڑ کر دوسرے آگے بڑھ جائیں، مراد عاجز، سَبَقَ (ن، ض) سَبَقًا: آگے بڑھنا۔ یَخْوَضُونَ: مضارع جمع مذکر غائب (وہ مشغول رہیں) خَاضَ (ن) خَوْضًا: مشغول ہونا، یَلْعَبُونَ: مضارع جمع مذکر غائب (وہ لوگ کھیل یعنی تفریح میں پڑے رہیں) لَعِبَ: (ص) لَعِبًا: کھیلنا، (۲) بیکار رہے مقصد کام کرنا، تفریح کرنا۔ اجدات: قبریں، واحد جَدَتْ، سِرَاعًا: جلدی کرتے ہوئے، دوڑتے ہوئے، سَرِيعٌ کی جمع، بروزن فعل بمعنی فاعل، سَرِعَ (ک) سُرْعَةً: جلدی کرنا۔ نَصَبَ: پوجا کا پتھر، بالفاظ دیگر پرستش گاہ، جُنْدًا، نشان، جمع انصاب۔ یَوْضُونَ: مضارع جمع مذکر غائب (وہ دوڑتے ہیں) (افعال، ایفاض، تیز چلنا، دوڑنا، مادہ ولفض (ض) دوڑنا) خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرَاهُمْ ذَلَّةً: رکوع ۴ میں دیکھئے۔

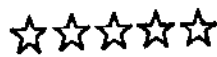
**ترکیب** فَمَا لِلَّذِينَ كَفَرُوا قَبْلَكَ مُهْطِعِينَ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشَّمَالِ عَزِيزِينَ..... فَاِحتِثَانِيہ (اعراب القرآن، اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ، یا پھر سیبہ) ما اسم استفہام بمعنی ای شئیء مبتدا لام جارہ الذین اسم موصول ذوالحال کفروا فعل بفاعل قبلك مرکب اضافی ظرف مهطعين کا، (بیان القرآن، اعراب القرآن) مُهْطِعِينَ صیغہ اسم فاعل ضمیر ذوالحال عن اليمين وعن الشمال متعلق مُهْطِعِينَ کے، عزیزین ای متفرقین حال مُهْطِعِينَ کی ضمیر سے (حال متداخلہ) ذوالحال مع حال فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق اور ظرف سے مل کر حال اسم موصول ماقبل سے، اسم موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور متعلق ثابت کے ہو کر خبر، مبتدا مع خبر جملہ مستانفہ۔ اِیْطَمَعُ کُلُّ اَمْرٍ مِنْهُمْ اَنْ یَدْخُلَ جَنَّةَ نَعِیمٍ..... حمزہ حرف استفہام انکاری برائے تقریع و تنویع، یطمع فعل کل مضاف امرء موصوف منهم کائن محذوف کے متعلق ہو کر صفت، موصوف مع صفت مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، اَنْ یَدْخُلَ جَنَّةَ نَعِیمٍ بتاویل مصدر منصوب بزع الحاقض ای فی ان یَدْخُلَ الخ لهذا جار مجرور متعلق یطمع کے، اور وہ جملہ مستانفہ، (جنة نعيم مفعول فیہ، یا مفعول بہ علی السعة) کلا انا خلقنہم مما یعلمون..... کلا حرف ردع، اَنَا خَلَقْنَاهُمُ الخ جملہ تعلیلیہ (تعلیل للردع) ترکیب آسان ہے (مما میں ما اسم موصول یعلمون صلہ پھر جار مجرور متعلق خلقنا کے) فلا اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ..... فاِحتِثَانِیہ۔ لا زائدہ اُقْسِمُ فعل بفاعل، ربب المشارق والمغارب متعلق اُقْسِمُ کے، پھر جملہ فعلیہ قسمیہ مستانفہ اَنَا لِقَادِرُونَ عَلٰی اَنْ نُبَدِّلَ خَیْرًا مِنْهُمْ..... اَنَا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، لام مزحلہ قادرون اسم فاعل خبر، علی حرف جر اَنْ نُبَدِّلَ خَیْرًا مِنْهُمْ بتاویل مصدر مجرور، پھر جار مجرور متعلق قادرون کے، (منهم متعلق

۱۔ بعض نے قبلک اور مهطعين اور عن اليمين وعن الشمال اور عزیزین چاروں کو الذین اسم موصول سے حال مانا ہے، بعض نے کہا کہ قبلک ظرف ہے مهطعين کا، اور مهطعين حال اول، اور عن اليمين وعن الشمال متعلق مهطعين یا عزیزین بمعنی متفرقین کے اور عزیزین حال ثانی، اس شکل میں دو حال رہ جائیں گے۔

۲۔ یا فانیصیر ای اذا کان الامر کما ذکرنا من اَنْ خَلَقْنَاهُمْ مِمَّا یَعْلَمُونَ وهو النطقه القبطیة ای المنی (روح)

غیرا کے اور وہ مفعول بہ) حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، وما نحن بمسبوقین .. واو عاطفہ ما مشابہ بلیس نحن اس کا اسم ہا زائدہ مسبوقین محلاً منصوب خبر، ما مشابہ بلیس مع اسم و خبر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جواب قسم۔ فذَرَهُمْ يَخْوَضُونَ وَيُلْغَوْنَ حَتَّى يَلْقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يَوْمَعُدُونَ .. فَاصْبِرْ اِذَا تَبَيَّنَ اَنَّا قَادِرُونَ عَلَيْهِمْ فذَرَهُمُ الْخِ ذَرَهُمْ فعل بفاعل ومفعول بہ، امر، يَخْوَضُونَ فعل مضارع مجزوم بوجه جواب امر، واو ضمير فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر معطوف علیہ، واو حرف عطف، يُلْغَوْنَ فعل بفاعل، حَتَّى جارہ، يَلْقُوا فعل مضارع منصوب بوجه اَنْ مقدرة، ضمير فاعل، يومهم مرکب اضافی موصوف، الذی یومعدون اسم موصول مع صلہ صفت، موصوف مع صفت مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور متعلق يُلْغَوْنَ کے، اور وہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جواب امر، امر مع جواب امر، جواب شرط، يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَانْتَهُمُ اِلَى نَصْبٍ يَوْمَفُضُونَ ..... یوم مضاف يَخْرُجُونَ مِنَ الْاَجْدَاثِ مضاف الیہ، سِرَاعًا بمعنی مُسْرِعِينَ حال از ضمیر يَخْرُجُونَ. كَانْتَهُمُ اِلَى نَصْبٍ يَوْمَفُضُونَ حال ثانی از ضمیر يَخْرُجُونَ یا از ضمیر سِرَاعًا، (الی نصب متعلق یومفضون کے اور وہ خبر کان کی) الغرض يَوْمَ يَخْرُجُونَ الْخِ ماقبل یومهم سے بدل ہے، خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر حال از ضمیر يَوْمَفُضُونَ، تَرَاهُمْ ذَلَّةً جملہ فعلیہ حال ثانی از ضمیر يَوْمَفُضُونَ۔ ذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يَوْمَعُدُونَ ..... ذَلِكُ مبدء، اليوم موصوف، الذی اسم موصول کانوا فعل ناقص، ضمیر اسم، یومعدون جملہ فعلیہ خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر صلہ، اسم موصول مع صلہ صفت، موصوف مع صفت خبر، مبدء مع خبر جملہ متانقہ۔

**الکناية** الکناية الفائقة الرائقة فی قوله تعالى كَلَّا اِنَّا خَلَقْنَهُمْ مِمَّا يَعْلَمُونَ اى كناية عن معنى القدر، مع النزاهة التامة فى التعبير وحسن الالفاظ والتعبير بالطف عبارة وابلغ اشارة.



۱۔ خاشعۃ اور ترہق الخ کو یخرجون کی ضمیر سے بھی حال بنا سکتے ہیں۔

۲۔ ذلک الیوم مبدل مذ مع بدل یعنی اسم اشارہ مع اشارہ الیہ کو مبدء اور الذی الخ کو خبر بھی بنا سکتے ہیں، والاشارۃ الی الیوم المقدم فی قولہ تعالیٰ یومہم الذی یومعدون۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## سُورَةُ نُوحٍ مَكِّيَّةٌ

إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ أَنْ أَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ

ہم نے نوح کو ان کی قوم کے پاس بھیجا تھا، کہ تم اپنی قوم کو ڈراؤ، قبل اس کے کہ ان پر دردناک عذاب

الْأَلِيمُ ۝ قَالَ يَنْقُومُ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُوا ۝

آوے • انہوں نے کہا کہ اے میری قوم میں تمہارے لئے صاف صاف ڈرانے والا ہوں • کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اور میرا کہنا مانو •

يَغْفِرْ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُخْرِجَكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ

تو وہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تم کو وقت مقرر تک مہلت دے گا، اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت جب آ جاوے گا

لَا يُؤَخَّرُ مَلَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

تو طے کا نہیں، کیا خوب ہوتا اگر تم سمجھتے •

ربط

سورت سابقہ میں عذاب اور اسباب عذاب کا ذکر تھا، ان میں سے ایک رسول کی تکذیب ہے اس سورت میں بھی بضمن قصہ نوح علیہ السلام اسی کا بیان ہے، نیز اس سورت میں کفر پر استحقاق عذاب دنیوی کا بھی ذکر ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا بھی مقصود ہے کہ قوم نوح علیہ السلام نے بھی تکذیب کی تھی۔

تشریح

مذکورہ آیات میں حضرت نوح علیہ السلام کا اپنی قوم میں تبلیغ کرنے اور ان کو وبال کفر سے ڈرانے کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا الْخ ..... (حضرت نوح علیہ السلام) حضرت آدم علیہ السلام کے بعد پہلے نبی ہیں کہ جن کو رسالت دی گئی، اور رسالت چالیس سال کی عمر میں ملی (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کے پاس (پیغمبر بنا کر) بھیجا تھا کہ تم اپنی قوم کو (وبال کفر سے) ڈراؤ، قبل اس کے کہ ان پر دردناک عذاب آئے، یعنی ان سے کہو کہ اگر ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر عذاب الیم آئے گا، خواہ دنیوی عذاب یعنی طوفان یا اخروی یعنی دوزخ۔ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُوا يَغْفِرْ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ ... غرض انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم میں تمہارے لئے صاف صاف ڈرانے والا ہوں (اور کہتا ہوں) کہ تم اللہ کی عبادت کرو، یعنی توحید اختیار کرو، اور اس سے ڈرو، اور میرا کہنا مانو، وہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا (من ذنوبکم میں من یا تو بعض کے لئے ہے جو کہ جزیت بتلانے کے لئے آتا ہے تو مطلب یہ ہے کہ ایمان لانے سے تمہارے وہ گناہ

معاف ہو جائیں گے جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے کیونکہ حقوق العباد کی معافی کے لئے ایمان لانے کے بعد بھی یہ شرط ہے کہ جو حقوق ادائیگی کے قابل ہیں ان کو ادا کرے جیسے مال وغیرہ، اور جو قابل ادائیگی نہیں جیسے زبان یا ہاتھ سے کسی کو تکلیف پہنچائی تو صاحب حق سے اس کو معاف کرائے، اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ جن اس جگہ زائدہ ہے اور مراد یہ ہے کہ ایمان لانے سے تمہارے سب گناہ معاف ہو جائیں گے مگر دوسری نصوص کی بنا پر یہ بات مسلم ہے کہ حقوق العباد یا تو ادائیگی سے معاف ہوتے ہیں یا معاف کرائے سے (وَيُؤَخِّرُكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى الْخ) اور وہ تم کو وقت مقررہ یعنی وقت موت تک بلا عذاب مہلت دے گا، یعنی ایمان نہ لانے کی صورت میں جس عذاب کا مرنے سے پہلے وعدہ کیا جاتا ہے، اگر ایمان لے آئے تو وہ عذاب نہ آئے گا، اور رہا موت طبعی کا آنا تو اس کے بارے میں فرمایا إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ: اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت جب آئے گا تو ٹلے گا نہیں یعنی موت تو ہر حال میں ضروری ہے، ایمان کی صورت میں بھی اور کفر کی صورت میں بھی، لیکن دونوں حالتوں میں اتنا فرق ہے کہ کفر کی حالت میں علاوہ عذاب آخرت کے دنیا میں بھی عذاب ہوگا اور ایمان کی حالت میں دنیا و آخرت دونوں کے عذاب سے حفاظت رہے گی لو کنتم تعلمون کیا خوب ہوتا اگر تم ان باتوں کو سمجھتے۔

**صماۃ کے مواضع** اَنْ يَّاتِيَهُمْ، ضمیر ہم قوم کی طرف راجع ہے اور لفظ قوم اسم جمع ہے (دیکھئے احقر کی کتاب قواعد الصرف و خاصیات الابواب) قوله يَغْفِرُ ضمیر کا مرجع اللہ ہے۔

**لغات** نوح: نوح ابن لَمْلَم ابن مَثُو شَلَخ، نَبُوئی کے رہنے والے ایک قدیم پیغمبر کا نام ہے، ان کی عمر ۹۵۰ سال سے زائد ہوئی، توریت کی صراحت کے مطابق نوح، حضرت آدم علیہ السلام کی دسویں نسل میں ہوئے ہیں، (روح المعانیؑ) یہ لفظ عجمی ہے اور منصرف ہے، بوجہ متحرک الاوسط نہ ہونے کے، دیکھئے احقر کی دوسری کتاب درسِ نحو میر، عذاب الیم اور فذیر مبین گذر چکا، اَعْبُدُوا امر جمع مذکر حاضر، عَبْدَ (ن) عِبَادَةُ: عبادت کرنا، پرستش

۱۔ اوپر مذکور ہوا کہ اگر ایمان لے آتے تو اللہ تعالیٰ وقت موت تک مہلت دے گا یعنی عمر کی مدت مقررہ سے پہلے تمہیں کسی دنیوی عذاب میں پکڑ کر ہلاک نہ کرے گا اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر ایمان نہ لائے تو یہ بھی ممکن ہے کہ مدت مقررہ سے پہلے ہی تم پر عذاب لا کر تم کو ہلاک کر دے، معلوم ہوا کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ اگر فلاں کام کر لیا تو اس کی عمر مثلاً اسی سال ہوگی اور نہ کیا تو ساٹھ سال میں موت مسلماً کر دی جائے گی، اس کی تشریح تفسیر مظہری میں یہ ہے کہ تقدیر اور قضاء الہی کی دو قسمیں ہیں ایک برہم یعنی قطعی، دوسری معلق یعنی جو کسی شرط پر معلق ہو یعنی نوح محفوظ میں اس طرح لکھا جاتا ہے کہ اگر فلاں شخص نے اللہ کی اطاعت کی تو مثلاً اس کی عمر ستر سال ہوگی ورنہ پچاس سال ہوگی، اس دوسری قسم میں شرط نہ پائے جانے پر تبدیلی ہو سکتی ہے قرآن میں دونوں قسموں کا ذکر اس آیت میں ہے بِمَعْرِ اللَّهِ مَا يَشَاءُ وَيُخْتَارُ وَعِنْدَهُ ام الْكِتَابِ۔

۲۔ ام الكتاب یعنی اصل کتاب، اور اصل کتاب سے مراد وہ کتاب ہے جس میں تقدیر برہم لکھی ہوئی ہے، کیونکہ تقدیر معلق میں جو شرط لکھی گئی ہے اللہ تعالیٰ کو پہلے ہی سے یہ معلوم ہے کہ وہ شخص یہ شرط پوری کرے گا یا نہیں، اس لئے تقدیر برہم میں قطعی فیصلہ لکھا جاتا ہے۔ (معارف) بعض کتابوں میں احقر نے یہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ تقدیر کی دو قسمیں کرنے کا محققین نے محظوظ کیا ہے پس تقدیر تو برہم ہی ہوتی ہے۔

۳۔ روح المعانی میں ہے والمشہور انه عليه السلام ابن لَمْلَم، بفتح اللام وسكون الميم، بعدها كاف، ابن مَثُو شَلَخ بفتح الميم وتشديد المشاء المضموۃ، بعدها واو ساكنة وفتح الشين المعجمة واللام والمعجمة، ابن خنوخ بفتح الخاء المعجمة وضم النون الخفيفة وبعدها واو ساكنة ثم خاء معجمة۔



کرنا، یَغْفِرُ: مضارع واحد مذکر غائب، غَفَرَ (ض) غَفَرًا وَغَفَرَانَا وَمَغْفِرَةً: گناہ چھپانا، معاف کرنا۔ ذُنُوبُ گناہ، واحد ذنب، أَجَلَ: مدت، وقت (۲) موت، جمع آجال۔ مُسْمًی: اسم مفعول واحد مذکر، نام رکھا ہوا، یعنی متعین و مقرر، (تفعیل، مسمی تسمیۃ: نام رکھنا) (مادہ مسمو)

**ترکیب** اِنَّا ارسلنا نوحًا اِلٰی قَوْمِهٖ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ..... اِنْ حرف مشبہ بالفعل، نا ضمیر اس کا اسم، ارسلنا فعل بفاعل، نوحًا مفعول بہ، اِلٰی قَوْمِهٖ متعلق ارسلنا کے، اَنْ مصدریہ۔ اَنْذِرْ فعل بفاعل، قَوْمَكَ مرکب اضافی مفعول بہ، مِنْ حرف جر، قَبْلِ مضاف اَنْ يَّاتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ بتاویل مصدر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور متعلق اَنْذِرْ کے، اَنْ اَنْذِرْ بتاویل مصدر منصوب بزعر الخافض، اِیْ بَانَ اَنْذِرْ، پھر یہ متعلق ہوگا ارسلنا کے، ارسلنا الخ جملہ فعلیہ خبر، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ قَالَ يٰ قَوْمِ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ..... قَالَ فعل بفاعل یا قَوْمِ حرف ندای ندا، اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ جواب ندا (لکم متعلق مقدم نذیر کے) (ندای جواب ندا مقولہ۔ اِنْ اَعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاطِيعُوْنَ..... اَنْ مصدریہ اَعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاطِيعُوْنَ تینوں معطوف و معطوف علیہ ہو کر امر، (اطِيعُوْنَ در اصل اَطِيعُونِی تھا، حَذَفَتِ الْیَاءُ تَخْفِیْفًا وَرِعَايَةً لِلْفَوَاصِلِ) یَغْفِرْ لَّكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَیُخْرِجْكُمْ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی..... جواب امر (لکم متعلق یَغْفِرْ کے، مِنْ ذُنُوبِكُمْ متعلق یَغْفِرْ کے اَجَلٍ مُّسَمًّی موصوف صفت) امر اپنے جواب امر سے مل کر بتاویل مصدر منصوب بزعر الخافض اِیْ بَانَ اَعْبُدُوا اللّٰخ متعلق نذیر کے۔ الْفَرَضُ قَالَ یا قَوْمِ قَوْلٍ مَّعْ قَوْلِهِ جملہ مستانفہ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ)۔ اِنْ اَجَلَ اللّٰهَ اِذَا جَاء لَا یُؤَخَّرُ..... اِنْ حرف مشبہ بالفعل اَجَلَ اللّٰهَ مرکب اضافی ہو کر اسم اِنْ، اِذَا ظرفیہ مضاف مضمّن معنی شرط، جَاء جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب و جزا لَا یُؤَخَّرُ کا اور وہ حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ تعلیلیہ، لو کنتم تعلمون..... لو شرطیہ غیر جازم، کنتم فعل ناقص مع اسم، تعلمون جملہ فعلیہ خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر جملہ مستانفہ اور جواب لو محذوف ہے اِیْ لَا مَنْتُمْ، (تعلمون کا مفعول بہ محذوف ہے اِیْ ذَلِکَ)

**اجزاء** یَغْفِرْ جواب امر ہونے کی بناء پر مجزوم ہے، اس موقع پر طلبہ عزیز کو اسم و فعل کے تمام اعراب کا اجزاء کرنا چاہئے، کبھی جواب امر مجزوم نہیں ہوتا، دیکھئے مشکل ترکیبوں کا حل: ص ۲۶۰۔



۱۔ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ لان الارسال فیہ معنی القول اب اَنْ اَنْذِرْ الخ جملہ تفسیریہ ہے گا، یہی حال آنے والی آیت اِنْ اَعْبُدُوا اللّٰهَ کا ہے کہ اَنْ مصدریہ بھی ہو سکتا ہے، اور منصوب بزعر الخافض بھی، یا پھر جملہ تفسیریہ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ کا۔  
۲۔ بِالْفَاعِلِ وَتَمَّاسِطِ طَرَحٍ بَحْثِیْ کہہ سکتے ہیں کہ یَغْفِرْ لَّكُمْ الخ جواب شرط، اور شرط مقدر ہے اِیْ اِنْ اَعْبُدُوا اللّٰهَ الخ۔

قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ۖ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا ۖ

نوح علیہ السلام نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو رات کو بھی اور دن کو بھی بلایا • سو میرے بلانے پر اور زیادہ بھاگتے رہے •

وَأِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ

اور میں نے جب کبھی ان کو بلایا تا کہ آپ ان کو بخش دیں تو ان لوگوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیں اور اپنے کپڑے لپیٹ لئے

وَأَصْرُوا ۖ وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۚ ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۚ ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنْتُ لَهُمْ

اور اصرار کیا، اور غایت درجہ کا تکبر کیا • پھر میں نے ان کو باواز بلند بلایا • پھر میں نے ان کو علانیہ بھی سمجھایا

وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ۚ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۙ

اور ان کو بالکل خفیہ بھی سمجھایا • اور میں نے کہا کہ تم اپنے پروردگار سے گناہ بخشواؤ، بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے •

يُرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۚ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ

کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا • اور تمہارے مال اولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لئے

جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا ۚ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا ۚ وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا ۚ

باغ لگا دے گا، اور تمہارے لئے نہریں بہا دے گا • تم کو کیا ہوا کہ تم اللہ کی عظمت کے معتقد نہیں ہو • حالانکہ اس نے تم کو طرح طرح سے بنایا •

### تشریح

مدتہائے دراز تک حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو سمجھایا مگر حضرت نوح علیہ السلام کی نصیحتوں کا ان

کی قوم پر کوئی اثر نہ ہوا، بروایت ضحاک حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ ان کی قوم ان کو اتنا مارتی کہ وہ گر جاتے، پھر

ان کو ایک کھل میں لپیٹ کر مکان میں ڈال دیتے اور یہ سمجھتے کہ یہ مر گئے، مگر پھر جب اگلے روز نوح علیہ السلام کو ہوش آتا

تو قوم کو پھر اللہ کی طرف بلاتے اور تبلیغ کے عمل میں لگ جاتے، الغرض جب قوم نے ان کی بات نہ مانی اور طرح طرح کی

ایذا میں پہنچائی تو نوح علیہ السلام نے بارگاہ الہی میں عرض کیا کہ:

قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ۖ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا ۖ

نوح علیہ السلام نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو رات کو بھی اور دن کو بھی دین حق کی طرف بلایا، سو میرے

بلانے پر وہ لوگ دین سے اور زیادہ بھاگتے رہے۔ وَأِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ

اور میں نے جب کبھی ان کو دین حق کی طرف بلایا تا کہ ان کے ایمان کے سبب آپ ان کو بخش دیں تو ان لوگوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیں، تا کہ حق بات نہ سن سکیں، یہ نفرت کی انتہاء ہے اور بوجہ بغض انہوں نے

اپنے کپڑے اپنے اوپر لپیٹ لئے تا کہ وہ میری اور میں ان کی صورت نہ دیکھوں، اور انہوں نے اپنے کفر و انکار پر اصرار

کیا، اور میری اطاعت سے غایت درجہ کا تکبر کیا۔ ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۚ

پھر میں نے ان کو علانیہ بھی سمجھایا

ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنْتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ۚ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۙ

اور میں نے ان کو بالکل خفیہ بھی سمجھایا • اور میں نے کہا کہ تم اپنے پروردگار سے گناہ بخشواؤ، بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے •

ان کو مختلف طریقوں سے نصیحت کرتا رہا چنانچہ میں نے ان کو دین حق کی طرف باوازا بلند بلایا (مراد اس سے خطاب عام اور وعظ عام ہے کہ جس میں عادتاً آواز بلند ہوتی ہے) پھر میں نے ان کو مجمع کے سوا خطاب خاص کے طور پر علانیہ بھی سمجھایا، اور ان کو بالکل خفیہ بھی سمجھایا (یعنی جتنے طریقے نفع کے ہو سکتے تھے سب ہی طرح سمجھایا)

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلُ السَّمَاءَ مِثْرًا ۚ يَعْنِي اِيْمَان لے آؤ، تاکہ گناہ بخشے جائیں بے شک وہ بخشنے والا ہے یعنی باوجود سیکڑوں برس سمجھانے کے تم نہیں مانے لیکن اگر اب بھی ایمان لے آؤ گے اور اپنی خطائیں معاف کراؤ گے تو وہ بڑا بخشنے والا ہے اور ایمان لے آنے پر تو علاوہ اخروی نعمت کے کہ وہ مغفرت ہے دنیوی نعمت بھی تم کو عطا کریگا، چنانچہ کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا (جس کے نتیجہ میں قحط سالی دور ہو جائے گی اور غلہ، پھل وغیرہ کی خوب فراوانی ہوگی) اور تمہارے مال و اولاد میں ترقی دے گا، اور تمہارے لئے باغ لگا دے گا اور تمہارے لئے نہریں بہا دے گا (ان نعمتوں کے ذکر سے شاید یہ فائدہ ہو کہ عموماً لوگوں کی طبیعتیں نقد کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہیں، درمنثور میں قتادہ کا قول ہے کہ وہ لوگ دنیا کے زیادہ حریص تھے اس لئے یہ فرمایا۔) (توبہ و استغفار کا مطلب یہ نہیں کہ فقط زبان سے کہہ دیا اسْتَغْفِرُ اللّٰہَ، بلکہ آدمی کفر و معاصی کو چھوڑ کر ہر قسم کا قلب دست برد عا ہونہ یہ کہ:

بر زباں تسبیح دور دل گاؤ خیر ایں چناں تسبیح کئے دارد اثر

اسی لئے حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ ہمارا استغفار بھی لائق استغفار ہے)

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۚ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا نُّوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی قوم سے یہ بھی کہا کہ تم کو کیا ہوا کہ تم اللہ کی عظمت اور اس کی بڑائی کا اعتقاد نہیں رکھتے ہو حالانکہ اعتقاد عظمت کے اسباب موجود ہیں کہ اس نے تم کو طرح طرح سے بنایا جس کی تفصیل صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان کا نطفہ یعنی قطرہ منی چالیس روز تک رحم مادر میں رہتا ہے پھر چالیس دن کے بعد علاقہ یعنی منجمد خون بن جاتا ہے پھر چالیس ہی دن میں وہ مضغہ یعنی گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے اس کے بعد ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو اس میں روح پھونک دیتا ہے (دیکھئے ماں کے پیٹ میں تم نے طرح طرح کے رنگ بدلتے)

**لغات** فراراً: مصدر، بھاگنا، فَرَّ (ض) فَرَّاً و فَرَّاراً، بھاگنا، أَصَابِعُ: انگلیاں واحد إصْبَعٌ، آذَانُ: کان، واحد أُذُنٌ، اسْتَغْفِرُوا: ماضی جمع مذکر غائب، (انہوں نے اپنے اوپر لپیٹ لیا) (استغفار، استغشاء اپنے کو

۱۔ اس پر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ بسا اوقات یہ اسوردنویہ ایمان و استغفار پر مرتب نہیں ہوتے، تو بات یہ ہے کہ یا تو یہ وعدہ خاص انہیں لوگوں کے لئے ہوگا، اور اگر عام ہو تو قاعدہ یہ ہے کہ وعدہ کی ہوئی چیز سے افضل، کوئی چیز مل جانا بھی، اسی حکم میں ہے، پس ایمان کامل پر روحانی مسرت اور قناعت اور رضا بالقنات ضرور عطا ہوتا ہے، جو اشیاء مذکورہ سے بھی افضل ہے، بلکہ ساری متاع دنیا اور سب اشیاء مذکورہ کا مقصد اسلیٰ دل کا سکون و آرام ہی ہے۔

۲۔ روح پھونکنے کے بعد اس انسان کے متعلق چار باتیں اسی وقت فرشتہ کو لکھوا دی جاتی ہیں (۱) اس کی عمر کتنی ہے (۲) رزق کتنا ہے (۳) عمل کیا کرے گا (۴) انجام کار یہ بد بخت ہوگا یا سعید و خوش نصیب (قرطبی) (واضح رہے کہ نطفہ میں یعنی قطرہ منی میں کچھ نخی اور سرخی آنے سے علاقہ یعنی منجمد خون بن جاتا ہے پھر علاقہ میں نخی آنے سے مضغ بن جاتا ہے)

ڈھانپ لینا، چھپا لینا، (مادہ غشی (س) ڈھانکا، چھپانا) ثیاب: کپڑے، واحد ثوب، اَصْرُوْا: ماضی جمع مذکر غائب، (افعال)، اِصْرَارٌ اصرار کرنا، ضد کرنا۔ اِستَکْبَرُوا: ماضی جمع مذکر غائب، (استفعال، استکبار، تکبر کرنا) جہازاً: مصدر مفاعلت، آواز بلند کرنا، کھلم کھلا، اَعْلَنْتُ ماضی واحد متکلم، میں نے کھلم کھلا کہا، یعنی علانیہ، (افعال) اَعْلَنْ اعلناً: ظاہر کرنا۔ اَسْرَدْتُ: ماضی واحد متکلم، میں نے پوشیدہ طور پر کہا، (افعال) اَسْرَدُ اِسْرَاراً: پوشیدہ رکھنا۔ غَفَّاراً: اسم مبالغہ، بڑا بخشنے والا، غَفَرَ (ض) غَفَرًا وَغُفِّرَانًا وَغُفُورًا: بخشش کرنا، معاف کرنا۔ السَّمَاءُ: بارش (۲) آسمان، یہاں بارش مراد ہے، دراصل سماء تھا، الف ساکنہ کے بعد واو کنارہ میں واقع ہوئی لہذا ہمزہ سے بدل گئی۔ مَدْرَاراً: اسم مبالغہ، بہت برسنے والا، (فُرَّ سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں ہر چیز کی خوبی، استعمال اس طرح ہے، فَرَّ السَّمَاءُ بالمطر (ن، ض) فَرَّ: آسمان کا خوب پانی برسا، یَمْدِدُ: مضارع واحد مذکر غائب، وہ مدد کرے گا ترقی دے گا۔ (افعال) اَمَدَّ امداداً: مدد کرنا، بڑھانا، ترقی دینا، (مَدَّ سے مشتق ہے، مَدَّ الشَّيْءُ (ن) مَدَّ: بڑھانا، اضافہ کرنا) لا تخرجون: مضارع منفی جمع مذکر حاضر، رَجَا (ن) رَجَاءٌ وَرَجْوًا: امید کرنا، خوف کرنا، (یہاں لا تخرجون بمعنی لا تخرجون ہے کما فی الروح)۔ وَقَارًا: عظمت و بزرگی، توقیر باب تفعلیل سے اسم مصدر، وَقَرَّ فلاناً: تعظیم کرنا، باوقار بنانا۔ اَطْوَاراً: طرح طرح، طَوْر کی جمع، (طرح طرح یعنی نطفہ پھر علقہ پھر مضغ پھر جیتا جاگتا انسان)

**ترکیب** قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَنَهَارًا... قَالَ فعل بفاعل، رَبِّ ای یارب حرف ندا و منادی، ای اَدْعُوا رَبِّیْ جملہ اعتراضیہ دعائیہ للاسترحام، اِنِّیْ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، دَعَوْتُ فعل بفاعل، قومی مرکب اضافی مفعول بہ، لَیْلًا وَنَهَارًا معطوف و معطوف علیہ ہو کر مفعول فیہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر مفعول معطوف علیہ۔ فَلَمَّ یَزِدْهُمْ دُعَانِیْ اِلَّا فِرَارًا..... فا عطفہ لم یزد فعل ہم ضمیر مفعول بہ اول، دعائی: مرکب اضافی فاعل، اِلَّا اداة حصر، فِرَارًا مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر معطوف، یعنی ما قبل مقولہ اِنِّیْ دَعَوْتُ پر عطف ہے۔ وَاِنِّیْ کُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا اَصَابِعَهُمْ فِیْ آذَانِهِمْ..... واو عطفہ اِنِّیْ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، کُلَّمَا ظرفیہ شرطیہ مضاف، دَعَوْتُهُمْ فعل بفاعل و مفعول بہ، لام برائے تعلیل، تَغْفِرَ لَهُمْ جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور متعلق دعوت مذکور کے، دَعَوْتُهُم الخ مکمل جملہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر طرف ہے اپنے جواب و جزا جَعَلُوا مَوْخَر

۱۔ مادہ غَلَنَ غَلْنًا اَلْمَوْخَر (ض) غَلَوْنَا: نمایاں ہونا۔

۲۔ مادہ سَرَّ، سَرَّ (ن) سَرَّ: چھپانا۔

۳۔ امام راغب کہتے ہیں کہ برقی کا جو بالا ہے وہ تار ہے، بعض نے کہا کہ ہر تار اپنے نیچے کے اعتبار سے تار اور اپنے اوپر کے اعتبار سے ارض ہے۔ جو تار کلیہ کے کردہ تار ہی ہے، ارض نہیں، اگر التماس سے مراد آسمان ہی لیا جائے تو مضاف پوشیدہ مان لیا جائے اسی مطر التماس، یا پھر التماس بمعنی آسمان بطوریہ زمر مل کہ یہ بحد طاق مکلفیہ اور مراد بارش ہے۔

کا، جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ..... جملہ فعلیہ جواب شرط معطوف علیہ، (فی آذانہم متعلق جَعَلُوا کے، مفعول بہ ثانی کی جگہ میں) واو حرف عطف استغشوا ثیابہم فعل بفاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، واو عاطفہ اصبروا جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف واو عاطفہ استکبروا استکباراً جملہ فعلیہ معطوف (استکباراً مفعول مطلق) الغرض جَعَلُوا اصابعہم اپنے تمام معطوفات سے مل ملا کر جواب شرط، اور شرط و جواب شرط مل کر حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر ماقبل مقولہ اِنِّی دعوت قومی پر معطوف، ثُمَّ اِنِّی دَعَوْتُهُمْ جَهَاراً..... ثُمَّ حرف عطف، للترتیب مع التراخی، مابعد جملہ اسمیہ معطوف علیہ (جہاراً مفعول مطلق ای دعاء جہاراً) ثُمَّ اِنِّی اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اَسْرَاراً..... ثُمَّ حرف عطف اِنِّی حرف مشبہ مع اسم، اعلنتُ لَهُمْ جملہ فعلیہ معطوف علیہ واو عاطفہ اسررت لَهُمْ اسراراً جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف (اسراراً مفعول مطلق) فقلت استغفروا ربکم..... فا عاطفہ قُلْتُ فعل بفاعل قول، استغفروا فعل، واو ضمیر فاعل ربکم مرکب اضافی مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر امر۔ اِنَّه کان غفاراً درمیان میں جملہ تعلیلہ، برائے استغفروا) یُرْسِلُ یُرْسِلُ فعل، ضمیر فاعل، راجع اللہ کی طرف، السماء ذوالحال علیکم متعلق یُرْسِلُ کے، مدراراً حال (مذراً ذوالحال کو مؤنث نہیں لایا گیا کیونکہ مبالغہ کے صیغوں میں مذکر و مؤنث برابر ہوتے ہیں روح المعانی ص ۹۰ پارہ ۲۹) ذوالحال مع حال مفعول بہ، مکمل جملہ معطوف علیہ، واو عاطفہ یُعَذِّدُکُمْ بِأَمْوَالِ وَبَنین..... معطوف علیہ معطوف، (باموال و بنین متعلق یُعَذِّدُکُمْ فعل مضارع کے) واو عاطفہ یَجْعَلُ لَکُمْ جَنّاتٍ جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف (لکم مفعول بہ ثانی کی جگہ اور جنّات مفعول بہ اول) واو عاطفہ یجعل لکم انہاراً..... حسب سابق ترکیب ہو کر معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر جواب امر، امر اپنے جواب امر سے مل کر مقولہ، الغرض قلت اپنے مقولہ استغفروا الخ سے مل کر معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل یعنی اِنِّی اعلنتُ لَهُمْ اپنے اسم و خبر سے مل کر معطوف، معطوف علیہ یعنی اِنِّی دَعَوْتُهُمْ جَهَاراً اپنے معطوف سے مل کر ماقبل مقولہ پر معطوف، مالکم لا ترجون للہ وقاراً وقد خلقکم اطواراً..... ما اسم استفہام مبتدا لکم جار مجرور ثابت کے متعلق ہو کر خبر، لا ترجون للہ وقاراً جملہ فعلیہ حال لکم کی ضمیر سے، (للہ متعلق ثابتا کے ہو کر حال وقاراً سے اور وقاراً مفعول بہ) وقد خلقکم اطواراً جملہ فعلیہ حال لا ترجون کی ضمیر سے، اور اطواراً بمعنی متقلبین من حال الی حال، حال خلقکم کی ضمیر مفعول کُم سے، الغرض مبتدا مع خبر ماقبل قول کے تحت داخل ہے۔

**البلاغۃ** فی قولہ ”واستغشوا ثیابہم“ کنایۃ عن المبالغة فی اعراضہم عما دعاهم الیہ، وقیل الکلام حقیقی ومعنی استغشوا ثیابہم غطّوا بها وجوہہم لتلا یرونی، قولہ مذراً، انہاراً، وقاراً،

اَطْوَاراً میں جمع مرصع ہے بوجہ رعایت فواصل۔

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمَوٰتٍ طِبَاقًا ۝۱۵ وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَجَعَلَ

کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان اوپر تلے پیدا کئے • اور ان میں چاند کو نور بنایا اور

الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝۱۶ وَاللّٰهُ اَنْتَبٰكُمْ مِنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۝۱۷ ثُمَّ يُعِيْذُكُمْ فِيْهَا

سورج کو چراغ بنایا • اور اللہ نے تم کو زمین سے ایک خاص طور پر پیدا کیا • پھر تم کو زمین ہی میں لے جائے گا

وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۝۱۸ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝۱۹ لِّتَسْلُكُوْا

اور تم کو باہر لے آوے گا • اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا • تاکہ تم اس کے

مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝۲۰ قَالَ نُوحٌ رَبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالًا

کھلے رستوں میں چلو • نوح نے کہا کہ اے میرے پروردگار ان لوگوں نے میرا کہا نہیں مانا اور ایسے شخصوں کی پیروی کی جن کے مال

وَوَلَدَةٌ اِلَّا خَسَارًا ۝۲۱ وَمَكْرُوْا مَكْرًا كُبٰرًا ۝۲۲ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ

اور اولاد نے ان کو نقصان ہی زیادہ پہنچایا • اور جنہوں نے بڑی بڑی تدبیریں کیں • اور جنہوں نے کہا کہ تم اپنے معبودوں کو

وَلَا تَذَرُنَّ وِدًّا وَلَا مَوَاعِدًا وَلَا يَغُوْثٌ وَيَعُوْثٌ وَنَسْرًا ۝۲۳ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۝۲۴

ہرگز نہ چھوڑنا، اور نہ ود کو اور سواع کو، اور یغوث کو اور یعوث کو اور نسر کو چھوڑنا • اور ان لوگوں نے بہتوں کو گمراہ کر دیا،

وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ۝۲۵

اور ان ظالموں کی گمراہی اور بڑھاد بڑھے •

**تشریح**

ما قبل میں اللہ کی عظمت اور اس کی بڑائی کی وہ دلیل بیان کی گئی تھی، جس کا تعلق انسان کی ذات سے تھا، یعنی وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا، اب یہاں سے ایسی دلیل کا بیان ہے جس کا تعلق آسمان و زمین سے ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمَوٰتٍ طِبَاقًا وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح سات آسمان اوپر تلے پیدا کئے اور ان میں چاند کو نور کی چیز بنایا، اور سورج کو چراغ بنایا یعنی مثل چراغ کے روشن بنایا مطلب یہ ہے کہ سورج کا نور تیز اور گرم ہوتا ہے جس کے آتے ہی رات کی تاریکی کا فور ہو جاتی ہے شاید اس کو اسی لئے جلتے چراغ سے تشبیہ دی اور چاند کی روشنی کچھ دھیمی ہوتی ہے، (چاند سب آسمانوں میں نہیں ہے تو یاد رہے کہ فہمیں باعتبار مجموعہ کے فرما دیا مرا ہے فی بعضہن۔ (بیان القرآن) ۱)

۱۔ انہی بعضہن کیونکہ علماء یہ لکھتے چلے آئے ہیں کہ چاند آسمان دنیا میں ہے نہ کہ ساتوں آسمانوں میں، اور تحقیق جدید نے تو یہ ثابت کیا ہے کہ چاند آسمان سے بہت نیچے فضا کے آسمان میں ہے جس کو آج کل غلا کہتے ہیں۔

الفرض فہمیں کی ضمیر کا مرجع سچ سچ سنا ہے، جیسا کہ بولتے ہیں کہ میرے والد صاحب آج کل عرب میں ہیں، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

وَاللّٰهُ اَنْتَبٰكُمْ مِنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا۔ اور اللہ تعالیٰ نے تم کو زمین سے ایک خاص طور پر پیدا کیا (یعنی یا تو اس طرح کہ حضرت آدم کو مٹی سے بنایا گیا اور یا اس طرح کہ انسان نطفہ سے بنا اور نطفہ یعنی قطرہ منی غذا سے بنا اور غذا عناصر سے بنی یعنی ہوا، پانی، مٹی وغیرہ سے اور عناصر میں غالب اجزاء مٹی کے ہیں) ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اَخْرَاجًا وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ الْاَرْضَ بِسَاطًا لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَا جَا پھر تم کو بعد مرگ زمین ہی میں لے جائے گا اور قیامت میں پھر اسی زمین سے تم کو باہر لے آئے گا اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنا دیا تاکہ تم اس کے کھلے رستوں میں چلو، یعنی اس پر چلو پھرو، لیٹو، بیٹھو ہر طرف کشادہ راستے نکال دیئے ہیں، اگر کوئی چاہے اور اس کے پاس وسائل و اسباب بھی ہوں تو وہ ساری زمین کے گرد گھوم سکتا ہے راستہ کی کوئی رکاوٹ نہیں۔ قَالَ نُوحٌ رَبِّ اِنَّهُمْ غَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالًا وَوَلَدُهُ اِلَّا خَسَارًا مذکورہ تمام تر کلام وہ تھا جو حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے بطور فریاد کے کیا، پھر حضرت نوح علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے پروردگار ان لوگوں نے میرا کہنا نہیں مانا اور ایسے شخصوں یعنی رؤسا کی پیروی کی کہ جن کے مال اور اولاد نے ان کو نقصان ہی زیادہ پہنچایا (مراد ان شخصوں سے رؤسا اور مالدار لوگ ہیں جن کا عوام اتباع کیا کرتے ہیں، اور مال اور اولاد کا ان رؤسا کو نقصان پہنچانا بایں معنی ہے کہ مال و اولاد دونوں سرکشی کا سبب بن گئے اور مال و اولاد کے سبب ہی وہ دین سے محروم رہے۔ وَمَكَرُوا مَكْرًا كَبَّارًا وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا۔ اور انہوں نے جن کا اتباع کیا ہے وہ ایسے ہیں جنہوں نے حق کے مٹانے میں بڑی بڑی تدبیریں کیں اور جنہوں نے اپنے تابع لوگوں سے یہ کہا کہ تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور نہ بالخصوص وَدَّ کو چھوڑنا اور نہ سُوَاعَ کو اور نہ يَغُوثَ کو اور نہ يَعُوقَ کو اور نہ نَسْرَ کو، یعنی اپنے معبودوں کی حمایت پر جسے رہنا اور نوح کے بہکائے میں نہ آنا، اور مذکورہ پانچ معبودوں کے ذکر کی وجہ یہ ہے کہ یہ بت زیادہ مشہور تھے (امام بغوی نے نقل کیا ہے کہ یہ پانچوں دراصل اللہ کے نیک صالح بندے تھے جو آدم و نوح علیہما السلام کے درمیانی زمانہ میں گزرے ہیں، بہت سے لوگ ان کے متبع و معتقد تھے۔) ان لوگوں نے ان کی وفات کے بعد بھی ایک عرصہ دراز تک انہیں کے نقش قدم پر اللہ کی عبادت کی، کچھ عرصہ کے بعد شیطان نے ان کو سمجھایا کہ تم اپنے جن

گذشتہ صفحہ کا بقیہ: اور مراد ہوتی ہے، مثلاً مکہ میں اور مکہ کے اندر بھی کسی ایک مکان میں، دوسری بات یہ ہے کہ چاند، ستارے، آسمان میں ہیں، یا آسمان سے نیچے فضا کے آسمانی میں، جس کو خلا کہتے ہیں تو اس سلسلہ میں مختصر یہ سمجھئے کہ

سورۃ الفرقان کی آیت ہے تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيْهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُّنِيرًا۔ ترجمہ: وہ ذات بہت عالی شان ہے جس نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے بنائے اور اس میں ایک چراغ اور نورانی چاند بنایا، بتصریح کے بعد قاعدہ کے مفسرین میں حضرت تھانویؒ نے بیان القرآن میں تحریر فرمایا ہے کہ ظاہراً ”فیہا“ سے ان کو اکب کا آسمان کے اندر مرکوز ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن اگر ظاہر کے خلاف کسی دلیل قطعی سے ثابت ہو جائے تو ”فیہا“ کو ہی قرہبھا کے ساتھ مؤول کرنا ممکن ہے، لہذا اقرب یا نیچے کے لئے بھی فی کا لفظ استعمال کر لیتے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم اور لغت کی تصریحات کے مطابق لفظ سماء فضا کے آسمانی کے لئے بھی بولا جاتا ہے اور خود جرم آسمان کے لئے بھی، تو ایسی صورت میں جن آیات میں کو اکب اور سیارات کے لئے فی السماء کا لفظ استعمال ہوا ہے ان کے مفہوم میں دونوں احتمال موجود ہیں کہ یہ کو اکب و سیارات جرم آسمان کے اندر ہوں یا فضا کے آسمان میں، لہذا تحقیق سے جو صورت ثابت ہو وہ قرآن کے متافی نہیں۔



بزرگوں کے نقش قدم پر اللہ کی عبادت کرتے ہو اگر ان بزرگوں کی تصویریں بنا کر سامنے رکھا کرو تو تمہاری عبادت بڑی مکمل ہو جائے گی اور خشوع و خضوع حاصل ہوگا، یہ لوگ شیطان کے فریب اور دھوکہ میں آ گئے۔

اور ان بزرگوں کے مجسمے بنا کر عبادت گاہ میں رکھ لئے اور ان کو دیکھ دیکھ کر عبادت میں ایک خاص کیفیت محسوس کرنے لگے یہاں تک کہ اسی حال میں سب لوگ یکے بعد دیگرے دنیا سے رخصت ہو گئے، اور بالکل نئی نسل نے ان کی جگہ لے لی، تو شیطان نے ان کو یہ پڑھایا کہ تمہارے بزرگوں کے خدا اور معبود یہ بت تھے اور وہ انہیں کی عبادت کیا کرتے تھے، بس یہاں سے بت پرستی شروع ہو گئی۔ وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا۔ اور ان رئیس لوگوں نے بہتوں کو بہکا بہکا کر گمراہ کر دیا (وہ مکر کبار یہی گمراہ کرنا ہے، بیان القرآن) اضلال کی ان لوگوں کی طرف نسبت بطور اسناد مجازی کے ہے کہ وہ لوگ اس گمراہی کا سبب بنے ورنہ تو گمراہ کرنے والا شیطان ہے۔ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا الخ چونکہ حق تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو یہ بھی بتا دیا کہ آپ کی پوری قوم میں جس کو ایمان لانا تھا لے آیا، اب ان میں کوئی ایمان قبول نہ کرے گا کما فی قوله تعالیٰ إِنَّهُ لَنْ يُؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ، تو نوح علیہ السلام نے مایوس ہو کر ان کے لئے بددعا کی کہ اے اللہ ان ظالموں کی گمراہی اور بڑھاد بچے (ضلال کی دعا کرنا مقصود نہیں بلکہ استحقاق ہلاکت کی دعا مقصود ہے کہ شقاوت کا پیمانہ لبریز ہو کر جلد عذاب الہی کے مستحق ہوں اور ہلاک کر دیئے جائیں)

**نکات:** آہتکم عام معبودوں کا ذکر کر کے خاص معبودوں کا ذکر کیا کیونکہ وہ ان کے معبودوں اور بتوں میں بڑے تھے، اور پھر ان پانچوں میں بھی وہ لوگ اپنے خیال میں بڑائی میں فرق کرتے تھے جیسا کہ اس بات کی طرف بعض کے ساتھ حرف نفی لا کا آنا اور بعض کے ساتھ نہ آنا اشارہ کر رہا ہے، بعض نے کہا کہ کثرت تکرار لا کی وجہ سے یحوق دثر کے ساتھ حرف نفی نہیں لایا گیا اور کوئی التباس بھی نہیں اس لئے مزید لا کی ضرورت بھی نہیں۔ (روح)

**ضمائم کے مراجع:** ثم یعدکم فیہا ای فی الارض، قوله ومکروا ای من لم یزدہ الخ ضمیر کو جمع من کے معنی کے اعتبار سے لایا گیا ہے جیسا کہ اس سے پہلے ضمیر کو واحد لایا گیا لفظ من کا اعتبار کرتے ہوئے اور لفظ وہ مفروہ۔ (روح) قوله وقالوا لاتلدن ای قال بعضهم لبعض (مظہری)

**لغات:** القمر: چاند جمع القمار (تیسری تاریخ ہے آخر ماہ یا تیسری تاریخ کے بعد والی رات سے آخر ماہ تک کا چاند۔ نوراً: روشنی، جمع انوار) (نور کے مختلف آیات میں مختلف معانی مراد لئے گئے ہیں یہاں مراد ہے نور والا۔ لغات القرآن) الشمس: سورج جمع شمس۔ سراجاً: چراغ، (مجازاً سورج اور ہر روشن چیز کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے) جمع سُرُج۔ اُنْبِتَ: ماضی واحد مذکر غائب (افعال، بمعنی اگانا، بڑھانا، مراد پیدا کرنا) فہاتما: مصدر از باب

۱۔ بعض اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ ان جنوں میں سے ایک یعنی اور مردانہ قوت اور عقل و محبت کا دیوتا تھا، اہل عرب اس سے خاص دلچسپی رکھتے تھے اور اس کے نام پر اپنی اولاد کا نام رکھتے تھے مثلاً عبدالاکثر نام رکھتے، سوا عام مجوسیت اور جہال کی دیوی تھی اور اس کی تصویر بھی عورت ہی کی شکل میں تیار کی گئی تھی، یغوث یہ قوت جسمانی کا دیوتا تھا شیر اور حمل کی شکل میں اس کا بت تیار کیا گیا تھا، یحوق یہ بھاگ دوڑ کا دیوتا تھا اس کی صورت گھوڑے کی شکل کی بنائی گئی تھی۔ نردور جنی اور تیز لہری کا دیوتا تھا اس کی شکل ہانہ جانور کی طرح ڈھالی گئی تھی۔

نہر، بمعنی اگنا، یہاں نہاتا بمعنی البتہ ہے۔ بَسَاطًا: پھوٹا، فرش (ہر وہ چیز جو پھائی جائے) جمع بُسَاطٌ۔ تَسْلُكُوا: مضارع جمع مذکر حاضر، سَلَكَ (ن) سَلُوكًا: چلنا۔ مُبَلَّأً راستے، واحد مَسِيلٌ۔ فَلَجًا جَا: واحد فُجَّ بمعنی کشادہ، صفت مشبہ، فُجَّ (ن) فُجًّا: کشادہ ہونا، (۲) کشادہ راستے (روح) غَضَوَا: ماضی جمع مذکر غائب، غَضَا (ط) مَغْصِيَةً وَغَضِيَانًا: نافرمانی کرنا۔ (در اصل غَضِيُوا تھا، یا متحرک مائل مفتوح یا کوالف سے بدل دیا یا مردود بوجہ اجتماع ساکنین گر گیا)۔ خُسَارًا: نقصان، مصدر، خَسِرَ (س) خُسْرًا وَخُسْرَانًا وَخُسَارَةً وَخُسْرًا: نقصان اٹھانا۔ مَكْرُورًا ماضی جمع مذکر غائب، مَكَّرَ (ن) مَكْرًا: تدبیر کرنا، دھوکہ دینا۔ كِبَارًا: اسم مبالغہ، بہت بڑا۔ كَثُرَ (ك) كَثَرًا: مرتبہ میں بڑا ہونا۔ لَا تَذَرُونَّ: نہی جمع مذکر حاضر، ہرگز نہ چھوڑنا تم، وَذَرَا (س) وَذَرًا: چھوڑنا، آلِهَتِكُمْ: اپنے معبودوں کو، واحد إِلَهٌ وَدٌّ، سَوَاعٍ، يَهُوثٌ، يَهُوقٌ، نَسْرٌ قوم نوح کے بنوں کے نام ہیں جن کی قوم نوح پرستش کرتی تھی، بعد میں زمانہ جاہلیت کے اندر عرب کے مختلف قبیلوں میں بھی ان کی پوجا کا سلسلہ جاری تھا۔ يَهُوثٌ و يَهُوقٌ اگر عربی لفظ ہوں تو علیت اور وزن فعل کی بناء پر غیر منصرف ہوں گے اور اگر نجی لفظ ہوں تو بر بناء علیت، مجہ غیر منصرف ہوں گے، و قرئ لا يهوقاً و يهوقاً و صرفہما للتناسب اذ قبلہما اسمان منصرفان و بعدہما اسم منصرف۔ كَثِيرًا: بہت، صفت مشبہ، كَثُرَ (ك) كَثْرَةً: بہت ہونا۔

**ترکیب** أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمَوَاتٍ طِبَاقًا..... ہمزہ حرف استفہام برائے انکار، لَمْ تَرَوْا فعل بفاعل، كَيْفَ اسم استفہام محل نصب میں حال آنے والے جملہ کے فاعل یا مفعول ہے۔ (منظری) ای علی ای حال، خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمَوَاتٍ طِبَاقًا جملہ فعلیہ معطوف علیہ (طِبَاقًا صفت سبع سموات کی، اور وہ مفعول ہے) وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا..... معطوف علیہ معطوف۔ (فہن متعلق جعل کے اور نوراً مفعول بہ ثانی) وَجَعَلَ الشَّمْسُ مَرَاجًا..... معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر لَمْ تَرَوْا کے لئے بمنزلہ دو مفعولوں کے، اور وہ جملہ مستانفہ۔ وَاللَّهُ ابْتَعَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا..... وَإِذَا اسْتَفْهَمَ (اعراب القرآن و صرفہ بیانہ) اللَّهُ مَبْدَأَ الْبَنَاتِ مِنَ الْأَرْضِ نباتاً جملہ فعلیہ معطوف علیہ (من الارض متعلق البت کے، نباتاً مفعول مطلق) لَمْ يَعْبِدْكُمْ فِيهَا معطوف علیہ معطوف، وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا معطوف، تینوں معطوفات مل ملا کر خبر مبتداء مع خبر، جملہ مستانفہ، وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ بَسَاطًا لَتَسْلُكُوا مِنْهَا مَسَلًا لَّجَا جَا..... وَإِذَا عَاطَفَ اللَّهُ مَبْدَأَ جَعَلَ فعل بفاعل، لَكُمْ متعلق جعل

۱۔ مصدر محذوف الزوائد ای البتہ البتہ از افعال اس کو اسم مصدر کہیں گے۔

۲۔ یہوث و دراصل یہوث تھا، واو کی حرکت مائل کو مدعی کی، ہکذا یہوق۔ (اعراب القرآن و صرفہ بیانہ)

۳۔ کثیر لفظ مفرد ہے مگر معنی میں کثرت ہے اس لئے مفرد کی بھی صفت واقع ہوتا ہے اور جمع کی بھی۔

۴۔ قولہ لَمْ تَرَوْا الخ الرویۃ علمیۃ ای لم تعبروا و تطکروا (و جملة کیف خلق الخ مدّت مسد مفعولی تَرَوْا المعطّلة عن العمل بالاستفہام۔

۵۔ قولہ فَہن الضمیر المجرور يعود علی السموات بحسب الظاہر لا فی الحقیقۃ و التفصیل تحت التشریح۔

کے، الارض مفعول بہ اول، بساطاً مفعول بہ ثانی، لام برائے تعلیل، نَسَلُکُوا فعل بفاعل، منها متعلق نَسَلُکُوا کے، سبلاً فِجَاجاً موصوف مع مفت مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر بتاویل مصدر مجرور جار مجرور متعلق جعل کے، اور وہ خبر، مبتدأ مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ ماقبل اللہ التہکم پر معطوف۔ قَالَ نُوحٌ رَبِّ انْهَمْ عَصَوْنِي۔ قَالَ فعل فاعل رب ای یا رب حرف ندا مع منادی ندا، انْهَمْ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، عَصُوا فعل بفاعل نون وقایہ یاء ضمیر متکلم مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ۔ وَاتَّبِعُوا مَنْ لَمْ يَزِدْهُ مَالَهُ وَوَلَدَهُ إِلَّا خَسَارًا..... واو عاطفہ اتَّبِعُوا فعل ماضی، واو ضمیر فاعل مَنْ اسم موصول (آنے والے جملے مل ملا کر صلہ بنیں گے) لَمْ يَزِدْ فعل ہا ضمیر مفعول بہ، مَالَهُ وولَدَهُ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، اِلَّا اداة حصر، خَسَارًا مفعول بہ ثانی، لَمْ يَزِدْ الخ مکمل جملہ معطوف علیہ، واو حرف عطف۔ مَكْرُوا مَكْرًا كِبَارًا..... جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، (مکراً کباراً مفعول مطلق) واو عاطفہ۔ قَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ..... قَالُوا فعل بفاعل، لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ فعل نہی مع فاعل و مفعول بہ، جملہ انشائیہ مقولہ معطوف علیہ، واو حرف عطف۔ لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا..... مکمل جملہ انشائیہ معطوف (وَدًّا و سُوَاعًا و یَغُوثَ و یَعُوقَ و نَسْرًا تمام معطوف و معطوف علیہ ہو کر مفعول بہ، اور دونوں لَا زائدہ برائے تاکید نفی) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مقولہ، قَالُوا مع مقولہ معطوف علیہ معطوف وقد اضلوا کثیرا جملہ فعلیہ معطوف (کثیرا مفعول بہ) تمام معطوفات مل ملا کر صلہ، اسم موصول مع صلہ مفعول بہ، پھر جملہ فعلیہ معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اِنْ حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر جواب ندا، ندا مع جواب ندا مقولہ، قول مع مقولہ جملہ مستانف۔ واو عاطفہ، لَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا جملہ فعلیہ معطوف، (الظالمین مفعول بہ اول، اِلَّا اداة حصر، ضَلَالًا مفعول بہ ثانی) اس کا عطف رب انھم عصونی پر ہے، ای قال رب انھم عصونی الخ وقال لا تزد الظالمین الخ (روح)

**النباتۃ** قولہ لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا الخ اس میں بوجہ اہتمام تخصیص بعد التعمیم ہے کہ آلہ عام ذکر کر کے خاص بتوں کا ذکر کیا گیا، اور رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ میں تعمیم بعد التخصیص ہے اور یہ دونوں از قبیل اطناب ہیں جو کہ محسنات بدعیہ میں سے ہے، قولہ التہکم ای انشاءکم فاستعیر الانبات للانشاء لکونہ ادل علی الحدوث۔

**اجزاء** یغوث و یعوق غیر منصرف ہیں، اب طلبہ عزیز کو باہم اجراء کرنا چاہئے کہ غیر منصرف کسے کہتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے، اور غیر منصرف پر کونسی تونین آسکتی ہے، اور کونسی نہیں؟ تفصیل در ”مشکل ترکیبوں کا حل“۔

☆☆☆

مِمَّا خَطِيئَتِهِمْ أُغْرِقُوا فَأَذْخَلُوا نَارًا فَلَمَّ يَجِدُوا لَهُمْ مِنْ دُونِ

اپنے ان ہی گناہوں کے سبب وہ غرق کئے گئے، پھر دوزخ میں داخل کئے گئے، اور خدا کے سوا ان کو کچھ حمایتی بھی

اللَّهُ أَنْصَارًا ﴿١٥﴾ وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ ذَيَّارًا ﴿١٦﴾

میسر نہ ہوئے • اور نوح نے کہا کہ اے میرے پروردگار! کافروں میں سے زمین پر ایک باشندہ بھی مت چھوڑ •

إِنَّكَ إِن تَذَرَهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿١٧﴾

اگر آپ ان کو روئے زمین پر رہنے دیں گے تو یہ لوگ آپ کے بندوں کو گمراہی کریں گے اور انکے محض فاجر اور کافر ہی اولاد پیدا ہوگی •

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ

اے میرے رب! مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو مومن ہونے کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہیں ان کو اور تمام مسلمان مردوں

وَالْمُؤْمِنَاتِ ۖ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا ﴿١٨﴾

اور مسلمان عورتوں کو بخش دیجئے، اور ان ظالموں کی ہلاکت اور بڑھاد دیجئے •

**تشریح** جب حضرت نوح علیہ السلام کی کوئی بات ان کی قوم نے نہیں مانی تو انجام ان کا یہ ہوا کہ وہ اپنے ان ہی گناہوں کے سبب غرق کئے گئے یعنی طوفان آیا اور بظاہر وہ لوگ پانی میں ڈبائے گئے، پھر آگ میں داخل کئے گئے (یعنی برزخ کی آگ میں، کیونکہ جہنم کی آگ میں داخل تو قیامت کے دن حساب کتاب کے بعد ہوگا، معارف القرآن، ترجمہ شیخ الہند) اور خدا کے سوا ان کو کچھ حمایتی بھی میسر نہ ہوئے۔

وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ ذَيَّارًا إِنَّكَ إِن تَذَرَهُمْ

نے یہ بھی کہا کہ اے میرے پروردگار! کافروں میں سے زمین پر ایک باشندہ بھی مت چھوڑ، یعنی سب کو ہلاک کر دے،

کیونکہ اگر آپ ان کو روئے زمین پر رہنے دیں گے تو حسب ارشاد باری تعالیٰ لَنْ يُؤْمِنَ الْخَلْقُ بِكَ

گمراہ کریں گے، اور آگے بھی ان کے محض فاجر اور کافر ہی اولاد پیدا ہوگی، پھر نوح علیہ السلام نے کافروں کے لئے بددعا

کرنے کے بعد مومنین کے لئے دعا فرمائی کہ اے میرے رب! مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو مومن ہونے کی حالت

میں میرے گھر میں داخل ہیں ان کو (یعنی اہل و عیال کو مع استثناء زوجہ کنعان کے) اور تمام مسلمان مردوں اور مسلمان

۱۔ وہ لوگ ڈوبے تو پانی میں اور نکلے آگ میں تو یہ متضاد عذاب حق تعالیٰ کی قدرت سے کوئی بعید نہیں، حضرت ضحاک فرماتے ہیں کہ وہ لوگ ادھر پانی میں

غرق ہوئے تھے ادھر مرتے ہی آگ میں جلتے گئے (مراد نار برزخ) اس آیت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ عالم برزخ یعنی قبر میں مردوں پر عذاب ہوگا

(والغناء تفہید الترتیب مع التصبیح، ونار الآخرة لم یذوقوها بعد لدل علیٰ أنّ المراد عذاب القبر، وهو استدلال لطیف) اس سے یہ

بھی ظاہر ہے کہ جب بد عملی پر قبر میں عذاب ہوگا تو نیک عمل والوں کو قبر میں ثواب اور نعمت بھی ملے گی، (معارف)

حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ اس سے مراد آخرت کی نار جہنم ہے، اور پانی میں ڈوبنے اور آخرت میں نار جہنم میں جلتے کی درمیانی مدت کو نظر انداز کر دیا

گیا، اور شیعہ اور معتزلہ لوگ تو عذاب برزخ کے قائل ہی نہیں، اس لئے وہ آیت مذکورہ میں عذاب جہنم مراد لیتے ہیں، (حالانکہ عذاب قبر کے ثبوت پر کئی احادیث موجود ہیں، اور اہل سنت والجماعت عذاب قبر کو برحق سمجھتے ہیں۔

عورتوں کو بخش دیجئے۔

**علامہ** علمائے شریعت و تاریخ میں یہ مسئلہ مختلف فیہ رہا ہے کہ طوفانِ نوح تمام دنیا میں آیا تھا یا صرف دجلہ اور فرات کے درمیان علاقہ میں جس کو جزیرہ کہا جاتا ہے اور جہاں قومِ نوح آباد تھی، محققین دوسری رائے کو ترجیح دیتے ہیں، والتفصیل لا یلیق بهذا المختصر۔

وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا: مومنین کے لئے دعا کا مضمون بددعا کے مقابلہ کی مناسبت سے آگیا تھا اس لئے پھر بددعا کی طرف عود کر کے کہتے ہیں کہ اے اللہ ان ظالموں کی ہلاکت اور بڑھا دیجئے۔ (گویا یہ آیت ولا تزد الظالمین الا ضللاً کے مقصود کی تفسیر ہے اور اس سے مقصود استحقاقِ ہلاکت تھا)

**اشہ بات** ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ نوح علیہ السلام کے والدین مومن تھے، ورنہ آپ ان کے لئے دعائے مغفرت نہ فرماتے، اور اگر اس کے خلاف ثابت ہو جائے تو والدین سے مراد آباء و امہات بعیدہ ہوں گے، واضح رہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بددعا اس وقت کی جب ان کو بذریعہ وحی یہ بتلادیا گیا تھا کہ تیری قوم میں سے جو لوگ ایمان لا چکے بس لا چکے، اب کوئی ایمان لانے والے نہیں کما فی قولہ تعالیٰ انہ لن یومن من قومک الخ۔ اے اللہ ارحم الراحمین نوح علیہ السلام کی برکت سے اس بندۂ عاصی و خاطی خاکسار ہر دواری کو بھی اپنی رحمت سے دامنِ عفو میں لے کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرما دیجیو، انک سمیع مجیب الدعوات، آمین یا رب العالمین

**لغات** خطیئات خطائیں، گناہ، واحد خطیئة (خطی (س) غَطَاً وَخَطَاً: غلطی کرنا، گناہ کرنا۔ اُغْرِقُوا: ماضی مجہول جمع مذکر غائب، وہ ڈبوئے گئے، (افعال، اغراق، ڈبودینا) اَنْصَار: مددگار، حمایتی، واحد ناصر۔ ذَبَّارًا: بروزن فیعال، دراصل ذَبَّوْا تھا، واو اور یا جمع ہوئی اور پہلا ساکن ہے اس لئے واو یاء سے بدل کر اس میں مدغم ہوگئی جیسے سید کہ دراصل سَبَّوْا تھا، ذَوْرٌ سے اسمِ مبالغہ بمعنی گھومنے والا، ذَارَ (ن) ذَوْرًا: چکر لگانا، گھومنا، مراد کوئی باشندہ جو گھر میں رہے اور زمین پر چکر لگائے۔ یَلْدُوا: مضارع جمع مذکر غائب، وَلَدَ (ض) وِلَادًا وولادة: بچہ جننا (یلدوا میں فاعل مکملہ محذوف ہے، اور یہ معتل مثال واوی ہے) فَاَجْرًا: اسم فاعل واحد مذکر، گناہ کرنے والا، فَجَرًا (ن) فَجُورًا: گناہ کرنا۔ کَفَّارًا: اسمِ مبالغہ، بہت کفر کرنے والا، کَفَرًا (ن) کُفْرًا: کفر کرنا، انکار کرنا۔ تَبَارًا: مصدر، قَبْرًا (س) تَبَارًا: ہلاک ہونا (بمعنی ہلاکت حاصل مصدر ہے)

۱۔ خطیئة اور سبۃ دونوں کے معنی ملتے جلتے ہیں، لیکن اکثر خطیئة اس برائی کو کہتے ہیں جو قصدِ اندکی جائے بلکہ ارادہ کسی اور کام کا ہو اور وہ ارادہ اس برائی کا سبب بن جائے، اب اگر یہ ارادہ بھی برا ہے تو یہ خطا قابلِ معافی نہیں جیسے کسی نے بالقصد شراب پی پھر نشہ میں کسی کو گالی دی تو اس گالی پر اس سے مواخذہ ہوگا، لیکن اگر یہ ارادہ برائہ ہو اور اس کے نتیجہ میں کوئی برائی سرزد ہو جائے تو وہ عند اللہ قابلِ معافی ہوگی جیسے کسی نے شکار کے ارادہ سے گولی چلائی اور وہ کسی جانور کو جاگلی۔

۲۔ اعراب القرآن و صرف و بیان میں لکھا ہے کہ تبار اسم ہے بمعنی احد، وقیل هو ماخوذ من الدار ای نازل دارا وقیل هو ماخوذ من الدوران وهو التحرك۔

**ترکیب** مِمَّا خَطِيئَتُهُمْ أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَاراً فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْصَاراً۔ من حرف جر، ما زائدہ، خطیئہم مضاف مع مضاف الیہ مجرور، جار مجرور متعلق مقدم أُغْرِقُوا کے، اُغْرِقُوا جملہ فعلیہ، معطوف علیہ، فاعطفہ اُدْخِلُوا نَاراً جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف (ناراً مفعول بہ علی السعۃ، یعنی توسعاً مفعول بہ کہہ دیا در نہ مفعول فیہ ہے ظرف مکان) فاعطفہ لم یجدوا فعل بفاعل لہم متعلق ہو کر مفعول بہ ثانی، اور ثانی اس لئے کیونکہ وہ صریح مفعول بہ نہیں بلکہ تاویلی ہے، من دون اللہ ظرف مستقر ہو کر حال مقدم انصاراً سے، انصاراً مفعول بہ اول، الغرض جملہ فعلیہ معطوف، تمام معطوفات باہم مل ملا کر جملہ متانفہ بیانیہ، کانہ قبل ما فعل بہم۔

وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْنِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّاراً..... ترکیب ظاہر ہے ماقبل قَالَ نُوحٌ رَبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي پر معطوف (علی الارض متعلق لَا تَذَرْ کے، من الکافرین ظرف مستقر ہو کر حال دیاراً سے، لانہ کان فی الاصل صفتہ لَدَيَّاراً، اور دَيَّاراً مفعول بہ) اِنَّكَ اِنْ تَذَرَهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلْدُوا إِلَّا فَاَجْراً كُفَّاراً..... اِنَّكَ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، اِنْ تَذَرَهُمْ شرط يُضِلُّوا عِبَادَكَ فعل بفاعل ومفعول بہ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واو عطفہ لَا يَلْدُوا فعل منفی مع فاعل الا اداة حصر، فاجراً کفاراً موصوف مع صفت مفعول بہ، پھر جملہ منفیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جزاء شرط مع جزاء خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ تعلیلیہ۔

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ رَبِّ اٰی یا رب (در اصل ربی تھا) حرف ندا مع منادی حسب سابق (لاکل لہا اعتراضیہ للاسترحام) اغفر فعل بفاعل، لی جار مجرور معطوف علیہ، لام جارہ وَالِدَيَّ مضاف مع مضاف الیہ مجرور، جار مجرور معطوف علیہ معطوف واو عطفہ لام جارہ مَنْ اسم موصول دَخَلَ فعل ضمیر ذوالحال بیتی مفعول فیہ مرکب اضافی، مؤمننا حال، ذوالحال مع حال فاعل، جملہ فعلیہ صلہ، اسم موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور معطوف علیہ معطوف، للمؤمنین والمؤمنات جار مجرور معطوف (المؤمنات کا عطف المؤمنین پر) تمام معطوفات مل ملا کر متعلق اغفر کے اور وہ جملہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہ واو عطفہ، لَا تَذَرِ الظالمین الاتبارا حسب سابق ترکیب ہو کر معطوف (تباراً مفعول بہ ثانی) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر ماقبل قول کے تحت۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## سُورَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ

قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا

آپ کہئے کہ میرے پاس اس بات کی وحی آئی ہے کہ جنات میں سے ایک جماعت نے قرآن سنا پھر انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔

يُهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ۝ وَأَنَّهُ تَعَالَى جَدُّ رَبِّنَا

جو راہ راست بتاتا ہے، سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔ اور ہمارے پروردگار کی بڑی شان ہے

مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا ۝ وَأَنَّهُ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا ۝

اس نے نہ کسی کو بیوی بنایا اور نہ اولاد۔ اور ہم میں جو احمق ہوئے ہیں وہ اللہ کی شان میں حد سے بڑھی ہوئی باتیں کہتے تھے۔

وَأَنَا ظَنَنَّا أَنَّ لَنْ تَقُولَ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۝ وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ

اور ہمارا یہ خیال تھا کہ انسان اور جنات کبھی خدا کی شان میں جھوٹ بات نہ کہیں گے۔ اور بہت سے لوگ

مِّنَ الْإِنْسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ۝

آدمیوں میں ایسے تھے کہ وہ جنات میں سے بعض لوگوں کی پناہ لیا کرتے تھے سو ان آدمیوں نے ان جنات کی بددماغی اور بڑھادی۔

**ربط** سورت سابقہ میں قوم نوح کا قصہ ذکر کر کے اس وقت کے کفار کو ایمان قبول نہ کرنے کی بنا پر ڈرایا گیا تھا، اب

اس سورت میں جنات کے ایمان قبول کرنے کے قصہ کو جو کہ توحید و رسالت کو متضمن ہے، ذکر کر کے کفار کو ایمان قبول

کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، گویا سورت سابقہ میں ایمان نہ لانے پر ترہیب تھی اور اس سورت میں ایمان لانے کی ترغیب۔

**تشریح** اس سورت میں جنات کے ایمان لانے کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، صحیح بخاری، مسلم اور ترمذی میں حضرت

ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ساتھ بازار عکاظ کی طرف جا رہے تھے، (غالباً بغرض

دعوت اسلام و تبلیغ دین تشریف لے جا رہے تھے۔ بیان القرآن) مقام خلدہ پر آپ نے فجر کی نماز پڑھائی جس کی قرأت

جنوں کے ایک گروہ نے سنی، تفصیل یہ ہے کہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے شیاطین آسمان تک پہنچ کر فرشتوں کی باتیں سنتے تھے، یعنی اللہ تعالیٰ

آسمان میں جو فیصلے جاری فرماتے ہیں تو فرشتے عنانِ سماء یعنی بادلوں تک اتر کر ان فیصلوں کا تذکرہ کرتے ہیں، یہاں

سے شیطان یہ خبریں چراتے ہیں اور پھر اس میں اپنی طرف سے سوجھوٹ ملا کر کابھوں کو بتاتے ہیں، مگر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی بعثت کے وقت آپ کی آسمانی وحی کی حفاظت کے لئے اس سلسلہ کو اس طرح بند کر دیا کہ جب کوئی شیطان یہ



خبریں سننے کے لئے اوپر آتا ہے تو اس کی طرف شہاب ثاقب کا انکارہ پھینک کر اس کو دفع کر دیا جاتا ہے، اس حادثہ کی تحقیق کے لئے جنات نے باہم مشورہ کیا کہ ہم کو آسمانی خبروں کے حاصل کرنے سے جو روک دیا گیا یہ امر اتفاقی نہیں بلکہ دنیا میں کوئی نئی چیز پیش آئی ہے جو اس کا سبب ہوئی، اور انہوں نے یہ طے کیا کہ زمین کے شرق و مغرب اور ہر طرف میں جنات کے وفد بھیجے جائیں اور اس کی تحقیق کر کے آئیں، چنانچہ انکا جو وفد تہامہ حجاز کی طرف بھیجا گیا تھا وہ مقام بطن نخلہ پر پہنچا تو وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ صبح کی نماز جماعت سے ادا کر رہے تھے، جنات کے اس وفد نے جب قرآن سنا تو اس کی عظمت و ہیبت ان کے دلوں پر چھا گئی اور یہ لوگ اپنے دلوں میں ایمان و یقین لے کر واپس ہوئے اور سمجھ گئے کہ یہی وہ نئی چیز ہے جس نے جنوں کو آسمانی خبروں سے روکا ہے، اور یہ قصہ اپنی قوم سے جا کر بیان کیا جس کا ذکر ان آیات میں ہے۔ (معارف، روح)

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے آنے اور جانے اور سننے سنانے کا پتہ نہیں لگا، ایک درخت نے باذن اللہ کچھ اجمالی اطلاع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور مفصل حال اس کے بعد وحی کے ذریعہ سے بتلایا گیا، بعدہ بہت بڑی تعداد میں جنات مسلمان ہوئے۔ (ترجمہ شیخ الہند) (سورۃ الاحقاف کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت تھانویؒ نے لکھا ہے کہ جب جنات نے اپنی قوم کو خبر پہنچائی تو ان میں سے پھر قین و اشخاص اسلام لانے کے لئے حاضر خدمت ہوئے)

قُلْ اَوْحٰی اِلَیَّ اِنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ الْخِ آپ کفار سے کہئے کہ میرے پاس اس بات کی وحی آئی ہے کہ جنات میں سے ایک جماعت نے قرآن سنا، (لفظ نفرتین سے دس تک عدد کے لئے بولا جاتا ہے، جن جنات کا یہاں ذکر ہے روایت ہے کہ یہ نو حضرات تھے نصیبین یمن کے رہنے والے، (عراق والے نصیبین کے نہیں) پھر اپنی قوم میں واپس جا کر انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو راہ راست بتلاتا ہے، سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے (قرآن ہونا تو اس کے مضمون سے معلوم ہوا، اور عجیب ہونا اس سے کہ کلام بشر کے مشابہ نہیں، یعنی سنتے ہی ان کو یقین ہو گیا کہ ایسا کلام اللہ کے سوا کسی کا نہیں ہو سکتا) وَلَنْ نَّشْرِكَ بِرَبِّنَا اَحَدًا اور اب ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے (یہ بیان ہے آہنا بہ کا) اور انہوں نے ان مضامین کا بھی باہم تذکرہ کیا جو ذیل میں آئے ہیں یعنی وَ اِنَّ نَعَالِیَ جَدُّ رَبِّنَا الْخِ ہمارے پروردگار کی بڑی شان ہے، اس نے نہ کسی کو بیوی بنایا اور نہ اولاد، کیونکہ ایسا ہونا عقلاً محال ہے اور اس کی عظمت شان کے منافی ہے (یہ بیان ہے لَنْ نَّشْرِكَ کا)۔ وَ اِنَّہٗ كَانَ یَقُولُ سَفِیْهُنَا الْخِ اور ہم میں جو احق ہوئے ہیں وہ اللہ کی شان میں حد سے بڑھی ہوئی باتیں کہتے تھے (یعنی شرکیہ کلمات، بیوی اور اولاد کا اثبات وغیرہ) وَ اَنَاظِنَا اَنْ لَّنْ نَقُولَ الْاِنْسُ الْخِ اس آیت میں جنات نے اپنے شرک ہونے کی وجہ بیان کی کہ پہلے ہمارا خیال یہ تھا کہ انسان اور جنات کبھی خدا کی شان میں جھوٹ بات نہ کہیں گے۔ تو چونکہ اکثر جن و انس شرک کرتے تھے

وہم سمیعہ کہ خدا کی شان میں اتنے مخصوص نے جھوٹ پر اتفاق نہ کیا ہوگا پس ہم نے بھی اسی طریقہ کو اختیار کر لیا اور ہم بہک گئے اب قرآن سن کر قلعی کھلی اور اپنے پیشروؤں کی اندھی تقلید سے نجات ملی۔ **وَ اِنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ الْغِی** اس آیت میں مومن جنات نے یہ بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں انسانوں کی عادت یہ تھی کہ جب کسی جنگل یا وادی میں قیام کی نوبت آتی تو اس اعتقاد سے کہ جنات کے سردار ہماری حفاظت کریں گے یہ الفاظ کہتے "اعوذ بعزیز ہذا الوادی من شر سفہاء قومہ" یعنی میں اس جنگل کے سردار کی پناہ لیتا ہوں اس کی قوم کے بیوقوف شریر لوگوں سے۔ تفسیر ملاحظہ فرمائیں! کہ بہت سے لوگ آدمیوں میں سے ایسے تھے کہ وہ جنات میں سے بعضے لوگوں کی پناہ لیا کرتے تھے، سو ان آدمیوں نے ان جنات کی بددماغی اور بڑھادی اور وہ اپنے آپ کو یہ سمجھنے لگے کہ ہم جنات کے سردار تو پہلے ہی سے تھے اب آدمی بھی ہم کو ایسا بڑا سمجھنے لگے، چنانچہ وہ کفر و عناد پر اور زیادہ مصر ہو گئے یہ تمام مضمون توحید سے متعلق تھا۔

### فائدہ

صحیح بخاری، مسلم اور ترمذی وغیرہ میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ساتھ بازار عکاظ کی طرف جا رہے تھے مقام بطن نخلہ پر آپ نے فجر کی نماز پڑھائی، تفصیل کے ساتھ میں نے اس کو لکھ دیا، اب عرض یہ کرنا ہے کہ اکثر مفسرین نے اس روایت کی بناء پر یہ سمجھا ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور سفر طائف سے واپسی پر پیش آیا اور روایات حدیث میں جو لیلۃ الجن کا واقعہ مذکور ہے جس میں حضرت عبداللہ آپ کے ساتھ تھے اس میں آپ کا بالقصد جنات کو تبلیغ و دعوت کے لئے مکہ مکرمہ کے قریب جنگل میں جانا اور قرآن سنانا منقول ہے، وہ بظاہر اس واقعہ کے بعد کا قصہ ہے جس کا ذکر سورۃ جن میں ہے، علامہ خفاجیؒ نے فرمایا کہ احادیث معتبرہ سے ثابت ہے کہ جنات کے وفود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چھ مرتبہ حاضر ہوئے ہیں اس لئے ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں کہ یہ دونوں واقعے الگ الگ ہیں۔ (معارف القرآن)

### مشہور سفر طائف

اکثر مفسرین نے فرمایا کہ ابوطالب کی وفات کے بعد آپ بے یار و مددگار رہ گئے تھے تو آپ نے طائف کا سفر کیا تاکہ وہاں قبیلہ بنو ثقیف سے اپنی قوم کے مظالم کا ذکر کر کے ان سے کچھ مدد حاصل کریں، الغرض آپ نے ان سے اپنی قوم کے مظالم کا ذکر کیا اور ان کو دعوت اسلام دی مگر انہوں نے یہ دعوت قبول نہ کی بلکہ انہوں نے اپنی قوم کے بے وقوف لوگوں اور غلاموں کو آپ کے پیچھے لگا دیا کہ آپ کو گالیاں دیں اور شور مچائیں، مختصر یہ کہ آپ کو مایوس ہو کر لوٹنا پڑا، واپسی پر مقام بطن نخلہ میں ٹھہرے اور نماز پڑھی جس میں جبراً قرأت کی جس کو جنوں کی ایک جماعت نے سنا وہ ایمان لے آئے۔

### ضمائر کے مواقع

**قوله فقالوا انا سمعنا قالوا** کی ضمیر کا مرجع نفر من الجن ہے (مظہری) **قوله** **فاما نابه ای بالقرآن**۔ **قوله** **وَ اِنَّهٗ تَعَالٰی الْخِ اِنَّهٗ** کی ضمیر یا تو ربنا کی طرف راجع ہے یا پھر ضمیر شان۔ **وَ اِنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ** انہ کی ضمیر ضمیر شان ہے **قوله** **فَرَاذُوهُمْ وَ هَاقَا اٰی زَادَ الرِّجَالُ الْجِنُّ**۔

یعنی یہ کہتے ہیں کہ اس طبقہ کے جنوں کا جو سردار ہے ہم اس کی پناہ میں آتے ہیں تاکہ وہ اپنے ماتحت جنوں سے ہماری حفاظت کرائے۔

**لغات**

**أَوْحَى:** ماضی مجهول واحد مذکر غائب، وحی کی گئی (افعال) أَوْحَى ایحاء: وحی بھیجنا، اشارہ کرنا۔  
**اسْتَمَعَ:** ماضی واحد مذکر غائب (افعال) اسْتَمَعَ استماعاً: کان لگا کر سننا، یعنی متوجہ ہو کر سننا۔ نَفَرٌ: اسم جمع، تین سے دس تک عدد کی جماعت، جمع انفار (مصباح اللغات) الجن: اسم جنس، آگ سے پیدا کی ہوئی اللہ تعالیٰ کی ایک مستقل مخلوق ہے، ان میں تو والد و تناسل کا سلسلہ بھی ہے اور ان میں نیک و بد بھی ہوتے ہیں، اور ہماری طرح یہ بھی احکام شرعیہ کے مکلف ہیں، جن سے مشتق ہے جس کے معنی چھپنے کے ہیں تو چونکہ یہ عام طور پر نظروں سے غائب رہتے ہیں اس لئے ان کا نام جن ہوا، جَنَّ (ض) جَنَّا: چھپنا، واحد جَنَّتِ جمع جَنَّتْ (مزید تفصیل سورۃ الذاریات میں) قرآنا: مصدر از باب فتح، پڑھنا بروزن فَعْلَان، بمعنی اسم مفعول جس کو پڑھا جائے، اللہ کی کتاب کا خاص نام جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی ہے۔ عَجَبًا مصدر بمعنی اسم مفعول، عجیب، وہ چیز جس پر حیرت اور اچنبھا کیا جائے، عَجِبَ (س) عَجَبًا وَعَجَبًا: تعجب کرنا، حیرت کرنا۔ الرُّشْدُ: مصدر، رُشِدَ (ن) رُشِدًا: ہدایت پانا (بمعنی ہدایت، راہ راست، بھلائی، حاصل مصدر ہے) جَدَّ: مصدر، جَدَّ (ض) جَدًّا: بلند مرتبہ ہونا۔ (بمعنی شان، رتبہ، عزت حاصل مصدر ہے) صَاحِبَةٌ: اسم فاعل واحد مؤنث، ساتھ رہنے والی، مراد بیوی، جمع صَوَاحِب، و صاحبات (صَحِبَ (س) صُحْبَةً: ساتھ رہنا۔ سَفِيَةٌ: صفت مشبہ واحد مذکر، احمق، بے وقوف، جمع سَفَهَاء، سَفِهَ (س) سَفَهًا وَ سَفَاهًا وَ سَفَاهَةً: بے وقوف ہونا۔ شَطَطًا: مصدر، شَطَّ (ن، ض) شَطَطًا وَ شَطُوطًا: حد سے تجاوز کرنا۔ ظَنَّنَا: ماضی جمع متکلم، ظَنَّ (ن) ظَنَّنَا: گمان کرنا۔ الانس: انسان (واحد انْسِي) جمع اُنَاسٌ۔ كَذِبًا: مصدر، كَذَبَ (ض) كَذِبًا وَ كِذْبًا: جھوٹ بولنا (بمعنی جھوٹ حاصل مصدر) زَادُوا: ماضی جمع مذکر غائب، زَادَ (ض) زَيْدًا وَ زِيَادَةً: بڑھنا، بڑھانا۔ رَهَقًا: مصدر، زِيَادَتِي، بددماغی، رَهَقَ (س) رَهَقًا: ظلم و زیادتی کرنا، گناہوں میں مبتلا ہونا۔ (بمعنی ظلم و سرکشی، بددماغی، بے وقوفی، گناہگاری حاصل مصدر ہے)

**ترکیب**

**قُلْ أَوْحَى إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ..... قُلْ فَعَلَ، ضمیر انت فاعل، ای یا محمد، أَوْحَى فَعَلَ، إِلَيَّ متعلق، أَنَّهُ حرف مشبہ بالفعل، ضمیر شان اس کا اسم، اسْتَمَعَ فعل نَفَرٌ موصوف، مِنَ الْجِنِّ کائِن کے متعلق ہو کر صفت، موصوف مع صفت فاعل استمع کا (مفعول بہ محذوف ہے ای القرآن) پھر اسْتَمَعَ الخ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فَقَالُوا أَنَا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَأَمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا فَ**

۱۔ وحی بھی (ض) وحی اشارہ کرنا، واضح رہے کہ صلات و مناہل اور فاعل کے بدلنے سے عموماً معانی بدل جاتے ہیں۔

۲۔ اسم جمع وہ اسم ہے جس سے جمع کے معنی ظاہر ہوں اور اس کا کوئی مفرد نہ ہو جیسے قوم، ربط وغیرہ۔ واضح رہے کہ نکر کا اطلاق اس سے اوپر عدد کے لئے بھی ہو جاتا ہے۔

۳۔ اللہ کی کتاب کو قرآن کہنے کی وجہ قرأت اور تلاوت ہے چونکہ یہ کتاب نماز میں، دینی محافل میں، مدارس میں پڑھی جاتی ہے اس لئے اس کو قرآن کہتے ہیں۔ (مزید تفصیل نجوم الحواشی اور لغات القرآن میں)

۴۔ رَهَقَ (س) رَهَقًا کے معنی ہیں ایک شئی کا دوسری شئی پر زبردستی چھا جانا، اور چونکہ اس کا لازمی نتیجہ ہے چسپائی، اس لئے چاہ ہونے کے معنی میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے، حضرت تھانوی نے بددماغی ترجمہ کیا ہے۔

عاطفہ قالوا فعل بفاعل، انا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، سَمِعْنَا فعل بفاعل، قرأنا موصوف عَجَبًا صفت اول، (عجب مصدر ہے، مبالغہ اس کو صفت بنا کر حمل کر دیا گیا)۔ يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ جملہ فعلیہ صفت ثانی، موصوف مع دونوں صفتوں کے مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر معطوف علیہ، فا عاطفہ آمنا به معطوف علیہ معطوف، لن نشارك بربنا احداً معطوف، (بربنا متعلق لن نشارك کا، احداً مفعول بہ) تمام معطوفات مل ملا کر خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر مقولہ، قالوا مع مقولہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر بتاویل مصدر اَوْحَى کا نائب فاعل، پھر چند آیتوں کے بعد اَنْ لَوْ اسْتَقَامُوا کا اسی نائب فاعل پر عطف ہوگا، وَ اِنَّهٗ تَعَالٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا..... واو عاطفہ، انہ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، تعالیٰ جَدُّ رَبِّنَا..... اَنْ کے اسم و خبر کے درمیان جملہ مقررہ دعائیہ مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا حرف مشبہ بالفعل کی خبر، (اتخذ کا مفعول بہ اول محذوف ہے ای امرؤ، صَاحِبَةً وَّ وَلَدًا معطوف و معطوف علیہ مفعول بہ ثانی اور لَا زائدہ برائے تاکید نفی) حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر کس پر معطوف ہوگا اس میں قدرے تفصیل ہے اور وہ یہ ہے کہ اَنْ یا اِنْ یہاں سولہ جگہ مذکور ہے جن میں دو جگہ توفتہ متعین ہے جو اَوْحَى کے نائب فاعل ہیں (۱) اِنَّهٗ اسْتَمَعَ، (۲) اِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ، اور ایک جگہ کسرہ متعین ہے کیونکہ وہ مقولہ ہے، اور مقولہ میں کسرہ ہی آتا ہے یعنی اِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا اور باقی تیرہ جگہوں میں قراء کرام نے فتہ اور کسرہ دونوں کی اجازت دی ہے، کسرہ کی صورت میں ہر جملہ کی مستقل حیثیت ہوگی اور اِنَّا سَمِعْنَا الخ مقولہ پر عطف ہوگا، اور سب جملے قول جنات کی حکایت ہوں گے، اور اَنْ مفتوحہ پڑھنے کی شکل میں دو ترکیبی احتمالات ہیں جن میں آسان یہ ہے کہ آمنا به میں جو ضمیر مجرور متصل ہے اس کے محل پر عطف ہو اور اس کا محل نصب ہے کیونکہ وہ صَدَّقْنَاهُ کے معنی میں ہے، گویا عبارت اس درجہ میں ہوگی صَدَّقْنَا اِنَّهٗ تَعَالٰی الخ وَ صَدَّقْنَا اِنَّهٗ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا الخ (اب یہ بھی اشکال نہ ہوگا کہ ضمیر مجرور پر تو بلا اعادہ جار عطف جائز نہیں عند البصرین) وَ اِنَّهٗ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلٰی اللّٰہِ شَطَطًا..... واو عاطفہ، اِنَّهٗ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، كَانَ فعل ناقص، ضمیر شان اس کا اسم، يَقُولُ فعل سَفِيهُنَا مرکب اضافی فاعل، عَلٰی اللّٰہِ متعلق يَقُولُ کے،

۱۔ اعراب القرآن و صرفہ بیان میں مذکورہ بالا ترکیب ہی اختیار کی ہے فرمایا فال مصدر المول انہ تعالیٰ جد ربنا و ما بعدہ معطوف علی محل الضمیر لی بہ علی الرغم من عدم اعادۃ الجار، ولكن الحذف قیاسی فی هذا التعبير المبدوء بہ اَنْ، بعض حضرات نے کوفیین کے مسلک پر عمل کر کے بہ کی ضمیر مجرور پر عطف کیا ہے، اور کوفیین کے نزدیک ضمیر مجرور پر عطف کرنے کے لئے اعادہ جار ضروری نہیں ہے۔ صاحب کشاف نے بیان کیا کہ عطف تو بہ ضمیر مجرور پر ہی مانا جائے مگر معطوف میں ہر فن سے پہلے باء حرف جر مقدم مانا جائے تاکہ جار مجرور کا عطف جار مجرور پر ہو جائے، اور اَنْ مفتوحہ نیز اَنْ نامہ سے پہلے باء حرف جر اور لام جر کا حذف مشہور اور مستعمل ہے جیسا کہ عزیز طلبہ کے سامنے اس کی نظائر گذر چکی ہیں، اب تمام جملے جو اَنْ کے ساتھ ہیں جار مجرور ہو کر متعلق آسا کے ہوں گے اور اگر کہیں معنوی اعتبار سے ترجمہ صحیح نہ بیٹھے گا وہاں دوسرے مناسب فعل کو نکال لیا جائے گا، ایک احتمال یہ ہے کہ اَنْ سے مل کر بننے والے تیرہ کے تیرہ جملوں کا عطف انہ استمع پر ہو اور وہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر اَوْحَى کا نائب فاعل ہو، لیکن اس شکل میں اشکال یہ ہے کہ بعض جملوں کا اَنْ استمع پر عطف کرنے کی شکل میں ترجمہ درست نہ ہوگا جیسے اِنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ اِنَّا لَنُفِئُکَی و غیرہ، ظاہر ہے کہ اس کا تعلق توفی سے نہ ہو سکے گا، جواب یہ ہے کہ انہ سے پہلے قولہم محذوف نکال لیا جائے تو معنی درست ہو جائیں گے مثلاً اَوْحَى الٰہی قولہم اِنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ و غیرہ۔

شَطَطًا اِیْ قَوْلًا ذَا شَطَطٍ موصوف مع صفت مفعول بہ، (یا مفعول مطلق) یَقُولُ مکمل جملہ خبر، کَانَ فعل ناقص مع اسم و خبر حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر بتاویل مصدر ماقبل اِنَّهٗ مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً مَّعْطُوف۔  
 وَاَنَا ظَنُّنَا اَنْ لَّنْ تَقُولَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اللّٰهِ کَذِبًا۔ واو عاطفہ اَنَا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، ظَنُّنَا فعل بفاعل، اَنْ تَخْفَهُ مِنَ الْمَلٰٓئِکَہِ، ضمیر شان اس کا اسم، لَّنْ تَقُولَ فعل الْاِنْسُ وَالْجِنُّ معطوف و معطوف علیہ فاعل، عَلٰی اللّٰهِ متعلق تَقُولَ کے، کَذِبًا اِیْ قَوْلًا کَذِبًا مفعول مطلق، مکمل جملہ خبر، اَنْ تَخْفَهُ کی، اور وہ مع اسم و خبر بتاویل مصدر ظَنُّنَا کے لئے دو مفعولوں کے قائم مقام، ظَنُّنَا الخ حرف مشبہ بالفعل کی خبر، الغرض اَنَا ظَنُّنَا حسب سابق بتاویل مصدر ماقبل اِنَّهٗ کَانَ یَقُولُ پر معطوف، وَاِنَّهٗ کَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَرَادُوْهُمْ رَهَقًا..... واو عاطفہ، اِنَّهٗ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، کَانَ فعل ناقص، رِجَالٌ موصوف من الْاِنْسِ ظرف مستقر ہو کر صفت، موصوف مع صفت کَانَ کا اسم، یَعُوْذُوْنَ فعل بفاعل، بِاِجَارَہِ رِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ موصوف صفت مجرور، جار مجرور متعلق یَعُوْذُوْنَ کے، اور وہ جملہ ہو کر خبر کَانَ، فعل ناقص مع اسم و خبر معطوف علیہ، فَا عاطفہ زادوا فعل بفاعل، هُمْ مفعول بہ اول، رَهَقًا مفعول بہ ثانی، پھر جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ مع معطوف حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر بتاویل مصدر ماقبل اَنَا ظَنُّنَا پر معطوف۔

وَاَنْهَمُ ظَنُّوْا کَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۙ وَاَنَا لَمَسْنَا  
 اور جیسا تم نے خیال کر رکھا تھا ویسا ہی آدمیوں نے بھی خیال کر رکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو دوبارہ زندہ نہ کریگا • اور ہم نے آسمان کی  
 السَّمَآءَ فَوَجَدْنَهَا مِلْثَ حَرَمًا شَدِيْدًا ۙ وَشُهَبًا ۙ وَاَنَا کُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا  
 تلاشی لینا چاہا سو ہم نے اس کو سخت پہرہ اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا • اور ہم آسمان کے موقعوں میں  
 مَقَاعِدَ لِلْسَّمْعِ ۙ فَمَنْ یُسْمِعُ الْاِنَّ یَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ وَاَنَا لَا نَذَرِیْ  
 سننے کے لئے جا بیٹھا کرتے تھے سو جو کوئی اب سنا چاہتا ہے تو اپنے لئے ایک تیار شعلہ پاتا ہے • اور ہم نہیں جانتے کہ  
 اَشْرُّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهٖمْ رَبُّهٖمْ رَشَدًا ۙ  
 زمین والوں کو کوئی تکلیف پہنچانا مقصود ہے یا ان کے رب نے ان کو ہدایت کرنے کا قصد فرمایا ہے •  
 وَاَنَا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِکَ ۙ کُنَّا طَرَآئِقَ قِدْدًا ۙ وَاَنَا ظَنُّنَا  
 اور ہم میں بعض نیک ہیں اور بعض اور طرح کے ہیں ہم مختلف طریقوں پر تھے • اور ہم نے سمجھ لیا ہے کہ  
 اَنْ لَّنْ تُعْجِزَ اللّٰهُ فِی الْاَرْضِ وَلَنْ تُعْجِزَهٗ هَرَبًا ۙ وَاَنَا لَمَّا سَمِعْنَا  
 ہم زمین میں اللہ تعالیٰ کو ہرا نہیں سکتے اور نہ بھاگ کر اس کو ہرا سکتے ہیں • اور ہم نے جب ہدایت کی بات سن لی

الْهُدَىٰ أَمَّا بِهِ فَمَنْ يُؤْمِنُ يُرَبِّهِ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا ۝ وَأَنَا

تو ہم نے تو اس کا یقین کر لیا سو جو شخص اپنے رب پر ایمان لے آوے گا تو اس کو نہ کسی کمی کا اندیشہ ہوگا اور نہ زیادتی کا ● اور ہم میں

مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَمِنَ الْقَاسِطِينَ ۝ فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولَٰئِكَ تَحَرُّوا رَشَدًا ۝

بعض تو مسلمان ہیں اور بعض ہم میں بے راہ ہیں، سو جو شخص مسلمان ہو گیا انہوں نے تو بھلائی کا راستہ ڈھونڈ لیا ●

وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝

اور جو بے راہ ہیں وہ دوزخ کے ابد من ہیں ●

### تشریح

ما قبل میں توحید سے متعلق مضمون تھا، مذکورہ آیات میں بعثت یعنی رسالت سے متعلق مضمون ہے۔

تفسیر ملاحظہ ہو! وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنْتُمْ الْخ یعنی ان جنات نے باہم اپنی قوم سے یہ بھی تذکرہ کیا کہ جیسا تمہارا خیال ہے بہت آدمیوں کا بھی یہی خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ کوئی پیغمبر مبعوث نہیں کرے گا، جو رسول پہلے ہو چکے سو ہو چکے، اب قرآن سے معلوم ہوا کہ اس نے ایک عظیم الشان پیغمبر بھیجا ہے جو لوگوں کو بتلاتا ہے کہ تم سب موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جاؤ گے اور رتی رتی کا حساب ہوگا، بعض مفسرین نے اَنَّ لَّنْ يَبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا کی تفسیر یہ کی کہ اللہ تعالیٰ کسی کو دوبارہ زندہ نہیں کریگا۔ وَأَنَا لَمَسْنَا السَّمَاءَ الْخ: ان جنات نے باہم یہ بھی تذکرہ کیا کہ ہم نے اپنی سابقہ عادت کے مطابق آسمان کی یعنی آسمان کی خبروں کی تلاشی لینا چاہا سو ہم نے اس کو سخت پہرہ یعنی محافظ فرشتوں اور شعلوں سے کہ جن کے ذریعہ سے حفاظت کی جاتی ہے بھرا ہوا پایا۔ (یعنی اب پہرہ ہو گیا، اگر کوئی جن وہاں جائے گا شہاب ثاقب سے مارا جائے گا)

وَأَنَا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ الْخ اور (اس سے قبل) ہم آسمان کے ٹھکانوں میں یعنی خبر سننے کے ٹھکانوں میں خبر سننے کے لئے جا بیٹھا کرتے تھے، سو جو کوئی اب سننا چاہتا ہے تو اپنے لئے ایک تیار شعلہ پاتا ہے، یعنی جو شیطان اب خبر سننے کا ارادہ کرتا ہے اس پر انگارے برستے ہیں۔ وَأَنَا لَا نَذَرُكَ أَشْرًا اُرِيدَ الْخ اور ہم نہیں جانتے ہیں کہ ان جدید پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث فرمانے سے زمین والوں کو کوئی تکلیف پہنچانا مقصود ہے یا ان کے رب نے ان کو ہدایت کرنے کا قصد فرمایا ہے، مطلب یہ ہے کہ رسول کی مخالفت سے تکلیف اور عقوبت جھیلی ہوگی، اور ان کے اتباع سے رشد و ہدایت ملتی ہے اور آئندہ کی بات کہ کون مخالفت کریگا اور کون اتباع ہم کو معلوم نہیں، لہذا ہم یہ نہیں جانتے کہ ان کے مبعوث ہونے سے قوم کو بوجہ مخالفت تکلیف اور عقوبت جھیلی ہوگی یا بوجہ اتباع قوم کو رشد و ہدایت ملے گی۔

وَأَنَا مِنَ الصَّٰلِحِينَ وَمِنَ ذُوْنَ ذٰلِكَ الْخ اور ہم میں پہلے سے بھی نیک ہوتے آئے ہیں اور بعض اس

۱۔ شہاب ثاقب کی پوری تفصیل سورۃ حجر میں ہے۔

۲۔ شاید یہ اس لئے کہا کہ ان کو اپنی قوم کا اندازہ تھا کہ ایمان لانے والے کم ہوں گے اور وہ سزا کے مستحق ہو جائیں گے، نیز نفی علم غیب سے تقویت ہے مضمون توحید کی کہ دیکھو بعض لوگ علم غیب کی جنات کی طرف نسبت کرتے ہیں مگر ان کو اتنی بھی خبر نہیں۔ (بیان القرآن)

کے علاوہ، ہم مختلف طریقوں پر تھے، یعنی نزول قرآن سے پہلے بھی سب جن ایک راہ پر نہ تھے، کچھ نیک تھے اور بہت سے بدکار و ناخوار، کوئی مشرک، کوئی عیسائی، کوئی یہودی، وغیرہ ذلک، اب قرآن آیا جو اختلافات اور تفرقوں کو مٹانا چاہتا ہے مگر لوگ ایسے کہاں ہیں کہ سب کے سب حق کو قبول کر کے ایک راستہ پر چلنے لگیں، چنانچہ اب بھی ہم میں دونوں طرح کے لوگ ہیں۔ صاحب تفسیر مظہری لکھتے ہیں کہ الصالحون سے مراد وہ جنات ہیں جو گزشتہ نبیوں اور کتب سماویہ پر ایمان رکھتے تھے خصوصاً تورات پر۔

وَأَنَا ظَنَنَّا أَنَّ لَنْ كُفِّرَ اللَّهُ. اور ہم نے سمجھ لیا ہے اور خیال کر لیا ہے کہ ہم زمین کے کسی حصہ میں جا کر اللہ کو ہرا نہیں سکتے، اور نہ کہیں اور بھاگ کر اللہ کو ہرا سکتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ اگر کفر کریں گے تو اللہ کے عذاب سے بچ نہیں سکتے، نہ زمین میں کسی جگہ چھپ کر نہ ادھر ادھر بھاگ کر، یا ہوا میں اڑ کر۔ (ترجمہ شیخ الہندی) وَأَنَا لَعَنَّا مَسْجِدَنَا الَّتِي هَدَيْنَا آفَنَّا بِهِ. اور ہم نے جب ہدایت کی بات سن لی یعنی قرآن تو ہم نے تو اس کا یقین کر لیا، سو ہماری طرح جو شخص اپنے رب پر ایمان لے آوے گا تو اس کو نہ کسی کی کائنات میں ہوگا اور نہ زیادتی کا (کی یہ کہ اس کی کوئی نیکی لکھنے سے رہ جائے، اور زیادتی یہ کہ کوئی گناہ زیادہ لکھ لیا جائے) شاید اس سے مقصود ترغیب ہو۔ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَمِنَ الْقَائِمِينَ..... الخ اور ہم میں بعض تو اللہ کا پیغام سن کر مسلمان ہو گئے ہیں اور بعض ہم میں بدستور سابق بے راہ ہیں، سو جو شخص مسلمان ہو گیا انہوں نے تو بھلائی کا راستہ ڈھونڈ لیا، جس پر ثواب مرتب ہوگا اور جو بے راہ ہیں وہ دوزخ کے اندھن ہیں، یہاں تک مسلمان جنوں کا کلام ختم ہو گیا، جو معمول ہے قالوا کا، آگے اَوْجِئِ الْيَاقُوتِ کے دوسرے معمولات ہیں جو حق تعالیٰ نے اپنی طرف سے چند نصیحت کی باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔

**ضمار کے مراجع** قوله وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا ضَمِيرُ جَمْعٍ كَامِرُجِ الْإِنْسِ ہے۔ قوله فَوَجَدْنَا: اِی السَّمَاءِ، قوله، فَقَدْ مَنَّا اِی بِنِ السَّمَاءِ قوله فَمَنْ أَسْلَمَ فَإِنَّكَ الْإِشَارَةُ إِلَى مَنْ أَسْلَمَ وَالْجَمْعُ بِإِعْتِبَارِ الْمَعْنَى.

**لغات** لَنْ يَكْفُرَ: نفی تاکید بن در فعل مستقبل معروف، يَكْفُرُ (ف) يَكْفُرُ وَبَعَثَ: بھیجا، (۲) دوبارہ زندہ کرنا۔ لَمَسْنَا: ماضی جمع حکم، لَمَسَ (ن) لَمَسْنَا: چھونا، ٹولنا، (اسی کو حضرت تھانویؒ نے تلاشی لینے سے تعبیر کیا ہے) مَلَفْنَا: ماضی مجہول واحد مؤنث غائب، مَلَأَ (ف) مَلَأْنَا: بھرنا، خَوَمْنَا: چوکیدار، پہرہ دار، (اسم جمع ہے اسی وجہ سے اس کی صفت واحد لائی گئی، اعراب القرآن و صرفہ و بیان) خَوَمْنَا (ن) خَوَمْنَا وَجَوَامِنَا: پہرہ دینا، حفاظت کرنا، مگرانی کرنا۔ حَبِيدًا: صفت مشہ، سخت، مضبوط، جمع أَصْدَاءُ وَشِدَادَ، شَدَّ (ض) شَدَّ: سخت ہونا۔ شَهَبًا: شعلے، انگارے، شہاب کی جمع جیسے كُتِبَ، كِتَابٌ کی جمع، فَقَعْدُ: مضارع جمع منکلم، فَقَعْدَ (ن) فَقَعْدًا: بیٹھنا، مقاعد: جمع فتنی المجموع فَقَعْدَ کی، بیٹھنے کی جگہ، کھات لگانے کے موقع و مقامات (ظرف مکان) الْآن: ظرف

۱۔ لہذا بعض کا ایمان نہ لاحق کے حق ہونے میں کوئی شبہ نہ نہیں کر سکتا کیونکہ یہ تو ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے۔  
۲۔ خَوَمْنَا: کھاراب القرآن و صرفہ میں حارس کی جمع بھی لکھا ہے یعنی جمع دامن جمع دونوں۔



زمان، اب، اس وقت، (الف لام بعض کے نزدیک تعریف کا اور بعض کے نزدیک زائد ہے) رَضَدَا: مصدر بمعنی اسم فاعل، گمات لگانے والا (اس کا حاصل ترجمہ ہے "تیار") رَضَدَ (ن) رَضَدَا وَرَضَدَا: گمات میں بیٹھنا، نگاہ رکھنا) لَا تَنْدَرُونِ: مضارع منفی جمع شکم قدری (ض) قَرِينَا وَجَرَانَا: جانا، شَرُّ: اسم بمعنی برائی، جمع شُرُور. رَضَدَا: مصدر، بھلائی، ہدایت، رَضَدَ (م) رَضَدَا: ہدایت پانا، هَكَذَا رَضَدَ (ن) رَضَدَا: الصالحون: اسم فاعل جمع مذکر، نیک، صَلَحَ (ن) صَلَاحًا وَصَلُوحًا: نیک ہونا۔ طَرِيقَ وَاحِدَ طَرِيقَةٍ، طَرِيقَةٍ، قَدْذَا: مختلف، واحد قَدْذَةً، مختلف الخیال لوگوں کی جماعت، کُذِرَا (القاموس الوحید) هَرَبْنَا: مصدر، هَرَبَ (ن) هَرَبْنَا: بھاگنا، الہدی: اسم بمعنی ہدایت کی بات، (۲) مصدر از باب ضرب، ہدایت پانا، ہدایت دینا۔ بَخَسَا: مصدر، بَخَسَ (ف) بَخَسَا: کمی کرنا، (بمعنی کمی حاصل مصدر) رَهَقَا: مصدر، زیادتی، باقی تفصیل گزر چکی۔ الْقَاصِطُونَ: اسم فاعل جمع مذکر، بے راہ یعنی حق سے انحراف کرنے والے، قَسَطَ (ض) قَسَطَا: انصاف کرنا وَ قَسَطَ (ض) قَسَطَا وَ قَسُوطًا: نا انصافی کرنا، حق سے انحراف کرنا۔ تَحَرَّوْا: ماضی جمع مذکر غائب، (تفعّل) مصدر تَحَرَّوْا، قصد کرنا، مناسب رائے ڈھونڈنا، رَضَدَا: گزر چکا۔ حَطَبًا: اسم جمع، ایندھن، ایک ٹکڑے کے لئے حَطْبَةٌ، جمع أَحْطَابٌ.

**ترکیب** وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنْتُمْ أَنَّ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا..... واو عاطفہ، أَنَّهُمْ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، ظَنُّوا فعل بفاعل، کاف حرف جر، ما حرف مصدری، ظَنَنْتُمْ فعل بفاعل، اَنَّ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا..... اَنَّ مخففہ مع اسم و خبر بتاویل مصدر ظَنَنْتُمْ کے لئے بمنزلہ دو مفعولوں کے، ظَنَنْتُمُ الْخِ کَمَل جملہ بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور متعلق ہو کر صفت مصدر محذوف کی ای ظَنَّا كَظَنِّكُمْ، موصوف مع مفت مفعول مطلق، پھر ظَنُّوا کَمَل جملہ خبر اَنَّ، (اور ظَنُّوا کے دونوں مفعول محذوف، یا اَنَّ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا کے دونوں مفعولوں کے درجہ میں اور ظَنَنْتُمْ کے دونوں مفعول محذوف، جن پر ماقبل دونوں مفعول دال ہیں) اَنَّ مع اسم و خبر حسب سابق معطوف علیہ معطوف، یعنی اَنَّہ کَانَ رِجَالًا مِّنَ الْاِنْسِ پر معطوف۔ وَأَنَا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلْتَأَ حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهْبًا..... واو عاطفہ، اَنَا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، لَمَسْنَا فعل، نا ضمیر فاعل، السماء مفعول بہ، پھر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فَا عاطفہ وَجَدْنَاهَا فعل بفاعل، هَا ضمیر مفعول بہ اول، مُلْتَأَ فعل مجہول، ضمیر نائب فاعل، حَرَسًا شَدِيدًا موصوف مع مفت معطوف علیہ، واو عاطفہ شُهْبًا معطوف، معطوف علیہ مع معطوف تمیز، الغرض ملئت محل نصب میں مفعول بہ ثانی، وجدنا کَمَل جملہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر حسب سابق، معطوف علیہ معطوف، وَأَنَا كُنَّا نَقْعِدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلْسَّمْعِ..... واو عاطفہ، اَنَا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، كُنَّا فعل ماضی ناقص مع اسم نَقْعِدُ فعل، ضمیر نحن فاعل، مِنْهَا متعلق مقدم مقاعد کے، مَقَاعِدُ مفعول فیہ نَقْعِدُ کا، لِلْسَّمْعِ متعلق نَقْعِدُ کے (خواہ مقاعد کے متعلق ہو کر ای مقاعد کَانَتْ لِلْسَّمْعِ) الغرض نَقْعِدُ الْخِ جملہ فعلیہ خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر جملہ فعلیہ خبر حرف مشبہ بالفعل کی، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر حسب سابق

بتاویل مصدر ماقبل پر معطوف علیہ معطوف۔ فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شَهِابًا رَصَدًا۔ فَاِذَا احْتَفَاهِ بِاِعَاطِفِهِ تعقیبہ، من اسم شرط جازم مبتدا يستمع الآن جملہ فعلیہ شرط (الان مفعول فیہ يستمع کا) یجد له شہابا رصدا جملہ فعلیہ جزا (لہ مفعول بہ ثانی کی جگہ، شہابا رصدا مرکب تو صلی مفعول بہ اول) شرط مع جزاء خبر، مبتدا مع خبر جملہ مستانہ۔ وَ اَنَا لَا نَذْرِيْ اَشْرًا اُرِيْدُ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا۔ واو عاطفہ، انا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، لا نذری فعل بفاعل، حمزہ حرف استفہام شرط فعل محذوف کا نائب فاعل، از قبیل ما اضمیمر عاملہ علی شریطۃ التفسیر، ای اُریدہ شرًا اُریدہ بمن فی الارض، یا حصل شر الخ۔ الغرض اُریدہ شرًا جملہ فعلیہ معطوف علیہ، اُریدہ بمن فی الارض جملہ تفسیریہ، (فی الارض سکن کا متعلق ہو کر صلہ، موصول صلہ مجرور، جار مجرور متعلق اُریدہ کے) ام حرف عطف معادلہ۔ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا۔ جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر لا نذری کے مفعول بہ کے قائم مقام، الغرض لا نذری الخ جملہ فعلیہ خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر حسب سابق معطوف علیہ معطوف۔ وَ اَنَا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا ذُوْنَ ذٰلِكَ۔ واو عاطفہ انا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، منّا ظرف مستقر مثلاً کائنات کے متعلق ہو کر خبر مقدم، الصالحون مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، واو عاطفہ، منّا ظرف مستقر ہو کر خبر مقدم، دون ذلک مرکب اضافی ہو کر صفت موصوف کی ای لہرق دون ذلک، موصوف مع صفت مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر حسب سابق معطوف علیہ معطوف۔ كُنَّا طَرِائِقَ قِدْدًا۔ کنا فعل ناقص مع اسم طرائق قیدًا موصوف صفت خبر، مضاف کے حذف کے ساتھ، ائی ذوی طرائق (ای لہرقا مختلفین) فعل ناقص مع اسم و خبر جملہ مستانہ بیانیہ یا تعلیلیہ وَ اَنَا ظَنَّا اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهُ هَرَبًا۔ واو عاطفہ، انا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، ظننا فعل بفاعل، انا مخففہ من المثلہ ضمیر شان اس کا اسم۔ لن نعجز اللہ فعل بفاعل و مفعول بہ، فی الارض متعلق کائنات کے ہو کر حال از فاعل نعجز، پھر جملہ فعلیہ معطوف علیہ۔ واو عاطفہ لن نعجزہ ہربا جملہ فعلیہ معطوف، (ہربا بمعنی ہار بین حال نعجز کے فاعل سے) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر خبر انا ظننا کی، اور وہ مع اسم و خبر بتاویل مصدر ظننا کے دو موصولوں کے درجہ میں، اور ظننا الخ خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر حسب سابق معطوف علیہ معطوف۔ وَ اَنَا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰی اٰمَنَّا بِهِ۔ واو عاطفہ، انا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، لَمَّا ظرف بمعنی حین مضاف، ضمن معنی شرط، سَمِعْنَا الْهُدٰی فعل بفاعل

۱۔ اور ام کو عاطفہ ماننا بایں وجہ یہ ہے کہ اس کے بعد کی عبارت بتاویل مفرد ہے ای اشر اُریدہ بمن فی الارض ام غیر و جاء التعبير عن "غیر" بالجملة۔

۲۔ دوسری ترکیب یہ ہے کہ شر کو مبتدا بتایا جائے اور اُریدہ الخ کو خبر پھر جملہ اسمیہ معطوف علیہ اور اراو الخ جملہ فعلیہ معطوف، اور اگر ام معطوفہ نہیں تو ام کے بعد جملہ مستانہ ہوگا۔

۳۔ انفس کے نزدیک دون بمعنی غیر ہے ای غیر ذلک (مبتدا مؤخر) و انما لہج دون لاضافہ الی غیر ممکن کقولہ لقد لقطع بہکم

و مفعول بہ، جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب آمنتا کا، آمنتا بہ جواب شرط، الفرض آمنتا بہ جملہ فعلیہ حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر بتاویل مصدر حسب سابق معطوف علیہ معطوف۔ فَمَنْ يُؤْمِنُ بِرَبِّهِ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا..... فا استکثافیہ یا عاطفہ، مَن اسم شرط جازم مبتدا، یومن ہر بہ فعل شرط، فا رابطہ لا یخاف ای فہو لا یخاف الخ مبتدا و خبر جملہ اسمیہ جواب شرط (بخسا و رھقا مفعول بہ، لا زائدہ برائے تاکید ثانی) شرط و جواب شرط مل کر خبر، مبتدا و خبر جملہ اسمیہ متاخرہ تعلیلیہ (اعراب القرآن حرف و بیانیہ) وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَمِنَ الْقَاسِطِينَ..... حسب سابق معطوف علیہ معطوف، (منا کائنون کے متعلق ہو کر خبر مقدم) (ایک اَن جس میں دونوں احتمال ہیں یعنی فتح و کسر وہ انہ لما قام عبد اللہ ہے جو بعد میں آ رہا ہے) فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولَٰئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا..... ترکیب فَمَنْ یومن ہر بہ الخ کی طرح ہے، (رشدًا مفعول بہ تَحَرَّوْا فعل کا) وَأَنَا الْقَاسِطُونَ فَمَا كَانُوا لِيُجْهَنَّمَ حَطَبًا..... واو عاطفہ اما حرف شرط و تفصیل، القاسطون مبتدا فا رابطہ برائے جواب آما، کاناوا فعل ناقص مع اسم، لجهنم متعلق ہو کر حال حطبا سے، اور وہ خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر، خبر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ معطوف فَمَنْ اسلم الخ پر۔

وَأَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَهُمْ مَّاءً غَدَقًا ۖ لَنَفْتَنَهُمْ فِيهِ

اور اگر یہ لوگ رستہ پر قائم ہو جاتے تو ہم ان کو فراغت کے پانی سے سیراب کرتے • تاکہ اس میں ان کا امتحان کریں،

وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۖ وَأَنَّ الْمَسْجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا

اور جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے روگردانی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو سخت عذاب میں داخل کریگا • اور جتنے مسجدے ہیں وہ سب اللہ کا حق ہیں سو اللہ کے ساتھ

مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ۖ ۱۸) وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۖ ۱۹)

کسی کی عبادت نہ کرو • اور جب خدا کا خاص بندہ خدا کی عبادت کرنے کھڑا ہوتا ہے تو یہ لوگ اس بندہ پر بھیڑ لگانے کو ہو جاتے ہیں •

قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا ۖ ۲۰)

آپ یہ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا •

**تشریح**

یہاں سے اُوجی الٰہی کے دوسرے معمولات ہیں، گویا "اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوا کا عطف اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ" پر ہے، یعنی مجھ کو ان مضامین کی بھی وحی ہوئی ہے، ایک یہ کہ اگر یہ مکہ والے لوگ سیدھے راستہ پر قائم ہو جاتے تو ہم ان کو فراغت کے پانی سے سیراب کرتے تاکہ اس میں ان کا امتحان کریں، کہ نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں یا ناشکری و نافرمانی کرتے ہیں (مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے قحط پڑا تھا اور کئی سال تک رہا، مقاتل کہتے

۱۔ لا یخاف سے پہلے ہو مبتدا محذوف مان کر جملہ اسمیہ بنایا گیا فان الجملة الاسمية ادل واکد من الفعلية علی تحقیق مضمون الجملة (اعراب القرآن)

ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے اہل مکہ سات سال تک قحط سالی میں مبتلا رہے اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی تو مطلب یہ ہے کہ اگر اہل مکہ شرک نہ کرتے جس کی مذمت بضمین کلام جنات آچکی تو ان پر قحط مسلط نہ ہوتا، مگر انہوں نے بجائے سیدھی راہ اختیار کرنے کے اس سے اعراض کیا اس لئے مبتلائے قحط ہوئے۔ (تفسیر مظہری میں ہے کہ ماء غدق سے مراد رزق واسع ہے مجازاً، کیونکہ پانی سبب رزق ہوتا ہے۔ وَمَنْ يُغْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا۔ اور کفر و شرک پر سزا ملنے میں اہل مکہ ہی کی تخصیص نہیں بلکہ جو شخص اپنے پروردگار کی یاد یعنی ایمان و اطاعت سے روگردانی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو سخت عذاب میں داخل کریگا۔ وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ان وحی شدہ مضامین میں سے ایک یہ ہے کہ جتنے سجدے ہیں وہ سب اللہ کا حق ہے، یعنی یہ جائز نہیں کہ کوئی سجدہ اللہ کو کیا جائے اور کوئی سجدہ غیر اللہ کو جیسا کہ مشرکین کرتے تھے۔ سو اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت مت کرو۔

وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا: اور ان وحی شدہ مضامین میں سے ایک یہ ہے کہ جب خدا کا خاص بندہ (مراد رسول اللہ ﷺ ہیں) خدا کی عبادت کرنے کھڑا ہوتا ہے تو یہ کافر لوگ اس بندہ پر بھیڑ لگانے کو ہو جاتے یعنی تعجب و عداوت سے ہر شخص اس طرح دیکھتا ہے جیسے اب حملہ کر دیگا (گویا توحید سے ان کو عداوت و نفرت ہے) آگے اس تعجب و عداوت کا جواب دینے کے لئے آپ ﷺ کو ارشاد ہے یعنی قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا: آپ ان سے یہ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا، اور یہ کوئی تعجب اور عداوت کی بات نہیں تو تم مخالفت کی نیت سے بھیڑ کیوں لگاتے ہو؟ یہ سب مضمون توحید کے متعلق تھا، آگے رسالت کے متعلق مضمون ہے۔

**ضمائم کے مراجع** قولہ وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ، اَنَّهُ کی ضمیر منصوب ضمیر شان ہے، قولہ عَبْدُ اللَّهِ نبی یا رسول کے بجائے لفظ عبد تو اضاعاً لایا گیا۔ (لہذا واقع موقع کلامہ عن نفسه) قولہ عَلَيْهِ لِبَدًا میں علیہ کی ضمیر مجرور کا مرجع عبد اللہ ہے۔

**لغات** استقاموا: ماضی جمع مذکر غائب (استعمال) اِسْتَقَامَ اِسْتِقَامَةً: ثابت قدم رہنا، قائم رہنا۔ اَسْقَيْنَا: ماضی جمع متکلم (افعال) اَسْقَاهُ اِسْقَاءً: پلانا، سیراب کرنا (سَقَى ض) سَقِيًّا: پلانا) غَدَقًا: کثیر پانی، با فراغت پانی، مصدر از باب سَمِعَ: غَدِيقُ الْمَطَرِ غَدَقًا: خوب بارش ہونا۔ (بمعنی کثیر پانی حاصل مصدر ہے یعنی اسم) نَفَعْنِ:

۱۔ بعض مفسرین نے مساجد کا ترجمہ مساجد سے ہی کیا ہے اور مطلب یہ ہے کہ یوں تو ساری زمین اس امت کے لئے مسجد بنا دی گئی ہے لیکن بطور خاص وہ مکانات جو مسجدوں کے نام سے خاص عبادت الہی کے لئے بنائے جاتے ہیں ان کو اور زیادہ امتیاز حاصل ہے وہاں جا کر کسی اور کو پکارنا ظلم عظیم اور شرک کی بدترین صورت ہے، یعنی اللہ کے علاوہ کسی کو کہیں بھی مت پکارو، خصوصاً مساجد میں، بعض مفسرین نے مساجد سے مراد وہ اعضاء لئے ہیں جو سجدہ کے وقت زمین پر رکے جاتے ہیں اس وقت مطلب یہ ہوگا کہ یہ خدا کے دیئے ہوئے اعضاء ہیں، جائز نہیں کہ ان کو اس مالک و خالق کے سوا کسی دوسرے کے سامنے جھکاؤ۔ (ترجمہ مجمع البہد)

مضارع جمع متکلم، فَنَنْ (ض) فِتْنَةٌ: آزمائش کرنا۔ یَسْلُکُ: مضارع واحد مذکر عائب، سَلَكَ الشَّيْ (ن) سَلَكَ وَ سَلُّوْکًا: داخل کرنا (لازم و متعدی) صَعَدًا اسم بمعنى تحت، اعراب القرآن میں لکھا ہے کہ یہ مصدر ہے از باب مع، اور بطور وصف یعنی بمعنى اسم الفاعل استعمال ہوا ہے یعنی بطور مبالغہ، اِی عَذَابًا عَالِیًّا یَغْمُرُہُ وَ یَعْلُو عَلَیْہِ۔ المساجد: مسجدیں، عبادت خانے واحد مُسَجِدٌ، باب نصر سے اسم ظرف (۲) مُسَجِدٌ مصدر میسی کی جمع، بمعنى جگہ۔ لَبَدًا: لہدہ کی جمع گروہ درگروہ، بمعنى مجتمعین و متراکمین، بھیڑ لگانے والے۔

**ترکیب** وَأَنْ لَوْ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَهُمْ مَاءً غَدَقًا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ..... واو عاطفہ اَنْ تخففہ من المکملۃ، ضمیر شان اسم، لو شرطیہ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ شرط، لام واقع در جواب لَوْ، اسْقَيْنَا فعل بفاعل، هُمْ ضمیر مفعول بہ اول، مَاءً غَدَقًا: موصوف مفت مفعول بہ ثانی، لام تعلیلیہ۔ نَفْتِنَ: مضارع جمع متکلم، ضمیر نحن فاعل، فیہ، جار مجرور متعلق نَفْتِنَ کے، اور وہ پھر بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور متعلق اسْقَيْنَا کے، اسْقَيْنَا الخ جواب شرط، شرط مع جواب خبر "اَنْ تخففہ" کی، اور وہ بتاویل مصدر معطوف "انہ استمع" پر جو کہ مصدر کی تاویل میں ہے اِیْ اَوْحٰی اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ الخ وَأَنْ لَوْ اسْتَقَامُوا الخ. وَمَنْ یُغْرِضْ عَنْ ذِکْرِ رَبِّہِ یَسْلُکْہُ عَذَابًا صَعَدًا..... واو اعتراضیہ، مَنْ اسم شرط جازم مبتدا۔ یُغْرِضْ عَنْ ذِکْرِ رَبِّہِ شرط، یَسْلُکْہُ عَذَابًا صَعَدًا جواب شرط، (عذابا صعدا موصوف مفت، مفعول بہ ثانی مضمین معنی یدخلہ، یا پھر عذابا صعدا منصوب بزعر الخافض ہے ای فی العذاب الخ) شرط مع جواب خبر، مبتدا مع خبر جملہ مقترضہ، وَأَنْ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ..... واو عاطفہ، اَنْ حرف مشبہ بالفعل، المساجد اسم، للّٰہ متعلق ثابتہ کے ہو کر خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر معطوف علیہ سبب، فا عاطفہ لاندعوا فعل بفاعل، مع اللّٰہ ظرف لاندعوا کا، احدا مفعول بہ، جملہ فعلیہ مل ملا کر معطوف سبب، پھر معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر بتاویل مصدر معطوف ان لو اسْتَقَامُوا پر۔ وَ اَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یَدْعُوہُ کَادُوا یُکُونُونَ عَلَیْہِ لَبَدًا..... واو عاطفہ اَنَّهُ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، لَمَّا ظرفیہ بمعنى حین مضاف مضمین معنی شرط، قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ فعل بفاعل، یدعوہ جملہ فعلیہ حال قَام کے فاعل سے، اور قَام کمل جملہ مضاف الیہ، مضاف مع مضاف الیہ ظرف ہے، اپنے جواب کادوا کا، کَادُوا فعل مقارب مع اسم، یُکُونُونَ فعل ناقص مع اسم علیہ متعلق ہو کر حال لَبَدًا سے اور لَبَدًا خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر کادوا فعل مقارب کی خبر، الغرض کادوا اپنے اسم و خبر سے مل کر جواب شرط، شرط مع جواب حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر یا تو معطوف ہے مصدر مودل اَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہ پر، جس کا تعلق اَنَّهُ اسْتَمَعَ سے ہے اِیْ اَوْحٰی اِلَیَّ اَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ۔ (یا پھر یہ مقولہ جن سے ہے)

۱۔ یا پھر واو اعتراضیہ احتیاف اور اَنْ لَوْ اسْتَقَامُوا نائب فاعل اَوْحٰی محذوف کا۔

۲۔ اعراب القرآن و صرفہ یا نہیں فاکو برائے رابطہ قرار دیا ہے اور شرط مقدر مالی گئی ای ان تہائم للعبادة فلا تدعوا الخ۔

قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا قُلْ فَعَلْ بِفَاعِلٍ، إِنَّمَا كَاذِبٌ وَمَكْفُوفٌ، أَدْعُو رَبِّي جملہ فعلیہ معطوف علیہ، لَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا جملہ فعلیہ معطوف، (بہ متعلق اُشْرِكُ کے اور أَحَدًا مفعول بہ) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مقولہ، قول مع مقولہ جملہ مستانفہ۔

قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا ﴿۲۹﴾ قُلْ إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ

آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے نہ کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا • آپ کہہ دیجئے کہ مجھ کو خدا سے کوئی نہیں بچا سکتا،

وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ﴿۳۰﴾ إِلَّا بَلَاغًا مِنَ اللَّهِ وَرِسَالَةً وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ

اور نہ میں اس کے سوا کوئی پناہ پاسکتا ہوں • لیکن خدا کی طرف سے پہنچانا اور اس کے پیغاموں کو ادا کرنا یہ میرا کام ہے۔ اور جو لوگ اللہ

وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ﴿۳۱﴾ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ

اور اسکے رسول کا کہنا نہیں مانتے تو یقیناً ان لوگوں کیلئے آتش دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے • یہاں تک کہ جب اس چیز کو دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے

فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ أَضَعُفُ نَاصِرًا وَأَقْلُ عَدَدًا ﴿۳۲﴾ قُلْ إِنْ أَدْرِي أَقْرَبُ

اس وقت جانیں گے کہ کس کے مددگار کمزور ہیں اور کس کی جماعت کم ہے • آپ کہہ دیجئے کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے آیا وہ نزدیک ہے

مَا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي أَمَدًا ﴿۳۳﴾ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ﴿۳۴﴾

یا میرے پروردگار نے اس کے لئے کوئی مدت دراز مقرر کر رکھی ہے • غیب کا جاننے والا وہی ہے سو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا •

إِلَّا مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ﴿۳۵﴾

ہاں مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو تو اس پیغمبر کے آگے اور پیچھے محافظ فرشتے بھیج دیتا ہے •

لَيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا رَسُولَ رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَىٰ

تاکہ اللہ کو معلوم ہو جاوے کہ ان فرشتوں نے اپنے پروردگار کے پیغام پہنچا دیئے اور اللہ تعالیٰ ان کے تمام احوال کا احاطہ کئے ہوئے ہے

كُلُّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿۳۶﴾

اور اس کو ہر چیز کی گنتی معلوم ہے •

**تشریح** مذکورہ آیات میں رسالت کے متعلق مضمون ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

آپ یہ بھی کہہ دیجئے کہ میں تمہارے نہ کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا، یعنی تم جو ایسی فرمائش کرتے ہو کہ

اگر آپ رسول ہیں تو ہم پر عذاب نازل کر دیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ میرے اختیار میں نہیں۔ قُلْ إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي

مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا: اور اسی طرح جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایک طرح ہم آپ کو رسول مان سکتے

ہیں کہ آپ مضامین توحید اور قرآن میں کچھ تغیر و تبدل کر دیں تو اس کے جواب میں آپ کہہ دیجئے کہ (اگر خدا نخواستہ میں

ایسا کروں تو) مجھ کو خدا کے غضب سے کوئی نہیں بچا سکتا، اور نہ میں اس کے سوا کوئی پناہ کی جگہ پاسکتا ہوں (یعنی اگر اللہ کا غضب آجائے تو تلاش کرنے سے بھی ایسی کوئی جگہ نہیں ملے گی جہاں بھاگ کر پناہ حاصل کی جاسکے) إِلَّا بِنَايَا مِنَ اللَّهِ وَرِشَادِهِ. ضرر اور رشد و ہدایت تو میرے اختیار میں نہیں اور نہ وہ نبوت کے لوازمات میں سے ہیں، ہاں مگر خدا کی طرف سے پہنچانا اور اس کے پیغاموں کو ادا کرنا یہ میرا کام ہے۔ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا أَبَدًا: تو حیدور رسالت دونوں سے متعلق مضمون ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کا کہنا نہیں مانتے تو یقیناً ان لوگوں کے لئے آتش دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ خَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ فَيَسْجُدُونَ مَنْ أَصْغَفُ نَاصِرًا وَاقْلُ عَذَابًا مگر کفار مسلمانوں کو ذلیل و حقیر سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَقَامًا وَأَحْسَنُ نَدَبًا۔ اور یہ اس جہالت سے باز نہ آئیں گے یہاں تک کہ جب اس چیز کو دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے اس وقت جانیں گے کہ کس کے مددگار کمزور ہیں اور کس کی جماعت کم ہے، (یعنی کافر ہی ایسے ہوں گے جن کے کوئی کام نہ آئے گا) قُلْ إِنْ أَخَذَ الْقُرَيْبُ مَا تُوعَدُونَ لَخَلَّيْنِي بِطُورٍ نَّكَارٍ، قیامت کا وقت دریافت کرتے ہیں تو آپ ان سے کہہ دیجئے کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے آیا وہ نزدیک آنے والی ہے یا میرے پروردگار نے اس کے لئے کوئی مدت دراز مقرر کر رکھی ہے (لیکن آئے گی ضرور بالضرور) رہا اس کی تعین کا علم تو وہ محض غیب ہے اور غیب کا جاننے والا وہی ہے (یعنی علم غیب کلی کا) فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا: جب غیب پر کسی کو مطلع کرنے میں مصلحت نہیں ہوتی تو وہ اپنے ایسے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا اور علم تعین قیامت ایسا ہی ہے کہ اس پر مطلع کرنے میں مصلحت نہیں، کیونکہ وہ ایسے علوم میں سے نہیں جن کا نبوت سے تعلق ہو۔ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا: ہاں مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو، یعنی اگر اللہ تعالیٰ کسی پیغمبر کو کہ جس کو اس نے برگزیدہ اور پسند کر لیا ہو کسی ایسے علم پر مطلع کرنا چاہے جو کہ علم نبوت سے ہو تو اس طرح اطلاع دیتا ہے کہ اس پیغمبر کے آگے اور پیچھے یعنی تمام جہات میں وحی کے وقت محافظ فرشتے بھیج دیتا ہے (تاکہ وہاں شیطان کا گزر نہ ہو اور وہ شیطان وحی کو سن کر کسی اور سے نہ کہے، یا کسی دوسرے کا القانہ کر سکے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسے پہرہ دار

۱۔ ترجمہ دونوں فرشتوں میں کس کا مکان بہتر ہے اور کس کی اچھی لگتی ہے مجلس۔ (ترجمہ فتح البیان)

۲۔ عالم الغیب میں الغیب کا الف لام استغراق جنس کے لئے ہے۔ یعنی ہر فرد غیب اور جنس غیب کا عالم، یعنی علم غیب کلی رب العالمین کا خصوصی وصف ہے، اس سے جہاں کا کوئی ذرہ غیب نہیں، لیکن کسی بے خوف کو اس سے یہ شہ ہو سکتا تھا کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بھی غیب کی خبر نہیں تو پھر وہ رسول ہی کیا ہوئے اس لئے استثناء کر کے فرمایا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ الخ مطلب یہ ہوا کہ علم غیب کلی کی لگتی سے ہر غیب کی مطلقاً لگتی مراد نہیں بلکہ منصب رسالت کے لئے جس قدر علم غیب کی خبروں اور غیب کی چیزوں کا علم دینا ضروری ہوتا ہے وہ ان کو بذریعہ وحی دے دیا جاتا ہے، اس کو قرآن میں جا بجا انباء الغیب کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے بعض اوقات غیب اور انباء الغیب میں فرق نہیں سمجھتے، اس لئے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کلی ثابت کرتے ہیں اور آپ کو بالکل اللہ تعالیٰ کی طرح ہر ذرہ کائنات کا علم رکھنے والا کہنے لگتے ہیں جو کھلا ہوا شرک ہے، لہذا ایسا بھی نہیں ہے کہ محاذ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی غیب کی چیز کی خبر نہیں، یہاں ہونے سے تو خود نبوت و رسالت کی لگتی ہو جاتی ہے جس کا کسی مومن سے امکان نہیں، اور ایسا بھی نہیں، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی ہر چیز کا علم ہے، کیونکہ یہ عقیدہ رکھنا شرک کلی ہے۔ (معارف القرآن)



فرشتے چار تھے، (کافی الروح)۔ لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربهم۔ فرشتوں کے پہرہ کا انتظام اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ ظاہری طور پر اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جائے کہ ان فرشتوں نے اپنے پروردگار کے پیغام (رسول تک بحفاظت) پہنچا دیئے، اور اس میں کسی شیطان وغیرہ کی مداخلت نہیں ہوئی۔ (پہنچانے والا تو صرف وحی کا فرشتہ ہے لیکن معیت اور ساتھ رہنے کی وجہ سے رصد یعنی محافظ فرشتوں کی طرف بھی استناد کر دی اور جمع کا صیغہ استعمال کر لیا یعنی ابلغوا) واحاط بما لدیہم: اور اللہ تعالیٰ ان پہرہ داروں کے تمام احوال کا احاطہ کئے ہوئے ہیں (اس لئے پہرہ دار ایسے مقرر کئے گئے ہیں جو اس کام کے پورے اہل ہوں) واحصى کل شیء عذذا: اور اللہ کو ہر چیز کی گنتی معلوم ہے، پس وحی کے سب اجزاء اس کو معلوم ہیں اور وہ سب کی پوری حفاظت کرتا ہے۔

**ضمانہ کے مراجع** قوله ومن یغصی اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم خالدين فیہا۔ یغصی اور لہ کی ضمیر کا مرجع لفظ من ہے اور لفظ من لفظاً مفرد ہے، اور خالدين کی ضمیر جمع لائی گئی من کے معنی کی طرف دیکھتے ہوئے۔ قوله من ارتضیٰ ضمیر فاعل کا مرجع اللہ ہے اور من اسم موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر محذوف ہے۔ قوله یسلک من بین یدیه ای الرسول قوله لیعلم مرجع اللہ، قوله ان قد ابلغوا ای الرسول (مظہری)

**لغات** ضراً: مصدر، ضر (ن) ضراً: نقصان دینا۔ رخدأ: گذر چکا، لن یجیر: نفی تاکید بن در فعل مستقبل معروف، واحد مذکر غائب (افعال) أجاز اجازة: بچانا، پناہ دینا، (مادہ جوار) (ن) پناہ کا طالب ہونا، جاز علیہ: قلم کرنا) ملتحذاً: اسم ظرف بروزن اسم مفعول، از باب افعال، التحاد، بمعنی پناہ کی جگہ، یا مصدر میسی بمعنی پناہ، بلاغاً: مصدر از باب تفعیل، بلغ تبلیغاً وبلاغاً: پہنچانا، (بلغ (ن) بلوغاً: پہنچنا) رسالات: پیغامات، واحد رسالة۔ اهدأ: ہمیشہ زمانہ مستقبل غیر محدود، جمع آباد، أضعف: اسم تفصیل واحد مذکر، زیادہ کمزور۔ ضعفاً (ک) ضعفاً: کمزور ہونا، أقل اسم تفصیل، زیادہ کم، قل (ض) قللة: کم ہونا۔ عذذاً: گنتی، تعداد، شمار، جمع أعذاد، أذری: مضارع واحد متکلم، دری الشئ وبه (ض) درایة: جاننا، قریب: نزدیک، صفت مشبہ، (قرب الشئ (ک) قرباً: قریب ہونا، قرب الشئ (س) قرباً وقرباناً: نزدیک ہونا۔ أمداً: مدت جمع آماد۔ ارتضیٰ: ماضی واحد مذکر غائب (افعال) (مادہ رضی) ارتضیٰ إرتضاءً: پسند کرنا، منتخب کرنا۔ رصداً: مصدر بمعنی اسم فاعل، نگہبانی کرنے والے، بالفاظ دیگر محافظ فرشتے، رصد (ن) رصداً ورصداً: گھات میں بیٹھنا، نگاہ رکھنا۔ أحاط: ماضی واحد مذکر غائب (افعال) احاطہ کرنا۔ (در اصل أحوط تھا فتح واؤ پر ثقیل تھا ماقبل کو دے دیا پھر واؤ چونکہ دراصل متحرک تھا اور اب اس کے ماقبل مفتوح اس لئے واؤ کو الف سے بدل دیا) احصى: ماضی واحد مذکر غائب از باب

۱۔ پہرے دار فرشتوں کا بھیجنا صرف اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ ظاہری طور پر جان لے کہ فرشتوں نے احکام پہنچا دیئے ہیں، اور یہ پہرے شان حکومت کے اظہار اور اسباب ظاہری کے طور پر ہیں اور اس میں بہت سی حالتیں مضمر ہو سکتی ہیں، ورنہ جس کا علم اور قبضہ ہر چیز پر حاوی ہو اس کو ان چیزوں کی کوئی احتیاج اور ضرورت نہیں۔ (ترجمہ فتح البند)

۲۔ اور رسالة اسم ہے از ارسال بمعنی بھیجنا۔

افعال، شمار کرتا۔ (در اصل اخصی تھا)

**ترکیب** قُلْ اِنِّیْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًا وَلَا رَشَدًا قُلْ فَعَلْ بِفَاعِلٍ، اِنِّیْ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، لَا اَمْلِكُ فعل بفاعل لکم جار مجرور متعلق املک کے، ضراً و رشداً معطوف و معطوف علیہ ہو کر مفعول بہ، اور لَا زائدہ برائے تاکید نفی، الغرض لَا املک الخ خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر مقولہ، الغرض قُلْ جملہ مستانفہ ہے۔ قُلْ

اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِیْ مُلْتَحِذًا اِلَّا بَلَاغًا مِنَ اللّٰهِ وَرِسَالًا قُلْ فَعَلْ بِفَاعِلٍ، اِنِّیْ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، لَنْ یُّجِیْرَنِیْ فعل، نون و قایہ، یا ضمیر متکلم مفعول بہ، مِنَ اللّٰهِ جار مجرور متعلق یجیر فعل کے، اَحَدٌ فاعل، مکمل جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واو عاطفہ، لَنْ اَجِدَ فعل بفاعل، مِنْ دُوْنِیْ متعلق ثابتاً کے ہو کر مفعول بہ ثانی، مُلْتَحِذًا مفعول بہ اول، مکمل جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر مقولہ، قول مع مقولہ جملہ معترضہ، (یعنی مستثنیٰ منہ و مستثنیٰ کے درمیان جملہ معترضہ) اِلَّا حرف استثناء، بَلَاغًا موصوف، مِنَ اللّٰهِ کاننا کے متعلق ہو کر صفت، موصوف مع صفت معطوف علیہ واو عاطفہ رسالاً نہ مرکب اضافی معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اَمْلِكُ کے مفعول بہ ضراً و لا رشداً سے مستثنیٰ متصل ای لَا

اَمْلِكُ لَكُمْ شَيْئًا اِلَّا بَلَاغًا (اعراب القرآن) وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ، فَاِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا اَبَدًا... واو استثنایہ یَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فعل شرط فا جزائیہ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل له ثابتہ کے متعلق ہو کر خبر مقدم نار جہنم مرکب اضافی اسم مؤخر، خَالِدًا صیغہ اسم فاعل، ضمیر فاعل، فِیْهَا متعلق خالدین کے، ابدًا ظرف خالدین کا، خالدین شبہ فعل اپنے فاعل اور متعلق اور ظرف سے مل کر له کی ضمیر سے حال حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جزاء، شرط و جزاء مل کر خبر، مبتدأ مع خبر جملہ مستانفہ۔ حَتّٰی اِذَا رَاَوْا مَا یُوعَدُوْنَ فَسِیَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضَعُفُ نَاصِرًا وَاَقْلُ عَدُوًّا... حَتّٰی ابتدائیہ (مگر ابتدائیہ ہونے کے باوجود اس میں غایت کے معنی موجود ہیں،

لمدخلها غایة للمحدوف کأنه قيل لا یزالون یستضعفون ویستهزؤون ویقولون ای الفرقین خیر مقاما و احسن ندیا) اِذَا ظرفیہ مضاف مضمّن معنی شرط، رَاَوْا فعل بفاعل، مَا یُوعَدُوْنَ اسم موصول مع صلہ مفعول بہ، مکمل جملہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف سے مل کر جواب و جزاء یعلمون کا، فا رابطہ سین محض تاکید کے لئے۔ یعلمون: فعل بفاعل، مِنْ اسم موصول، اَضَعُفُ اسم تفضیل، ضمیر متمیز ناصراً متمیز مع متمیز فاعل، پھر اَضَعُفُ نَاصِرًا معطوف علیہ، اَقْلُ عَدُوًّا معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر خبر مبتدأ

۱۔ الاملاغا کی ترکیب میں مزید احتمالات بھی ہیں جس کی تفصیل اعراب القرآن میں ہے۔

۲۔ العامل فی الحال الاستفراغ للمحدوف

۳۔ اس طرح بھی ترکیب کر سکتے ہیں کہ مِنْ مبتدأ یعصی اللہ ورسولہ خبر، مبتدأ مع خبر شرط، فان له الخ جزاء۔

۴۔ نہ کہ استقبال کے لئے، کیونکہ جب وہ مَا یُوعَدُوْنَ یعنی عذاب کو دیکھیں گے تو فوراً ان کو قوی اور ضعیف کا علم حاصل ہو جائے گا اور اگر سین کو استقبال کے لئے، نہیں تو مطلب یہ ہوگا کہ علم مذکور ان کو تاخیر سے حاصل ہوگا۔

محذوف ہو کی، مبتدا مع خبر صلہ، اسم موصول مع صلہ مفعول بہ، یعلمون کا، اس ترکیب کے مطابق یعلمون بمعنی  
 یعلمون ہوگا، لہذا ایک مفعول بہ کافی ہوگا) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف مقدم سے مل کر جملہ ابتدائیہ۔ قُلْ اِنْ  
اَذْرٰی اَقْرَبَ مَا تَوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَہٗ رَبِّیْ اَمَدًا..... قُلْ فَعَلْ بِفَاعِلٍ، اِنْ نَافِیہ، اَذْرٰی فعل، ضمیر انا فاعل،  
 ہمزہ حرف استفہام قریب خبر مقدم۔ مَا تَوْعَدُوْنَ اسم موصول مع صلہ مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ اسیمہ معطوف  
 علیہ، ام حرف عطف معادل للہمزۃ، یَجْعَلُ فعل لہ ہمزہ مفعول بہ ثانی وہی فاعل، اَمَدًا مفعول بہ اول، مکمل  
 جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اَذْرٰی کے لئے دو مفعولوں کے قائم مقام، اور اَذْرٰی الخ  
 مقولہ، پھر جملہ قُلْ الخ جملہ متانفہ۔ عالم الغیب مرکب اضافی خبر، مبتدا محذوف ہے یعنی ہو، مبتدا مع خبر جملہ  
 اسیمہ خبریہ معطوف علیہ، فا عاطفہ لَا یُظْہِرُ فعل بفاعل، عَلٰی غَیْبِہ متعلق یُظْہِرُ کے، اَحَدًا مفعول بہ، جملہ فعلیہ  
 منفیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ بیانیہ۔ اِلَّا مَنْ اَوْقَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّہٗ یَسْلُکُ مِنْ  
بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ رَّصَدًا..... الا حرف استثناء، مَنْ اسم موصول ارتقاضی فعل، ضمیر ہو فاعل راجع اللہ کی  
 طرف، ضمیر مفعول محذوف ذوالحال مِنْ رَّسُوْلٍ کائنات محذوف کے متعلق ہو کر حال، ذوالحال مع حال مفعول بہ  
 ارتقاضی کا، اور وہ صلہ، اسم موصول مع صلہ مبتدا، فا جزائیہ کیونکہ اسم موصول مبتدا شرط کے معنی کو متضمن ہے، اِنَّہٗ حرف  
 مشبہ بالفعل مع اسم، یَسْلُکُ فعل، ضمیر فاعل راجع اللہ کی طرف۔ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ معطوف و معطوف  
 علیہ ہو کر متعلق یَسْلُکُ کے، رَّصَدًا مفعول بہ، یَسْلُکُ کا مکمل جملہ خبر حرف مشبہ بالفعل کی، حرف مشبہ بالفعل مع اسم  
 و خبر، خبر مبتدا کی، مبتدا مع خبر بدل ہے، ماقبل اَحَدًا سے (بطریق مستثنی متصل) لَیَعْلَمَنَّ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رَسَالَاتِ  
رَبِّہُمْ..... لام جارہ تعلیلیہ یَعْلَمَنَّ فعل بفاعل، اَنْ تحفہ من المثلہ، ضمیر شان اسم، قد حرف تحقیق، اَبْلَغُوْا فعل  
 بفاعل، رسالات ربہم، مرکب اضافی مفعول بہ، جملہ فعلیہ خبر اَنْ تحفہ کی، پھر اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا الخ بتاویل مصدر  
یَعْلَمَنَّ کے دو مفعولوں کے قائم مقام، اور یَعْلَمَنَّ الخ بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور متعلق یَسْلُکُ ماقبل کے۔ وَ اَحَاطَ  
بِمَا لَدَیْہُمْ وَاَخَصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا..... واو عاطفہ، اور معطوف علیہ مقدر ہے، اَنِیْ فَعْلَمْتُ ذٰلِکَ وَاَحَاطَ الخ  
 احاطَ فعل، ضمیر فاعل راجع اللہ کی طرف، با جارہ، ما اسم موصول لدیہم ثبت محذوف کا ظرف، اور وہ صلہ اسم  
 موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور متعلق احاطَ کے اور وہ معطوف علیہ، واو عاطفہ احصیٰ فعل بفاعل کُلَّ شَیْءٍ میتر  
عَدَدًا تمیز، تمیز مع تمیز مفعول بہ، مکمل جملہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر معطوف علیہ مقدر پر معطوف۔

۱۔ دوسری ترکیب یہ ہے کہ مَنْ اسم استفہام مبتدا ہو، اور اضعف ماصراً الخ خبر، اس وقت یہ جملہ استفہامیہ دو مفعولوں کے قائم مقام ہوگا۔

۲۔ اوہو مبتدا معتمد علی الاستفہام، نحو فقامم ابوالک۔ وما توعدون خبرہ۔

۳۔ یا وہی سے حال مجل نصب میں۔

۴۔ یا مستثنی منقطع اور الا بمعنی لکن اور مابعد مبتدا و خبر۔

## سُورَةُ الْمُرْمَلِ مَكِّيَّةٌ

يَا أَيُّهَا الْمُرْمَلُ ۝ فَمِ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا ۝ نِصْفَهُ أَوْ انْقُصَ مِنْهُ قَلِيلًا ۝

اے کپڑوں میں لپٹنے والے • رات کو کھڑے رہا کرو مگر تھوڑی سی رات، یعنی نصف رات یا اس نصف سے کسی قدر کم کرو •

أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۝ إِنَّا سُلِّقِيَ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا ۝

یا نصف سے کچھ بڑھا دو، اور قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو • ہم تم پر ایک بھاری کلام ڈالنے کو ہیں •

إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيلًا ۝ إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْعًا طَوِيلًا ۝

بے شک رات کو اٹھنا خوب موثر ہے کچلنے میں اور بات خوب ٹھیک نکلتی ہے • بیشک تم کو دن میں بہت کام رہتا ہے •

**ربط** سورت سابقہ میں کفار کو توحید و رسالت اور جزا و سزا پر ایمان لانے کی ترغیب تھی، اس سورت میں ان کے ایمان

نہ لانے پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے، اور تقویت تسلی کے لئے بعض آیات میں آپ کو کثرت ذکر

اور قیام لیل کا امر ہے، پھر بعد کی آیتوں سے جو پہلی آیات سے ایک سال بعد نازل ہوئیں قیام لیل کے امر کو جو کہ بطور

فرضیت کے تھا منسوخ فرما دیا گیا۔

**تشریح** مذکورہ آیات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عنوان خاص ”مزل“ سے خطاب فرما کر نماز تہجد کا حکم اور اس کی

کچھ تفصیل بتلائی ہے (یعنی نماز تہجد کو فرض کیا گیا ہے) اور اس عنوان سے خطاب کرنے کی وجہ بیان القرآن میں یہ لکھی

ہے کہ ابتدائے نبوت میں قریش نے دارالندوہ میں جمع ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مشورہ کیا کہ آپ کی

حالت کے مناسب کوئی لقب تجویز کرنا چاہئے جس پر سب متفق رہیں، چنانچہ کسی نے ”کابن“ کہا مگر اس کو دوسروں نے

رد کر دیا، کسی نے مجنون کہا، پھر اس کو بھی سب نے غلط قرار دیا، پھر ساحر کہا، پھر بعض نے اس کو بھی رد کر دیا، لیکن پھر یہی

کہنے لگے کہ ساحر اس لئے ہیں کہ دوست کو دوست سے جدا کر دیتے ہیں، آپ کو یہ خبر پہنچ کر رنج ہوا اور کپڑوں میں لپٹ

گئے، جیسا کہ اکثر سوچ اور غم میں غموم آدمی اس طرح کریتا ہے، اس پر حق تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے

اور لطف کا اظہار کرنے کے لئے اس عنوان مخصوص یعنی لفظ مزل سے خطاب فرمایا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آپ نے

حضرت علیؓ کو ابوتراب فرمایا تھا جب کہ وہ گھر سے رنیدہ ہو کر چلے گئے اور مسجد میں زمین پر لیٹے ہوئے تھے، اور آپ کے

پہلو پر مٹی لگ گئی تھی، غرض آپ کو خطاب ہے کہ ان باتوں کا رنج نہ کرو، بلکہ حق تعالیٰ کی طرف مداومت اور ہمیشگی کے ساتھ

اور زیادہ توجہ رکھو اس طرح سے کہ فَمِ اللَّيْلِ الْخِ یعنی اے کپڑوں میں لپٹنے والے رات کو نماز میں کھڑے رہا کرو، مگر

تھوڑی سی رات، یعنی نصف رات کہ اس میں آرام کرو۔ او انقض منه لیلیلاً۔ اس کا تعلق فم اللیل سے ہے کہ ”یا اس نصف سے کسی قدر کم کرو یعنی نصف سے کم قیام کرو، اور نصف سے زیادہ آرام کرو، (نصف سے کم قیام کرنے کا مصداق ایک ٹکٹ ہے بقرینہ قولہ تعالیٰ لیما یغذ “وثلثہ“۔ او ذ علیہ: یا نصف سے ہمہ یہ حادو، یعنی نصف سے زیادہ قیام کرو، اور نصف سے کم آرام کرو، (یعنی قریب دو ٹکٹ قیام کرو) غرض قیام لیل (نماز تہجد) بہت امر ”فم“ جو کہ برائے وجوب ہے، فرض ہوا البتہ مقدار قیام میں تین صورتوں میں اختیار ہے (۱) نصف شب (۲) ایک تہائی شب (۳) دو تہائی شب، لہذا جلدی جلدی چند رکعتیں پڑھ لینے سے تہجد کا حق ادا نہیں ہوتا، حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی چار رکعتوں میں سورۃ البقرۃ آل عمران، نساء اور مائدہ یا انعام پڑھتے تھے۔ (مشکوٰۃ) ورنہ القرآن توفیلاً: اس قیام لیل یعنی نماز تہجد میں قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو، یعنی جس قدر قرآن اتر چکا ہے اس کو خوب صاف صاف اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھو کہ ایک ایک حرف صاف سمجھ میں آئے۔

### ثانیہ

لفظ مزمل اور مدثر سے پتہ چلتا ہے کہ یہ آیات بالکل شروع اسلام اور نزول قرآن کے ابتدائی زمانے میں نازل ہوئی ہیں جب کہ اس وقت پانچ نمازیں امت پر فرض نہیں ہوئی تھیں، کیونکہ پانچ نمازیں تو شب معراج میں فرض ہوئی ہیں، اس حکم کی تعمیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین رات کے اکثر حصہ کو نماز تہجد میں صرف فرماتے تھے یہاں تک کہ ان کے قدم ورم کر گئے، اور یہ حکم خاصا بھاری معلوم ہوا، پھر سال بھر کے بعد اسی سورت کا آخری حصہ فَتَابَ عَلَیْکُمْ، ”فَاَقْرُوا مَا یَسِّرَ مِنْہُ“ نازل ہوا جس نے اس قیام لیل کو منسوخ کر دیا اور اس کے بعد قیام اللیل صرف نفل و مستحب رہ گیا۔ اِنَّا مَنَّلَیْکَ عَلَیْکَ قَوْلًا فَعِیْلًا اس آیت میں قیام اللیل کے حکم کی علت اور مصلحت کا بیان ہے، یعنی اس آیت میں اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ نماز تہجد کا حکم اس لئے دیا گیا کہ انسان مشقت اٹھانے کا خوگر بنے اور شب بیداری کو آسان سمجھے، کیونکہ ہم تم پر ایک بھاری کلام ڈالنے کو ہیں، یعنی پے بہ پے قرآن تم پر نازل کریں گے جو ایسا بھاری بھر کم ہے کہ نزول کے وقت بھی آپ کی حالت کو متغیر کر دیتا ہے، جیسا کہ احادیث میں ہے کہ ایک بار آپ کی ران زید ابن ثابت کی ران پر رکھی تھی کہ وحی نازل ہوئی تو زید ابن ثابت کی ران پھٹنے لگی، اور جب آپ ناقہ پر سوار ہوتے تو ناقہ گردن ڈال لیتی اور حرکت نہ کر سکتی، اسی طرح بوقت وحی شدت کے جاڑوں میں آپ پسینہ

۱۔ قولہ الا لیلیلاً نصفہ اس پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ نصف تو لیل نہیں کہلاتا جواب یہ ہے کہ رات کا ابتدائی حصہ تو نماز مغرب پھر عشاء وغیرہ میں گزری جاتا ہے، اب نصف سے مراد باقی ماندہ رات کا نصف ہوگا اور وہ پوری رات کے اعتبار سے لیل ہے، اور اس آیت میں چونکہ نصف سے کم کرنے کی بھی اجازت ہے اور نصف سے زیادہ کی بھی، اسلئے مجموعی طور پر اس کا حاصل یہ ہوا کہ کم از کم چوتھائی رات سے کچھ زیادہ قیام اللیل میں مشغول رہنا فرض ہوگا۔ (حافظ)  
۲۔ ورنہ القرآن توفیلاً سے معلوم ہوا کہ قرآن کا صرف پڑھنا ہی مطلوب نہیں بلکہ ترتیل سے پڑھنا مطلوب ہے، ترتیل میں تحسین صوت یعنی بقدر اختیار خوش آوازی سے پڑھنا بھی شامل ہے، حضرت علقمہؓ نے ایک شخص کو حسن صوت کے ساتھ تلاوت کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: لقد رَفَلَ القرآن، فداہ ابی وامی یعنی اس شخص نے قرآن کی ترتیل کی ہے، میرے ماں باپ اس پر قربان ہوں، (قرطبی) لہذا قرآن کو ابھی طرح پڑھنے کی سنی کرنی چاہئے لیکن یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ قرآن کریم کو شاعروں یا قلمساروں کی طرح گا کر پڑھنے لگے، یہ سخت گناہ ہے، حدیث میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من لم یتغن بالقرآن۔ رواہ البخاری، ولیس المراد الا تحسین الصوت۔

پسند ہو جاتے، نیز قرآن شریف کو محفوظ رکھنا، پھر دوسروں تک اس کی دعوت و تبلیغ کرنے میں پریشانیاں اٹھانا ان تمام اعتبارات سے اس کو قتل کہا گیا، مقصد یہ ہے کہ قیام لیل کو بھاری نہ سمجھو، ہم تو اس سے بھی بھاری کام تم سے لینے والے ہیں۔ **إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيلاً**: اس میں قیام لیل کی دوسری مصلحت کو بیان کیا کہ بے شک رات کا اٹھنا خوب موثر ہے نفس کے کچلنے میں، یعنی رات کو اٹھنا کوئی آسان کام نہیں بلکہ اس میں بڑی بھاری ریاضت اور نفس کشی ہے جس سے نفس روند اجاتا ہے، اور نیند آرام و خواہشات پامال کی جاتی ہیں۔ **وَأَقْوَمُ قِيلاً** اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے، اقوم کے معنی زیادہ درست اور زیادہ ثابت کے ہیں، مراد یہ ہے کہ رات کے وقت میں دعاء تلاوت قرآن زیادہ درست اور جماد و ثبات کے ساتھ ہو سکتی ہے، کیونکہ وہ فرصت کا وقت ہوتا ہے، کسی طرح کا شور و شغب نہیں ہوتا، بنا بریں عبادت میں جی خوب لگتا ہے، اور دعاء، ذکر وغیرہ سیدھے دل سے ادا ہوتے ہیں، (یہی مطلب ہے **وَأَقْوَمُ قِيلاً** کا)۔ **إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا** اس آیت میں قیام لیل کی تیسری حکمت و مصلحت کا بیان ہے، لفظ سبھا کے معنی گھومنے پھرنے اور جاری ہونے کے ہیں، مطلب یہ ہے کہ بے شک تم کو دن میں بہت کام اور چلنے پھرنے کا مشغلہ رہتا ہے، یعنی دن میں تو تبلیغ و تعلیم اور اصلاح خلق اور اپنی دنیوی ضروریات کے لئے چلنے پھرنے کے مشاغل رہتے ہیں لہذا عبادت، و مناجات کے لئے رات کا وقت مخصوص رکھنا چاہئے۔

**ضمان کے مواقع** قوله نصفه ضمیر کا مرجع لیل ہے (روح) قوله أنقص منه ای من النصف أو زد عليه ای علی النصف۔

**لغات** **الْمُزْمَلُ**: اسم فاعل واحد مذکر، کپڑوں میں لپٹنے والا، (تفعل) **مَزْمَلٌ** و **أَزْمَلٌ** بشوبہ (تفعل، **الْقُلُ**) کپڑے میں لپٹنا، اصل میں منزل تھا فاء تفعل کو زاء سے بدل کر زاء کا زاء، میں ادغام کر دیا۔ **أَنْقَصَ**: امر واحد مذکر حاضر، **نَقَصَ الشَّيْءَ** (ن) **نَقَصًا وَنَقْصَانًا**: کم کرنا، **زَدَ**: امر واحد مذکر حاضر، **زَادَ الشَّيْءَ** (ض) **زِيَادَةً** و مزیداً بڑھانا، زیادہ کرنا، (لازم و متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے) **رَقَلَ**: امر واحد مذکر حاضر، (تفعیل) **رَقْلُ الْقُرْآنِ** مرقیلاً: قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر واضح اور صاف طور پر پڑھنا۔ **سَنَلَقِي**: سین برائے استقبال، **نَلْقَى** مضارع جمع مکمل، **أَلْقَى الْقَاءَ** (افعال) **ذَالًا**۔ **ثَقِيلًا**: صفت مشہ، بھاری، **ثَقُلَ** (ک) **ثِقَلًا وَثِقَالَةً**: بھاری اور وزنی ہونا، ناشئہ: مصدر، **نَشَأَ اللَّيْلُ** (ف) **نَاشِئَةً**: رات کو سو کر اٹھنا۔ **أَشَدُّ**: اسم تفضیل واحد مذکر، بہت سخت، **شَدَّ الشَّيْءُ** (ض) **شِدَّةً**: سخت ہونا (۲) بھاری ہونا، **شَدَّ الشَّيْءُ** (ن) **شَدًّا**: سخت کرنا) **وَطْأً**: مصدر از باب مع، و طئی (س) **وَطْأً**: کچلنا۔ **أَقْوَمُ**: اسم تفضیل واحد مذکر، درست تر، قام الامر (ن) **قِيَامًا**: درست ہونا۔ **قِيلاً**: مصدر از باب نصر جیسا کہ قول مصدر ہے (بمعنی بات، کلام، حاصل مصدر ہے) **قَالَ** (ن) **قَوْلًا** و **قَالًا** و **قِيلاً** و **قَوْلَةً** و **مَقَالًا**

۱۔ امام راغب نے لکھا ہے کہ بطور کنایہ مزل سے مراد ہوتا ہے ضعیف کسی کام میں سستی کرنے والا، پہل انگاری سے کام کرنے والا، مجرد سے اس معنی میں استعمال نہیں ہے۔

۲۔ بروزن حلیہ مصدر ہے۔

تبارک الذی ۱۱ سورۃ المومل

ومقالة: کہنا، بولنا۔ سَبَحًا: مصدر، سَبَح (ف) سَبَحًا: مشغول ہونا۔ طَوِيلًا: صفت مشہد لبہا، دراز، طال (ن) طَوِيلًا: لبہا ہونا، جمع طوال۔

**ترکیب**

بِأَيِّهَا الْمَزْمَلُ قَمِ اللَّيْلُ إِلَّا قَلِيلًا نِصْفُهُ او انْقَضَ مِنْهُ قَلِيلًا او زِدْ عَلَيْهِ یا حرف ندا، ای مبدل منہ، ہا برائے تنبیہ، المزمل بدل، مبدل منہ مع بدل منادی، حرف ندا اپنے منادی سے مل کر ندا، قَمِ فعل امر، بفاعل اللیل مستثنیٰ منہ إِلَّا حرف استثناء، قَلِيلًا مبدل منہ، نِصْفُهُ بدل، مبدل مع بدل مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر مفعول فیہ قَمِ کا قَمِ اللَّيْلُ مکمل جملہ انشائیہ معطوف علیہ، او حرف عطف انْقَضَ فعل امر بفاعل منہ متعلق فعل مذکور کے، قَلِيلًا مفعول بہ (ای مقداراً قلیلاً) مکمل جملہ معطوف علیہ معطوف، او حرف عطف، زِدْ علیہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر معطوف علیہ، وَرَتَّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا..... ترکیب ظاہر ہے، معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جواب ندا، ندا مع جواب ندا جملہ مستانہ، إِنَّا سَنُلْقِيْكَ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا ترکیب ظاہر ہے، جملہ تعلیلیہ، (یعنی قَمِ اللَّيْلُ کی علت، علیک متعلق سنلقى کے) إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيلًا..... إِنَّ حرف مشبہ بالفعل ناشئۃ اللیل مرکب اضافی اسم إِنَّ، ہی ضمیر فصل۔ أَشَدُّ اسم تفضیل، ضمیر متمیز، وَطْأً تمیز، متمیز مع تمیز فاعل، پھر أَشَدُّ وَطْأً معطوف علیہ، واو حرف عطف۔ أَقْوَمُ قِيلًا، أَشَدُّ وَطْأً کی طرح، معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر خبر إِنَّ، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ تعلیلیہ (قَمِ اللَّيْلُ کی علت) إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا..... إِنَّ حرف مشبہ بالفعل لَكَ ثابت محذوف کا متعلق ہو کر خبر مقدم، فی النهار کائن محذوف کے متعلق ہو کر سَبْحًا سے حال، سَبْحًا طَوِيلًا موصوف مع صفت اسم إِنَّ، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ تعلیلیہ (قَمِ اللَّيْلُ کی علت) (۵)

**السلامۃ** المجاز المرسل فی قوله تعالیٰ "قَمِ اللَّيْلُ إِلَّا قَلِيلًا" ای صَلِّ اللَّيْلُ إِلَّا قَلِيلًا والقیام جزء من الصلاة فعبّر بالجزء وهو القیام و اراد الكل وهو الصلاة لعلاقة المجاز جزئية.



- ۱۔ بعض اہل لغت نے قول اور قیل میں فرق کیا ہے کہ قول کلمہ خبر کو کہتے ہیں اور قیل قائل و قائلۃ کلمہ مشرک، مقرر آتی استعمال میں دونوں میں کوئی فرق نہیں۔
- ۲۔ امام راغب فرماتے ہیں کہ سبوح کے معنی ہیں پانی اور ہوا میں تیز گزرتا، اور حسب ذیل معانی میں بطور استعارہ استعمال ہوا ہے۔ (۱) آسمان میں ستاروں کی گردش کے لئے جیسے و کل فی فلک یسبحون۔ (۲) گھوڑے کے دوڑنے کے لئے جیسے والشیبت سبحا۔ (۳) کام میں جلد لگ جانے کے لئے جیسے ان لك فی النهار سبحا طویلاً۔
- ۳۔ بعض نے باجملہ مستانہ بعض نے کہا جملہ مترضہ یعنی بین الامر بقیام اللیل و بین تعلیلہ بقوله الاتی إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ الخ۔
- ۴۔ یا ہی متبدا، یا بعد ضمیر سے مل کر خبر إِنَّ۔
- ۵۔ إِنَّ کے متعلق بھی کر سکتے ہیں۔



وَ اذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبَيُّلاً ۝ رَّبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلَهَ

اور اپنے رب کا نام یاد کرتے رہو اور سب سے قطع کر کے اسی کی طرف متوجہ رہو • وہ مشرق اور مغرب کا مالک ہے اس کے سوا

اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ۝ وَاَصْبِرْ عَلٰی مَا يَقُولُوْنَ وَاَهْجُرْهُمْ هَجْرًا

کوئی قابل عبادت نہیں تو اسی کو اپنے کام سپرد کرنے کیلئے قرار دیئے رہو • اور یہ لوگ جو باتیں کرتے ہیں ان پر صبر کرو، اور خوبصورتی کے ساتھ

جَمِيلاً ۝ وَ ذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولٰٓئِ الْنَعْمَةِ وَمَهَلْهُمْ قَلِيلاً ۝

ان سے الگ ہو جاؤ • اور مجھ کو اور ان جھٹلانے والوں کو ناز و نعمت میں رہنے والوں کو چھوڑ دو اور ان لوگوں کو تھوڑے دنوں اور مہلت دیدو •

اِنَّ لَدَيْنَاۤ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ۝ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ۝ يَوْمَ

ہمارے یہاں بیڑیاں ہیں اور دوزخ ہیں • اور گلے میں پھنس جانے والا کھانا ہے اور دردناک عذاب ہے • جس روز

تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيلًا ۝ اِنَّا اَرْسَلْنَا

زمین اور پہاڑ ہلنے لگیں گے، اور پہاڑ (ریزہ ریزہ ہو کر) ریگ رواں ہو جاویں گے • بیشک ہم نے تمہارے پاس ایک ایسا

اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۝ شَاهِدًا عَلٰیكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝

رسول بھیجا ہے، جو تم پر گواہی دیں گے جیسا ہم نے فرعون کے پاس ایک رسول بھیجا تھا •

فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ۝ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ

پھر فرعون نے اس رسول کا کہنا نہ مانا تو ہم نے اس کو سخت کیڑنا پکڑا • سو اگر تم کفر کرو گے

يَوْمًا يُجْعَلُ الْوِلْدَانُ سِيبًا ۝ السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهٖ ۝ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُوْلًا ۝

تو اس دن سے کیسے بچو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دیگا • جس میں آسمان پھٹ جاویگا، بیشک اس کا وعدہ ضرور ہو کر رہیگا •

اِنَّ هٰذِهِ تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ اِلٰی رَبِّهِ سَبِيْلًا ۝

یہ ایک نصیحت ہے، سو جس کا جی چاہے اپنے پروردگار کی طرف رستہ اختیار کر لے •

### تشریح

ما قبل میں قیام لیل یعنی رات کی نماز کا حکم تھا، اب فرماتے ہیں کہ علاوہ قیام لیل کے دوسرے اوقات میں

بھی اپنے رب کا نام یاد کرتے رہو، یعنی چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے اسی کی یاد میں مشغول رہو، ظاہر ہے کہ ذکر اللہ ایسی

عبادت ہے کہ جو رات یا دن کے ساتھ مخصوص نہیں • وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبَيُّلاً: اور سب سے قطع تعلق کر کے اسی کی طرف

متوجہ رہو، اور قطع تعلق کرنا مطلب یہ ہے کہ خالق کا تعلق مخلوق کے سب تعلقات پر غالب رہے، (صوفیہ کے یہاں اس

یعنی ذکر پر اہمیت ہو ایک حدیث میں ہے کہ کان بذكر الله على كل حين، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کا ذکر فرماتے تھے گویا

ذکر کی دو قسمیں ہیں ذکر لسانی، ذکر قلبی، بیت الخلا وغیرہ میں آپ کا ذکر لسانی نہ کرنا روایات حدیث سے ثابت ہے مگر ذکر قلبی ہر وقت جاری رہ سکتا ہے۔

کو بے ہمد و ہامہ، یا غلوت و راجمن سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور ایسا ترک تعلق تمام معاملات نکاح، رشتہ داری وغیرہ کے منافی نہیں بلکہ ان سب کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے۔ ذَبِ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا۔ اس آیت میں توحید کے ساتھ مضمون بالا یعنی قطع تعلق کی مزید تاکید و تصریح ہے کہ وہ مشرق و مغرب کا مالک ہے، اس کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں، تو اسی کو اپنا وکیل و کارساز بنا، (وکیل لغت میں اس شخص کو کہتے ہیں جس کو کوئی کام سپرد کیا جائے تو مطلب یہ ہوا کہ اپنے سب کاروبار، معاملات اور حالات کو اللہ کے سپرد کرو، اسی کا نام اصطلاح میں توکل ہے وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا۔ اور یہ لوگ جو جو باتیں کرتے ہیں یعنی آپ کو ساحر، کاہن، مجنون وغیرہ کہتے ہیں ان پر صبر کرو، اور خوبصورتی کے ساتھ ان سے الگ ہو جاؤ، (الگ ہونا تو یہ ہے کہ ان سے کوئی تعلق نہ رکھو، اور خوبصورتی سے یہ کہ ان کی شکایت اور انتقام کی فکر میں مت پڑو) چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مخالفین کے مظالم کو صرف انگیز ہی نہیں کیا بلکہ ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک، نرم دلی، اور خوش خلقی کا معاملہ کیا۔

جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپالے جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دعا دے  
اسے اور کیا نام دے گا زمانہ وہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النِّعْمَةِ اس آیت میں کفار پر جو عذاب آخرت ہونے والا ہے اس کا بیان کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ ”اور مجھ کو اور ان جھٹلانے والوں، ناز و نعمت میں رہنے والوں کو چھوڑ دو، یعنی رہنے دو۔“ (میں ان سے خود نمٹ لوں گا) وَمَهْلَهُمْ قَلِيلًا: اور ان لوگوں کو تھوڑے دن اور مہلت دیدو، مقصد یہ ہے کہ کفار کے ظلم و جور سے آپ رنجیدہ خاطر نہ ہوں بلکہ کچھ دن اور صبر کر لیجئے، عنقریب ان کو سزا ہونے والی ہے، کیونکہ ہمارے یہاں بیڑیاں ہیں اور دوزخ ہے اور گلے میں پھنس جانے والا کھانا ہے (عُصَصَ کے لفظی معنی گلے میں لگ جانے والے پھندے کے ہیں کہ کوئی لقمہ گلے میں اس طرح پھنس جائے کہ نہ نگلا جاسکے اور نہ باہر اگلا جاسکے) اور دردناک عذاب ہے، پس ان مکذبین کو ان چیزوں سے سزا دی جائے گی، چند معین عذابوں کو ذکر کے لفظ عذابا البھا

۱۔ اس آیت میں جس ترک تعلق کا حکم ہے وہ اس ترک تعلق اور ترک دنیا سے بالکل مختلف ہے جس کو قرآن میں رہبانیت کہا ہے اور اس کی مذمت کی طرف قرآن میں اشارہ ہے، وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا، اور حدیث میں ہے لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ اس کی تعریف واقسام تذریس قرآن پارہ ۱۱۱ لھا خطبکم میں ملاحظہ فرمائیں، گویا جس مفہوم کو یہاں لفظ قہل سے تعبیر کیا گیا ہے اسی کا دوسرا نام سلف صالحین کی زبان میں اخلاص ہے۔ (معارف)

۲۔ اللہ پر توکل کے یہ معنی نہیں کہ سب معاش اور دفع بلا کے جو اسباب اللہ تعالیٰ نے عطا کئے ہیں ان کو چھوڑ کر اس پر بھروسہ کیا جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اسباب کو اختیار کر کے نتیجہ اللہ کے سپرد کر کے بے فکر ہو جاؤ، البتہ اسباب مادیہ میں غلو اور انہماک زیادہ نہ ہونا چاہئے۔

۳۔ بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ اس آیت کا حکم بعد میں نازل ہونے والی آیات جہاد و قتال سے منسوخ ہو گیا، لیکن غور کیا جائے تو منسوخ کہنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ آیت مذکورہ میں کفار کی ایذاؤں پر صبر اور ہجر جہیل کی تلقین ہے، یہ جہاد و سزا و قتال کے منافی نہیں، اس آیت کا حکم ہر حال میں ہے اور قتال و جہاد میں جو جہاد و سزا ہے اس کا حکم خاص خاص اوقات میں ہے، اور دوسری بات یہ ہے کہ اسلامی قتال و جہاد و حقیقت کوئی انتقام یا اپنا قصہ نکالنا نہیں ہے، جو صبر اور ہجر جہیل کے منافی ہو بلکہ خالص حکم خداوندی کی تعمیل ہے، جس طرح صبر اور ہجر جہیل عام حالات میں اس کی تعمیل ہے۔ (معارف القرآن)

۴۔ قولہ اُولَى النِّعْمَةِ اس میں اشارہ ہے کہ دنیا کے مال و اولاد اور ناز و نعمت میں مست ہو جانا اسی شخص سے ہو سکتا ہے جو آخرت کی تکذیب کرنے والا ہو مومن کا قلب ہوتے عیش و عشرت بھی فکر آخرت سے خالی نہیں ہوتا۔

مہم لفظ لا کہ اس طرف اشارہ کر دیا کہ اور عذاب ان سے بھی زیادہ شدید اور سخت ہے جن کا کوئی انسان تصور نہیں کر سکتا، **العیاذ باللہ** (یَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا) یہ سزا اس روز ہوگی جس روز زمین و پہاڑ ہلنے لگیں گے، اور پہاڑ ریک رواں ہو جائیں گے، یعنی ریزہ ریزہ ہو کر ایسے ہو جائیں گے جیسے ریت کے تودے جن پر قدم جم نہ سکے، اور اگر اس ریت میں سے تھوڑا سا ہاتھ میں اٹھالیا جائے تو اس کی جگہ دوسرا ریت سرک جائے، اور یہ پہاڑ اڑتے پھریں گے۔ **إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا** الخ مکتوبین کو بطور التفات خطاب ہے جس میں اثبات رسالت اور وعید کا ذکر ہے کہ بے شک ہم نے تمہارے پاس ایک ایسا رسول بھیجا ہے جو تم پر بروز قیامت گواہی دیں گے (کہ کس نے کہنا مانا اور کس نے نہیں مانا) جیسا کہ ہم نے فرعون کے پاس ایک رسول بھیجا تھا (یعنی موسیٰ) پھر فرعون نے اس کا کہنا نہ مانا تو ہم نے اس کو سخت پکڑنا پکڑا، سو اگر تم بھی کفر اور نافرمانی کرو گے تو اس دن کی مصیبت سے کیسے بچو گے، جو اپنی شدت اور طول کی وجہ سے بچوں کو بوڑھا کر دیگا، یعنی قیامت کا دن اس قدر طویل ہوگا کہ اس میں ایک بچہ بھی بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیگا۔ (قرطبی، روح) جس میں آسمان پھٹ جائے گا، بے شک اس کا وعدہ ضرور ہو کر رہے گا، یعنی یہ بھی احتمال نہیں کہ وہ وقت ٹل جائے۔ **إِنَّ هَذِهِ قَدْ كُرُوا لِمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ مَسِيلًا**۔ یہ تمام مضمون ایک بلیغ نصیحت ہے جس کا جی چاہے اپنے پروردگار کی طرف راستہ اختیار کرے، یعنی اس تک پہنچنے کیلئے دین کا راستہ قبول کرے۔

**ضمانہ کے مراجع** **قوله تَبْتَئِلْ اٰی الٰہی اللہ** (اور تَبْتَئِلْ باب تفعل کے بعد تَبْتَئِلْ باب تفعیل کے مصدر کو رکھا گیا بوجہ رعایت فواصل)

**سوال** **السماء منقطر بہ السماء مبتدا مؤنث ہے لہذا خبر بھی مؤنث ہونی چاہئے تھی یعنی مُنْقَطِرَةٌ۔ لہذا**

**الجواب ؟**

**جواب** یا تو السماء السقف کے معنی میں ہے اور السقف مذکر ہے۔ (مظہری) یا پھر خبر سے پہلے موصوف محذوف ہے، اسی شی منقطر اور اس میں نکتہ یہ ہے کہ گویا اس دن آسمان کی حقیقت ہی بدل جائے گی اور نام بھی اس کا زائل ہو جائے گا اور وہ محض ایک شی ہو کر رہ جائے گا۔ (روح المعانی) یا یوں کہئے کہ السماء اسم جنس ہے، (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) **قوله السماء منقطر بہ اٰی بذلك اليوم، قوله إِنَّ هَذِهِ اٰی الْآيَاتِ**۔

**لغات** **اذْکُرْ**: امر واحد مذکر حاضر، **ذْکُرْ** (ن) **ذْکُرَا**: یاد کرنا، **تَبْتَئِلْ**: امر واحد مذکر حاضر، **تَبْتَئِلْ تَبْتَئِلْ** (تفعل)

۱۔ حضرت حسن بھریؒ ایک دن روزہ سے تھے افطار کے وقت کھانا اسنے آیا تو اس آیت کا دھیان آگیا، کھانا نہ کھا سکے، سامنے سے کھانا اٹھوا دیا، تین روز تک یہی حال رہا کہ کھانا اٹھوا دیا کرتے تو ان کے صاحبزادے، حضرت عاتقؒ، بیٹی اور بڑا بیٹا کے پاس گئے اور حال سنایا، یہ تینوں حضرات آئے اور حضرت حسن بھریؒ کو کھانے کا بہت اصرار کرتے رہے تب مجبور ہو کر کچھ تناول فرمایا۔ (روح المعانی)

۲۔ یوما یجعل الولدان شیبا۔ بعض نے کہا کہ اس سے مراد تمثیل ہے کہ قیامت کا دن ایسا شدید اور ہولناک ہوگا کہ لوگوں پر ایسا خوف طاری ہوگا کہ اگر کوئی بچہ بھی ہو تو بوڑھا ہو جائے، کوئی الحقیقت بچے بوڑھے نہ ہوں، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ مراد حقیقت ہے کہ اللہ قیامت کا دن ایسا شدید اور طویل ہوگا کہ اس میں بچہ بھی بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائے گا۔

کث جاتا، الی اللہ اللہ کی عبادت کے لئے ہر شی سے یکسو ہو جاتا۔ تَبَيَّنَ: مصدر از تَبَيَّنَ، تَبَيَّنَ ہی کے معنی میں ہے۔ اتَّخَذَ: امر واحد مذکر حاضر (اتَّخَذَ) اتَّخَذَ اتَّخَذَ: بنا، قرار دینا۔ در اصل اتَّخَذَ اتَّخَذَ تھا، دوسرا امرز بقاعدہ ایمان یا ہو گیا، پھر خلاف قیاس تاء سے بدل کر تاء میں ادغام ہو گیا (ماده اتَّخَذَ) وَكَيْلًا: کار ساز، کام بنانے والا۔ صفت مشبہ، وَكَلَّ (ض) وَكَلَّ: ذمہ دار ہونا، جمع وَكَلَاءُ (اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنہ میں سے ہے) اتَّخَذَ: امر واحد مذکر حاضر، هَجَرًا (ن) هَجَرًا: چھوڑنا، هَجَرًا اسی کا مصدر ہے۔ اولیٰ: ذو کی جمع بحالت نصب۔ النعمۃ: اسم، ناز و نعمت، خوشحالی۔ مَهْلَهُم: امر واحد مذکر حاضر مَهْلَهُ مَهْلَهُ: مہلت دینا۔ اَنْكَالًا: بیڑیاں بنکھل کی جمع ہے جس کے معنی ہیں سخت قید، اور آہنی لگام، دوسری جمع نکول ہے۔ جَعَمًا: دوزخ میں دکتی ہوئی آگ۔ غَضًا: پھندہ، یعنی گلے میں اٹک جانے والی کھانے یا پینے کی چیز، جمع غَضَص (غَض بِالْمَاءِ (س) غَضًا: پانی طلق میں اٹکنا، اچھو لگنا) یہاں مراد زقوم کا درخت ہے یا ضریع، جو دوزخیوں کی خوراک ہے، یا غسلین یا دوزخ کے کانٹے) قَوَّجَفٌ: مضارع واحد مؤنث غائب، رَجَفَ (ن) رَجَفًا وَرَجُوفًا: کانپنا، زور زور سے ہلنا، ہلا دینا (لازم و متعدی) كَثَبًا: ریت کا لہاڑ میر، ریت کا ٹیلہ، جمع كَثَبٌ وَكُثْبَانٌ وَاكْثِبَةٌ، كَثَبَ (ن) كَثَبًا: جمع کرنا، جمع ہونا، فعل بمعنی مفعول ہے۔ مَهْلًا: گرایا جانے والا ریت، اسم مفعول واحد مذکر، حال التراب (ض) هَيْلًا: مٹی ڈالنا، اصل میں مَهْيُولٌ تھا، صیغ کی طرح تغلیل ہوئی ہے (کیا مہیلہ ریگ رواں) شَاهِدًا: گواہ، شَهِدَ (س) شَهِدًا: گواہی دینا، جمع أَشْهَادٌ وَشُهُودٌ (شاہد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی میں سے ہے) (مزید تفصیل ملاحظہ ہو سورۃ بروج میں) عَصَى: ماضی واحد مذکر غائب، عَصَى (ض) عَصِيَانًا وَمَعْصِيَةً: نافرمانی کرنا، وَبَيَلًا: اسم فاعل، سخت، ناخوشگوار، جمع وَبَلٌ وَبَلٌ، وَبَلُ الشَّيْءِ (ك) وَبَالًا وَوَبَالَةً: سخت ہونا۔ تَقَفُونَ: مضارع جمع مذکر حاضر اتقى الشئ اتقاء (اتَّعَالَ) بچنا، دور رہنا (ماده وَفَى ہے) الْوِلْدَانِ: ولید کی جمع، نومولود بچے۔ شَيْبًا: اُشْبُ صیغہ صفت کی جمع ہے بمعنی بوڑھا، سفید بالوں والا (شَابَ (ض) شَيْبًا وَشَيْبَةً: سفید بالوں والا ہونا) مُنْقَطِرٌ: اسم فاعل واحد مذکر، الْفَطْرُ انْفِطَارًا (انفعال) پھٹنا، مَفْعُولًا: اسم مفعول واحد مذکر، فَعَلَ: (ف) فَعَلًا وَفَعَلًا: کرنا۔ مَسِيلًا: راستہ جمع مَسِيلٌ۔

**ترکیب** وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَيَّنْ اِلَيْهِ تَبَيَّنًا ..... وَاَوْ اسْتَفَايَ، اَذْكُرْ فَعْلٌ بِفَاعِلٍ، اسْمُ رَبِّكَ مَرْكَبٌ اِضَافِيٌّ مَفْعُولٌ بِهِ، فَعْلٌ اِپْنِ فَاعِلٍ اَوْ مَفْعُولٌ بِهِ سَلْ كَرَجْلَةٍ فَعْلِيَّةٍ اِنْشَائِيَّةٍ هُوَ كَرَمَعُطُوفٌ عَلَيْهِ، وَاَوْ عَاطِفَةٌ۔ تَبَيَّنْ اِلَيْهِ تَبَيَّنًا جَمْلَةٌ اِنْشَائِيَّةٌ مَعْطُوفٌ (اِلَيْهِ مَتَعَلِّقٌ تَبَيَّنْ كَرَجْلَةٍ تَبَيَّنًا مَفْعُولٌ مَطْلُوقٌ) مَعْطُوفٌ عَلَيْهِ اِپْنِ مَعْطُوفٌ سَلْ كَرَجْلَةٍ مَسْتَانَفَةٌ۔ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ ..... هُوَ مُبْتَدَأٌ مَحْذُوفٌ، رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ مَرْكَبٌ

ل جعم (ف) جَعَمًا: آگ بھڑکنا، آگ روشن کرنا، جعم اسی سے مشتق ہے صفت مشبہ اور فعل بمعنی فاعل ہے، جعم (س) جَعَمًا وَجَعَمًا وَجَعُوفًا: آگ بھڑکنا۔

اضائی ہو کر خبر اول، لا لائے نفی جنس اللہ اس کا اسم الّا حرف استثناء ہو ضمیر بدل اس ضمیر سے جو خبر محذوف موجود  
 میں ہے یعنی لا اللہ موجود الا ہو، موجود، خبر، لائے نفی جنس مع اسم و خبر، خبر ثانی، مبتدائی اپنی دونوں خبروں سے مل کر  
 جملہ معترضہ، فَاَتَّخِذْهُ وَكِيلًا... فَاَقِصْهُ اَنْی اِنْ عَرَفْتَ ذَلِكَ وَاَمَنْتَ بِهِ فَاَتَّخِذْهُ، اتَّخَذَ فعل امر، بفاعل،  
 ہا ضمیر مفعول بہ اول، و کھیلا مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جزا، شرط مع جزا جملہ مستحکم،  
 (مظہری میں فَاَتَّخِذْ کی فَا کو سیہ لکھا ہے)۔ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا يَقُولُوْنَ وَاَهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا واو  
 عاطفہ اصبر فعل بفاعل، علی حرف جر، مایقولون اسم موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور متعلق اصبر کے، اور  
 اصبر جملہ انشائیہ معطوف علیہ معطوف، واو عاطفہ، اھجرھم هَجْرًا جَمِيْلًا جملہ انشائیہ معطوف علیہ معطوف۔  
وَذَرْنِیْ وَالْمُكَذِّبِیْنَ اُولٰی النُّعْمَةِ وَمَهَلُہُمْ قَلِيْلًا... واو عاطفہ، ذر فعل بفاعل، نون و قایہ، یاہ ضمیر معطوف  
 علیہ، واو عاطفہ المکذبین موصوف اُولی النعمۃ مضاف مع مضاف الیہ صفت، موصوف مع صفت معطوف،  
 معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ، کمل جملہ معطوف علیہ معطوف، واو عاطفہ، مہلہم قلیلاً معطوف،  
 (قلیلاً ای زمانا قلیلاً مفعول فیہ، یا تمہیلاً قلیلاً، مفعول مطلق) تمام معطوفات مل ملا کر ماقبل و اذکر اسم الخ  
 پر معطوف۔ اِنَّ لَّدِنَا اَنْكَالًا وَجَہِیْمًا وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا اَلِیْمًا... اِنَّ حرف مشبہ بالفعل لدینا مرکب  
 اضائی ظرف مستقر ہو کر خبر مقدم، اَنْكَالًا وَجَہِیْمًا وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا اَلِیْمًا سب معطوف و معطوف علیہ  
 ہو کر اسم اِنَّ (ذَا غُصَّةٍ مرکب اضائی صفت طعاماً کی) حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ تعلیلیہ۔ یَوْمَ تَرْجُفُ  
الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ کَثِیْمًا مَّہِیْلًا... یَوْمَ مضاف تَرْجُفُ فعل الارض والجبال معطوف  
 و معطوف علیہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر معطوف علیہ، واو عاطفہ کانت الجبال کثیماً مہیلاً فعل ناقص مع  
 اسم و خبر معطوف، (مہیلاً صفت ہے، کثیماً کی اور وہ خبر کانت کی) معطوف علیہ مع معطوف مضاف الیہ، مضاف  
 اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے، واقعاً محذوف کا اور وہ عذابا کی صفت ای عذاباً واقعاً یوم تَرْجُفُ الخ۔  
اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَہِیْدًا عَلَیْکُمْ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلَیْ فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا... اِنَّا حرف مشبہ بالفعل مع اسم،  
 ارسلا فعل بفاعل، الیکم جار مجرور متعلق ارسلا کے، رَسُوْلًا موصوف شَہِیْدًا عَلَیْکُمْ صفت (علیکم  
 متعلق شَہِیْدًا کے) موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول بہ، کاف حرف جر ما مصدریہ، ارسلا فعل بفاعل الی  
 فرعون متعلق ارسلا کے، رَسُوْلًا مفعول بہ، کمل جملہ بتادیل مصدر مجرور، جار مجرور مصدر محذوف کی صفت، ای  
 اِرسالاً کا رسالنا ای مثل اِرسالنا اور یہ مفعول مطلق، الغرض ارسلا الیکم حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ  
 بالفعل مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ، متانفہ۔ فَقَضٰی فِرْعَوْنُ الرُّسُوْلَ فَاَخَذْنٰہُ اَخْذًا وَّہِیْلًا... فَا تعقیبہ عاطفہ،  
 قضی فرعون الرسول فعل و فاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ معطوف علیہ فَا تعقیبہ عاطفہ اَخَذْنٰہُ اَخْذًا وَّہِیْلًا

جملہ فعلیہ معطوف، (اخذاً وھبلاً مرکب توصلی مفعول مطلق) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر معطوف ماقبل ارسلنا الی فرعون پر۔ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانُ شِيئًا ... لا رابطہ اور شرط مقدر ہے، ای اِنْ جَعَلْتُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، کیف اسم استفہام محل نصب میں حال از ضمیر تَتَّقُونَ، تَتَّقُونَ فعل، واو ضمیر جمع قائل، اِنْ كَفَرْتُمْ شرط، جزاء محذوف جس پر ماقبل جملہ دال ہے ای فَكَيْفَ تَتَّقُونَ، يَوْمًا موصوف، بجعل الولدان شییاً جملہ فعلیہ صفت اول (الولدان مفعول بہ اول، شییاً مفعول بہ ثانی) السماء منفطر بہ ... مبتدا و خبر صفت ثانی یوماً کی (ای عذاب یوم، مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کی جگہ رکھ دیا) موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مفعول بہ تَتَّقُونَ کا نہ کہ کفرتم کا، اور وہ جزاء شرط محذوف کی، شرط و جزاء جملہ متانفہ۔ کَانَ وعدہ مفعولاً جملہ متانفہ۔ اِنْ هَذِهِ تَذَكُّرَةٌ جملہ اسمیہ معطوف علیہ، فمن شاء اتخذ الی رہہ مسیلاً ... لا عاطفہ، مَنْ اسم شرط مبتدا، شاء فعل بفاعل، (مفعول بہ محذوف ہے ای النجاة والایمان) جملہ فعلیہ شرط، اتخذ فعل بفاعل، الی رہہ متعلق ہو کر مفعول بہ ثانی، مسیلاً مفعول بہ اول، جملہ فعلیہ جواب شرط، شرط مع جواب خبر، متبدل مع خبر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ۔

**السلامۃ** قولہ اِنَّا ارسلنا الیکم ..... اس میں التفات ہے یعنی غائب سے حاضر کی طرف، اگر کلام اپنی اصل پر ہی جاری رہتا تو اِنَّا ارسلنا الیہم ہوتا، والغرض من الالتفات التوبيخ علی عدم الایمان۔

اِنْ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُومُ اَدْنٰی مِنْ ثُلُثِي اللَّیْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ  
آپ کے رب کو معلوم ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھ والوں میں سے بعض آدھی دو تہائی رات کے قریب اور آدھی رات اور تہائی رات  
مِّنَ الدِّیْنِ مَعَكَ وَاللّٰهُ یُقَدِّرُ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ عِلْمَ اَنْ لَّنْ تَخْصُوۃ  
کھڑے رہتے ہیں، اور رات اور دن کا پورا اندازہ اللہ ہی کر سکتا ہے اس کو معلوم ہے کہ تم اس کو ضبط نہیں کر سکتے  
فَتَابَ عَلَیْکُمْ فَاَقْرَءُوۡا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ عِلْمَ اَنْ سَیْکُوۡنُ مِنْکُمْ مُّرْضٰی  
تو اس نے تمہارے حال پر عنایت کی سو تم لوگ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جا سکے پڑھ لیا کرو۔ اس کو معلوم ہے کہ بعض آدھی تم میں بیمار ہوں گے  
وَآخَرُوۡنَ یَضْرِبُوۡنَ فِی الْاَرْضِ یَسْتَغُوۡنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَآخَرُوۡنَ یُقَابِلُوۡنَ  
اور بعض تلاش معاش کے لئے ملک میں سفر کریں گے اور بعض اللہ کی راہ میں  
فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ فَاَقْرَءُوۡا مَا تَیَسَّرَ مِنْہٗۤ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَآتُوا الزَّکٰوۃَ  
جہاد کریں گے، سو تم لوگ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جا سکے پڑھ لیا کرو۔ اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو

۱۔ بعض نے الی رہہ کو مسیلاً سے حال مانا ہے۔

وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا وَمَا تَقْدِمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ

اور اللہ کو اچھی طرح قرض دو، اور جو نیک عمل اپنے لئے آگے بھیج دو گے، اس کو اللہ کے پاس پہنچ کر اس سے اچھا اور ثواب میں

اللَّهُ هُوَ خَيْرٌ وَأَعْظَمُ أَجْرًا وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

بڑا پاؤ گے، اور اللہ سے گناہ معاف کراتے رہو بیشک اللہ غفور رحیم ہے •

### تشریح

شروع میں فَمِ اللَّيْلِ سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سب مسلمانوں پر قیام اللیل یعنی نماز تہجد کو فرض قرار دیا گیا تھا، اور اس میں قیام کا طویل ہونا بھی فرض تھا، جیسا کہ گذر چکا، پھر سال بھر کے بعد مذکورہ آیتیں نازل ہوئیں جن میں جمہور علماء کے نزدیک قیام اللیل کی فرضیت امت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سے منسوخ ہو گئی، اور اس کے بعد قیام اللیل صرف نفل و مستحب رہ گیا (روح) (اس کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پابندی سے تہجد پڑھتے تھے مگر گاہے نماز تہجد چھوٹ بھی جاتی، پھر اس کی تطانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورج نکلنے کے بعد بارہ رکعتیں ادا فرما کر کرتے تھے، ہدایۃ القرآن، بحوالہ مسلم شریف)

تفسیر ملاحظہ فرمائیں: إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ۔ بے شک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھ والوں میں سے بعضے آدمی (کبھی) دو تہائی رات کے قریب، اور کبھی آدمی رات اور کبھی تہائی رات نماز میں کھڑے رہتے ہیں، یعنی اللہ کو معلوم ہے کہ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے اس کے حکم کی پوری تعمیل کی چنانچہ روایات میں ہے کہ صحابہ کرامؓ کے پاؤں راتوں کو کھڑے کھڑے سو جاتے، اور بھٹنے لگتے، تو اپنے بال رسی سے باندھ لیتے تھے کہ اگر نیند آجائے تو جھٹکا لگ کر تکلیف سے آگے کھل جائے۔ وَاللَّهُ يَقْدَرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ: اور رات اور دن کا پورا اندازہ اللہ ہی کر سکتا ہے یعنی رات اور دن کی پوری پیمائش اور صحیح اندازہ تو صرف اللہ کو معلوم ہے، وہی ایک خاص اندازہ سے کبھی رات کو دن سے گھٹاتا، کبھی بڑھاتا اور کبھی دونوں کو برابر کر دیتا ہے۔ لہذا آدمی یا تہائی رات کا صحیح اندازہ اللہ ہی کو ہے۔ عَلِيمٌ أَنْ لَنْ نَحْصُوهُ۔ اس کو معلوم ہے کہ تم اس مقدار وقت کو ضبط نہیں کر سکتے، یعنی بندوں کو نیند اور غفلت کے وقت روزانہ، آدمی، تہائی یا دو تہائی رات کو مکمل طور سے ضبط اور متعین کر کے عبادت میں گزارنا کوئی سہل کام نہ تھا خصوصاً جب کہ گھڑی گھنٹوں کا سامان نہ ہو، اور اندازہ سے عبادت کریں تو کمی و زیادتی کا شبہ رہتا ہے اسی لئے بعض صحابہ کرامؓ رات بھر سوتے نہیں تھے کہ کہیں نیند میں ایک تہائی رات بھی جاگنا نصیب نہ ہو۔ فَتَابَ عَلَيْكُمْ۔ تو ان وجوہات سے اللہ نے تمہارے حال پر عنایت کی، اور اس سے پہلے حکم کو منسوخ کر دیا۔ فَاقْرَأُوا مَا تيسَّرُ مِنَ الْقُرْآنِ۔ سو اب تم لوگ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جا سکے پڑھ لیا کرو (مراد اس قرآن پڑھنے سے تہجد پڑھنا ہے کہ اس میں قرآن پڑھا جاتا ہے) (تسمیۃ الکمل باسم الجزء) اور یہ امر استحباب کے لئے ہے، مطلب یہ ہے کہ تہجد کی فرضیت تو منسوخ ہو گئی، اب جس قدر وقت تک آسان ہو بطور استحباب کے اگر چاہو پڑھ لیا کرو، اور منسوخ ہونے کی اصل علت مشقت ہے جس پر عَلِيمٌ أَنْ لَنْ



نَحْصُوهٗ قَرِیْنَهٗ ہے، اور اس سے قبل کا مضمون اس کی تمہید ہے، آگے اسی نسخ کی دوسری علت کا بیان ہے کہ علم ان مَبْكُوْنَ مِنْكُمْ مَرَضٰی وَاَعْمٰوُنَ الْخِ اس کو یہ بھی معلوم ہے کہ بعض آدمی تم میں بیمار ہوں گے، اور بٹے، ناش، معاش کے لئے ملک میں سفر کریں گی، اور بعض اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے، اس لئے بھی اس علم کو منسوخ کر دیا، یہ ظاہر ان حالتوں میں تہجد اور اس کے اوقات کی پابندی مشکل تھی، سو اب تم لوگ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جائے پڑھالیا کرو اور گو تہجد منسوخ ہو گیا مگر یہ احکام اب بھی باقی ہیں کہ نماز فرض کی پابندی رکھو، اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ کو انہی طرح اپنی اخلاص سے قرض دو، یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرو، اور قرض کے لفظ سے تعبیر بایں وجہ ہے کہ چونکہ قرض دینا، پس اور ادائیگی ضروری ہوتی ہے تو جس نے راہ خدا میں خرچ کیا اس کا حق مارا نہیں جائے گا، بلکہ ضرور وصول ہوگا وَمَا تَفْضَلُوْا الْخِ اور جو نیک عمل اپنے لئے آگے بھیج دو گے اس کو اللہ کے پاس پہنچ کر اس سے اچھا اور ثواب میں بڑا پاؤں گے، یعنی دنیوی اغراض میں خرچ کرنے سے عوض اور نفع مرتب ہوتا ہے اس سے بہتر اور بہت بڑا نفع راہ خدا میں خرچ کرنے پر ملے گا۔ وَاَسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ الْخِ اور اللہ سے گناہ معاف کراتے رہو، یعنی تمام احکام بجالا کر پھر اللہ سے معافی مانگو کیونکہ کتنا ہی محتاط شخص ہو، اس سے بھی کچھ نہ کچھ تقصیر ہو ہی جاتی ہے، بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے، اے اللہ محض اپنے لطف و کرم سے میری خطاؤں کو بھی اپنی رحمت کے پانی سے دھو دیجئے۔

یہی نقل یا کو ساکن کیا پھر وہ اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی۔ قَاب: ماضی واحد مذکر غائب، قَابَ اللہ علی عبده (ن) قَوَّماً وَ قَوَّیْنَهُ: مہربان ہونا، معاف کرنا، تَیَسَّرَ ماضی واحد غائب، تَیَسَّرَ تیسر (تفعیل) آسان ہو جانا (۲) میسر آنا، مَرَضَی: صیغہ مفت مریض کی جمع، جیسے فَتَلَّی قلیل کی جمع، مَرَضَ (س) مَرَضَ: بیمار ہونا۔ یَضْرِبُونَ مضارع جمع مذکر حاضر، ضَرَبَ فی الارض ضَرْباً: زمین میں چلنا، سفر کرنا۔ (ضَرَبَ کے بہت سارے معانی ہیں)۔ الْقَرْضَ: امر جمع مذکر حاضر، اقْرَضَ اقْرَضَا (افعال) قَرَضَ دینا، قَرَضَا: ادھار، دراصل یہ مصدر ہے۔ قَرَضَ (ن) قَرَضَا: کترنا، کاٹنا، ادھار پر قرض کا اطلاق اس لئے ہوتا ہے کہ وہ بھی مال کا ایک حصہ ہوتا ہے، اس لئے اپنے سے منقطع کر کے مقروض کو دیتا ہے پس یہ مصدر بمعنی مفعول ہے۔ خَسَنَ: صفت مشبہ، حَسَنَ (ک) خَسَنَ: اچھا اور اچھا ہونا۔ تَقَدَّمُوا: مضارع جمع مذکر حاضر، قَدَّمَ تقدیماً فلانا: آگے کرنا، پہلے بھیجنا، قَدَّمَ القوم (ن) قَدَّمُوا آگے آگے ہونا۔ غَفُوراً: رکوع (۱) میں گذر چکا۔

**ترکیب** إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثِي اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِنَ الَّذِينَ مَعَكَ إِنَّ حرف مشبہ بالفعل، رَبَّكَ مرکب اضافی اسم، يَعْلَمُ فعل بفاعل، أَنَّكَ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، تَقُومُ فعل ضمیر فاعل، أَدْنَىٰ ای وقتاً أَدْنَىٰ مفعول فیہ، مِنْ حرف جر، ثُلُثِي اللیل، مرکب اضافی مجرور، جار مجرور متعلق أَدْنَىٰ کے، اور وہ معطوف علیہ، وَ عاطفہ، نِصْفَهُ وثلثہ دونوں أَدْنَىٰ پر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول فیہ ظرف زمان، طَائِفَةٌ موصوف، مِنْ حرف جر الَّذِينَ اسم موصول، مَعَكَ استقر و امحذوف کا ظرف، اور وہ صلہ، اسم موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور متعلق کائنۃ محذوف کے ہو کر صفت، موصوف مع صفت معطوف تَقُومُ کی ضمیر پر الغرض تَقُومُ کمال جملہ فعلیہ خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر بتاویل مصدر يَعْلَمُ کے دو مفعولوں کے درجہ میں، يَعْلَمُ جملہ فعلیہ خبر، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ وَاللَّهُ يَقْدَرُ اللَّيْلَ وَ النَّهَارَ وَ او استثنائی یا بقول دیگر عطفہ اللَّهُ مبتدا، يَقْدَرُ اللیل و النهار جملہ فعلیہ خبر، مبتدا مع خبر جملہ متانفہ، یا ماقبل جملہ پر معطوف، عَلِمَ أَنَّ لَنْ تُحْصَوُهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ۔ عَلِمَ فعل، ضمیر فاعل، راجع اللہ کی طرف، أَنَّ مخففہ من المفعول، لَنْ تُحْصَوُهُ فعل و او ضمیر فاعل، ہا ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر خبر، پھر أَنَّ لَنْ تُحْصَوُهُ عَلِمَ کے لئے بمنزلہ دو مفعولوں کے، عَلِمَ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر معطوف علیہ، فَا عطفہ تَابَ عَلَيْكُمْ جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ متانفہ (لامحل لہا استئناف فی حکم التعلیل، اعراب القرآن) فَا قَرَأُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ۔ فَا جزائیہ، قَرَأُوا فعل بفاعل، مَا اسم موصول، تَيَسَّرَ فعل، ضمیر فاعل راجع ما کی طرف، مِنَ الْقُرْآنِ، متعلق تیسر کے۔

۱۔ جاز العطف من غیر توکید بالضمیر المنفصل لوجود الفاصل  
۲۔ من القرآن کو تیسر کی ضمیر سے تیز اور حال بنانا بھی صحیح ہے۔ (اعراب القرآن و صرف و بیان)

پھر وہ صلہ، اسم موصول مع صلہ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ جزاء، اور شرط  
مقرر ہے اِیْ اِنْ رَغِبْتُمْ فِی الثَّوَابِ . عَلِمَ اَنْ سَیَكُوْنَ مِنْكُمْ مَّرَضٰی وَآخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ  
عَلِمَ فعل بفاعل، اَنْ خَفَفَ مِنَ الْمُثْقَلِ اِیْ اِنَّهُ ضَمِیرِ شَانِ اس کا اسم، سَیَكُوْنَ فعل ناقص مِنْكُمْ محذوف کے متعلق  
ہو کر یَكُوْنَ کی خبر مقدم، مَرَضٰی معطوف علیہ، وَاو حرف عطف، آخَرُوْنَ موصوف یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ جملہ  
فعلیہ صفت۔ یَضْرِبُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ جملہ فعلیہ حال یَضْرِبُوْنَ کی ضمیر سے، الغرض آخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ موصوف  
صفت معطوف علیہ معطوف، وَاو عاطفہ۔ آخَرُوْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ..... موصوف صفت معطوف، تینوں  
معطوفات مل ملا کر یَكُوْنَ فعل ناقص کا اسم، فعل ناقص مع اسم و خبر اَنْ خَفَفَ کی خبر، اور اَنْ خَفَفَ مع اسم و خبر بتاویل مصدر  
عَلِمَ کے دو مفعولوں کے قائم مقام، پھر علم حسب سابق جملہ متانفہ، (فی حکم التعلیل) فَاَقْرَؤْا مَا تَبَسَّرَ مِنْهُ حسب  
سابق۔ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَاقْرَؤُوا اللّٰہَ قُرْآٰنًا حَسَنًا..... ترکیب آسان ہے، تینوں جملے  
معطوف و معطوف علیہ ہو کر ماقبل اَقْرَؤْا پر معطوف، (قُرْآٰنًا حَسَنًا مفعول مطلق) وَمَا تَقَدَّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ  
خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَیْرًا وَاَعْظَمَ أَجْرًا وَاو اعتراضیہ مَا اسم شرط، مفعول بہ مقدم تَقَدَّمُوا کا،  
تَقَدَّمُوا فعل بفاعل، لِأَنْفُسِكُمْ متعلق تقدموا کے، مِنْ خَیْرٍ کائنات محذوف کے متعلق ہو کر مَا سے حال۔  
تَقَدَّمُوا مکمل جملہ شرط، تَجِدُوا فعل، وَاو ضمیہ فاعل، مَا ضَمِیرِ مفعول بہ اول، عِنْدَ اللّٰهِ ظرف تَجِدُوا کا، ہو  
ضمیر فصل، خَیْرًا معطوف علیہ وَاو عاطفہ اعظم اسم تفضیل ضمیر متمیز، اَجْرًا متمیز، متمیز مع تیز فاعل اور پھر اعظم  
معطوف خَیْرًا کا، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ ثانی، پھر جملہ تَجِدُوا الخ جواب شرط، شرط مع جواب  
جملہ مقترضہ تعلیلیہ۔ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ جملہ انشائیہ ماقبل اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ پر معطوف، اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ جملہ  
اسمیہ تعلیلیہ (تعلیل للاستغفار، رحیم خبر ثانی)

**فائدہ** قَوْلُهُ عَلِمَ اَنْ لَنْ تُخْصَوْهُ: ہا ضمیر کا مرجع یُقَدَّرُ کے ضمن میں جو مصدر مفہوم ہے وہ ہے، اِی علم  
انہ لا یصح منك ضبط الارقات.

**فائدہ** تحصوہ: میں جو ضمیر ہے مثلاً اس کو ہ ضمیر نہ کہنا چاہئے بلکہ ہا ضمیر کہنا چاہئے، اس کی پوری تفصیل تدریس  
قرآن پارہ نم، سورۃ النبا کے ختم پر ہے۔

**سوال** عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرًا الخ ہو ضمیر فصل دو معروفوں کے درمیان آتی ہے، حالانکہ اس کے بعد خیراً معروف  
نہیں، بلکہ مکرہ ہے۔

**جواب** خیراً خالص مکرہ نہیں ہے بلکہ معروف کے مشابہ ہے، اس وجہ سے کہ اس پر حرف تعریف داخل نہیں ہوتا اگر یہ خالص  
مکرہ ہوتا تو اس پر دخول الف لام درست ہوتا۔ (اور دخول الف لام بایں وجہ درست نہیں کہ جب اسم تفضیل مِنْ کے ساتھ

استعمال ہوتا ہے تو اس پر الف لام نہیں آتا (من خواہ لفظاً ہو یا فقہاً یا ایہاں فقہ یا اب ای ہو حیراً مماً حلفتمہ  
**البلاغۃ** **قوله** فاقروا ما تيسر من القرآن اس میں مجاز مرسل ہے لہذا ات جہ نمازہ جز ہے اس میں اس  
 مراد ہے، **قوله** واليموا الصلوة الي قوله وما تقدموا لانفسكم من حیر اس میں فاعلام بعد الف لام ہے۔  
**قوله** واقروا الله فرضاً حسناً اس میں استعارہ تہیہ ہے کہ فقہاء و سائین کے ساتھ احسان کرنے والے  
 العالمین کو قرض دینے سے تعبیر کیا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## سُورَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ

يٰٓأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَأَنْذِرْ ۝ وَرَبِّكَ فَكْبَرُ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝

اے پڑے میں لپٹنے والے • اٹھو پھر ڈراؤ • اور اپنے رب کی بڑائیاں بیان کرو • اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو •

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝ فَإِذَا نَقَرُ فِي

اور بتوں سے الگ رہو • اور کسی کو اس غرض سے مت دو کہ زیادہ معاوضہ چاہو • اور اپنے رب کے واسطے صبر کیجئے • پھر جس وقت سور

النَّاقُورِ ۝ فَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ۝ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ ۝

پھونکا جائے گا • سو وہ وقت یعنی وہ دن کافروں پر ایک سخت دن ہوگا جس میں ذرا آسانی نہ ہوگی •

**ربط** سورہ مژمل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ مقصود اور انذار کفار جمعاً مذکور تھا، اس سورت میں انذار مقصوداً

اور تسلیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جمعاً مذکور ہے، اسی لئے سابقہ سورت میں تسلیہ کی آیات زیادہ اور انذار کی کم، اور یہاں

انذار کی زیادہ اور تسلیہ کی کم ہیں، اور اس سورت میں بعض واقعات کی طرف بھی اشارہ ہے۔

**تشریح** روایات صحیحہ کی رو سے سب سے پہلے سورہ اقرأ کی ابتدائی آیات مالم يعلم تک نازل ہوئیں، پھر کچھ

مدت تک نزول قرآن کا سلسلہ بند رہا جس کو زمانہ فترت وحی کہا جاتا ہے، اسی زمانہ فترت کے آخر میں یہ واقعہ پیش آیا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں کسی جگہ تشریف لے جا رہے تھے، اوپر سے چٹھ آواز سنی تو آپ نے آسمان کی طرف

نظر اٹھا کر دیکھا کہ وہی فرشتہ جو مارجرام میں سورہ اقرأ کی آیات لے کر آیا تھا وہ آسمان کے نیچے فضاء میں ایک معلق کرسی پر

بیٹھ ہوا ہے، اس کو اس حال میں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وہی طبعی رعب اور ہیبت کی کیفیت طاری ہو گئی جو عار

حرام میں ہوئی تھی، آپ نے گھر آ کر فرمایا: "مَلُونِي زَمَلُونِي" مجھے ڈھانپو، مجھے ڈھانپو، آپ کپڑوں میں لپٹ گئے، اس

پر سورہ مدثر کی ابتدائی آیات فاهجر ثيابك نازل ہوئیں، اس نے آپ کو خطاب یا ایہا المدثر کے الفاظ سے کیا گیا

(مدثر دثار سے مشتق ہے جسکے معنی ان زائد کپڑوں کے ہیں جن کو آدمی لباس کے اوپر سردی وغیرہ کے دفع کرنے کیلئے استعمال کیا کرتا ہے جیسے چادر، چونہ، شیردانی وغیرہ) اور شعار اس کپڑے کو کہتے ہیں جو بدن سے متصل ہو جیسے بنیان وغیرہ) واضح رہے کہ لفظ منزل اور مدثر دونوں تقریباً ہم معنی ہیں، ہو سکتا ہے کہ ایک ہی واقعہ میں ان دونوں کا نزول ہوا ہو یعنی ابھی چند سطر قبل جو واقعہ مذکور ہوا اس میں، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لفظ منزل کے لقب کا واقعہ وہ ہو جس کو احقر نے سورۃ المزمل کی تفسیر میں نقل کیا ہے (یعنی دار الندوة میں مشورہ کرنے کا) اور سورۃ مدثر کا واقعہ وہ ہو جو یہاں اوپر مذکور ہوا۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! **يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ** الخ اے کپڑے میں لپٹنے والے اٹھو، یعنی اپنی جگہ سے اٹھو، یا یہ مطلب ہے کہ مستعد ہو جاؤ، پھر ڈراؤ (یعنی کافروں کو ڈراؤ) نذیر اور بشیر دونوں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء کرام کے لقب ہیں، نذیر کے معنی ہیں شفقت و ہمدردی کی بناء پر مضر چیزوں سے ڈرانے والا، (جیسے باپ اپنے بچہ کو سانپ بچھو وغیرہ سے ڈراتا اور بچاتا ہے) اور بشیر کے معنی ہیں خوشخبری سنانے والا، اس جگہ صرف انذار کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ یہ آیت بالکل ابتدائے نبوت کی ہے، اس وقت مسلمان گئے چنے چند ہی تھے باقی سب کفار و مکشرین تھے جو کسی بشارت کے مستحق نہیں تھے بلکہ انذار یعنی ڈرانے ہی کے مستحق تھے اس لئے یہاں انذار کا ذکر ہی مناسب تھا۔ **وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ** اور صرف اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے (کہ تبلیغ میں سب سے پہلی چیز توحید ہے، مفعول بہ یعنی ربک کو بقصد حصر مقدم کیا گیا ہے) **وَيَذَّابُنْكَ فَطَهِّرْ** یہاں سے بعض ضروری اعمال و عقائد و اخلاق کی تعلیم ہے چنانچہ فرمایا کہ اپنے کپڑے کو پاک رکھئے یعنی نجاست اور گندگی سے کپڑے پاک صاف رہنے چاہئے کہ ظاہری طہارت کا اہتمام بھی ضروری ہے، یہ اعمال میں سے ہے اور چونکہ ابتدا میں نماز نہ تھی اس لئے یہاں اس کا حکم نہیں ہوا، بیان القرآنؑ۔ **وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ** اور بتوں سے الگ رہو، جیسے اب تک الگ ہو، یہ عقائد میں سے ہے، یعنی بدستور سابق توحید پر دوام اور ہمیشگی رکھو، اور باوجودیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرک میں مبتلا ہونے کا کوئی احتمال نہ تھا پھر بھی یہ حکم اس لئے دیا گیا کہ عقیدہ توحید کی اہمیت معلوم ہو کہ معصوم کو بھی باوجود احتیاج نہ ہونے کے اس کی تعلیم کی جاتی ہے۔ **وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْبِرُ** اور کسی پر احسان اس نیت سے نہ کرو یعنی کسی کو ہدیہ تحفہ اس غرض سے مت دو کہ دوسرے وقت میں زیادہ معاوضہ چاہو، یہ حکم اخلاق کی قبیل سے ہے اور گود و دوسروں کے لئے یہ امر جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان چونکہ اعلیٰ و ارفع ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کو بھی حرام کر دیا گیا۔ **وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ** اور پھر انذار و تبلیغ میں جواہر اپیش

۱۔ سورہ مزمل پہلے نازل ہوئی یا سورۃ مدثر تو اس سلسلہ میں یہ بات گوش گذار فرمائیں کہ صحیحین کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سورہ مدثر نازل ہوئی (یعنی فطرت وحی کے بعد) اور روح المعانی میں جابر بن زید تابعی سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ سورہ مدثر، منزل کے بعد نازل ہوئی، الغرض کون پہلے نازل ہوئی اور کون بعد میں اس میں روایتیں مختلف ہوئیں۔

۲۔ معارف القرآن میں تفسیر مظہری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مجازی طور پر عمل کو بھی ثواب اور لباس کہا جاتا ہے، نیز قلب اور نفس کو بھی، غلب اور دین کو بھی، اور انسان کے جسم کو بھی لباس سے تعبیر کیا جاتا ہے، مطلب یہ ہوگا کہ اپنے کپڑوں اور جسم کو ظاہری ناپاکی اور قلب و نفس کو عقائد باطلہ و اخلاق رذیلہ سے پاک رکھئے۔ ۳۔ بتوں سے الگ رہنے کا حکم دراصل امت کے لئے تعلیم ہے، جو غایت تاکید کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے دیا گیا ہے تاکہ امت یہ سمجھے کہ جب بغیر معصوم کو بھی اس کا حکم ہے تو ہمیں اس کا کیسا اہتمام کرنا چاہئے۔ (معارف)

آئے اس پر اپنے رب کی خوشنودی کے واسطے صبر کیجئے۔ (یہ خاص اخلاق تبلیغ سے متعلق ہے) فَإِذَا نُفِرَ فِي النَّاقُورِ فَلَذِكْ يَوْمَ غَسِيرَ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ نَسِيرٍ۔ پھر اس ڈرانے کے بعد جو کوئی ایمان نہ لائے اس کے لئے یہ وعید ہے کہ جس وقت صور پھونکا جائے گا سو وہ وقت یعنی وہ دن کافروں پر ایک سخت دن ہوگا، جس میں ذرا آسانی نہ ہوگی۔ (مومنین اگر سختی بھی دیکھیں گے تو کچھ مدت کے بعد پھر آسانی کر دی جائے گی، ترجمہ شیخ الہند) آگے بعض خاص کفار کا ذکر ہے۔

**لغات** المدثر: کپڑے میں لپٹنے والے، اسم فاعل واحد مذکر، قَدَثَرُ بالثوب قَدَثَرًا: (تفعیل) کپڑے میں لپٹنا۔ (۲) چادر کھیل اوڑھنا، اصل میں مُتَدَثِّرٌ تھا تائے تفعیل کو دال سے بدل کر دال کا دال میں ادغام کر دیا۔ کَبُرَ: امر واحد مذکر حاضر، بڑائی بیان کرنا، کَبُرَ فَلَانٌ تَكْبِيرًا (تفعیل) تعظیم اور بڑائی بیان کرنا۔ طَهَّرَ: امر واحد مذکر حاضر، طَهَّرَ الشَّيْءَ بِالماءِ وَغیره تطهیراً: (تفعیل): پانی وغیرہ سے دھو کر پاک صاف کرنا (۲) عیوب و نقائص سے بری کرنا، الوُجُز: اسم، بت، بتوں کی پرستش (۲) گندگی۔ لَا تَمْنُنْ: نہی واحد مذکر حاضر۔ مَنْ عَلَيْهِ بَكْلًا (ن) مَنَّا: بھلائی کرنا۔ تَسْتَكْثِرُ: مضارع واحد مذکر حاضر، اسْتَكَثَرَ، اسْتَكْثَرًا (استفعال) کوئی چیز زیادہ چاہنا (مادہ کثر ہے کثر الشَّيْءِ (ك) كَثْرَةً زیادہ ہونا) نَفَرَ: ماضی مجہول واحد مذکر غائب، نَفَرَ فِي الصُّورِ (ن) نَفَرًا: صور پھونکنا، (۲) بگل بجانا۔ نَاقُورٌ: اسم، صور، سینک نما چیز جس میں پھونک مار کر آواز نکالی جائے جمع نواقر۔ غَسِيرٌ: صیغہ صفت، واحد مذکر، سخت، بھاری، غَسِرَ (ك) غَسِرًا وَغَسَارَةً: کٹھن ہونا۔ یَسِيرٌ: صفت مشبہ، واحد مذکر، آسان، یَسِرُ الشَّيْءُ (س) يَسَرًا: آسان ہونا وَیَسِرُ الشَّيْءُ (ك) يُسِرًا وَیَسَارَةً آسان ہونا، کم اور معمولی ہونا۔

**ترکیب** يٰأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ..... حسب سابق حرف ندا اپنے منادی سے مل کر ندا، قُمْ فَأَنْذِرْ معطوف و معطوف علیہ ہو کر پھر معطوف علیہ (أَنْذِرْ) کا مفعول بہ محذوف ہے، ای اہل مکہ بالنار۔ جلالین) وَرَبُّكَ فَكَبُرْ۔ واو عاطفہ رَبُّكَ مفعول بہ مقدم کَبُرْ کا، فا عاطفہ۔ کَبُرَ فعل امر، ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر معطوف فعل مقدر قُمْ پر، ای وَقُمْ فَكَبُرْ رَبُّكَ، یہ دونوں آپس میں معطوف و معطوف علیہ ہو کر ماقبل قُمْ فَأَنْذِرْ سے معطوف علیہ معطوف، وثيابك فطهر..... واو عاطفہ ثيابك مفعول بہ مقدم طَهَّرْ کا، فا عاطفہ طَهَّرَ فعل، ضمیر فاعل، فعل

- ۱۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ گناہوں سے دور رہ۔
- ۲۔ نفر کے اصل معنی کھٹ کھٹ کرنے کے ہیں اور کھٹ کھٹ کرنے کے لئے آواز نکالنا ضروری ہے، اور صور پھونکنے سے آواز نکلتی ہے اس لئے اس کا ترجمہ صور پھونکنا کیا جاتا ہے۔
- ۳۔ بعض نے اس فاکوزائد مانا ہے کیونکہ صلف کے لئے واو موجود ہے، بعض نے فاکوزائد مانا اور حسب مقام شرط مقدر ہوگی کائنہ قبل و بعد کائن فلا تدع تکبرہ، بعض نے کہا تھا پوشیدہ ہے اس کے جواب میں لا آئی ہی واما ربك فکبر، مگر اس پر ابن ہشام نے معنی الیہب میں رد کیا کہ اس میں حذف بعد حذف ہے اس لئے کہ اما خود مہما یکن من شیء کے عوض میں ہوتا ہے اور جب اس کو کلام سے حذف کر دیا اور اس کے عوض میں کوئی لفظ نہیں آیا تو اس کے حذف پر کوئی دلیل نہیں ہے، لہذا سب سے بہتر صورت یہی ہے کہ یہ عاطفہ ہے اور ہر جگہ فعل محذوف ہے، مثلاً قُمْ فَأَنْذِرْ یا ان چیچہ۔ (امراب القرآن و صرفہ بیان)

اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر معطوف فعل مقدّر قُمْ پر ای وَقُمْ فَطَهِّرْ لِيَايَاكَ، یہ دونوں باہم معطوف و معطوف علیہ ہو کر ماقبل سے معطوف علیہ معطوف، وَالرُّجُزُ فَاهْجُرْ واو عاطفہ الرُّجُزُ مفعول بہ مقدم اھجر کا، فا عاطفہ اھجر فعل، ضمیر انت فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر معطوف فعل مقدّر قُمْ پر ای وَقُمْ فَاهْجُرْ الرُّجُزُ، یہ دونوں باہم معطوف و معطوف علیہ ہو کر ماقبل سے معطوف علیہ معطوف، وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ واو عاطفہ لَا تَمْنُنْ فعل نہی، ضمیر انت ذوالحال، تَسْتَكْثِرُ جملہ فعلیہ حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، فعل نہی اپنے فاعل سے مل کر معطوف علیہ معطوف، وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ واو عاطفہ لِرَبِّكَ متعلق مقدم اصبر کے، فا عاطفہ، اصبر فعل امر، ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق مقدم سے مل کر معطوف فعل مقدّر قُمْ پر ای وَقُمْ فَاصْبِرْ لِرَبِّكَ، یہ دونوں باہم معطوف و معطوف علیہ ہو کر ماقبل سے معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر جواب ندا، ندا مع جواب ندا جملہ مستانفہ۔

فَإِذَا نُفِرَ فِي النَّاقُورِ فَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ..... فَاسْتَنَافَيْهِ- إِذَا ظَرْفِيهِ مضاف مضمّن معنی شرط، نُفِرَ فعل مجہول، فی الناقور نائب فاعل، مکمل جملہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف اس کا جس پر عَسِيرٌ دلالت کر رہا ہے ای عَسِرَ الامرُ علی الکافرین۔ فا رابطہ، ذلک مبتدا، (ذلک اشارۃ الی وقت النقر المفہوم من فاذا نُفِرَ الخ) یومئذ ذلک سے بدل (مبنی علی الفتح لاضافتہ الی غیر متمکن) یومٌ موصوف عسیر علی الکافرین شبہ جملہ صفت، غیر یسیر صفت ثانی برائے تاکید، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر خبر، مبتدا مع خبر جواب شرط۔

ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ۝۱۱ وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَمْدُودًا ۝۱۲ وَبَنِينَ شُهُودًا ۝۱۳
مجھ کو اور اس شخص کو رہنے دو جس کو میں نے اکیلا پیدا کیا • اور اس کو کثرت سے مال دیا • اور پاس رہنے والے بیٹے •
وَمَهْدَتُّ لَهُ تَمَهِيدًا ۝۱۴ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ۝۱۵ كَلَّا إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا ۝۱۶
اور سب طرح کا سامان اس کے لئے مہیا کر دیا • پھر بھی اس بات کی ہوس رکھتا ہے کہ اور زیادہ دوں • ہرگز نہیں وہ ہماری آیتوں کا مخالف ہے •
سَأَرْهُقُهُ صُعُودًا ۝۱۷ إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۝۱۸ فَقَتِلَ كَيْفَ قَدَرَا ۝۱۹
میں اس کو عنقریب دوزخ کے پہاڑ پر چڑھاؤں گا • اس شخص نے سوچا پھر ایک بات تجویز کی • سو اس پر خدا کی مار ہو کیسی بات تجویز کی •
ثُمَّ قَتِلَ كَيْفَ قَدَرَا ۝۲۰ ثُمَّ نَظَرَ ۝۲۱ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝۲۲ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝۲۳
پھر اس پر خدا کی مار ہو کیسی بات تجویز کی • پھر دیکھا • پھر منہ بتایا اور زیادہ منہ بتایا • پھر منہ پھیرا اور تکبر ظاہر کیا •

۱۔ بعض نے فلاسیفہ قرار دیا کہانہ قیل اصبر علی اداہم فبین ایدیہم یوم ہائل یلقون فیہ عاقبۃ اذاہم۔  
 ۲۔ خود عسیر عامل نہ ہوگا بعض نے کہا اذا نفور کا عامل ذلک اسم اشارہ کے معنی ہیں۔



فَقَالَ إِنَّ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْتَرُ ۝۳۱ إِنَّ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝۳۲

پھر بولا کہ یہ تو جادو ہے منقول • بس یہ تو آدمی کا کلام ہے •

**تشریح** یہ آیات ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئیں جس کا واقعہ یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے مال و اولاد خوب دی تھی، بقول ابن عباسؓ اس کی زمین، جائداد اور باغات مکہ سے طائف تک پھیلے ہوئے تھے، اور بقول ثوری اس کی سالانہ آمدنی ایک کروڑ دینار تھی، بعض نے اس سے کم بھی بتلائی ہے، اور یہ عرب کا سردار مانا جاتا تھا، لوگوں میں اس کا لقب ریحانہ قریش مشہور تھا، یہ خود اپنے کو بطور فخر و تکبر وحید ابن الوحید یعنی یکتا کا بیٹا یکتا کہا کرتا تھا، کہ نہ قوم میں میری کوئی نظیر ہے نہ میرے باپ مغیرہ کی (قرطبی) مگر اس ظالم نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی، اور قرآن کو کلام الہی یقین کر لینے کے باوجود جھوٹی بات بنائی، اور قرآن کو سحر کہا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساحر کہا، اس کا واقعہ تفسیر قرطبی میں یہ بیان کیا ہے کہ جب قرآن کی آیت حم تنزيل الکتب من اللہ العزیز العلیم سے الیہ المصیر تک نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاوت کر رہے تھے، جب ولید بن مغیرہ نے یہ قرأت سنی تو بے ساختہ اس کے کلام الہی ماننے اور یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ واللہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایسا کلام سنا ہے جو نہ کسی انسان کا کلام ہو سکتا ہے نہ کسی جن کا، اور اس میں بڑی حلاوت ہے، اور اس پر خاص رونق ہے، اس کا اعلیٰ پھل دینے والا اور اسفل پانی جاری کرنے والا ہے، وہ بلاشبہ سب سے بلند و بالا ہو کر رہے گا، اس پر کوئی غالب نہیں ہو سکتا، یہ بشر کا کلام نہیں، چنانچہ عرب کے سب سے بڑے مالدار و سردار کے اس طرح کہنے سے قریش کے کافر سرداروں کو فکر اور بیحد تشویش ہوئی اور جمع ہو کر مشورہ کرنے لگے، ابو جہل نے کہا فکر نہ کرو میں ابھی اس کو ٹھیک کروں گا (یعنی ولید بن مغیرہ کو، کہ کیوں اس نے محمد سے سنے ہوئے کلام کو کلام الہی بتایا)

**ابو جہل اور ولید بن مغیرہ کا مکالمہ اور آنحضرت ﷺ کی حقانیت پر دونوں کا اتفاق:** ابو جہل، ولید بن مغیرہ کے پاس غمگین صورت بنا کر پہنچا، ولید نے اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے غمگین نظر آتے ہو، ابو جہل نے کہا کہ غمگین کیسے نہ ہوں، یہ سارے لوگ باہم چندہ کر کے تجھے مال دیتے ہیں کہ اب تو بوڑھا ہو گیا ہے تیری مدد کرنا چاہئے، اور تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ابن ابی قحافہ (ابو بکرؓ) کے پاس اس لئے جاتے ہو کہ کچھ کھانے پینے کو مل جائے، اور ان کی خوشامد میں ان کے کلام کی تعریف کرتے ہو (ظاہر ہے کہ قریش کا چندہ کر کے ولید کو دینا، اور ولید کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانے پینے کی چیزیں لینا، سب جھوٹ تھا) اس پر ولید کو بیحد غصہ آیا اور کہنے لگا کہ کیا میں محمد اور ان کے ساتھیوں کے ٹکڑوں کا محتاج ہوں، کیا تمہیں میرے مال کی کثرت معلوم نہیں، قسم ہے لات و عزی کی کہ میں اس کا ہرگز محتاج نہیں، البتہ تم جو یہ کہتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجنون ہیں یہ بات بالکل غلط ہے اس کا کوئی یقین نہیں کر سکتا کیا تم میں سے کسی نے ان کو کوئی مجنونانہ کام کرتے دیکھا ہے، ابو جہل نے اقرار کیا کہ لا

یعنی واللہ ہم نے کوئی ایسا کام ان کا نہیں دیکھا، پھر ولید نے کہا کہ تم لوگ ان کو شاعر کہتے ہو کیا تم نے ان کو کبھی شعر کہتے ہوئے سنا ہے، ابو جہل نے اس پر بھی یہی کہا لا واللہ، پھر ولید نے کہا کہ تم لوگ ان کو کذاب کہتے ہو تو بتلاؤ کہ تم نے عمر بھر میں کبھی ان کی کسی بات کو جھوٹا پایا ہے، اس پر بھی ابو جہل کو یہی اقرار کرنا پڑا کہ لا واللہ، پھر ولید نے کہا کہ تم لوگ ان کو کافران کہتے ہو، کیا تم نے ان کے کلمات کا ہنوں جیسے سنے ہیں، اس پر بھی ابو جہل نے کہا لا واللہ، تمام الزامات سے ابو جہل دستبردار ہو گیا، اب فکر یہ پڑی کہ آخر پھر کیا کہہ کر لوگوں کو اسلام سے روکا جائے، اس لئے خود ولید ہی کو خطاب کر کے کہا کہ پھر تم ہی بتلاؤ کہ ان کو کیا کہا جائے، اس پر اس نے پہلے تو اپنے دل میں سوچا، اور ایک بات تجویز کی، پھر ابو جہل کی طرف نظر اٹھائی، پھر منہ بنایا جس سے نفرت کا اظہار ہو پھر اور زیادہ منہ بنایا اور آخر میں کہنے لگا کہ چونکہ ان کے کلام کا اثر ایسا ہوتا ہے جیسے ساحروں کے کلام کا، کیونکہ جو آپ پر ایمان لے آتا ہے تو وہ اپنے کافر ماں باپ اور رشتہ داروں سے نفرت کرنے لگتا ہے، اور جادوگر بھی اپنے عمل سے میاں بیوی اور بھائی بھائی میں جدائیگی کر دیتا ہے، اس لئے اگر ان کو ساحر کہو تو بات چل جائے گی، حالانکہ یہ گنجت خوب جانتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساحر بھی نہیں ہے، اسی کو قرآن نے انہ فکرو وقدرو الخ سے بیان کیا، اور اس پر لعنت فرمائی۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ کو اور اس شخص کو اپنے اپنے حال پر رہنے دو جس کو میں نے مال و اولاد سے خالی اور اکیلا پیدا کیا (ظاہر ہے کہ بوقت پیدائش آدمی کے پاس نہ مال ہوتا ہے اور نہ اولاد، مراد اس سے ولید بن مغیرہ ہے جس کا قصہ تحریر ہو چکا، مطلب یہ ہے کہ ایسے منکروں کے معاملہ میں آپ غمگین نہ ہوں اور نہ ان کو مہلت ملنے سے تنگ دل ہوں بلکہ مجھ کو اور اس شخص کو اپنے اپنے حال پر چھوڑ دو میں ان سے خود نمٹ لوں گا) وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَمْدُودًا الخ اور میں نے اس کو کثرت سے مال دیا، اور پاس رہنے والے بیٹے دیئے، (شہوداً کے لفظ سے معلوم ہوا کہ اپنی اولاد کا اپنے پاس ہونا بھی ایک بڑا انعام ہے جو باپ کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور سکون قلب کا ذریعہ ہے، اس کے دسویں بیٹے ہمہ وقت آنکھوں کے سامنے رہتے اور مجلس میں باپ کی عزت بڑھاتے اور دھاک بٹھلاتے تھے اور تجارتی کاروبار اور دیگر کام کاج کے لئے نوکر چاکر بہت تھے۔ وَمَهَذْتُ لَهُ ظَهْرًا۔ اور میں نے سب طرح کا سامان اس کے لئے مہیا کر دیا تھا، یعنی دنیا میں خوب عزت جمادی، چنانچہ تمام قریش ہر مشکل کام میں اسی کی طرف رجوع کرتے اور اس کو اپنا حاکم جانتے تھے۔ ثُمَّ بَطِمْتُ أَنْ أُزِيدَ۔ پھر بھی اس بات کی ہوس رکھتا ہے کہ میں اس کو اور زیادہ دوں، (یعنی بجائے اس کے کہ مال و اولاد کے ملنے پر شکر بجالاتا اور ایمان لے آتا، اس نے یہ کیا کہ ہمیشہ بت پرستی کی، اور مزید مال جمع کرنے کی حرص وہوس میں منہمک رہا، چنانچہ فرماتے ہیں کہ) كَلَّا إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا۔ ہرگز نہیں، یعنی وہ شخص زیادہ دیئے جانے کے ہرگز قابل نہیں، کیونکہ وہ ہماری آیتوں کا مخالف ہے، کہ قرآن کو

۱۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اس کے تیرہ بیٹے تھے، ایک قول یہ ہے کہ دس بیٹے تھے، متعلق فرماتے ہیں کہ سات تھے یعنی ولید بن ولید، خالد، عمارۃ، ہشام، عاص، قیس، عبد شمس، بڑی ایک بھی تھی، ان بیٹوں میں تین بیٹے ہشام ابن ولید، ولید ابن ولید، خالد بن ولید مسلمان ہو گئے تھے۔

جادو اور کلام بشر کہتا ہے، (کہتے ہیں کہ ان آیات کے نزول کے بعد اس کی ترقی بند ہو گئی، چنانچہ پھر نہ کوئی اولاد ہوئی اور نہ کچھ مال بڑھا، آخر فقیر ہو کر ذات کے ساتھ مر گیا) (ترجمہ شیخ الہند) سَارِهَقَهُ صُغُوذًا۔ مذکورہ سزا تو دنیا میں ہوئی اور آخرت میں یہ سزا ملے گی کہ میں اس کو عنقریب یعنی مرنے کے بعد صعود پر یعنی دوزخ کے پہاڑ پر چڑھاؤں گا (حدیث ترمذی میں مرفوعاً ہے کہ صعود دوزخ میں ایک پہاڑ ہے، ستر برس میں اس کی چوٹی پر پہنچے گا پھر وہاں سے گر پڑے گا، پھر اسی طرح ہمیشہ چڑھے گا اور گرے گا، وجہ اس کی وہی عناد اور ناشکری ہے جو اوپر مذکور ہوئی، اور کچھ تفصیل اس کی یہ ہے کہ) اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ الْخَ اس نے سوچا، یعنی قرآن کی شان میں سوچا کہ کیا بات تجویز کروں، پھر سوچ کر ایک بات تجویز کی۔ ثُمَّ نَظَرَ پھر نگاہ کی، یعنی نظر اٹھائی کہ وہ تجویز کی ہوئی بات حاضرین سے کہوں۔ ثُمَّ عَبَسَ وَنَسَرَ پھر منہ بنایا، (تا کہ دیکھنے والے سمجھیں کہ اس کو قرآن سے بہت کراہت و ناپسندیدگی ہے) اور زیادہ منہ بنایا۔ ثُمَّ اَذْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ۔ پھر منہ پھیرا اور تکبر ظاہر کیا اور غرور و تکبر کے انداز میں کہنے لگا اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ يُؤْتٰرُ اِنْ هٰذَا اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ۔ کہ بس یہ تو جادو ہے جو اوروں سے منقول ہے، بس یہ تو آدمی کا کلام ہے، (مطلب یہ ہے کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ بشر کا کلام ہے جس کو آپ کسی جادوگر سے نقل کر دیتے ہیں، حالانکہ یہ متکبر شخص ولید بن مغیرہ پہلے قرآن کی حقانیت کا اقرار کر چکا تھا) آگے اس عناد کی سزا تفصیلاً بیان فرماتے ہیں جیسا کہ سارہقہ میں اجمالی سزا کا ذکر ہے۔

### لغات

وَجِيذًا: صفت مشبہ واحد مذکر، تنہا اکیلا، وَخَذَ يَخْذُ (ض) وَخَذًا وَجِدَةً وَوَحْدَةً: اکیلا ہونا، ایک ہونا، تنہا ہونا۔ مَمْدُودًا: اسم مفعول واحد مذکر، کثیر (۲) کشادہ، مَدَّ (ن) مَدًّا بڑھانا، شَهُودًا: حاضر یعنی پاس رہنے والے، شَاهِدٌ کی جمع شُهَدَاءُ الْمَجْلِسِ (س) شُهُودًا: حاضر ہونا (مزید تفصیل در سورہ بروج) مَهْدُتٌ: ماضی واحد متکلم، مَهْدَ الْأَمْرِ تمہیداً: کسی معاملہ کو آسان کرنا، ہموار کرنا، مہیا اور تیار کرنا۔ يَطْمَعُ: مضارع واحد مذکر غائب، طَمِعَ (س) طَمَعًا: چاہنا، لالچ کرنا۔ غَنِيْدًا: صفت مشبہ واحد مذکر، مخالف، ضِدِّي غِنْدٌ فَلَانٌ (ض) غِنْدًا وَغُنُوْدًا: مخالف ہونا، نہ ماننا، تکبر کرنا۔ اَرْهَقَ: مضارع واحد متکلم، اَرْهَقَ فَلَانًا (افعال) اِرْهَاقًا: پریشانی میں ڈالنا، کسی کام کے کرنے پر مجبور کرنا۔ (حضرت تھانویؒ نے آیت کا وہ ترجمہ کیا ہے جو حاصل ترجمہ ہے)۔ صُغُوْدًا: مشقت، دشوار گزار گھاٹی (۲) دوزخ کے ایک پہاڑ کا نام، جمع اَصْعَدَةٌ وَصُعْدٌ۔ فَكَّرَ: ماضی واحد مذکر غائب (تفعیل) فَكَّرَ تَفْكِيرًا: غور کرنا، سوچنا، عَبَسَ: ماضی واحد مذکر غائب، عَبَسَ: (ض) عَبَسًا وَغَبُوءًا: ترش رو ہونا، بَسَرَ: ماضی واحد مذکر غائب، بَسَرًا (ن) بَسَرًا وَبُسُورًا: ترش رو ہونا، چہرہ پر شکن پڑنا، اَذْبَرَ: ماضی واحد مذکر غائب، اَذْبَرَ اِذْبَارًا پیٹھ پھیرنا، سَحَوُ: مصدر از باب فتح، یہاں بطور حاصل مصدر مستعمل ہے بمعنی جادو، جمع اَسْحَارٌ وَمُسْحُورٌ۔ يُؤْتَرُ: مضارع مجہول واحد مذکر غائب، اَثَرُ الْحَدِيثِ (ن) اَثَرًا: بات نقل کرنا، بَشَرٌ: انسان، واحد اور جمع دونوں کے لئے، تَشْنِيْہُ کے لئے بَشَرِيْنٌ۔

۱۔ دراصل بشرۃ ظاہری کمال کو کہتے ہیں اور ادمۃ باطنی سطح کو، انسان کو بشر اسی لئے کہتے ہیں کہ اس کی کمال ظاہر ہوتی ہے، دیگر حیوانات کی طرح بالوں سے بھی نہیں رہتی۔

**ترکیب** ذُرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیدًا ..... ذَرْ فعل امر، ضمیر انت قائل، نون وقایہ، یا ضمیر مفعول بہ معطوف علیہ، واو عاطفہ مَنْ اسم موصول، خَلَقْتُ فعل بفاعل، ضمیر مفعول محذوف ہے جو کہ ذوالحال ہے، وحیداً حال ای مفرداً، خَلَقْتُ کمل جملہ معطوف علیہ۔ وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَمْدُودًا وَبَنِينَ شُهُودًا ..... وَاو عاطفہ، جَعَلْتُ فعل بفاعل، لَهُ متعلق ہو کر مفعول بہ ثانی، مَالًا مَمْدُودًا موصوف صفت معطوف علیہ وَاو عاطفہ، بَنِینَ شُهُودًا موصوف صفت معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ اول، فعل اپنے قائل اور دونوں مفعولوں سے مل کر معطوف علیہ معطوف۔ وَمَهْدُتٌ لَهُ تَمْهِيدٌ معطوف علیہ معطوف (لَهُ متعلق مہدت کے، تَمْهِيدٌ مفعول مطلق) ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ..... ثُمَّ حرف عطف، للترتیب مع التراخی، يَطْمَعُ فعل بفاعل، ان ازید بتاویل مصدر منصوب بنزع الخافض ای بَأَنْ أَزِيدَ جار مجرور متعلق يَطْمَعُ فعل کے، اور وہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر مَنْ اسم موصول کا صلہ، اسم موصول مع صلہ معطوف لفظ یا ضمیر پر، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے قائل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ متانفہ۔ كَلَّا إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا ..... كَلَّا حرف ردع وزجر، إِنَّهُ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، كَانَ فعل ناقص ضمیر ہو اس کا اسم، لِآيَاتِنَا متعلق عنیداً بمعنی جاحداً کے، صیغہ صفت اپنے قائل وغیرہ سے مل کر خبر کان کی، فعل ناقص مع اسم و خبر، حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ تعلیلیہ (تعلیل للردع) سَأَرَهَقَهُ صَعُودًا ..... سَيْنَ برائے استقبال أَرَهَقَ فعل بفاعل، هَا ضمیر مفعول بہ اول، صَعُودًا مفعول بہ ثانی، (لَاَنْ أَرَهَقَهُ مضمین معنی اُکلفہ)۔ فعل اپنے قائل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ متانفہ بیانیہ۔ إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ..... إِنَّهُ حرف مشبہ بالفعل مع اسم فَكَّرَ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، قَدَّرَ جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، (فَقِيلَ كَيْفَ قَدَّرَ ..... فَاِعتراضیہ قِيلَ جملہ فعلیہ مختصرہ دعائیہ، کَیْفَ حال از ضمیر قَدَّرَ اور قَدَّرَ جملہ تعلیلیہ، ای تعلیل لقوله قِيلَ. ثُمَّ قِيلَ كَيْفَ قَدَّرَ ..... حسب سابق ترکیب ہو کر قِيلَ پر معطوف، وَكَلِمَةً ثُمَّ لِلدَّلَالَةِ عَلَى أَنَّ الثَّانِيَةَ أَبْلَغُ مِنَ الْأُولَى) ثُمَّ نَظَرَ معطوف علیہ معطوف، یعنی مَاقِيلَ فَكَّرَ وَقَدَّرَ پر معطوف۔ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ فَقَالَ ..... مختصر یہ کہ تمام جملے باہم معطوف و معطوف علیہ ہیں اور پھر حرف مشبہ بالفعل کی خبر، اور حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ تعلیلیہ، إِنَّ هَذَا إِلَّا مِصْحَرٌ يُؤْتَرُ ..... إِنَّ نَافِیہ هَذَا مبتداً الاً اداة حصر، مِصْحَرٌ يُؤْتَرُ موصوف صفت خبر، مبتداً مع خبر مقولہ قال کا۔ إِنَّ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ..... إِنَّ نَافِیہ هَذَا مبتداً الا اداة حصر، قَوْلُ الْبَشَرِ مرکب اضافی خبر، مبتداً مع خبر مقولہ قال کا۔

☆☆☆

- ۱۔ قولہ ومن خلقت وحیداً میں دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ ذُرْنِیْ کی ضمیر منصوب سے حال ہو یا خلقت کی تاء ضمیر قائل سے حال ہو ای خلقتہ وحیداً لم یشر کنی فی خلقہ احد فانما اهلكہ ولا احتاج الی نصیر۔  
 ۲۔ اگر أَرَهَقَهُ کو اُکلفہ کے معنی میں نہ لیں تو صعوداً منصوب بنزع الخافض ہوگا، بعض نے اس کو تکرار مانا ہے اور بعض نے مفعول لیا۔

مَسْأَلِيهِ سَقَرَ ﴿٢٦﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرٌ ﴿٢٧﴾ لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ ﴿٢٨﴾ لَوَاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿٢٩﴾

میں اس کو جلدی دوزخ میں داخل کروں گا • اور تم کو کچھ خبر بھی ہے کہ دوزخ کیسی چیز ہے • نقباتی رہندگی اور نہ چھوڑے گی • وہ بدن کی حیثیت بگاڑ دے گی •

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿٣٠﴾ وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً ﴿٣١﴾ وَمَا جَعَلْنَا

اس پر انیس فرشتے ہوں گے • اور ہم نے دوزخ کے کارکن صرف فرشتے بنائے ہیں اور ہم نے جو ان کی

عِدَّتُهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا ﴿٣٢﴾ لِيَسْتَيَقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

تعداد صرف ایسی رکھی ہے جو کافروں کی گمراہی کا ذریعہ ہو، تو اسلئے تاکہ اہل کتاب یقین کر لیں

وَيَزِدَّ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا ﴿٣٣﴾ وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ ﴿٣٤﴾

اور ایمان والوں کا ایمان اور بڑھ جائے اور اہل کتاب اور مومنین شک نہ کریں

وَلَيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ وَالْكَافِرُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا

اور تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے، وہ اور کافر لوگ کہنے لگیں کہ اس عجیب مضمون سے اللہ تعالیٰ کا کیا مقصود ہے

كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ﴿٣٥﴾ وَمَا يَعْلَمُ

اسی طرح اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کر دیتا ہے اور تمہارے رب کے

جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ﴿٣٦﴾ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَى لِّلْبَشَرِ ﴿٣٧﴾

لشکروں کو بجز رب کے کوئی نہیں جانتا۔ اور دوزخ صرف آدمیوں کی نصیحت کے لئے ہے •

**تشریح** یہاں سے ولید بن مغیرہ کے عناد کی سزا تفصیل سے بیان کرتے ہیں کہ مَسْأَلِيهِ سَقَرَ الخ میں اس کو

دوزخ میں داخل کروں گا، اور تم کو کچھ خبر ہے کہ دوزخ کیسی چیز ہے۔

لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ وہ ایسی ہے کہ نہ تو باقی رہنے دے گی یعنی دوزخیوں کی کوئی چیز ایسی باقی نہیں رہے گی جو جلنے

سے بچ جائے، اور جو کفار داخل ہونے سے پہلے جہنم سے باہر ہوں گے ان کو اپنے اندر لئے بغیر نہ چھوڑے گی۔ لَوَاحَةٌ

للبشر وہ جہنم جلا کر بدن کی حیثیت بگاڑ دے گی، (یعنی کفار جب جہنم میں ڈالے جائیں گے تو وہاں ان کے چہرے

آگ سے مجلس کر کباب ہو جائیں گے، اور بدن کی حالت بگڑ جائے گی، اور شکلیں بدنما ہو جائیں گی کہ نیچے کا ہونٹ لٹک

کر ناف کو چھو لے گا، اور اوپر کا ہونٹ پھول کر کھوپڑی تک پہنچ جائے گا، اَللّٰهُمَّ اَعِزَّنَا مِنَ النَّارِ، علیہا تسعة

عشر دوزخ پر انیس فرشتے ہوں گے (جو جہنم کے خازن اور افسر ہیں جن میں سب سے بڑے ذمہ دار کا نام مالک ہے،

وہ فرشتے اہل دوزخ کو انواع انواع کا عذاب دیں گے، اگرچہ عذاب دینے کے لئے ایک فرشتہ بھی کافی ہے مگر انیس

فرشتوں کے مقرر ہونے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عذاب کا بہت ہی اہتمام ہوگا اور خاص طور پر انیس ہی کیوں ہے تو اس عدد

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! ہم نے دوزخ کے کارکن صرف فرشتے بنائے ہیں۔ وَمَا جَعَلْنَا عَدَتِهِمُ الْخ اور ہم نے جو ان کی تعداد (ذکر و حکایت میں) صرف ایسی رکھی ہے جو کافروں کی گمراہی کا ذریعہ ہو، مراد اس سے انیس کا عدد ہے، تاکہ اہل کتاب یقین کر لیں یعنی سننے کے ساتھ ہی، اور ایمان والوں کا ایمان اور بڑھ جائے، اور اہل کتاب اور مومنین شک نہ کریں اور تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے یعنی شک کا مرض ہے وہ۔ اور کافر لوگ کہنے لگیں کہ اس عجیب مضمون سے اللہ تعالیٰ شانہ کا کیا مقصود ہے۔ (الذین فی قلوبہم مرض میں مرض سے مراد نفاق بھی ہو سکتا ہے یعنی منافقین، یعنی یہ لوگ کہیں گے کہ انیس کے عدد سے خدا کی کیا غرض اور کیا مقصود ہے، (بھلا ایسی بے تکی اور غیر موزوں بات کو کون مان سکتا ہے، العیاذ باللہ)

**جواب** یہ ہے کہ یہ بات بطور پیشین گوئی کے ہے یعنی اللہ کو معلوم تھا کہ حضور ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے

جے معارف القرآن میں لکھا ہے کہ اولاً تو ایک فرشتہ ہی سب کے لئے کافی ہے اور انھیں کا عدد جو یہاں بتلایا گیا ہے یہ ان فرشتوں کے بڑوں اور ذمہ داروں کا عدد ہے ان میں سے ہر ایک کے تحت لاتعداد فرشتے ہیں جو کفار و فجار کو عذاب دیں گے۔

جے تمہارا حق کے بعد بھٹے مگر ہو جاتے ہیں اور بھٹے مگر وہ یعنی شک کرنے والے۔

جائیں گے، اور وہاں منافق بھی ہوں گے، جو اس قسم کا مذاق کریں گے جو نزولِ آیت کے وقت اہل مکہ کر رہے ہیں۔

**اہل کتاب کے یقین کی وجہ** ان کے یقین کر لینے کی ایک وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ فرشتوں کے انیس ہونے کا عدد ان کی کتاب میں بھی لکھا ہوا ہے لہٰذا وہ فوراً مان لیں گے۔ اور دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ عدد ان کی کتاب میں نہ ہو لیکن وہ فرشتوں کی قوت کے قائل تھے (لہٰذا انیس بھی تھوڑے نہیں، پس یقین سے مراد عدم انکار و عدم استہزاء ہے، لیکن توجیہ اول ظاہر ہے، بیان القرآن)

**اہل ایمان کے ایمان میں زیادتی کی وجہ** مومنین کے ایمان میں زیادتی کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اہل کتاب کے یقین کو دیکھ کر مومنین کا ایمان کیفیت کے اعتبار سے قوی ہو جائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وحی سابق کی خبر دے رہے ہیں اس لئے آپ ضرور نبی برحق ہیں۔

اور دوسری وجہ ایمان میں زیادتی کی یہ ہے کہ مومنین ایمان تو رکھتے ہی تھے مگر جب کوئی اور مضمون نازل ہوتا تو اس پر بھی ایمان لے آتے، لہٰذا کمیت و مقدار کے اعتبار سے ایمان میں زیادتی ہوئی، اور ولایہ قلاب کو تاکید کے لئے بڑھایا تاکہ یقین کا اثبات اور شک کی نفی دونوں کی تصریح ہو جائے۔

آگے فریقین کے حال پر بطور تفریع کے فرماتے ہیں کہ **كَذَلِكَ يَضِلُّ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ الْخ** اسی طرح اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے، (ایک ہی چیز سے بد استعداد آدمی اس کو ایسی مذاق میں ڈال کر گمراہ ہو جاتا ہے اور جس کے دل میں خوف خدا ہو اس کے ایمان و یقین میں ترقی ہوتی ہے جیسا کہ ابھی مذکور ہوا کہ انیس کا عدد سن کر بعض ٹھٹھا اور شک کرنے لگے اور بعضوں کا ایمان قوی اور مضبوط ہوا)۔ **وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ** تمہارے رب کے لشکروں کو بجز رب کے کوئی نہیں جانتا (یعنی اللہ کے بے شمار لشکروں یعنی فرشتوں کی تعداد کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، انیس تو صرف کارکنانِ جہنم کے افسران ہیں جن کے اعموان و انصار بہت کثرت سے ہیں چنانچہ حدیث مسلم میں ہے کہ جہنم کو اس حال میں حاضر کیا جائے گا کہ اس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی، اور ہر باگ کو ستر ہزار فرشتے پکڑے ہوں گے)۔ **وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْبَشَرِ** اور دوزخ یعنی اس کا حال بیان کرنا صرف لوگوں کی نصیحت کے لئے ہے، تاکہ وہاں کے عذاب کو سن کر ڈریں اور ایمان لائیں (افسرانِ جہنم کے عدد کی قلت یا کثرت وغیرہ کو بیان کرنا مقصود اصلی نہیں)

**ضمائم کے مراجع** **وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ** ضمیر کا مرجع اللہ، و ماہی ای سقر، او عذۃ الخزانۃ او السورۃ (منظہری)

**لغات** **أَصْلِيهِ** مضارع واحد متکلم، **أَصْلَاهُ** النار (الفعال) **إِصْلَاءٌ**: آگ میں ڈالنا، مادہ صَلَّى، صَلَّى النار

۱۔ اگر اب بعد ان کی کتاب میں نہ ہو تو ممکن ہے کتابوں میں تحریف کی وجہ سے وہ ضائع ہو گیا ہو۔

۲۔ وحی سابق سے مراد اہل کتاب کی کتابوں کی خبر ہے یعنی ان کی کتابوں میں جہنم کے کارکنان کا انیس عدد ہونا مذکور ہے۔



(س) صَلَّی وَصَلَّیَا: آگ میں جلنا، سَقَر: آگ، جہنم کا ایک نام، غیر منصرف ہے برہائے علیت و تانیث، سَقَر سے ماخوذ ہے سَقَر النار (ن) سَقَرًا: مجلس دینا۔ لَا تَبْقَى: مضارع متنی واحد مؤنث غائب، (افعال) باقی رکھنا، مادہ بَقِی، بَقِی (س) بَقَاءً: باقی رہنا۔ لَوْاحَةٌ اسم مبالغہ، رنگ بدل دینے والی۔ لَاح (ن) لَوْحًا: رنگ بدلنا، متغیر کرنا، مجلس دینا۔ بَشَرٌ، بَشْرَةٌ کی جمع، کمال، ظاہری جلد۔ عَدْتَهُم: اسم، مقدار، تعداد، جمع عَدَد، لفظہ مصدر از باب (ض) بطور اسم معنی ہوں گے آزمائش (۲) گمراہی۔ یَسْتَبْقِن: مضارع واحد مذکر غائب اِسْتَبْقَانَا (استفعال) یقین کرنا۔ یَزْدَادُ: مضارع واحد مذکر غائب، اَزْدَادُ اِزْدِیَادًا، (افعال) زیادہ ہونا، بڑھنا، اصل میں اَزْدَاد تھا، افعال کے فاکلمہ میں زاء واقع ہونے کی وجہ سے قاتل افعال کو ال سے بدل دیا، مادہ زیدہ ہے، زَاد (ض) زیادۃً: زیادہ ہونا (دیکھئے علم الصیغہ) یُرْتَابُ: مضارع واحد مذکر غائب، اِرْتَابٌ فیہ وبہ (الفعال) ارتیابا: شک وشبہ کرنا، مادہ رَیْبٌ ہے، رَابَه (ض) رَیْبًا وَرَیْبَةً: شک میں ڈالنا (یُرْتَابُ اصل میں یُرْتِیْبُ تھا، یا متحرک ماقبل مفتوح یا کوالف سے بدل دیا) مَرَضٌ: اسم بمعنی بیماری جمع امراض، نیز مصدر بھی ہے از مَرَضَ (س) مَرَضًا: بیمار ہونا۔ یُضِلُّ: مضارع واحد مذکر غائب، اَضَلُّ (الفعال) اِضْلَالًا: گمراہ کرنا، ضَلُّ (ض) ضَلَالًا: گمراہ ہونا، جنود: جُنْدٌ کی جمع، لشکر، فوج۔ ذِکْرٰی: مصدر از باب نصر، نصیحت کرنا (اسم بمعنی نصیحت، جمع ذکریات)

**ترکیب** سَأْصِلِیْہِ سَقَرٌ..... سین حرف استقبال، اَصْلٰی فعل، ضمیر انا فاعل، ہا ضمیر مفعول بہ اول، سَقَر مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ مستانفہ۔ وَمَا اَذْرٰکَ مَا سَقَرٌ..... واو استخانیہ ما اسم استفہام مبتدا، ادری فعل بفاعل جس کا مرجع ما ہے، کاف مفعول بہ اول، ما اسم استفہام مبتدا، سَقَر خبر، مبتدا مع خبر، مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر خبر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ مستانفہ۔ لَا تَبْقٰی وَلَا تَذَرُ..... معطوف و معطوف علیہ جملہ مستانفہ بیانیہ (ہذہ الجملة والجملتان بعدها مستانفات لیان تفخیم شان سَقَر، مظہری)۔ لَوْاحَةٌ لِلْبَشَرِ..... ہی مبتدا محذوف لَوْاحَةٌ لِلْبَشَرِ خبر، (للبشر متعلق لَوْاحَةٌ کے) مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ مستانفہ بیانیہ حسب سابق۔ عَلَیْہَا تِسْعَةُ عَشْرَ..... علیہا جار مجرور ثابت محذوف کے متعلق ہو کر خبر مقدم تِسْعَةُ عَشْرَ ای تِسْعَةُ عَشْرَ مَلٰکَ، ممیز تمیز مل کر مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ مستانفہ بیانیہ، حسب سابق، وَمَا جَعَلْنَا اصْحَابَ النَّارِ اِلَّا مَلٰئِکَةً..... واو استخانیہ، مَا جَعَلْنَا فعل بفاعل، اصْحَابَ النَّارِ، مرکب اضافی مفعول بہ اول، اِلَّا اداة حصر، مَلٰئِکَةً مفعول بہ ثانی، پھر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وَمَا جَعَلْنَا عَدْتَهُم اِلَّا لَفْسَةً

۱۔ لغت میں فن کے معنی ہیں سونے کو آگ میں پکا کر کھانا پینا قرآن کریم میں لفظ فتنہ اور اس کے مشتقات مختلف معانی کے لئے استعمال ہوتے ہیں مثلاً آزمائش، آزمائش کرنا، مصیبت، فساد، کفر، گمراہی، تکلیف دینا، عذاب، بھڑکانا وغیرہ۔

۲۔ سَقَر کو منصوبہ مخرج الکافض بھی مان سکتے ہیں، انی فی سقر بطعنہن اصلہ معنی آخرتہ زحری نے ماصلیہ سقر کو سازہفہ صعوداً سے مل کر اردو کیا ہے۔

۳۔ اِکھر حال سقر سے، و العامل فیہا معنی العظیم فی قولہ ما سقر یا حال پہلے سقر سے۔

۴۔ اِکھر حال پہلے یا دوسرے سقر سے۔

لِلَّذِينَ كَفَرُوا واو عاطفہ ما جعلنا فعل بفاعل، عدتہم مرکب اضافی مفعول بہ اول، الا اداعہ مصدر، فصلۃ موصوف لام جارہ الذین کفروا اسم موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور متعلق کائنۃ کے ہو کر صفت، موصوف مع صفت مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ مستانہ (آنے والے جار مجرور ما جعلنا ثانی کے متعلق ہیں) لَيَسْتَفِيقَنَّ الذین اوتوا الکتاب ويزداد الذین آمنوا ایماناً لام تعلیلیہ، یستفین فعل، الذین اسم موصول اوتوا فعل، واو ضمیر نائب فاعل، الکتب مفعول بہ ثانی اوتوا کا (اور مفعول بہ اول وہ ہے جو کہ نائب فاعل ہے) فعل اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے مل کر صلہ اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ، واو عاطفہ یزداد فعل، الذین آمنوا اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل ایماناً تیز اس نسبت سے جو یزداد فعل کی الذین فاعل کی طرف سے ای یزداد ایمانہم، الغرض فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ معطوف، ولا یرتاب الذین اوتوا الکتاب..... واو عاطفہ لا یرتاب فعل الذین اسم موصول، اوتوا الکتاب حسب سابق ترکیب ہو کر صلہ اسم موصول مع صلہ معطوف علیہ، المومنون معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، تینوں معطوفات مل ملا کر بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور پھر معطوف علیہ یعنی لَیَسْتَفِيقَنَّ الخ. وَلَيَقُولَ الذین فی قلوبہم مرَضٌ وَالْكَافِرُونَ ماذا اراد اللہ بهذا مثلاً..... واو عاطفہ لام تعلیلیہ، بقول فعل الذین اسم موصول فی قلوبہم ثابت کے متعلق ہو کر خبر مقدم، مرَضٌ مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر صلہ، اسم موصول مع صلہ معطوف علیہ، الکافرون معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، ماذا اسم استفہام مفعول بہ مقدم۔ اراد اللہ فعل بفاعل، بهذا متعلق اراد کے، مثلاً حال هذا سے، (ای کو نہ مشابہا للمثل) فعل اپنے فاعل اور مفعول اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، فعل اپنے فاعل اور مقولہ سے مل کر بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور معطوف لَیَسْتَفِيقَنَّ پر، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر متعلق ما جعلنا ثانی کے۔ كَذَلِكَ يُضِلُّ اللہ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ..... كَذَلِكَ مصدر محذوف کی صفت ہو کر مفعول مطلق ای يُضِلُّ اضلاً مثل ذلك، يُضِلُّ فعل، اللہ فاعل، مَنْ يَشَاءُ اسم موصول مع صلہ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل وغیرہ سے مل کر معطوف علیہ، واو عاطفہ یہدی مَنْ يَشَاءُ جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، وَمَا يَعْلَمُ جنودَ ربك الا هو..... واو عاطفہ ما یعلم فعل جنودَ ربك مرکب اضافی مفعول بہ، الا اداعہ مصدر، هو فاعل، پھر جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، وما ہی الا ذکرى للنشر..... واو عاطفہ ما تانیہ ہی مبتدا، الا اداعہ مصدر ذکرى للنشر خبر (للنشر متعلق ذکرى کے) مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر جملہ مستانہ۔

**فائدہ** قولہ علیہا تسعة عشر، یہاں تیز یعنی ملکاً کو حذف کر دیا گیا، کیونکہ جب تیز سیاق کلام سے مفہوم

۱۔ قولہ ماذا الخ ما اسم استفہام کو متبدل اور ما بعد کو خبر مانا بھی صحیح ہے یعنی خدا اسم موصول با بعد صلہ سے مل کر خبر۔

ہو رہی ہو تو اس کو حذف کر دیا جاتا ہے۔

**احواء** اضلالاً مثل ذلك: موصوف وصف، مثل ذلك مضاف مضاف الیہ سے مل کر صفت ہے، اب یہ یاد رکھئے کہ مثل غیر، شبہ وغیرہ اضافت کے باوجود بھی مکرر ہی رہتے ہیں۔ (تفصیل در "مشکل ترکیبوں کا حل")

كَلَّا وَالْقَمَرَ ۝۳۱ وَاللَّيْلَ إِذَا أَذْبَرَا ۝۳۲ وَالصُّبْحَ إِذَا أَسْفَرَا ۝۳۳ إِنَّهَا لَآخِذِي الْكُبْرَى ۝۳۴

بالتحقیق قسم ہے چاند کی • اور رات کی جب جانے لگے • اور صبح کی جب روشن ہو جائے • کہ وہ دوزخ بڑی بھاری چیز ہے •

نَذِيرًا ۝۳۵ لِلْبَشَرِ ۝۳۶ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ۝۳۷

جو انسان کیلئے بڑا ڈراوا ہے • یعنی تم میں جو آگے کو بڑھے اس کے لئے بھی یا جو پیچھے کو بٹھے اس کیلئے بھی •

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ۝۳۸ إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ ۝۳۹ فِي جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۝۴۰

ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے میں محبوس ہوگا • مگر دائیں والے کہ وہ یہ جہنم میں ہوں گے مجرموں کا حال

عَنِ الْمُجْرِمِينَ ۝۴۱ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ ۝۴۲ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمَصْلُومِينَ ۝۴۳

پوچھتے ہوں گے • کہ تم کو دوزخ میں کس بات نے داخل کیا • وہ کہیں گے ہم نہ تو نماز پڑھا کرتے تھے •

وَلَمْ نَكُ نَطْعُمُ الْمَسْكِينِ ۝۴۴ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ۝۴۵ وَكُنَّا نَكْذِبُ

اور نہ غریب کو کھانا کھلایا کرتے تھے • اور مشغلہ میں رہنے والوں کے ساتھ ہم بھی مشغلہ میں رہا کرتے تھے • اور قیامت کے دن کو

يَوْمَ الدِّينِ ۝۴۶ حَتَّىٰ آتَانَا الْيَقِينَ ۝۴۷ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ۝۴۸

جھٹلایا کرتے تھے • یہاں تک کہ ہم کو موت آگئی • سو ان کو سفارش کرنے والوں کی سفارش نفع نہ دے گی •

**تشریح** یہاں سے جہنم کی سزاؤں کا کسی قدر بیان ہے جس میں ذکرِ بشری للبشر کے اجمال کی تفصیل ہے، پس

ارشاد ہے كَلَّا وَالْقَمَرَ بالتحقیق قسم ہے چاند کی (کلا بمعنی حقا ہے) اور رات کی جب وہ جانے لگے، اور صبح کی

جب وہ روشن ہو جائے۔ إِنَّهَا لَآخِذِي الْكُبْرَىٰ یہ جواب قسم ہے، اور الہا کی ہانپیر کا مرجع ستر ہے، جس کا ذکر اوپر

کی آیات میں آیا ہے، فرماتے ہیں کہ دوزخ بڑی بھاری چیز ہے یعنی جہنم بڑی بڑی آفتوں اور مصیبتوں میں سے ایک

ہے، جو انسان کے لئے بڑا ڈراوا ہے، یعنی تم میں جو آگے بڑھے اس کے لئے بھی (یعنی خیر اور نیکی کی طرف بڑھے) یا جو

پیچھے بٹھے اس کے لئے بھی، (یعنی جو خیر سے پیچھے بٹھے) مطلب یہ ہے کہ مسقر جمع مکلفین کے لئے بڑے ڈراوے کی

جز ہے۔

**قسم و جواب قسم میں مناسبت** چونکہ اس انداز اور ڈرانے کے نتائج قیامت میں ظاہر ہوں گے اس لئے

لہ معارف القرآن میں لکھا ہے کہ یہاں تقدم سے مراد تقدم الی الایمان والطاعہ ہے، اور تاخر سے مراد ایمان و طاعات سے پیچھے ہٹنا ہے۔

قسم ایسی چیزوں کی کھائی گئی جو قیامت کے بہت ہی مناسب ہے، چنانچہ قری قسم کھائی گئی تو قرآن کا اول بڑھنا پھر گھٹنا سمونہ ہے، اس عالم کے نشو و نما اور پھر انحلال و فنا کا، اسی طرح اس عالم دنیا کو اس عالم آخرت کے ساتھ حقائق کی پوشیدگی اور اس کے ظہور میں ایسی نسبت ہے جیسے رات کو دن کے ساتھ، پس اس عالم کا ختم ہونا مشابہ ہے رات گزر جانے کے، اور اس عالم کا ظہور مشابہ ہے اسفار صبح یعنی نور صبح کے پھیل جانے کے، آگے دنیا اور اہل دنیا کے بعض احوال کا بیان ہے چنانچہ فرمایا: كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ اِلَّا اَصْحَابَ الْيَمِيْنِ۔ یعنی ہر شخص اپنے اعمال (کفریہ) کے بدلہ میں دوزخ میں مجبوس ہوگا، یعنی اعمال کفریہ کی سزا بھگتنے کے لئے دوزخ میں ہمیشہ ہمیش کے لئے مقید و مجبوس رہے گا، مگر داہنے والے، یعنی وہ مومنین کہ جن کے نامہ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے مجبوس فی النار نہ ہوں گے، بلکہ وہ لوگ یا تو اپنے گناہوں کے بقدر سزا بھگت کر مغفرت حاصل کر لیں گے یا بغیر کسی سزا کے محض شفاعت یا محض فضل خداوندی سے ان کی مغفرت ہو جائے گی۔ (تفسیر مظہریؒ)

فِيْ جَنّٰتٍ يَّتَسَاوَلُوْنَ اِیْ هُمْ فِیْ جَنّٰتِ الْاَخِ اصْحَابُ الْاِیْمٰنِ یہ سبوں میں ہوں گے، اور مجرموں یعنی کفار کا حال (خود ان کفار ہی سے) پوچھتے ہوں گے۔

**سوال** جنت و دوزخ کے درمیان تو بہت دوری ہوگی تو پھر کس طرح اہل جنت اہل دوزخ سے ان کا حال پوچھیں گے۔

**جواب** یہ ہے کہ بہت سی آیات سے پتہ چلتا ہے کہ ان دونوں مقاموں کے درمیان کچھ ایسی راہیں ہوں گی جن سے باوجود دوری و فاصلہ کے ایک دوسرے کو دیکھیں گے اور ایک دوسرے سے سوال و جواب کریں گے سورہ اعراف میں ہے وَنَادٰی اَصْحَابُ الْجَنَّةِ اَصْحَابَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا مَا مَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرٍ۔ اصحاب الیمین اہل دوزخ سے سوال کریں گے اور یہ سوال زبردستی کے لئے ہوگا کہ تم کو دوزخ میں کس بات نے داخل کیا وہ کہیں گے کہ ہم نہ تو نماز پڑھا کرتے تھے اور نہ غریبوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے، (یعنی غریبوں کی ضروریات پر خرچ نہیں کرتے تھے)۔ وَكَانَا نَخْوَضُ مَعَ الْخَائِضِیْنَ اور جو لوگ دین حق کے ابطال کے مشغلہ میں رہتے تھے ہم بھی ان مشغلہ میں رہنے والوں کے ساتھ مشغلہ میں رہا کرتے تھے، (اور ان سے بیزاری کا اظہار نہ کرتے تھے)۔ وَكَانَا نَكْذِبُ الْاَخِ اور ہم قیامت کو جھٹلاتے تھے، یہاں تک کہ اسی حالت میں ہم کو موت آگئی، (لہذا ان حرکات کے جرم میں ہم دوزخ میں آئے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کفار، فروع ایمان یعنی نماز روزہ اور دیگر

۱۔ اس موقع پر اور بھی چند اقوال کتب تفسیر میں مذکور ہیں، جن کو یاد کرنے کی سال سوم و دوم کے طلبہ عزیز کے لئے چنداں ضرورت نہیں ہے، من شاء اللہ الطالع الکثیر، دوسری بات یہ ہے کہ آیت بالا میں اصحاب الیمین مقابل اصحاب الشمال کے ہے اس لئے مقررین کو بھی شال ہے جس کی تفصیل سورہ الواقعة میں آگئی کہ لوگوں کی تین قسمیں ہیں (۱) اصحاب الیمین، (۲) اصحاب الشمال، (۳) مقررین، حاصل کلام یہ ہے کہ مومنین مجبوس فی النار ہوا کی قید سے مستثنیٰ ہیں۔

۲۔ جنتی اور دوزخی لوگوں کی بات چیت میں باہمی بعد دوری کی وجہ سے جوشہ ہوتا ہے کہ یہ آخر کس طرح ہوگا تو آج کل ریڈیو، ٹیلیوژن، ٹیلیفون اور موبائل نے اس شے کو بالکل ختم کر دیا اور جب تو اس پر ہے کہ ٹیلیوژن میں بات کرنے والے کی تصویر اور حرکات و سکنات سب نظر آتی ہیں۔

احکام شرع کے مکلف ہیں بلکہ یہ سمجھ لینا چاہئے کہ جہنم میں دو چیزیں ہوں گی، ایک عذاب، دوسرے شدت عذاب، پس ممکن ہے کہ کافر کا ایمان نہ لانا یعنی انکا کفر و شرک نفس عذاب کا سبب ہو، اور ترک صلوٰۃ وغیرہ زیادتی عذاب و شدت عذاب کا سبب ہو۔ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ۔ سو حالت مذکورہ میں ان کو سفارش کرنے والوں کی سفارش نفع نہ دے گی (یعنی کوئی بھی ان کی سفارش نہ کر سکے گا لقولہ تعالیٰ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ)

**لغات** أَسْفَرَ: ماضی واحد مذکر غائب، أَسْفَرَ الصُّبْحُ اِسْفَاراً: صبح کا روشن ہونا، سَفَرُ الصُّبْحِ (ض) سُفُوراً: صبح ہونا، صبح کی روشنی پھیلنا۔ كَبَّرَ: کُبْرًی اسم تفصیل کی جمع ہے، بڑی، کبیر (ك) كَبَرًا وَكُبْرًا: شان و مرتبہ میں بڑا ہونا۔ فَلْيُؤَا: رکوع ۲ میں گذر چکا۔ يَتَقَدَّمُ: مضارع واحد مذکر غائب، تَقَدَّمَ (تفعّل) آگے بڑھنا، يَتَأَخَّرُ: مضارع واحد مذکر غائب، تَأَخَّرَ (تأخّر) پیچھے ہٹنا، كَسَبَتْ: ماضی واحد مؤنث غائب، كَسَبَ (ض) كَسَبًا کام کرنا۔ رَهِيْنَةً: صفت مشبہ واحد مؤنث، فعلیل بمعنی مفعول (مرہونہ) گروی رکھا ہوا، اسی کو حضرت تھالوٹی نے محبوس ہونے سے تعبیر کیا ہے، بالفاظ دیگر پھنسا ہوا) رَهَنَ (ف) رَهْنًا: گروی رکھنا۔ الْيَمِيْنِ: دائیں سمت، داہنا ہاتھ جمع أَيْمُنَ وَآيْمَانِ۔ الْمُجْرِمِيْنَ: رکوع ۱۲ میں گذر چکا۔ سَلَكْكُمْ: ماضی واحد مذکر غائب، سَلَكَ فَلَانًا فِي الْمَكَانِ (ن) سَلَكًا وَسُلُوكًا: داخل کرنا۔ نُطِعُمْ: مضارع جمع متکلم، أَطْعَمَ اطعاماً (افعال) کھانا کھلانا۔ نَخْوَضُ: مضارع جمع متکلم، خَاضَ فِي الْحَدِيثِ (ن) خَوْضًا: باتوں میں مشغول ہونا، اسی سے خَائِضِيْنَ اسم فاعل جمع مذکر ہے (در اصل خَاوِضِيْنَ تھا، الف فاعل ساکنہ کے بعد واو واقع ہوا لہذا ہمزہ سے بدل گیا)۔ الْيَقِيْنَ: موت۔ تَنْفَعُهُمْ: مضارع واحد مؤنث غائب، نَفَعَ (ف) نَفْعًا: نفع پہنچانا، شَفَاعَةُ: مصدر ہے، (بمعنی حاصل مصدر بھی مستعمل ہے سفارش) شَفَعَ لاحد (ف) شَفَعًا وَشَفَاعَةً: سفارش کرنا، شَافِعِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر از شَفَاعَةُ (ف)۔

**ترکیب** كَلَّا وَالْقَمَرَ وَاللَّيْلَ إِذَا أَذْبَرَ وَالصُّبْحَ إِذَا أَسْفَرَ..... کلاً حرف رد و جز، واو جارہ و قسمیہ، القمر معطوف علیہ، واو عاطفہ اللیل معطوف علیہ معطوف، إِذَا أَذْبَرَ مضاف مع مضاف الیہ ظرف ہے، فعل محذوف أَقْسِمُ کا، یا تقدیر عبارت و عظمتہ اللیل إِذَا أَذْبَرَ مانی جائے، اب عظمتہ کا ظرف ہوگا۔ واو عاطفہ الصبح معطوف، تینوں معطوفات مل ملا کر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق فعل محذوف أَقْسِمُ کے، إِذَا أَسْفَرَ إِذَا أَذْبَرَ کی طرح، فعل اپنے فاعل اور متعلق وغیرہ سے مل کر قسم، إِنَّهَا لَا تَخَذِي الْكِبَرَ..... اِنَّ حرف مشبہ بالفعل ہا ضمیر اس کا

۱۔ کسی کافر کی شفاعت کرنے کی کسی کو اجازت نہ ہوگی، اور اگر کوئی شفاعت کرے تو قبول نہیں ہوگی، خواہ سب شفاعت کرنے والے مل کر زور لگائیں، اسی آیت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے اگر چہ وہ گناہ گار ہوں شفاعت نفع دے گی، جیسا کہ بہت سی احادیث صحیحہ میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء و صلحاء بلکہ عام مومنین کا دوسروں کی شفاعت کرنا اور اس کا قبول ہونا ثابت ہے۔ (معارف)

۲۔ دراصل صفت مشبہ کا صیغہ ہے یَقِيْنُ (م) یَقِنًا و یَقِيْنًا: واضح اور یقینی ہونا، اور موت کا آنا چوں کہ یقینی ہے اس لئے موت کو یقین سے تعبیر کرتے ہیں۔ (باب ۳) اسے یقین مصدر بھی ہے۔

۳۔ اس سلسلہ میں پوری تفصیل پارہ ۴م میں ہے، واللہ اذا عَشَقْنَ کے تحت (اور جلال الدین محلی نے کلا کو اداۃ استفہام قرار دیا ہے، اعراب القرآن)

اسم، لام مزطوقہ، احدى الکبر مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جواب قسم۔  
 نَذِيرًا لِلْبَشَرِ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يُتَقَدَّمَ أَوْ يُتَأَخَّرَ۔ للبشر متعلق نذیراً کے اور نذیراً حال احدى سے  
 (والعامل فیہا ماتضمنتہ ای اُنہا شديده حال کونہا ذات الذاہر اور نذیراً کو مذکر لایا گیا اس لئے کہ  
 احدى بمعنی العذاب ہے اور عذاب مذکر ہے، بیان القرآن) لِمَنْ شَاءَ الخ لام جارہ مَن اسم موصول شَاءَ فعل  
 بفاعل منکم حال شَاءَ کی ضمیر فاعل سے، اَنْ يُتَقَدَّمَ او يُتَأَخَّرَ معطوف معطوف علیہ بتاویل مصدر مفعول بہ شَاءَ کا،  
 اور وہ صلہ، اسم موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور بدل للبشر سے، الغرض انہا لاحدى الکبر جواب قسم، اور جملہ  
 القسم جملہ متانفہ۔ کُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ..... کُل نَفْس مبتدا بما کسبت  
 متعلق رہینۃ کے (بما میں ما موصول، یا مصدر یہ) رہینۃ خبر، (الْأداة استثناء) اصحاب الیمین مرکب  
 اضافی مستثنی متصل کُل نَفْس سے (اور اگر کُل نَفْس سے کافر نفس مراد ہو تو مستثنی منقطع) مبتدا مع خبر جملہ متانفہ۔  
 فی جنات ای ہم فی جنات، فی جنات مستقرون یا موجودون محذوف کا متعلق ہو کر خبر مبتدا محذوف ہُم  
 کی، يتسائلون عن المجرمین..... جملہ فعلیہ خبر ثانی (عن المجرمین متعلق يتسائلون کے۔ مبتدا اپنی دونوں  
 خبروں سے مل کر جملہ متانفہ بیانیہ) کانہا جواب سوال مقدر نشأ من الاستثناء والتقدير لما شأنهم وحالهم  
 ما سلكکم فی سقر..... ما اسم استفہام مبتدا سلكکم فی سقر جملہ فعلیہ خبر، مبتدا مع خبر مقولہ ای قائلین  
 ما سلكکم فی سقر، اور یہ حال يتسائلون کی ضمیر فاعل سے) قالوا لم نك من المصلین..... قالوا فعل  
 بفاعل، لم نك فعل ناقص، ضمیر نحن اس کا اسم، من المصلین متعلق ثابتین کے ہو کر خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر  
 جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ولم نك نُطْعِمُ المسکین معطوف علیہ معطوف، (نُطْعِمُ المسکین خبر فعل ناقص کی)  
 وکنا نخوض مع الخائضین..... معطوف علیہ معطوف (مع الخائضین متعلق نخوض کے، اور وہ خبر) وکنا  
 نكذبُ بیوم الدین معطوف، (بیوم الدین متعلق نکذب کے) حَتَّى اتانا البقین..... حتی حرف جر و غایت  
 اتانا البقین جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور متعلق مذکورہ افعال کے (ای الغایۃ للامور الاربعۃ) تمام  
 معطوفات مل ملا کر مقولہ قالو کا، اور قالوا الخ جملہ متانفہ بیانیہ، فما تنفعهم شفاعۃ الشافعین..... فا جزائیہ  
 ای اذا کان هذا امرهم فما تنفعهم الخ ما نافیہ تنفع فعل ہم مفعول بہ، شفاعۃ الشافعین مرکب اضافی  
 فاعل، جملہ فعلیہ جزاء۔

- ۱۔ نَذِيرًا کو احدى الکبر سے تیز بھی مانگتے ہیں ای بھلہ مصدر استحق الانذار ککبر بمعنی الانکار (روح، اعراب القرآن) اور بھی بہت  
 سارے اس میں ترکیبی احتمالات ہیں مثلاً ایک یہ کہ یہ حال ہوا اس چیز سے جس پر جملہ دلالت کر رہا ہے فی غُطَّتْ نَفِيرًا اُوھو قول لا باس بہ اعراب القرآن۔
- ۲۔ بعض نے فی جنات کی ضمیر يتسائلون سے حال مانا ہے اور يتسائلون جملہ متانفہ۔
- ۳۔ ما سلكکم الخ مقولہ سے يتسائلون محذوف کا اور وہ جملہ متانفہ۔

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذِكْرِ مُعْرِضِينَ ﴿٥١﴾ كَانَتْهُمْ حُمْرٌ مُّسْتَفِرَّةٌ ﴿٥٢﴾ فَوُتَّ مِنْ

تو ان کو کیا ہوا کہ اس نصیحت سے روگردانی کرتے ہیں • گویا کہ وہ وحشی گدھے ہیں • جو شیر سے

قَسَوْرَةً ﴿٥٣﴾ بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ أَنْ يُؤْتَى صُحُفًا مُّنشَرَةً ﴿٥٤﴾

بھاگے جارہے ہیں • بلکہ ان میں ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کو کھلے ہوئے (آسمانی) نوشتے دیے جائیں •

كَلَّا ﴿٥٥﴾ بَلْ لَا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ﴿٥٦﴾ كَلَّا إِنَّهُ تَذَكُّرَةٌ ﴿٥٧﴾ فَمَنْ شَاءَ ذَكِّرْهُ ﴿٥٨﴾

ہرگز نہیں بلکہ یہ لوگ آخرت سے نہیں ڈرتے • ہرگز نہیں یہ قرآن نصیحت ہے • سو جس کا جی چاہے اس سے نصیحت حاصل کر لے •

وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۚ هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿٥٩﴾

اور بدوں خدا کے چاہے یہ لوگ نصیحت قبول نہیں کریں گے، وہی ہے جس (کے عذاب) سے ڈرنا چاہئے، اور (وہی ہے) جو معاف کرتا ہے •

### تشریح

مذکورہ آیت میں کفار کے اعتراض و روگردانی پر تفریع ہے کہ جب کفر و اعراض کی بدولت ان کی یہ گت بننے والی ہے کہ ان کے حق میں کسی کی شفاعت بھی قبول نہ ہوگی تو ان کو کیا ہوا کہ وہ اس نصیحت قرآنی سے روگردانی کرتے ہیں کہ گویا وہ وحشی گدھے ہیں جو شیر سے بھاگے جارہے ہیں (اس تشبیہ میں کئی امر کی رعایت ہے، اول تو گدھا بے وقوفی اور حماقت میں مشہور ہے، دوسرے اس کو وحشی اور جنگلی فرض کیا جس کو گورخر (جنگلی گدھا) کہتے ہیں کہ وہ ایسی چیزوں سے بھی بلا وجہ ڈرتا اور بدکتا ہے جو چیزیں ڈرنے کی نہیں ہوتی، تیسرے شیر سے اس کا ڈرنا فرض کیا کہ اس صورت میں اس کا بھاگنا انتہائی درجہ کا ہوگا۔ بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ ان کے قرآن سے اعراض کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ لوگ اس قرآن کو بزعیم خود حجیت میں کافی نہیں سمجھتے بلکہ ان میں ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کو کھلے ہوئے آسمانی نوشتے اور ورقے دیئے جائیں (جیسا کہ درمنثور میں قتادہ سے مروی ہے کہ بعضے کفار نے آپ سے کہا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کا اتباع کریں تو خاص ہمارے نام آسمان سے ایسے نوشتے آئیں جن میں آپ کے اتباع کا حکم لکھا ہوا ہو۔) كَلَّا بَلْ لَا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ان کی اس بیہودہ درخواست کا رد ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا (کیونکہ نہ اس کی ضرورت ہے اور نہ ان لوگوں میں اس کی لیاقت و اہلیت ہے) اور ان کی یہ بیہودہ درخواستیں کچھ اس لئے نہیں کہ اگر ایسا کر دیا جائے تو واقعی یہ لوگ مان لیں گے بلکہ اصل سبب یہ ہے کہ یہ لوگ آخرت کے عذاب سے نہیں ڈرتے، (اس لئے حق کی طلب نہیں ہے، اور یہ درخواستیں محض ہٹ دھرمی کی بناء پر ہیں، حتیٰ کہ اگر ان کی یہ درخواستیں پوری بھی ہو جائیں تب بھی یہ لوگ اتباع نہ کریں گے، لقولہ تعالیٰ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِی قُرْطَابٍ فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ لَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ) كَلَّا إِنَّهُ تَذَكُّرَةٌ جب اس درخواست کا بیہودہ ہونا ثابت ہو گیا تو یہ ہرگز نہیں (ہو سکتا بلکہ) یہ قرآن نصیحت ہے یعنی نصیحت کے لئے بس یہ قرآن کافی ہے، دوسرے صحیفوں کی حاجت نہیں، سو اس حالت میں جس کا جی چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے، (اور جس کا جی نہ چاہے نہ کرے، جہنم میں جائے) ۔



درفیض محمد ہے وہ آئے جس کا جی چاہے نہ آئے آتش دوزخ میں جائے جس کا جی چاہے  
لہذا تمہاری مرضی کے موافق مطلوبہ نوشتے صحیفے نازل کرنے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَنْ  
بِشَاءِ اللَّهِ قرآن کے تذکرہ اور ہدایت ہونے میں اس سے شبہ نہ کیا جائے کہ بعض لوگوں کو اس سے تذکرہ اور ہدایت  
نہیں ہوتی، تو بات دراصل یہ ہے کہ قرآن کوئی نفسہ تذکرہ و ہدایت ہے لیکن بغیر خدا کے چاہے یہ لوگ نصیحت قبول نہیں  
کریں گے، (اور اس نہ چاہنے میں بعض حکمتیں ہیں) هُوَ أَهْلُ الثَّقْوَى وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ وہی ہے جس سے ڈرنا  
چاہئے (یعنی اس کے عذاب سے ڈرنا چاہئے) اور وہی ہے جو بندوں کے گناہ معاف کرتا ہے، (لَقَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّ رَبَّكَ  
سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ)

**لغات** مُعْرِضِينَ: اسم فاعل جمع مذکر، روگردانی کرنے والے، اَعْرَضَ عَنْهُ اعراضاً (الفعال) منہ پھیرنا، روگردانی کرنا، حُمُر: گدھے، حِمَارٌ کی جمع۔ مُسْتَفِرَّةٌ: وحشی، بدکنے والے، اسم فاعل واحد مؤنث، استغفر فی الدابة استغفاراً (استفعال) چوپائے کا ڈر کر بھاگنا۔ فَرَّتْ: ماضی واحد مؤنث غائب فَرَّ (ض) فَرَّوْا وَلِرَوَّاءَ: بھاگنا دوڑنا، فَرَّ إِلَيْهِ: پناہ لینا۔ قُسُورَةٌ (۱) شیر (۲) غالب و طاقتور جمع قَسَاوِرُ وَقَسَاوِرَةٌ: صُحُفًا: اوراق جن میں کوئی تحریر ہو، نوشتے، صحیفے، واحد صَحِيفَةٌ. مُنْشَرَةٌ: اسم مفعول واحد مؤنث، کھلی ہوئی، نَشَرَ الْكِتَابَ تَنْشِيرًا (تفعلیل) کتاب کو پوری طرح کھولنا، تقوی: اتقاء پرہیز کرنا، ڈرنا (افتعال) سے اسم مصدر بمعنی پرہیزگاری، یہاں مصدر مجہول کی تاویل میں ہے بمعنی ڈرایا جانا، مزید تفصیل ملاحظہ ہو در سورہ شمس) المَغْفِرَةُ رُكُوعٌ (۱) میں گزر چکا۔

**ترکیب** فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ..... فا استئنافیہ ما اسم استفہام انکاری مبتدا، لہم ثابت کے متعلق ہو کر خبر۔ عَنِ التَّذْكِرَةِ جار مجرور متعلق مقدم مُعْرِضِينَ کے، اور مُعْرِضِينَ حال لہم کی ضمیر سے، کانہم حُمُرٌ مُسْتَفِرَّةٌ..... کان اپنے اسم خبر سے مل کر حال از ضمیر مُعْرِضِينَ، حال متداخلہ، فَرَّتْ مِنْ قُسُورَةٍ جملہ فعلیہ صفت ثانی ہے حُمُر کی اور مستفیرہ صفت اول تھی، (مِنْ قُسُورَةٍ متعلق فَرَّتْ کے)۔ بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ أَنْ يُؤْتَى صُحُفًا مُنْشَرَةً..... بل حرف اضراب۔ یُرِيدُ فعل کل امرئ مرکب اضافی موصوف مِنْهُمْ متعلق کائن کے ہو کر صفت، موصوف صفت فاعل، ان یوتی فعل، ضمیر نائب فاعل جو کہ مفعول بہ اول، صُحُفًا مُنْشَرَةً موصوف صفت مفعول بہ ثانی، پھر اَنْ یوتی الخ بتاویل مصدر مفعول بہ یُرید کا، اور یُرید الخ جملہ متانفہ۔

کَلَّا بَلْ لَا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ..... کلا حرف ردع و زجر، بَلْ حرف اضراب (لبیان سبب هذا التعت) لَا يَخَافُونَ فعل بفاعل، الْآخِرَةُ مفعول بہ، جملہ فعلیہ متانفہ، کلا انه تذکرہ..... کلا حرف ردع عن الاعراض، اِنَّهْ تَذْكِرَةٌ جملہ متانفہ معطوف علیہ، فمن شاء ذکرہ..... فا عاطفہ من اسم شرط مبتدا، شاء فعل بفاعل، مفعول بہ محذوف ہے اَنْ یذکرہ، شاء فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر شرط، ذکرہ جملہ فعلیہ جواب شرط، شرط مع

۱۔ بل اضراب التثانی عن محذوف هو جواب الاستفهام السابق كانه قيل فلا جواب لهم عن هذا السؤال ای لا سبب لهم فی الاعراض بل یُرید الخ۔

جواب شرط خبر، مبتدا مع خبر معطوف علیہ معطوف، وما یدکرون الا ان یشاء اللہ۔ و او عاطفہ ما یدکرون فعل بفاعل۔ الا حرف استثناء ان یشاء اللہ مصدر مؤول مجرور ای بان یشاء اللہ (ای بمشیۃ اللہ) جار مجرور متعلق یدکرون فعل کے، اور وہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر جملہ مستأنفہ۔ ہو اهل التقوی و اهل المغفرة ... ہو مبتدا اهل التقوی و اهل المغفرة معطوف و معطوف علیہ ہو کر خبر، مبتدا مع خبر جملہ تعلیلیہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## سُورَةُ الْقَلِيمَةِ مَكِّيَّةٌ

لَا أُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیَمَةِ ۝ وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللّٰوَامَةِ ۝ اَیَحْسَبُ  
میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی • اور قسم کھاتا ہوں ایسے نفس کی جو اپنے اوپر ملامت کرے • کیا انسان خیال کرتا ہے کہ ہم  
الْإِنْسَانُ الْکَنِیْءُ ۝ نَجْمَعُ عِظَامَهُ ۝ بَلٰی قَادِرِیْنَ عَلٰی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهُ ۝ بَلْ  
اس کی ہڈیاں ہرگز جمع نہ کریں گے • ہم ضرور جمع کریں گے کیونکہ ہم اس پر قادر ہیں کہ اس کی انگلیوں کی پوریوں تک درست کر دیں • بلکہ  
یُرِیْدُ الْإِنْسَانُ لِفَجْوَ اَمَامَهُ ۝ یَسْتَلْ اٰیَانَ یَوْمِ الْقِیَمَةِ ۝

بعض آدمی یوں چاہتا ہے کہ اپنی آئندہ زندگی میں بھی فسق و فجور کرتا رہے • پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب آئے گا •

**ربط** سورت سابقہ میں اختصاراً احوال آخرت مذکور ہوئے، اس سورت میں احوال آخرت کی تفصیل ہے، اور تبعاً مقدمہ آخرت یعنی موت کے وقت کا حال بھی مذکور ہے، اور کچھ حال انسان کی ابتداء پیدايش کا۔

**تشریح** مذکورہ آیات میں منکرین قیامت کو تنبیہ اور ان کے شکوک و شبہات کا جواب ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! لَا أُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیَمَةِ وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللّٰوَامَةِ۔ قَسَمٌ سے پہلے لَا یا تو زائد ہے، یا مخاطب کے خیال باطل کی نفی کرنے کے لئے ہے، ارشاد باری ہے کہ میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی، اور قسم کھاتا ہوں نفس لواامہ کی یعنی ایسے نفس کی جو اپنے اوپر خوب ملامت کرے، (یعنی نیکی کر کے یہ کہے کہ میں نے یہ کیسی نیکی کی، اس میں اخلاص نہ تھا، یا اس میں فلاں خرابی رہ گئی، اور اگر گناہ ہو جائے تو بہت ہی تادم اور شرمندہ ہو اور اپنے نفس کو خوب ملامت کرے، اس معنی کے اعتبار سے نفس لواامہ، نفس مطمئنہ کو بھی شامل ہے)

۱۔ یا ان یشاء اللہ حال اعم احوال سے ای ما یدکرون فی حال من الاحوال الا فی حال ان یشاء اللہ۔

۲۔ صوفیائے کرام نے بیان کیا کہ نفس کے تین لقب ہیں (۱) نفس امارہ (۲) نفس لواامہ (۳) نفس مطمئنہ۔ یعنی نفس اپنی جبلات کے اعتبار سے امارۃ بالسوء ہوتا ہے یعنی انسان کو برائی کا حکم کرنے والا، مگر ایمان اور عمل صالح اور عبادت و مجاہدہ سے یہ نفس لواامہ بن جاتا ہے کہ برائی اور کوتاہی پر تادم ہونے لگتا ہے مگر برائی سے بالکل انقطاع نہیں ہوتا پھر عمل صالح میں ترقی اور قرب الہی کے حصول میں کوشش کرتے کرتے آخرت میں طہارت بن جاتا ہے تو اس نفس کا لقب مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ (معارف)

قسم کے بعد اب یہاں جواب قسم محذوف ہے ای لنبعثن یعنی تم ضرور باضر و مبعوث ہوں گے اور قیامت ضرور آکر رہے گی۔

**قسم و جواب قسم میں مناسبت** یہاں دو قسمیں کھا کر بعث کو ثابت کیا گیا ہے اور ان دونوں قسموں کا مناسب مقام ہونا ظاہر ہے۔ یوم القيامة کا تو اس لئے کہ وہ طرف بعث ہے یعنی حشر و نشر کا ظرف اور وقت ہے، اور نفس لوامہ کا اس لئے کہ ایسا نفس بعث و قیامت کی تصدیق کرنے والا ہوتا ہے۔ ایحسب الانسان ان لننجعه عظامہ۔ یہاں سے منکرین بعث پر رد ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں ہر مجمع نہ کریں گے (انسان سے مراد کافر انسان ہے اور ہڈیوں کی تخصیص اس لئے کہ اصل عماد بدن یعنی جس سے سہارا لیا جائے یہی ہیں) آگے منکرین قیامت کے انکار کا جواب ہے کہ بلی قادرین علی ان نسوی بنانہ۔ کیوں نہیں، یعنی ہم ضرور جمع کریں گے، اور یہ جمع کرنا ہم کو کچھ دشوار نہیں کیونکہ ہم اس پر بھی قادر ہیں کہ اس کی انگلیوں کی پوریوں تک درست کر دیں، (پوریوں کو بطور خاص دو وجہوں سے ذکر کیا ایک تو یہ کہ یہ بدن کے اطراف اور اس کے کنارے ہیں، اور ہر شے کے بننے کی تکمیل اس کے اطراف پر ہوتی ہے لہذا پوریوں سے تمام بدن مراد ہے چنانچہ ہمارے محاورہ میں بھی ایسے موقع پر بولتے ہیں کہ میرے پور پور میں درد ہے یعنی تمام بدن میں۔ دوسرے یہ کہ پوروے اگرچہ بدن کے چھوٹے اجزاء و اعضاء ہیں مگر ان میں صنعت و کاریگری کی رعایت زیادہ ہے اور عادتہ اس کو بنانا زیادہ دشوار ہے، لہذا جو اس پر قادر ہوگا وہ آسان پر بدرجہ اولیٰ قادر ہوگا)

مگر بعض آدمی قدرت الہیہ میں غور نہیں کرتا اور قیامت کا قائل نہیں ہوتا بلکہ اس کا حال یہ ہے: بَلْ يُرِيدُ الْإِنْسَانُ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ۔ بلکہ ایسا بعض آدمی قیامت کا منکر ہو کر یوں چاہتا ہے کہ اپنی باقی ماندہ یعنی آئندہ اور سامنے کی زندگی میں بھی بے خوف و خطر ہو کر فسق و فجور کرتا رہے اس لئے بطور انکار کے پوچھتا ہے کہ یَسْئَلُ أَيَّانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قِيَامَتُكَ اَدْنٰى كَبْ آئے گا، (یعنی چونکہ وہ اپنی تمام عمر معاصی میں گزارنا طے کر چکا ہے اس لئے اس کو طلب حق کی نوبت ہی نہیں آتی کہ قیامت کا ہونا اس کو ثابت ہو اسلئے وہ انکار پر مصر ہے اور انکار انہی پوچھتا ہے کہ ہاں صاحب! وہ آپ کی قیامت کب آئے گی)

**لغات** القیامۃ: رکوع ۱۲ میں گذر چکا۔ اللوامۃ: بہت زیادہ ملامت کرنے والا، اسم مبالغہ، لَامَ (ن) لَوْماً: ملامت کرنا۔ عظام: ہڈیاں، عظم کی جمع۔ نسوی: مضارع جمع متکلم، سَوَى تَسْوِيَةً (تفعیل) ٹھیک کرنا، درست کرنا۔ بنان: انگلیوں کے پوروے، بنانہ کی جمع۔ یفجر: مضارع واحد مذکر غائب، فَجَرَ (ن) فَجَرًا وَفَجُورًا: بے پروائی کے ساتھ گناہ میں مبتلا رہنا، بدکار ہونا۔

**ترکیب** لَا أَقْسَمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَا أَقْسَمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَامَةِ لَا زَائِدَةٌ۔ باقی ترکیب آسان ہے، کہ فعل

لَا یا تو لا زائدہ ہے، اور فعل قسم سے پہلے عیب کا نام میں لا کا احتمال مشہور و معروف ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ لا زائدہ نہیں بلکہ نفی کے لئے ہے، اب نفی میں دو احتمال ہیں یا تو مثلاً مذکورہ آیت میں یوم القیامۃ اور نفس لوامہ کی قسم کی نفی ہو، یا پھر مخاطب کے ذہن میں جو دعویٰ ہے اس کا رد کرنا مقصود ہو، یہی دوسری بات صحیح ہے، گویا مخاطب بعث کا انکار کر رہا ہے، تو متکلم نے کہا، لا ای لبس الامر کما ذکرتم، اقسیم بیوم القیامۃ فراء اور بہت سے نوحین کا یہی قول ہے۔ (اعراب القرآن و صرفہ و بیان)

اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر قسم، جواب قسم محذوف ہے، اَنْیَ لَتُبْعَنَّ اَیْحَسْبُ الْاِنْسَانُ اَنْ لَّنْ نَّجْمَعُ عِظَامَهُ..... حمزہ حرف استفہام برائے انکار و توخ، بحسب فعل الانسان فاعل ان تحفہ من المثلہ ضمیر شان محذوف اسم، لن نجمع عظامہ فعل فاعل مفعول بہ، جملہ ہو کر اَنْ تحفہ کی خبر، پھر ان لن نجمع عظامہ بتاویل مصدر یحسب کے دو مفعولوں کے قائم مقام، اور پھر اَیْحَسْبُ الْاِنْسَانُ الخ جملہ مستانہ بیانہ۔ ہلی قادرین علی اَنْ نُسَوِّیَ بَنَانَهُ۔ ہلی حرف جواب، (یعنی سوال منفی مذکور کے ایجاب و اثبات کے لئے) اور ہلی کے بعد فعل محذوف ای نجمعہا، قادرین اسم فاعل، ضمیر ہم فاعل، علی جارہ، اَنْ نُسَوِّیَ بَنَانَهُ فعل فاعل و مفعول بہ بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور متعلق قادرین کے، اور قادرین شبہ جملہ ہو کر حال از ضمیر نجمع، اور وہ جملہ مستانہ، بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لَیْفُجِّرَ اَمَامَهُ..... بَلْ حرف اضراب و انقال۔ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ فعل و فاعل، لام زائدہ، اور اس کے بعد اَنْ مقدر، یفجر فعل بفاعل، امامہ مضاف مع مضاف الیہ ظرف یُرِیْدُ کا، (امام ظرف مکان ہے جو یہاں زمان کے لئے مستعار لیا گیا ہے)۔ یَسْئَلُ اَیَّانَ یَوْمِ الْقِیَامَةِ..... یَسْئَلُ فعل، ضمیر ہو فاعل، اَیَّان اسم استفہام ثابت کا ظرف زمان ہو کر خبر مقدم، یوم القیامہ مرکب اضافی ہو کر متبدا موخر، مبتدا مع خبر یَسْئَلُ کا مفعول بہ، یَسْئَلُ جملہ ہو کر حال یفجر کی ضمیر سے، اور یفجر الخ بتاویل مصدر (ای ان یفجر) یُرِیْدُ کا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ مستانہ۔

فَاِذَا بَرَقَ الْبَصْرُ ۝ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝

• سو جس وقت آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی • اور چاند بے نور ہو جائے گا • اور سورج اور چاند ایک حالت کے ہو جائیں گے •

یَقُولُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَفْرُجُ ۝ کَلَّا لَا وَزَرَ ۝ اِلٰی رَبِّكَ یَوْمَئِذٍ

اس روز انسان کہے گا کہ اب کہہ رہا ہوں • ہرگز نہیں کہیں پناہ کی جگہ نہیں • اس دن صرف آپ ہی کے رب کے پاس

الْمُسْتَقَرُّ ۝ یُنَبِّئُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاٰخَرُ ۝ بَلِ الْاِنْسَانُ

ٹھکانا ہے • اس روز انسان کو اس کا سب اگلا پچھلا کیا ہوا بتلادیا جائے گا • بلکہ انسان

عَلٰی نَفْسِهِ بِصِیْرَةٍ ۝ وَلَوْ اَلْقٰی مَعٰذِیْرَهُ ۝

خود اپنی حالت پر خوب مطلع ہوگا • گو اپنے حیلے پیش لاوے •

**تشریح** مابل میں منکرین قیامت کا سوال مذکور تھا یعنی یَسْئَلُ اَیَّانَ یَوْمِ الْقِیَامَةِ، اب یہاں سے قیامت کے

حالات کا بیان ہے فرماتے ہیں: فَاِذَا بَرَقَ الْبَصْرُ الخ سو جس وقت مارے حیرت کے آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی، یعنی

۱۔ یعنی کلام اول سے اضراب کر کے یعنی کلام اول سے پھر کر کلام ثانی کی طرف انقال اور توجہ کرنا۔

۲۔ بعض نے کہا کہ لام تعلیل ہے جو اپنے مابعد مجرور سے مل کر متعلق ہے یُرِیْدُ کے، ای یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ الثبات والدیومۃ علی ما هو علیہ من

عدم الطیید بقید الایمان یُسْرِیْلُ علی فجورہ۔

آنکھیں چندھیا نے لگیں گی اور نگاہ جما کر کسی چیز کو دیکھ نہ سکیں گی، (اور حیرت کی وجہ یہ ہوگی کہ وہ جن چیزوں کی تکذیب کرتا تھا وہ دفعتاً سامنے آجائیں گی) اور چاند بے نور ہو جائے گا۔ وَجُمُعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ اور چاند ہی کی کیا تخصیص ہے بلکہ سورج اور چاند دونوں ایک ہی حالت میں جمع کر دیئے جائیں گے یعنی دونوں بے نور ہو جائیں گے (اور چاند کو الگ، شاید اس لئے بیان کیا کہ عرب کو بوجہ قمری حساب رکھنے کے اس کا حال دیکھنے کا زیادہ اہتمام تھا) يَقُولُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفْرُ اس روز انسان کہے گا اَيْنَ الْمَفْرُ یعنی اب کہاں بھاگوں، ارشاد ہوگا کلا ہرگز نہیں، یعنی ہرگز بھاگنا ممکن نہیں، لا وَزَرَ، کہیں پناہ کی جگہ موجود نہیں، اِلٰی رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ اس دن صرف آپ ہی کے رب کے پاس جانے کا ٹھکانا ہے یعنی سب کو اپنے پروردگار، احکم الحاکمین کی عدالت میں حاضر ہونا ہے پھر وہ جس کے حق میں جو فیصلہ کرے خواہ جنت کا یا دوزخ کا۔ يُنَبِّئُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ۔ اس روز انسان کو بتلادیا جائے گا اور بتلادیا جائے گا جو اس نے آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جو نیک کام اپنی موت سے پہلے کر لیا وہ گویا آگے بھیج دیا، اور جو نیک یا برا کوئی طریقہ اور رسم ایسی چھوڑی کہ لوگ اس پر اس کے مرنے کے بعد عمل کرتے رہے وہ گویا پیچھے چھوڑ دیا، اس کا ثواب یا عذاب اس کو ملتا رہے گا۔ (معارف) بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بِصِيرَةٍ وَلَوْ اَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ۔ اس کا تعلق يُنَبِّئُ الْإِنْسَانُ سے ہے یعنی انسان کا اپنے اعمال سے آگاہ ہونا اس کو بتلانے پر موقوف نہ ہوگا، بلکہ انسان خود اپنے نفس اور اپنی حالت پر خوب مطلع ہوگا، کیونکہ محشر میں اپنے تمام نیک و بد اعمال کا انکشاف اور مشاہدہ ہو جائے گا (جیسا کہ قرآن نے فرمایا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا، یعنی جو عمل انہوں نے دنیا میں کیا تھا اس کو محشر میں حاضر و موجود پائیں گے) گو باقتضائے طبیعت اپنے عذر اور بہانے لاڈالے اور حیلے و حوالے پیش کرے جیسا کہ کفار کہیں گے وَاللّٰهُ رَبَّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ (ولو القى معاذیرہ کا یہی مطلب ہے) لہذا انسان کو اس کے اعمال کا جتنا اس کو مطلع کرنے کے لئے نہ ہوگا بلکہ تمام حجت و قطع جواب کے لئے ہوگا لہذا انسان کو آخرت کے لئے اچھے اعمال کا ذخیرہ جمع کرنا چاہئے، واللہ اعلم بالصواب۔

**لغات** بَرَق: ماضی واحد مذکر غائب، بَرَق (س) بَرَقًا: گھبراہٹ کی وجہ سے نہ دیکھ سکنا (اسی کو حضرت تھانویؒ نے خیرہ ہونے سے تعبیر کیا ہے)۔ خَسَفَ: ماضی واحد مذکر غائب، خَسَفَ الْقَمَرُ (ض) خَسَفًا وَخُسُوفًا چاند کو کہیں لگنا، بے نور ہو جانا۔ مَفَرَّ: ظرف مکان، بھاگنے کی جگہ (۲) مصدر میسی، بمعنی بھاگنا، از فَرٍّ (ض) فَرًّا وَفِرَارًا وَمَفَرًّا: بھاگنا، وَزَرَ: اسم، پناہ گاہ، (۲) محفوظ یا مضبوط پہاڑ۔ الْمُسْتَقَرُّ: اسم ظرف، ٹھکانہ، اِسْتَقَرَّ اِسْتِقْرَارًا (استعمال) کسی جگہ سکون سے رہنا۔ يُنَبِّئُ: مضارع مجہول واحد مذکر غائب، نَبَأً تَنْبِئَةً (تفعیل) خبر دینا۔ قَدَّمَ: ماضی واحد مذکر غائب، قَدَّمَ تَقْدِيمًا: آگے بھیجنا، اَخَّرَ: ماضی واحد مذکر غائب، اَخَّرَ تَاخِيرًا: پیچھے چھوڑنا۔ بَصِيرَةٌ:

۱۔ اور حضرت قتادہؒ نے فرمایا کہ ما قدم سے مراد وہ عمل صالح ہے جو اپنی زندگی میں کر گذرا، اور ما اخرو سے مراد وہ عمل ہے جس کو کر سکتا تھا مگر نہ کیا اور فرصت و موقع ضائع کر دیا۔ (معارف)

۲۔ خَسَفَ متعد و معانی میں استعمال ہوتا ہے مثلاً زمین میں دھنسانا، آنکھ کا نکل جانا وغیرہ۔

صفت مشبہ واحد مونث، واقف، بالبصیرت، بَصُرَ (ک) بَصْرًا وَبَصَارَةً: بینا ہوتا، بالبصیرت ہوتا۔ اَلْقَى: ماضی واحد مذکر غائب، اَلْقَاءُ (افعال) ڈالتا۔ معاذیر: مَعْدِرَةٌ کی جمع، بہانے۔ (القاموس الوحید)

**ترکیب** لِإِذَا بَرَقَ الْبَصَرُ وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ۔ فا استثنایہ، اذا ظرفیہ مضاف مضمّن بمعنی شرط۔ بَرَقَ الْبَصَرُ اور خَسَفَ الْقَمَرُ اور جُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ تینوں معطوف و معطوف علیہ ہو کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب و جزا مابعد بقول کا۔ يَقُولُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفْرُوجُ..... يقول فعل الانسان فاعل يومئذ (ای یوم اذ بَرَقَ الْبَصَرُ الخ) ظرف بقول کا، این اسم استفہام ثابت محذوف کا ظرف ہو کر خبر مقدم، المَفْرُوجُ مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ مقولہ، پھر بقول فعل اپنے فاعل اور مقولہ اور ظرف مقدم سے مل کر جملہ متانفہ، بالفاظ دیگر جواب شرط غیر جازم۔ کلا لا وَزَرَ..... کلا حرف رد و جزر (ای رد عن طلب الفوار) لا برائے نفی جنس وَزَرَ اسم، اور خبر محذوف ہے موجود، لا لائے نفی جنس اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ۔ اِلَى رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ..... اِلَى رَبِّكَ ثابت کا متعلق ہو کر خبر مقدم، یومئذ اسی خبر یعنی ثابت کا ظرف۔ الْمُسْتَقَرُّ: مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ تعلیلیہ۔ يَنْبِئُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ..... يَنْبِئُ الْإِنْسَانُ فعل بفاعل، یومئذ ظرف فعل مذکور کا، ہا جارہ ما اسم موصول، قَدَّمَ وَاَخَّرَ معطوف و معطوف علیہ صلہ، اسم موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور متعلق فعل مذکور کے، فعل اپنے فاعل اور ظرف اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَى نَفْسِهِ بِصِيرَةٍ وَلَوْ اَلْقَى مَعَاذِيرَهُ..... بل حرف اضراب انتہائی، الانسان مبتدا، علی نفسہ جار مجرور متعلق بصیرۃ کے اور بصیرۃ خبر، واو حالیہ، لو شرطیہ اَلْقَى مَعَاذِيرَهُ فعل فاعل، مقول بہ جملہ فعلیہ حال بصیرۃ کی ضمیر سے، اور جواب شرط محذوف ای ما قُبِلْتُ۔ الغرض مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ متانفہ۔

**سوال** انسان مبتدا مذکر ہے اور بصیرۃ خبر مؤنث فما الجواب؟

**جواب** دیکھئے حاشیہ۔



- ۱۔ یومئذ کو المستقر کا ظرف نہیں بنا سکتے کیونکہ مستقر اگر مصدر ہے تو مائل میں مل نہیں کرے گا اور اگر ظرف ہے تو اس کا مل ہی نہیں۔
- ۲۔ نحو یوں نے مختلف جوابات دیئے ہیں ایک قول یہ ہے کہ بصیرۃ میں نا تانیث کے لئے نہیں بلکہ برائے مبالغہ ہے جیسا کہ بولا جاتا ہے، فلاں حُجَّةٌ اَوْ عِبْرَةٌ، دوسرا قول یہ ہے کہ انسان سے مراد جوارح ہیں ای جوارح بصیرۃ ای شاعدا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ بصیرۃ مبتدا مؤخر ہو اور علی نفسہ خبر مقدم پھر جملہ ہو کر الانسان کی خبر ہو، اس صورت میں بصیرۃ موصوف محذوف کی صفت ہوگی ای عین بصیرۃ آخر کی دونوں صورتوں میں تا برائے تانیث ہوگی۔

لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۚ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۚ

اے پیغمبر! آپ قرآن پر اپنی زبان نہ ہلایا کیجئے تاکہ آپ اس کو جلدی جلدی لیں • ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کر دینا، اور اس کا پڑھوادیانا •

فَإِذَا قُرَأَتْهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۚ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ۚ

تو جب ہم اس کو پڑھنے لگا کریں تو آپ اس کے تابع ہو جایا کیجئے • پھر اس کا بیان کر ادینا ہمارے ذمہ ہے •

### تشریح

گذشتہ سبق میں دو آیتیں گزری ہیں یُنَبِّئُ الْإِنْسَانَ بِمَا قَدَّمَ وَآخَرَ اور بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ، ان دونوں آیتوں سے ایک ایک مضمون مستفاد ہوا اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ تمام اشیاء کے عالم اور محیط ہیں تبھی تو انسان کو اس کے اعمال نیک و بد کی خبر دے دی جائے گی جس کو یُنَبِّئُ الْإِنْسَانُ الْخ میں بیان کیا، دوسرا یہ کہ حق تعالیٰ کی عادت ہے کہ جب حکمت مقتضی ہوتی ہے تو علوم غائبہ کثیرہ کو ذہن مخلوق میں حاضر کر دیتا ہے جیسا کہ قیامت میں اس کا وقوع ہوگا اور انسان کو اپنے تمام احوال کا انکشاف ہوگا، لہذا جب یہ بات ہے تو اب مذکورہ آیت لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ الخ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص ہدایت دی گئی ہے۔

### واقعہ

یہ ہوا کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام قرآن کی کچھ آیتیں لے کر نازل ہوتے اور آپ کو سناتے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محض اس احتمال سے کہ کچھ مضمون میرے ذہن سے نکل نہ جائے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ پڑھتے، اور جلدی جلدی زبان کو حرکت دینے لگتے کہ بار بار پڑھ کر اس کو یاد کر لیں، تو چونکہ اللہ تعالیٰ تمام اشیاء کے عالم اور محیط ہیں اور یہاں مقتضائے حکمت بھی یہی ہے وہ مضامین قرآن آپ کے ذہن میں حاضر رکھے جائیں اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ الخ اے محمد آپ بوقت نزول قرآن یہ مشقت نہ اٹھایا کریں اور جب وحی نازل ہوا کرے تو آپ قرآن پر اپنی زبان نہ ہلایا کیجئے، تاکہ آپ اس کو جاری جلدی لیں، کیونکہ ہمارے ذمہ ہے آپ کے قلب میں اس کو جمع کر دینا، اور آپ کی زبان سے اس کا پڑھوادیانا۔ فَإِذَا قُرَأَتْهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ جب جمع کر دینا اور پڑھوادیانا ہمارے ذمہ ہے تو جب ہم اس کو پڑھنے لگا کریں، یعنی ہمارا فرشتہ پڑھنے لگا کرے تو آپ اس کے تابع ہو جایا کریں یعنی ادھر ہی متوجہ ہو جایا کریں اور اس کو دہرانے میں مشغول نہ ہوا کریں (یہاں باتفاق ائمہ اتباع قرآن سے مراد یہ ہے کہ جب جبرئیل امین پڑھیں تو آپ خاموش ہو کر سنیں) ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ پھر آپ کی زبان سے لوگوں کے سامنے اس کا بیان کر ادینا بھی ہمارے ذمہ ہے (یعنی آپ کو یاد کر ادینا، اور آپ کی زبان پر جاری کر ادینا، پھر تبلیغ کے وقت بھی اس کا یاد رکھوانا اور لوگوں کے سامنے پڑھوادیانا یہ سب ہمارے ذمہ ہے، بیان القرآن)۔

### لغات

لَا تُحَرِّكْ: نہی واحد مذکر حاضر، حَرَّكَ تَحْرِيكًا: حرکت دینا۔ لِسَان: زبان، جَمْعُ اللَّسَانِ وَاللُّسُنِ: لَتَعْجَلَ: مضارع واحد مذکر حاضر، عَجَلَ (س) عَجَلًا وَعَجَلَةً: جلدی کرنا۔ جَمْعُهُ: مصدر از جمع (ف)

ل: معارف القرآن میں لکھا ہے کہ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ کا مطلب ہے نازل شدہ آیات کا صحیح مفہوم اور مراد کا آپ کو بتلانا اور سمجھا دینا بھی ہمارے ذمہ ہے۔



جَمَعًا: جمع کرنا۔ قُرْآنہ: مصدر از قَرَأَ (ف) قِرَاءَةً وَقُرْآنًا: پڑھنا (ای الہات قرائتہ یعنی پڑھوانا۔ روح)  
اتبع: امر واحد مذکر حاضر، اتبع الشيء اتباعاً (المتعال) پیروی کرنا، تابع ہونا۔ بیانا: مصدر از باب تفعیل بین  
تَبَيَّنَا وَبَيَّنَّا: بیان کرنا۔

**ترکیب** لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتُجْعَلَ بِهِ... لَا تُحَرِّكْ فَعْلٌ، ضمیر انت فاعل، بہ جار مجرور متعلق لَا تُحَرِّكْ کے، (والضمیر راجع الی القرآن لدلالۃ سیاق الکلام، وَخُذِ الْعِلْمَ رَاجِعًا لِشَهْرَتِهِ) لِسَانَكَ مرکب اضافی مفعول بہ، لام برائے تعلیل تُجْعَلَ بِهِ فَعْلٌ، ضمیر انت فاعل، بہ متعلق، جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور متعلق لَا تُحَرِّكْ کے، پھر فعل نہیں اپنے فاعل اور مفعول بہ اور دونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ، (قول محذوف کا مقولہ) إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ..... إِنَّ حَرْفَ مِثْبَ بِالْفَعْلِ، عَلَيْنَا ثابت محذوف کا متعلق ہو کر خبرِ اِنْ، جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ معطوف معطوف علیہ اسم مؤخر، حرف مِثْبَ بِالْفَعْلِ مع اسم و خبر معطوف علیہ، فا عاطفہ إِذَا ظرفیہ مضاف مضمین معنی شرط قُرْآنَاهُ جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مضاف مع مضاف الیہ ظرف اپنے جوابِ اتباع کا، فا رابطہ، اتبع قرآنہ جملہ فعلیہ انشائیہ جواب شرط، اور وہ پھر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ تعلیلیہ (تعلیل للنہی ای لَا تُحَرِّكْ) ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ..... ثُمَّ حَرْفَ عطف، إِنَّ عَلَيْنَا بیانہ حسب سابق ترکیب ہو کر معطوف ماقبل جملہ تعلیلیہ پر۔

كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ ۖ وَتَذَرُونَ الْآخِرَةَ ۚ وَجُودَ يَوْمِنِذٍ نَّاصِرَةٌ ۚ

اے منکر! ہرگز ایسا نہیں، بلکہ تم دنیا سے محبت رکھتے ہو • اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو • بہت سے چہرے تو اس روز باریقی ہوں گے •

إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۚ وَوُجُودَ يَوْمِنِذٍ نَّاسِرَةٌ ۚ تَظُنُّ أَنَّ يُفْعَلَٰ بِهَا فَاكِرَةٌ ۚ

اپنے پروردگار کی طرف دیکھتے ہوں گے • اور بہت سے چہرے اس روز باریقی ہوں گے • خیال کر رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کروڑوں والا معاملہ کیا جائے گا •

كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۖ وَقِيلَٰ مَنْ رَاقٍ ۖ وَظَنُّ أَنَّهَا الْفِرَاقُ ۚ

ہرگز ایسا نہیں جب جان منسلک پہنچ جاتی ہے • اور کہا جاتا ہے کہ کوئی جھانسنے والا بھی ہے • اور وہ یقین کر لیتا ہے کہ یہ مفارقت کا وقت ہے •

وَالْتَفَتِ السَّاقِ بِالسَّاقِ ۖ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ ۖ فَلَا صَدَقَ وَلَا صَلَّىٰ ۚ

اور ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ لپٹ جاتی ہے • اس روز تیرے رب کی طرف جانا ہوتا ہے • تو اس نے نہ تو تصدیق کی تھی اور نہ نماز پڑھی تھی •

وَلَكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۖ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰ أَهْلِهِ يَتَمَطَّىٰ ۚ أُولَىٰ لَكَ فَأُولَىٰ ۚ

لیکن تکذیب کی تھی اور منہ موڑا تھا • پھر تازہ کرنا ہوا اپنے گھر چل دیتا تھا • تیری کبجی پر کبجی آنے والی ہے •

ثُمَّ أُولَىٰ لَكَ فَأُولَىٰ ۖ أَيْحَسِبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى ۚ

پھر تیری کبجی پر کبجی آنے والی ہے • کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ یوں ہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا •

الْمَ يَكُ نُطْفَةً مِّن مَّنِيٍّ يُُمْنَىٰ ۖ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّىٰ ۖ ﴿۸﴾

کیا یہ شخص ایک قطرہ منی نہ تھا جو ٹپکایا گیا تھا • پھر وہ خون کا لوتھڑا ہو گیا پھر اللہ تعالیٰ نے بنایا پھر اعضاء درست کئے •

فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ۖ ﴿۹﴾ أَلَيْسَ ذَلِكَ بِقَدِيرٍ عَلَىٰ أَن يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ ۖ ﴿۱۰﴾

پھر اس کی دو قسمیں کر دیں مرد اور عورت • کیا وہ اس بات پر قدرت نہیں رکھتا کہ مردوں کو زندہ کر دے •

**تشریح** ما قبل میں منکرین قیامت کو خطاب تھا، پھر درمیان میں لَانْخِرَكَ بِهِ لِسَانُكَ کا مضمون مابل کی مناسبت کی بنا پر آگیا تھا، اب پھر یہاں سے منکرین قیامت کو خطاب ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! كَلَّا بَلْ الْخِ اے منکرو! انسان کو اس کے اعمال متقدمہ و متاخرہ پر ضرور مطلع کیا جائے گا، اور جیسا تم سمجھ رہے ہو کہ قیامت نہ ہوگی ہرگز ایسا نہیں، اور نہ تمہارے پاس اس نفی کی کوئی دلیل ہے، بلکہ (صرف بات یہ ہے کہ) تم دنیا سے محبت رکھتے ہو اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو، سو قیامت ضرور آئے گی، اور ہر ایک کو اس کے اعمال پر مطلع کر کے اعمال کے مناسب جزا ملے گی جسکی تفصیل یہ ہے۔ وَجُوعًا يَوْمَئِذٍ نَّاصِرَةٌ الْخِ بہت سے چہرے اس روز بارونق ہوں گے، یعنی ہشاش بشاش، تروتازہ ہوں گے، یہ چہرے اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے، اس سے ثابت ہوا کہ آخرت میں اہل جنت کو حق تعالیٰ کا دیدار چشم سر نصیب ہوگا، اور اس پر اہل سنت والجماعت اور سب علماء و فقہاء کا اجماع ہے، حدیث میں ہے: اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عَيَانًا تم اپنے رب کو کھلم کھلا دیکھو گے، صرف معتزلہ و خوارج ویدار خداوندی کے منکر ہیں (لیکن ویدار خداوندی کی اصل کیفیت کیا ہوگی تو اسکو بیان کرنے سے زبان و قلم عاجز ہیں) وَجُوعًا يَوْمَئِذٍ نَّاصِرَةٌ الْخِ اور بہت سے چہرے اس روز بدرونق ہوں گے، اور وہ لوگ خیال کر رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑنے والا معاملہ کیا جائے گا، یعنی اُن کو عذاب شدید ہوگا، آئے حُب عاجلہ (حُب دنیا) پر زجر و تنبیہ ہے، فرمایا كَلَّا ہرگز ایسا نہیں، یعنی تم لوگ جو دنیا کو محبوب اور آخرت کو متروک ہونے کے قابل سمجھ رہے ہو ہرگز ایسا نہیں کیونکہ دنیا سے ایک روز جدا ہوگی ہونے والی ہے جس کا بیان یہ ہے: اِذَا بَلَغَتِ النَّارَاقِي جب جان تر قوۃ یعنی گلے کی ہنسی تک پہنچ جاتی ہے یعنی موت سر پر آکھڑی ہوتی ہے اور نہایت حسرت سے اس وقت کہا جاتا ہے یعنی بیمار دار لوگ دوا و علاج سے عاجز ہو کر کہتے ہیں کہ ارے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا بھی ہے، جو جھاڑ پھونک کر کے اس کو مرنے سے بچالے، (عرب میں جھاڑ پھونک کا بہت بڑا چا تھا) اور اس وقت وہ بیمار یقین کر لیتا ہے کہ یہ دنیا سے مفارقت اور جدا ہوگی کا وقت ہے۔ وَالنَّفْسُ النَّاسِ بِالْهَاسِقِ الْخِ اور شدت سكرات موت سے ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ لپٹ جاتی ہے یعنی اس وقت آدمی اضطراب اور بے چینی سے ایک پنڈلی دوسری پنڈلی پر مارتا ہے، تو جب یہ حالت پیش آتی

۱۔ روایت سے ثابت ہے کہ بعض کو حق تعالیٰ کی زیارت ہفتہ وار جمعہ کو حاصل ہوگی، بعض کو روزانہ صبح و شام اور بعض کے لئے ہر وقت، ہر حال میں رہے گی، (مقبوری) اَللّٰهُمَّ لَا تَخْرُجْنَا مِنْ هَذِهِ النِّعْمَةِ الَّتِي لَيْسَ فَوْقَهَا نِعْمَةٌ، البتہ کفار اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہیں گے بوجہ دلیل قول ہاری تعالیٰ كَلَّا اَللّٰهُمَّ عَنْ زِينَتِهِمْ يَوْمَئِذٍ لِّمُخْجَوَاتِهِمْ۔ حسین احمد ہروداری انکسوری

ہے تو اے شخص اس روز تیرے رب کی طرف جانا ہوتا ہے، لہذا مذکورہ آیات میں موت کا نقشہ کھینچ کر غافل انسان کو یہ تجربہ کی گئی کہ ایسی حالت میں جب عاجلہ و ترک آخرت کس درجہ نادانی ہے۔

آنے والی کس سے نالی جائے گی      جان ٹھہری جانے والی جائے گی  
روح رگ رگ سے نکالی جائے گی      تجھ پہ اک دن خاک ڈالی جائے گی  
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے      کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

فَلَا صَدْقَ وَلَا صَلَی الخ پھر خدا کے پاس پہنچنے کے بعد اگر وہ کافر ہے تو اس کا برا حال ہوگا، کیونکہ اس نے نہ تو خدا اور رسول کی تصدیق کی تھی اور نہ نماز پڑھی تھی، لیکن خدا اور رسول کی تکذیب کی تھی، اور احکام سے منہ موڑا تھا۔ فَمَ ذَهَبَ إِلَى أَهْلِهِ الخ پھر اس پر زیادتی یہ کہ داعی حق سے منہ موڑ کر ناز اور فخر کرتا ہوا اپنے گھر چل دیتا تھا گویا کوئی بہت بڑی بہادری اور ہنرمندی کا کام کر کے آ رہا ہے (مطلب یہ کہ اول تو کفر و عصیان، پھر اس پر ندامت نہیں بلکہ اور النافخ کرتا تھا کہ ہم نے اس طرح حق کو روکیا اور باطل پر جسے رہے، اور پھر اس پر زیادتی یہ کہ طلب حق نہیں بلکہ اپنے خدم و حشم میں جا کر اور زیادہ مغرور اور غافل ہو جاتا ہے) أُولَی لَکَ فَاوَلٰی اب اس کافر کی بد حالی کا بیان ہے کہ ایسے شخص سے کہا جائے گا کہ تیری کم بختی پر کم بختی آنے والی ہے، پھر مکرر سن لے کہ تیری کم بختی پر کم بختی آنے والی ہے۔ أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ الخ جزائے مذکور دو چیزوں پر موقوف ہے، ایک انسان کا مکلف ہونا، دوسرے مکرر اس کا دوبارہ زندہ ہونا جس کے امکان میں ان کو کلام اور شک شبہ تھا، اسلئے آیت مذکورہ میں انہیں دونوں چیزوں کا ذکر ہے کہ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ وہ یوں ہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا (یعنی اس سے کوئی حساب کتاب نہ ہوگا، ایسا نہیں ہے بلکہ اس کا مکلف ہونا بھی یقینی ہے اور اس پر باز پرس ہونا بھی یقینی ہے) أَلَمْ يَكُ نَظْفَةً الخ اور یہ جو بحث کو محال سمجھتا ہے یہ بھی اس کی حماقت ہے کیا یہ شخص ابتداء میں محض ایک قطرہ مٹی نہ تھا جو عورت کے رحم میں ٹپکایا گیا تھا، پھر وہ خون کا ٹوٹھڑا ہو گیا، پھر اللہ نے اس کو بنایا (یعنی اس کی پیدائش کے تمام مراتب پورے کر کے انسان بنایا) اور اعضاء درست کئے، پھر اس نے اس انسان کی دو قسمیں کر دیں، مرد اور عورت (یہ تفسیر یہ ہے) أَلَيْسَ ذَٰلِكَ بِقَادِرٍ الخ تو کیا وہ خدا جس نے ابتداء میں اپنی قدرت سے یہ سب کچھ کیا اس بات پر قدرت نہیں رکھتا کہ قیامت میں مردوں کو زندہ کرے (بلکہ دوبارہ پیدا کرنا پہلے پیدا کرنے کی نسبت آسان ہے) خلاصہ یہ ہے کہ جزا و سزا یقینی ہے اس لئے عقلمند پر لازم ہے کہ وہ اس وقت سے پہلے اپنی اصلاح کی فکر کرے اور ایمان اور عمل صالح کی طرف آجائے تاکہ آخرت میں نجات ملے (رسول اللہ نے فرمایا کہ جو شخص اس آیت کی تلاوت کرے تو اس کو کہنا چاہئے بلی وانا علی ذلک من الشاہدین)

**تفسیر کے مراجع** فَإِذَا قَرَأْتَ ای القرآن بلسان جبریل و اضاف قرائۃ جبریل الی نفسہ

۱۔ أُولَی لَکَ فَاوَلٰی الخ کا ایک مطلب تو ہمیں تخریج مذکور ہو گیا اور مطلب یہ ہے کہ یہاں چار موقعوں کی برابری مراد ہے، موت کے وقت (۲) پھر قبر میں (۳) پھر حشر و نشر کے وقت (۴) پھر روزِ عروج میں دخول کے وقت۔

مجازاً، لانہ بامرہ۔ قولہ ہل تُجِبُونَ الْعَاجِلَةَ: الضمیر راجع الی الانسان المذكور سابقاً، وجمع الضمیر نظراً الی المعنی لان المراد بہ الجنس ای جنس الانسان۔

**لغات** **تُجِبُونَ**: مضارع جمع مذکر حاضر، اُحِبُّ شَیْئاً: چاہتا، محبت کرنا، حُبُّ (م) حُبّاً: محبوب و پسندیدہ ہونا۔ العاجلة: اسم فاعل واحد مؤنث، جلد ملنے والی (دنیا) از باب سمع، عَجِلَ عَجْلاً: جلدی آنا۔ قَدَرُونَ: مضارع جمع مذکر حاضر، رکوع ۱۰ میں گذر چکا۔ وَجُوءٌ: چہرے وجہ کی جمع۔ نَاضِرَةٌ: اسم فاعل واحد مؤنث، تروتازہ، نَضَرَ (ن) نَضُورًا وَنَضْرَةً: تروتازہ ہونا، خوشنما و بارونق ہونا۔ نَاطِرَةٌ: اسم فاعل واحد مؤنث، نَظَرَ (ن) نَظَرًا: دیکھنا۔ بِأَمِيرَةٍ: اسم فاعل واحد مؤنث، ترش رو، و بدروغ، بَسَرَ (ن) بَسَرًا: ترش رو ہونا، چہرہ پر شکن پڑنا، نَافِرَةٌ: اسم فاعل واحد مؤنث، کمر توڑ دینے والی، لَقَرَ الرَّجُلُ (ن) لَقَرًا: ریڑھ کی ہڈی کو توڑنا۔ بَلَّغَتْ: ماضی واحد مؤنث غائب بَلَغَ (ن) بُلُوغًا: پہنچنا۔ التَّوَقَّى: تَرْقُوءٌ کی جمع ہے، ہنسی، واقی: اسم فاعل واحد مذکر، جھاڑنے والا، دم کرنے والا، رَقَى الْمَرِيضُ (ض) رَقًى وَرَقًى: جھاڑ پھونک کرنا، دم کرنا۔ الفراق: مصدر از مفاعلة، فارق مفارقة و فراقاً: جدا ہونا۔ (بمعنی جدائیگی حاصل مصدر) تفسیر مظہری میں ہے ای سبب للفراق۔ التَّقْتُ: ماضی واحد مؤنث غائب، التَّقْتُ التَّضَافُ: (التعال) لپٹنا، مل کھانا، لَفَّ (ن) لَفًّا: لپٹنا۔ السَّاقُ: رکوع ۴ میں گذر چکا۔ الْمَسَاقُ: مصدر میخی، مَسَاقٌ مَسَاقًا وَمَسَاقًا: لے جانا، چلانا (یہاں مصدر مجہول ہے چلایا جانا، جس کا لازمی مفہوم ہے چلنا، جانا اس لئے ترجمہ جانا کیا گیا ہے)۔ صَدَّقَ: ماضی واحد مذکر غائب (تفعیل) تَصَدِّيقًا: تصدیق کرنا، سچا ماننا، صَدَّقَ فُلَانٌ فِي الْحَدِيثِ (ن) صَدَّقًا: سچ بولنا۔ صَلَّى: ماضی واحد مذکر غائب، تَصْلِيَةً وَصَلُوءَةً (تفعیل) نماز پڑھنا۔ تَوَلَّى: ماضی واحد مذکر غائب، تَوَلَّى (تفعیل) پیٹھ پھیرنا، منہ موڑنا، يَتَمَطَّى: مضارع واحد مذکر غائب، تَمَطَّى تَمَطُّيًا فِي مَشْيِهِ (تفعیل) اتراتے ہوئے چلنا، اکڑ کر چلنا (الف یاء سے بدلا ہوا ہے اور یاد ر اصل واو تھا) اَوَّلَى: اس کے اندر مختلف اقوال ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اس کی اصل اَوَّلٌ تَمَّی وَبَل سے مشتق ہو کر اسم تفضیل (علیت اور وزن فعل کی بنا پر غیر منصرف) معناه الویلُ لَكَ (بڑی تباہی اور کم بختی ہے تیرے لئے)، اَوَّلَى مبتدا، ما بعد خبر، دوسرا قول یہ ہے کہ یہ وَلَّى سے مشتق ہے اور اسم تفضیل ہے وَلَّى (ض، حسب) وَلَّيْنَا: قریب ہونا، اور اس کا غلبہ استعمال ہلاکت کے قریب ہونے میں ہے اَنِ الْهَلَاكُ لَكَ (اعراب القرآن، روح) (مزید در حاشیہ) مُدَى: اسم، نظر انداز کیا ہو، مہمل (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ میں لکھا ہے کہ یہ صفت مشبہ ہے اَنِ مَهِمَلَةٌ، والالف منقلبة عن ياء وقيل عن واو (صح) (واحد اور جمع دونوں کے لئے مستعمل ہے) نَطْفَةٌ: (قطرہ منی) جمع نَطَفٌ مَنِيٌّ نَطْفَةً جمع مَنِيٌّ (اصل میں بروزن فعیل میغہ صفت ہے اور فعیل مفعول کے معنی میں لہذا مَنِيٌّ مَمْنُوءٌ کے معنی

۱۔ وقال الاصمعي هو فعل ماضٍ وفاعله مضمَرٌ يَدُلُّ عليه السياق كانه قيل لاولي هو اي الهلاك واللام مزيدة، وقيل هو فعل ماضٍ فاعله من الولي ايضا الا ان الفاعل ضميره تعالى واللام مزيدة اي اولئك الله تعالى ما تكرهه۔

میں ہے ڈالا ہوا، پکایا ہوا)۔ یُعْنَى: مضارع مجہول واحد مذکر غائب، أَعْنَى: إعتناء (الفعال) ڈالنا، اتارنا، پکانا۔  
عَلَقَ: خون کا لٹھڑا، جمع عَلَقٍ: ذُکْر: نر، مذکر، جمع ذُکُور: الْأُنثَى: عورت، مادہ، جمع الانث: یُعْنَى: مضارع واحد  
 مذکر غائب، أَحْيَى إحياء (افعال) زندہ کرنا۔ الْمَوْتَى: مردے، میت کی جمع۔

**ترکیب** كَلَّا بَلْ تُجِبُونَ الْعَاجِلَةَ: کلاً حرف ردع، بل برائے اضراب انتقالی، تُجِبُونَ فعل، واو ضمیر  
 فاعل، العاجلة مفعول بہ، پھر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واو عاطفہ، تُدْرُونَ الآخرة فعل قائل، مفعول بہ جملہ فعلیہ  
 معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ۔ وَجُودٌ يُؤْمِنُ بِهَا نَاطِرَةٌ..... وجوہ مبتدا  
 (توین برائے تنوین ای وجوہ المومنین، او وجوہ کثیرہ، لہذا وجہ تخصیص مکررہ کا مبتدا بنانا صحیح ہو گیا) يُؤْمِنُ:  
 ظرف ناضرة کا، ناضرة شبہ جملہ خبر اول، إِلَى رہا متعلق ناظرہ کے، ناظرہ شبہ جملہ خبر ثانی، مبتدا اپنی دونوں  
 خبروں سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ۔ وَوُجُودٌ يُؤْمِنُ بِهَا نَاطِرَةٌ..... واو  
 عاطفہ وجوہ مبتدا یومئذ ظرف باسرة کا، باسرة شبہ جملہ خبر اول، تُظَنُّ فعل ہی ضمیر فاعل، أَنَّ مصدر یہ  
يُفَعَّلُ فعل مجہول، بِهَا متعلق، فَاقِرَةٌ نائب فاعل، جملہ فعلیہ بتاویل مصدر تُظَنُّ کے دو مفعولوں کے قائم مقام، تُظَنُّ  
 جملہ فعلیہ خبر ثانی، مبتدا اپنی دونوں خبروں سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ  
 متانفہ۔ كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ..... کلاً حرف ردع۔ إِذَا ظرفیہ مضاف متضمن معنی شرط، بَلَغَتْ فعل، ضمیر  
 ہی فاعل (و ضمیر الفاعل يعود الى النفس الدال عليه سياق الكلام وان لم يجر لها ذكر) التَّرَاقِيَ  
 مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ، وَقِيلَ مَنْ رَاقٍ..... واو عاطفہ قبل فعل  
 مجہول، مَنْ اسم استفہام مبتدا رَاقٍ خبر۔ متبدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر نائب فاعل، جو دراصل مقولہ ہے، الْفَرَضُ  
 فعل مجہول اپنے نائب فاعل سے مل کر معطوف علیہ معطوف، وَقُنَّ انه الفراق..... واو عاطفہ ظَنَّ فعل بفاعل۔ أَنَّ  
الْفِرَاقَ جملہ اسمیہ بتاویل مصدر ظَنَّ کے دو مفعولوں کے قائم مقام، پھر ظَنَّ الخ جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف۔  
وَالْتَفَتِ السَّاقِ بِالسَّاقِ..... واو عاطفہ التَّفَتِ السَّاقِ فعل بفاعل، بالساق متعلق التفات کے، فعل اپنے  
 فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، چاروں معطوفات مل ملا کر مضاف الیہ إِذَا کا، مضاف اپنے مضاف الیہ  
 سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب محذوف تَسَاقَى الی حکم رہا کا جس پر إِلَى رَبِّكَ یومئذ المساق دلالت کر رہا  
 ہے، لہذا إِلَى رَبِّكَ یومئذ المساق جملہ تفسیریہ جواب إِذَا محذوف کا، (الی رَبِّكَ ثابت محذوف کا متعلق ہو کر خبر  
 مقدم، یومئذ ظرف المساق کا یا ما قبل إِذَا سے بدل جس کا متعلق تساق محذوف سے ہے المساق مبتدا مؤخر،

۱۔ ای ردع عن ابتار الدنيا على الآخرة۔

۲۔ راق حالت رقی میں ہے اور علامت رفع اس باء پر ضرر مقدورہ ہے جو بوجہ اجتماع ساکنین حذف ہوئی اور یہاں مقوم ہے۔

۳۔ وسمى اليقين ظناً لان الانسان ما دامت روحه في بدنه فانه يطمع في ديمومة الحياة لشدة حبه لها وتعلقه بها۔

۴۔ یومئذ توین بوض مضاف الیہ ای یوم اذا بلغت التراقي وقبل الخ

مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ تفسیریہ (فلا صدق ولا صلی و لیکن کذب و قولہ)..... فا استثنایہ (اعراب القرآن صرفہ و بیانہ) لا تانیہ صدق فعل فاعل، جملہ فعلیہ معطوف علیہ واو عاطفہ لا صلی جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر پھر معطوف علیہ، واو عاطفہ لیکن حرف استدراک مخففہ مہملہ، کذب جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، واو عاطفہ تولی جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، ثم ذہب الی اہلہ یتعطی..... ثم حرف عطف ذہب الی اہلہ فعل فاعل متعلق، یتعطی جملہ فعلیہ حال ذہب کی ضمیر سے، ذہب الخ جملہ فعلیہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر جملہ متانفہ (لا محل لہا) اولیٰ لک فاولیٰ..... اولیٰ مبتدا، لک ثابت کے متعلق ہو کر خبر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، فا عاطفہ اولیٰ مبتدا اور خبر محذوف ای لک، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر پھر معطوف علیہ، ثم اولیٰ لک فاولیٰ..... حسب سابق ترکیب ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ۔ ایتحسب الانسان ان یتروک سدی..... ہمزہ حرف استفہام برائے انکار، یتحسب الانسان فعل بقا ل ان نامہ یتروک فعل، ضمیر نائب فاعل، سدی حال یتروک کی ضمیر سے، پھر ان یتروک بتاویل مصدر یتحسب کے دو مفعولوں کے قائم مقام، اور وہ جملہ متانفہ۔ اثم یک نطفۃ من منیٰ یعنی..... ہمزہ حرف استفہام انکاری لم یک فعل ناقص، ضمیر اسم، راجع انسان کی طرف (نون تخفیفاً محذوف ہو گیا) نطفۃ موصوف من حرف جر، منیٰ یعنی موصوف مفت ہو کر مجرور، جار مجرور متعلق کائنۃ کے ہو کر مفت، موصوف مع مفت خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر معطوف علیہ، ثم کان علقۃ فخلق فسوی فجعل منہ الزوجین الذکر والانیث..... ثم حرف عطف، کان فعل ناقص، ضمیر اس میں اسم، راجع منیٰ کی طرف، علقۃ خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر معطوف علیہ معطوف، اسی طرح خلق فسوی فجعل منہ الزوجین الذکر والانیث..... سب معطوف و معطوف الیہ (من متعلق جعل کے، بضمینہ معنی خلق، الزوجین مفعول بہ مبدل منہ الذکر والانیث بدل۔ تمام معطوفات مل ملا کر جملہ متانفہ، ایس ذلک بقادر علی ان یحیی الموتی..... ہمزہ حرف استفہام انکاری، ایس فعل ناقص، ذلک اسم، بازائدہ، قادر اسم فاعل لفظاً مجرور، محل منصوب، علی جارہ، ان یحیی الموتی بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور متعلق قادر کے، اور وہ شبہ جملہ ہو کر خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر جملہ متانفہ۔



- ۱۔ جب کمرہ دعا پاد دعا کے لئے ہو تو مبتدا مانا جائیگا ہوتا ہے۔
- ۲۔ اس طرح ترکیب کریں الہلاک مبتدا اولیٰ لک، الہلاک مبتدا اولیٰ لک خبر، لک متعلق اولیٰ کے فاولیٰ ای ہو اولیٰ مبتدا و خبر۔
- ۳۔ واکھر منہ متعلق ہو کر مفعول پہلانی، الزوجین مفعول بہ اول۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## سُورَةُ الدَّهْرِ مَكِّيَّةٌ

هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا ۝ اِنَّا

بیشک انسان پر زمانہ میں ایک ایسا وقت بھی آچکا ہے جس میں وہ کوئی چیز قابل تذکرہ نہ تھا • ہم نے اس کو

خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا ۭ بَصِيْرًا ۝

مخلوط نطفہ سے پیدا کیا، اس طور پر کہ ہم اس کو مکلف بنائیں تو ہم نے اس کو سنتا دیکھتا بنایا •

اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا ۭ وَاِمَّا كَفُوْرًا ۝

ہم نے اس کو رستہ بتلایا، یا تو وہ شکر گزار ہو گیا یا ناشکر ہو گیا •

**ربط** سورت سابقہ میں زیادہ تر مضمون جزا و سزا کا اثبات اور اس کی تفصیل تھی، اس سورت میں زیادہ تر جزا و سزا کی تفصیل ہے، اور ساتھ ساتھ انسان کے مکلف ہونے کا بھی ذکر ہے، اور چونکہ کفار کے انکار جزا و سزا سے آپ کو حزن ہوتا تھا اس لئے درمیان میں اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا سے آپ کو تسلی دینا بھی مقصود ہے۔

**تشریح** سورۃ دھر کا نام سورۃ انسان اور سورۃ الابرار بھی ہے (روح) اس میں تخلیق انسانی کی ابتداء و انتہاء اور اعمال پر جزا و سزا، نیز جنت و جہنم کا بیان موثر انداز میں مذکور ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا الخ بعض حضرات نے فرمایا کہ اس جگہ هل بمعنی قد ہے جو تحقیق واقع کے لئے ہے، مطلب یہ ہے کہ بے شک انسان پر زمانہ میں ایک ایسا وقت بھی آچکا ہے جس میں وہ کوئی ایسی چیز نہ تھا جو قابل تذکرہ ہو (یعنی انسان نہ تھا بلکہ نطفہ تھا، ظاہر ہے کہ رحم مادر میں قرار حمل کے بعد سے پیدائش تک کا وقت جو عادتہ نو مینے ہوتے ہیں اس میں اگرچہ انسان کا وجود ایک طرح قائم ہو چکا ہے مگر یہ کوئی نہیں جانتا کہ وہ لڑکا ہے یا لڑکی، نہ اس کا کوئی نام ہے نہ کسی کو اس کی شکل و صورت معلوم ہے اس لئے کہیں اس کا ذکر و تذکرہ تک نہیں ہے) اِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ ..... ہم نے انسان کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا، یعنی مرد و عورت دونوں کے نطفہ سے، (کیونکہ عورت کی منی بھی اندر ہی اندر عورت کے رحم میں گرتی ہے، پھر کبھی رحم کے منہ سے خارج ہو کر ضائع ہو جاتی ہے اور کبھی اندر رہ جاتی ہے) نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا ۭ بَصِيْرًا ..... اس طور پر کہ ہم اس کو مکلف بنائیں یعنی اس کا امتحان و آزمائش کریں کہ یہی اس کو پیدا کرنے کا مقصد ہے، تو اسی واسطے ہم نے



اس کو ستاد دیکھتا، (سمجھتا) بنایا، اور چونکہ محاورہ میں سبج اور بصیر استعمالاً مخصوص ہیں عاقل کے ساتھ اور عقل پر ہی مکلف ہونے کا مدار ہے، اس لئے یہاں اگرچہ عاقل ہونے کی صراحت نہیں فرمائی مگر مراد وہ بھی ہے، مطلب یہ ہے کہ ہم نے انسان کو ایسی ہیئت و صفات کے ساتھ پیدا کیا کہ اس میں احکام شرعیہ کا مکلف بننے کی قابلیت ہو۔ اِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ اِمَّا شَاكِرًا وَاِمَّا كَفُورًا..... اور اس کے بعد جب مکلف ہونے کا وقت آگیا تو ہم نے اس کو بھلائی، برائی پر مطلع کر کے راستہ بتلایا، یعنی احکام کا مخاطب بنایا پھر یا تو وہ شکر گزار (اور مومن) ہو گیا یا ناشکرا (اور کافر) ہو گیا، یعنی جس راستہ پر چلنے کو کہا تھا جو اس پر چلا وہ مومن ہو گیا اور جو نہیں چلا وہ کافر ہو گیا، اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا سُبُلَ الْغَنَىٰ.

**سوال**

بعض نے یہ سوال کیا کہ شاکر ا کے مقابلہ میں کافر ا لانا قرین قیاس ہے، تو کفوراً کیوں لایا گیا؟

**جواب**

یہ ہے کہ ہر شکر گزار کا کل شکر گزار نہیں ہوتا، کچھ نہ کچھ کی اور ناشکری ضرور ہو جاتی ہے اس لئے اس کے مقابل کفوراً (بڑا ناشکرا) ہی زیادہ مناسب تھا۔

**لغات**

**حِينَ**: متعدد معانی کے لئے آتا ہے یہاں مراد ہے مطلق وقت، جمع **اَحْيَان**. **دَهْر**: زمانہ دراز۔ جمع **فُجُور**. **مَذْكُورًا**: اسم مفعول واحد مذکر، قابل تذکرہ، **ذَكَرَ** (ن) **ذَكَرًا**: یاد کرنا، ذکر کرنا۔ **اَمْشَاج مَشْجٍ** یا **مَشْبِجٍ** یا **مَشْجٍ** یا **مَشْجٍ** کی جمع ہے سب کے معنی ہیں دو ٹی ہوئی چیزیں، مخلوط۔ **نَبْتَلِيْهِ**: مضارع جمع متکلم، ابتلی ابتلاء آزمانا (مراد چوں کہ آزمائش سے مکلف بنانا ہے، اس لئے مرادی ترجمہ ”مکلف بنائیں“ کیا گیا ہے) **سَجِيْعًا**: صفت مشبہ واحد مذکر، سننے والا (س). **بَصِيْر**: اسم مبالغہ، بہت دیکھنے والا، **بَصُرَ** (ك) **بَصْرًا** و **بَصَارَةً**: دیکھنا۔ **هَدَيْنَا**: ماضی جمع متکلم، ہدیٰ فلانا الطريق ولہ والیہ (ض) **هُدًى** و **هَدَايَةً**: کسی کو راستہ بتانا۔ **شَاكِرًا**: اسم فاعل واحد مذکر، شکر گزار، **شَكَرَ** فلاناً ولہ الشیء: وعلیہ (ن) **شُكْرًا** و **شُكْرَانًا**: شکریہ ادا کرنا، **كُفُورًا** صفت مشبہ واحد مذکر، ناشکرا، (۲) **كَفَرَ** نِعْمَةَ اللّٰهِ (ن) **كُفُورًا** و **كُفْرَانًا**: ناشکری کرنا **كَفَرَ** الرَّجُلُ کفر کرنا۔

**ترکیب**

**هَلْ اَتَى عَلَى الْاِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ.....** **هَلْ** بمعنی **قَدْ** **اَتَى** فعل علی الانسان جار مجرور متعلق **اَتَى** کے، **حِينَ** موصوف **مِنَ الدَّهْرِ** متعلق کائن کے ہو کر صفت اول، **لَمْ يَكُنْ** شیناً **مَذْكُورًا** جملہ فعلیہ صفت ثانی (عائد محذوف ہے ای لم یکن فیہ شیناً مذکوراً اور مذکوراً صفت شیناً کی اور وہ خبر فعل ناقص کی) موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ابتدائی۔ **اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ** **مِنْ نُّطْقَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ.....** **اِنَّا** حرف مشبہ بالفعل مع اسم، **خَلَقْنَا** فعل بفاعل، الانسان مفعول بہ **مِنْ** جارہ **نُّطْقَةٍ اَمْشَاجٍ** موصوف صفت مجرور، جار مجرور متعلق **خَلَقْنَا** کے، **نَّبْتَلِيْهِ** فعل، ضمیر نحن فاعل، **هَآ** ضمیر مفعول بہ،

۱۔ دہر کے اصل معنی تو ہیں دنیوی زندگی کا ہر زمانہ مگر اس سے ہر بڑی مدت مراد لے لی جاتی ہے، اور زمانہ کا اطلاق تھوڑی اور بہت دونوں مدتوں پر ہوتا ہے۔

۲۔ بصیر بمعنی فاعل بھی ہوتا ہے۔ (بمعنی دیکھنے والا)

۳۔ یا اہل برائے استعمال تقریری۔

۴۔ لم یکن الیع کو الانسان سے حال بھی بنا سکتے ہیں۔

جملہ فعلیہ حال از ضمیر خلقنا۔ الغرض خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ الخ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا۔ ھا عاطفہ جَعَلْنَاهُ فعل بفاعل، ھا ضمیر مفعول بہ اول، سَمِيعًا بَصِيرًا موصوف صفت مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر خبر حرف مشبہ بالفعل کی، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ۔ اِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ اِمَّا شَاكِرًا وَاِمَّا كَفُورًا..... اِنَّا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، هَدَيْنَاهُ فعل فاعل، مفعول بہ، السَّبِيلَ مفعول بہ ثانی، اِمَّا حرف شرط و تفصیل۔ شَاكِرًا اور كَفُورًا دونوں حال هَدَيْنَاهُ کی ضمیر مفعول سے، پھر هَدَيْنَاهُ الخ خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ۔

**البلاغۃ** قولہ شاکراً و کفوراً: ایسے بندے کم ہیں جو صفت شکر سے متصف ہوں اس لئے اس کو اسم فاعل سے تعبیر کیا اس کے قلت پر دلالت کرنے کی وجہ سے اور کفوراً کو مبالغہ کے صیغہ سے تعبیر کیا ایک تورعایت فواصل کی بناء پر، دوسرے یہ کہ ایسے لوگ کثیر ہیں جو صفت ناشکری سے متصف ہوتے ہیں، اور اس صفت کا وقوع انسان سے بکثرت ہوتا ہے اس لئے اس کو مبالغہ کے صیغہ سے تعبیر کیا۔

**سوال** قولہ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ، نطفہ واحد ہے اور اَمْشَاج جمع، تو موصوف صفت میں مطابقت کیوں نہیں؟

**جواب** نطفہ سے مراد مرد و عورت دونوں کا نطفہ ہے اس لئے وہ بوجہ مافوق الواحد جمع کے معنی میں ہے، دوسرا جواب یہ ہے کہ نطفہ اجزاء کثیرہ و متضمن ہوتا ہے، اس لئے نطفہ کا ہر جز مستقل نطفہ ہے لہذا اسی بات کا اعتبار کر کے صفت کو جمع لایا گیا، موصوف صفت میں بظاہر عدم مطابقت اور پھر اس کے جواب کی مزید مثالیں ملاحظہ فرمانے کا اگر شوق ہو تو مشکل ترکیبوں کا حل ملاحظہ فرمائیں۔

اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلَاسِلًا وَاَغْلَالًا ۝۱۰۱ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ  
کَاسٍ ۚ کَانَ مِزَاجُهَا کَافُورًا ۝۱۰۲ عِنَّا یُشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ یُفَجِّرُوْنَهَا  
جس میں کافور کی آمیزش ہوگی • یعنی ایسے چٹھے سے جس سے خدا کے خاص بندے پئیں گے، جس کو وہ لا جہاں چاہیں گے) بہا کر  
تَفْجِیرًا ۝۱۰۳ یُؤْفُونَ بِالْاَنْذَرِ وَیَخَافُونَ یَوْمًا ۚ کَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِیْرًا ۝۱۰۴  
لے جائیں گے • وہ لوگ واجبات کو پورا کرتے ہیں اور ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی عام ہوگی •

۱۔ نسلہ کو انسان سے بھی حال بنا سکتے ہیں، یا پھر جملہ متانفہ۔

۲۔ قولہ سَمِيعًا بَصِيرًا: اعراب القرآن میں ہے کہ دونوں کلموں کو کلمہ واحد کے درجہ میں اتار لیا گیا ہے کیونکہ وہ دونوں تیز اور فہم سے کتا ہے۔

۳۔ اِمَّا حرف شرط و تفصیل کے پانچ معانی ہیں (۱) شک جیسے جاءنی اِمَّا حسن وَاِمَّا خَسین، جب کہ آپ یہ نہ جانیں کہ دونوں میں سے کون آیا۔

(۲) بہرہ جیسے قرآن میں ہے: اَحْرَبُ مَرْحُومٍ لَا مَرَّ لَہُ اِلَّا مَا یُعَدِّیْہُمْ وَاِمَّا یَتُوبُ عَلَیْہُمْ (۳) تخیر، کقولہ تعالیٰ اِمَّا اِنْ تَلَفٰی وَاِمَّا اِنْ

مکون اول من تلفی (۴) بات جیسے حالس اِمَّا الحسن وَاِمَّا اہل سورین (۵) تفصیل کقولہ تعالیٰ اِمَّا شَاکِرًا وَاِمَّا کَفُورًا

وَيُطْعَمُونَ عَلَىٰ حَبِّهِ مَسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۚ إِنَّمَا نُطْعِمُهُم

اور وہ لوگ خدا کی محبت سے غریب اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھاتے ہیں • ہم تم کو محض خدا کی رضامندی کے لئے

لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكْرًا ۚ إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا

کھانا کھاتے ہیں، نہ ہم تم سے بدلہ چاہیں اور نہ شکریہ • ہم اپنے رب کی طرف سے ایک سخت اور تلخ دن

يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ۝ فَوْقَهُمْ اللَّهُ شَرُّ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّهْم نَصْرَةٌ

کا اندیشہ رکھتے ہیں • سو اللہ تعالیٰ ان کو اس دن کی سختی سے محفوظ رکھے گا اور ان کو تازگی اور خوشی

وَسُرُورًا ۚ وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةٌ وَحَرِيرًا ۚ مُتَكِينِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۚ

عطا فرمادے گا • اور ان کی پختگی کے بدلہ میں ان کو جنت اور ریشمی لباس دے گا • اس حالت میں کہ وہ وہاں مسمر یوں پر تکیہ لگائے ہوں گے

لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمَهْرِيرًا ۚ وَذَانِيَةٌ عَلَيْهِمْ ظِلُّهَا ۚ وَذَلَّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ۝

نہ وہاں تپش پاویں گے اور نہ جاڑا • اور یہ حالت ہوگی کہ درختوں کے سائے ان پر جھکے ہوں گے اور ان کے میوے ان کے اختیار میں ہوں گے •

### تشریح

ما قبل میں اِمَّا شَاكِرًا وَاِمَّا كَفُورًا میں مومن و کافر کا ذکر تھا، اب یہاں سے جزائے فریقین کا ذکر ہے۔

اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ الْخ ہم نے کافروں کے لئے زنجیر، اور نلوق اور آتش سوزاں تیار کر رکھی ہیں۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ

يَشْرَبُونَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا بے شک نیک لوگ ایسے جام شراب سے پیوں گے جس میں کافور کی

آمیزش ہوگی، یعنی اس شراب میں لذت و کیف بڑھانے کے لئے تھوڑا سا کافور ملایا جائے گا، اور یہ کافور دنیا کا نہیں کہ

کھانے پینے کے قابل نہ ہو، بلکہ جنت کا ہوگا۔ سفیدی اور خشکی اور تفریح و تقویت دل و دماغ میں اس کا مشارک ہے۔

عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ عینا ترکیب میں کاس سے بدل ہے محل کے اعتبار سے لہذا مطلب یہ ہے کہ وہ

ایسے چشمے سے پیئیں گے جس سے خدا کے مقرب بندے پیئیں گے، ظاہر ہے کہ جب اس سے خدا کے مخصوص اور مقرب

بندے پیتے ہیں تو وہ بہت اعلیٰ درجہ کا ہوگا۔ عِبَادُ اللَّهِ سے مراد اہل جنت کی کوئی مخصوص جماعت ہے جو ابرار سے

اونچے درجہ کی ہوگی۔ وَيَفْجَرُوهَا تَفْجِيرًا اور اس چشمہ کو وہ خاص بندے جہاں چاہیں گے بہا کر لے

۱۔ بعض مفسرین کے قول کے مطابق کافور جنت کا ایک خاص چشمہ ہے جس کو عینا یشرَب الح سے بیان کیا کہ وہ ایک چشمہ ہے جس سے خدا کے

خاص بندے پیئیں گے، (اس تفسیر کے مطابق عینا، کافور سے بدل بنے گا، اس صورت میں یہ متعین ہو جاتا ہے کہ آیت مذکورہ میں کافور سے مراد چشمہ

جنت ہے اور عباد اللہ سے مراد وہی اللہ کے نیک بندے ہیں جن کا ذکر پہلے ابرار کے عنوان سے کیا گیا ہے اب جب کہ ابرار اور عباد اللہ دونوں کا مصداق

ایک ہے تو وہ جگہ بیان کرنے سے مقصود بھی جدا جدا ہے، ایک جگہ ان کی آمیزش بتلانا ہے دوسری جگہ اس کا کثیر اور مستخر ہونا کہ اسباب عیش کی کثرت اور اس کا

جامع طبیعت ہونا لذت عیش کو بڑھاتا ہے۔

جائیں گے (اور یہ بہشتیوں کی ایک کرامت ہوگی کہ جنت کی نہریں ان کے تابع ہوں گی، درمنثور میں ہے کہ جنتیوں کے ہاتھ میں سونے کی چھڑیاں ہوں گی، وہ ان چھڑیوں سے جس طرف اشارہ کر دیں گے، نہریں اسی طرف چلنے لگیں گی۔

آگے ان ابرار کی صفات مذکور ہیں۔ يُؤْفُونَ بِالنَّذْرِ وہ لوگ نذر یعنی منت کو پورا کرتے ہیں (نذر یعنی اپنے اوپر کوئی کام واجب کرنا جو من جانب اللہ واجب نہ تھا) اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جب یہ لوگ اپنی لازم کی ہوئی چیز کو پورا کرتے ہیں تو جو واجبات و فرائض اللہ کی طرف سے ان پر لازم کئے گئے ہیں ان کو بدرجہ اولیٰ پورا کرتے ہوں گے۔ (حضرت تھانویؒ نے ترجمہ کیا ہے ”وہ لوگ واجبات کو پورا کرتے ہیں“)

**تذکرہ** اگر نذر، نذر معصیت ہو تو اس کو پورا نہ کرے بلکہ ڈر دے۔ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَتْ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا.....

اور وہ ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی عام ہوگی، یعنی کم دیش سب پر اس کی سختی کا اثر ہوگا، مراد قیامت کا دن ہے۔ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى وَيُطِيعُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا..... وہ لوگ عبادت مالیہ میں بھی جس میں عموماً اخلاص کم ہوتا ہے کمال درجہ کا اخلاص رکھتے ہیں چنانچہ وہ لوگ محض خدا کی محبت سے غریب اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (یتیم اور مسکین کو کھانا کھلانے کا ثواب ہوتا تو ظاہر ہی ہے اور قیدی کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ قیدی اگر مظلوم ہے تب تو اس کی اعانت مستحسن ہونا ظاہر ہے، اور اگر ظالم ہے تو بوقت شدت حاجت اس کا اطعام بھی مستحسن ہے، نیز قیدی عام ہے مسلم ہو یا غیر مسلم) إِنَّمَا نَطْعِمُكُمْ لِرُؤْيَا إِلَهِ الْخ..... وہ لوگ کھانا کھلا کر زبان یا دل سے یوں کہتے ہیں کہ ہم تم کو محض خدا کی رضامندی کے لئے کھانا کھلاتے ہیں، نہ ہم تم سے اس کا عملی بدلہ چاہیں، اور نہ اس کا قولی شکر یہ۔ إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا الْخ..... ہم خدا کی رضامندی کے لئے اس واسطے تم کو کھانا کھلاتے ہیں کہ ہم اپنے رب کی طرف سے ایک سخت اور سخت دن کا اندیشہ رکھتے ہیں (علوس بمعنی سخت، قُمْطَرِيرًا: تلخ، تکلیف دہ) (خوف آخرت سے کوئی کام کرنا اخلاص اور ابتغاء موعدة اللہ کے منافی نہیں ہے) فَوْقَهُمُ اللَّهُ الْخ سوا اللہ تعالیٰ ان کو (اس اخلاص و اطاعت کی برکت سے) اس دن کی سختی سے محفوظ رکھے گا۔ (مستقبل کو ماضی سے ذکر کیا گیا اس کے وقوع کے یقینی ہونے کی وجہ سے، مظہری) اور ان کو تازگی اور خوشی عطا فرمایگا۔ (یعنی چہروں پر رونق اور تازگی اور قلوب میں خوشی) وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا الْخ..... اور اللہ تعالیٰ ان کو ان کے صبر یعنی استقامت فی الدین کے بدلہ میں جنت، اور ریشمی لباس دے گا، اس حالت میں کہ وہ جنت کے اندر مسہریوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے، نہ وہاں تپش اور گرمی پائیں گے اور نہ جاڑا۔ (بلکہ فرحت بخش اور معتدل موسم ہوگا) وَذَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا..... اور یہ حالت ہوگی کہ جنت کے

۱۔ قیدی کو کھانا کھانا اگرچہ حکومت اسلامی کی ذمہ داری ہے مگر جو شخص اس کو کھانا کھلاتا ہے گویا وہ حکومت اور بیت المال کی اعانت کرتا ہے، اور ابتدائے اسلام میں تو کھانا کھلانے اور حفاظت کی ذمہ داری عام مسلمانوں میں تقسیم کر دی جاتی تھی جیسے غزوہ بدر کے قیدیوں کے ساتھ معاملہ کیا گیا، دوسری بات یہ ہے کہ مذکورہ تفسیر کی صورت میں علی حبہ کی ضمیر مجرور اللہ کی طرف راجع ہے، اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ علی بمعنی مع ہوا اور حبہ کی ضمیر طعام کی طرف راجع ہو مطلب یہ ہوگا کہ یہ لوگ ایسی حالت میں بھی غریبوں کو کھانا کھلاتے ہیں جبکہ وہ کھانا خود ان کو محبوب اور پسند ہے، یہ نہیں کہ بچا کچا کھانا غریبوں کو دیدیتے ہیں۔

لَسْنَا لَآلِئًا حَتَّىٰ تَنْفَقُوا ہر چہ داری صرف کن در راہ او

درختوں کے سائے ان بہشتیوں پر جھکے ہوں گے، یعنی ان سے قریب ہوں گے اور سایہ راحت و آرام کے اسباب میں سے ہے، اب سوال یہ ہے کہ جنت میں آفتاب نہیں تو پھر سایہ کا کیا مطلب ہے؟ جواب یہ ہے کہ آفتاب تو واقعی جنت میں نہ ہوگا مگر ہو سکتا ہے کہ وہ سایہ دوسرے اجسام نورانیہ سے حاصل ہو۔ (اور سایہ کا فائدہ غالباً یہ ہے کہ حالات بدلتے رہیں کیونکہ ایک حالت خواہ کتنی ہی آرام دہ ہو آخر اس سے طبیعت اکتا جاتی ہے) وَذَلَّلْتُ فَطَوُّفُهَا تَذَلُّلاً اور انکے میوے ان کے تابع کر دیئے جائیں گے یعنی ان کے اختیار میں ہوں گے کہ ہر وقت ہر طرح بلا مشقت لے سکیں گے۔

**ضمان کے مراجع** قوله کَانَ مِزَاجُهَا: ہا ضمیر کا مرجع کانس ہے ھقیقۃً جب کہ وہ مشروب کے معنی میں ہو، یا مجازاً کانس مرجع ہے جب کہ ظرف بول کر مظروف مراد ہونے کی قبیل سے ہو یعنی جام (پیالہ) بول کر شربت مراد ہو۔ (مظہری) قوله علی حبہ ضمیر کا مرجع بضم تشریح و حاشیہ تحریر کر دیا گیا۔

**لغات** اعتدنا: رکوع ۱ میں گذر چکا۔ سلسلاً: سلسلہ کی جمع، زنجیریں وَمُنْعٍ مِنَ التَّنْوِينِ لِأَنَّهُ جُمِعَ عَلَى صِبْغَةٍ مُنْتَهَى الْجُمُوعِ وَقرئ بالصرف للتناسب مع أغللاً: أغللاً: غُلٌّ کی جمع، طوق۔ سَعِيرًا: رکوع ۱ میں گذر چکا۔ ابراداً: بُرٌّ کی جمع، نیک لوگ بُرٌّ (ض، س) بُرٌّ: نیک ہونا۔ یَشْرَبُونَ: مضارع جمع مذکر غائب شَرِبَ (س) شَرَبًا: پیتا۔ کانس: جام شراب جمع انکوس و کُؤُس (وقد تطلق علی الخمر مجازاً لعلاقة المجاورة (روح) وقال الراغب یسنى کل واحد منهما بانفراده کانساً مِزَاجُهَا: (آمیزش) مصدر از مَازَجَ مُمَازَجَةً وَمِزَاجًا (مفاعلة) مَازَجَ (آمزش حاصل مصدر) کُافُور: ایک خوشبودار گھاس سے سفید رنگ کا شفاف مادہ نکالا جاتا ہے۔ اس کو کافور کہتے ہیں، بطور دوا اس کا استعمال کیا جاتا ہے جمع کُؤَافِر (القاموس الوحید) (آیت میں سر و لطیف شفاف پانی مراد ہے) (لغات القرآن) غِیْنٌ: چشمہ جمع عُیُونٌ وَاغْنِیْنِ: یَفْجَرُونَهَا مضارع جمع مذکر غائب، فَجَّرَ الْمَاءَ تَفْجِیرًا: (باب تفعیل) پانی بہانا۔ یُؤْفُونَ: مضارع جمع مذکر غائب، اوفی النَّذْرَ وَبِهِ اِیْفَاءٌ: (باب افعال) نذر پوری کرنا۔ النَّذْرُ: نذر، منت جمع نَذُورٌ. مَرُوءٌ: رکوع ۱ میں دیکھئے۔ مُنْتَطِیرًا: اسم فاعل واحد مذکر، عام، پھیلا ہوا، انتظار الشيء (استفعال) منتشر ہونا، پھیلنا۔ حُبٌّ: مصدر، حَبٌّ (س) حُبًّا: محبت کرنا، پسند کرنا، یَتِمًّا: صیغہ مفت، وہ نابالغ بچہ جس کا باپ مر گیا ہو، جمع یَتَامَى: یَتَمُّ (ک) یَتَمًّا: یتیم ہونا۔ اَسِیرًا: صفت مشبہ، قیدی جمع اَسْرَاءُ وَاَسَارِی، اَسْرَءٌ (ض) اَسْرًا وَاَسَارًا: قید کرنا۔ وَجْءٌ: چہرہ، ذات، خوشنودی، پہلے معنی میں حقیقت ہے بقیہ معانی میں مجاز، یہاں آخری معنی مراد ہیں۔ جَزَاءٌ: مصدر، جزوی (ض) جَزَاءٌ بدلہ دینا اصلہ جزوی (بمعنی بدلہ حاصل مصدر ہے)۔ شُکُورًا: مصدر از (ن) شُکْرِیہ ادا کرنا (حاصل مصدر شُکْرِیہ) عِبُونًا: صفت مشبہ، سخت، عبس الیوم (ض) عَبَسْنَا وَغَبُونَا: سخت ہونا، ترش رو ہونا (یوم کی

طرف اس کی نسبت مجازاً ہے۔ فَمَطْرَبُورًا: اسم، بہت زیادہ سخت، تکلیف دہ، تلخ۔ وَقَهْمٌ: ماضی واحد مذکر غائب، وَقَى الشَّيْءُ (ض) وَقَىا وَوَقَايَةً: حفاظت کرنا، بچانا۔ لَقَهْمٌ: ماضی واحد مذکر غائب، لَقَاهُ الشَّيْءُ تَلْقِيَةً (تفعیل) کسی کے سامنے کوئی چیز ڈالتا کہ وہ لے لے (اسی کو حضرت تھانویؒ نے عطا فرمانے سے تعبیر کیا ہے) نَضْرَةٌ: مصدر، بمعنی تازگی حاصل مصدر ہے، از نَضَرَ (ن) نَضْرًا وَنَضُورًا وَنَضِرَ (س) نَضْرًا وَنَضِرَ (ك) نَضَارَةً: تروتازہ ہونا، سُرُورًا: مصدر از سَرَّ (ن) سُرُورًا وَمَسْرُورَةً: خوش کرنا سُرَّ سُرُورًا، خوش ہونا (بمعنی خوشی حاصل مصدر یعنی اسم) صَبْرًا: ماضی جمع مذکر غائب، صَبَرَ (ض) صَبْرًا، ہمت سے کام لینا، نہ گھبراتا (مراد الاستقامۃ علی الایمان و الطاعة و الاحتراز عن المعاصی) (مزید تفصیل در سورۃ بلد حاشیہ ۲) حَوْرًا: اسم، ریشم۔ مُتَكَبِّرِينَ: اسم فاعل جمع مذکر (تکبر لگائے ہوئے، اتَّكَبَّ عَنِ الشَّيْءِ اتِّكَاءً (افتعال) تکبر لگانا۔ الارائك: (مسہریاں، تخت) اربکۃ کی جمع۔ زَمَهْرَبُورًا: اسم، سخت سردی۔ دَانِيَةً: رکوع ۵ میں ملاحظہ ہو، ظَلَّلَ: (سائے) ظِلٌّ کی جمع۔ ذُلَّتْ: ماضی مجہول واحد مؤنث غائب۔ ذُلَّ الْكُرْمُ تَذْلِيلًا (تفعیل) انگور کے خوشے لٹکا دینا۔ (یہاں مراد تابع کر دینا) قَطُوفٌ: رکوع ۵ میں گذر چکا۔

**ترکیب** إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلَاسِلًا وَأَغْلَالًا وَسَعِيرًا... ترکیب ظاہر ہے۔ لِلْكَافِرِينَ متعلق اعتدنا کے، سَلَاسِلَ و أَغْلَالًا و سَعِيرًا باہم معطوف و معطوف علیہ ہو کر مفعول بہ، پھر جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ۔ إِنَّا الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا... إِنَّا حرف مشبہ بالفعل الابرار اسم إِنَّا، يَشْرَبُونَ فعل بفاعل، مِنْ حرف جر، كَأْسٍ موصوف كان مزاجها کافوراً جملہ فعلیہ صفت، موصوف مع صفت مجرور، جار مجرور متعلق يَشْرَبُونَ کے، اور وہ خبر إِنَّا، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ۔ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا... عَيْنًا موصوف يَشْرَبُ بها عباد اللہ جملہ فعلیہ صفت، موصوف مع صفت مجرور، جار مجرور متعلق يَفَجِّرُونَهَا کے، اور وہ خبر عَيْنًا، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ۔ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا... يُفَجِّرُونَهَا فعل بفاعل، تَفْجِيرًا حال از فاعل يَشْرَبُ، الغرض عَيْنًا یَشْرَبُ الخ موصوف صفت ہو کر بدل ہے، ماقبل آیت میں كَأْسٍ سے باعتبار محل کے اور اس کا محل نصب ہے۔ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا... يُوفُونَ فعل بفاعل، بِالنَّذْرِ جملہ فعلیہ معطوف علیہ (بالنذر متعلق يُوفُونَ کے) و او عاطفہ يَخَافُونَ فعل بفاعل، يَوْمًا موصوف كان شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا جملہ فعلیہ صفت، موصوف مع صفت مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف،

۱۔ اصل محاورہ ہے فَمَطْرَبُورًا النافۃ یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب اونٹنی دم اٹھا کر ناک چڑھا کر منہ بنا کر گرد و ناپسندیدہ شکل اختیار کر لے۔ (مصباح اللغات) پھر اسی معنی کی مناسبت سے ہر مکروہ، برے، رنج دہ دن کے لئے استعمال ہونے لگا۔

۲۔ سرد و خوشی سے جو اندر چھپ رہی ہو، اور جس کا اثر ظاہر میں دکھائی دے اس کو خنود کہتے ہیں۔

۳۔ عَيْنًا یَشْرَبُ کو کافوراً سے بھی بدل بنا سکتے ہیں نیز مفعول بہ بھی مان سکتے ہیں يَشْرَبُونَ کا ای يَشْرَبُونَ عَيْنًا مِنْ كَأْسٍ، نیز نصب ہوئے اختصاص بھی مان سکتے ہیں، نیز يَشْرَبُونَ مفعول کا مفعول بہ بھی مان سکتے ہیں، نیز فعل مضمر يَفَجِّرُونَهَا کی بناء پر بھی منصوب پڑھ سکتے ہیں، نیز مزاجها کی ضمیر سے حال بھی بنا سکتے ہیں۔

معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ بیانہ (کانه قبل بم استحقوا هذا النعم، فقبل یوفون الخ) وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا واو عاطفہ، يُطْعَمُونَ فعل بفاعل الطعام مفعول بہ اول، علی حبہ حال از ضمیر يُطْعَمُونَ ای کائنین علی حب اللہ (روح العائ) مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا تینوں معطوفات مل ملا کر مفعول بہ ثانی، پھر مکمل جملہ فعلیہ معطوف ماقبل یوفون بالنذر و یخافون الخ پر۔ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكْرًا..... إِنَّمَا كَاذِبٌ وَكَفُوفٌ، نُطْعِمُكُمْ فعل فاعل، مفعول بہ، لِوَجْهِ اللَّهِ متعلق ہو کر نُطْعِمُ کے فاعل سے حال، یا نُطْعِمُ کے متعلق۔ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ الخ حال از ضمیر نُطْعِمُ (منکم) متعلق نرید کے، جَزَاءً وَشُكْرًا معطوف و معطوف علیہ ہو کر مفعول بہ، لا زائدہ برائے تاکید نفی (الغرض إِنَّمَا نُطْعِمُ الخ قائلین مقدر کا مقولہ اور وہ حال ماقبل يُطْعَمُونَ کی ضمیر سے۔ إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبَّنَا يَوْمًا غَیْبًا قَمَطًا..... ترکیب ظاہر ہے جملہ تعلیلیہ ای تغلیل لقولہ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ (من ربنا متعلق نخاف کے، یومًا موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مفعول بہ نخاف کا) فَوَقَّهَمُ اللَّهُ هَرَّ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّهَمُ نَصْرَةً وَسُرُورًا..... فا عاطفہ وقی فعل هَمُ مفعول بہ اول اللَّهُ فاعل شَرَّ ذَلِكَ الْيَوْمِ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ ثانی، پھر جملہ فعلیہ معطوف علیہ واو عاطفہ لَقَّی فعل بفاعل هَمُ مفعول بہ اول، نَصْرَةً وَسُرُورًا معطوف و معطوف علیہ ہو کر مفعول بہ ثانی، پھر جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف۔ وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَخَرِيرًا..... واو عاطفہ جزای فعل، ضمیر ہو مستر فاعل راجع اللہ کی طرف، هَمُ مفعول بہ اول، با جارہ ما مصدریہ، صَبَرُوا فعل بفاعل، پھر بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور متعلق جزای کے، جَنَّةً وَخَرِيرًا معطوف و معطوف علیہ ہو کر جزای کا مفعول بہ ثانی، پھر جملہ فعلیہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر معطوف ماقبل یوفون پر (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) مَتَكِّينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ متکین صیغہ اسم فاعل، ضمیر ذوالحال، فِيهَا متعلق کائنین محذوف کے ہو کر حال متکین کی ضمیر سے، ذوالحال اپنے حال سے مل کر متکین کا فاعل، عَلَى الْأَرَائِكِ متعلق متکین کے، اور متکین حال ہے۔ جَزَاهُمْ کی ضمیر مفعول سے، لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا..... جملہ فعلیہ حال جَزَاهُمْ کی ضمیر مفعول سے، یا متکین کی ضمیر سے، (فہا متعلق لا یرون کے)، شَمْسًا وَزَمْهَرِيرًا مفعول بہ، دوسرا لا زائدہ برائے تاکید نفی) وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلَّتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا..... واو عاطفہ دَانِيَةً اسم فاعل، عَلَيْهِمْ اس کے متعلق ظِلَالُهَا مرکب اضافی دَانِيَةً کا فاعل، پھر شبہ جملہ ہو کر معطوف متکین شبہ جملہ پر، واو عاطفہ، ذُلَّتْ فعل مجہول، قُطُوفُهَا مرکب اضافی نائب فاعل، تَذْلِيلًا مفعول مطلق فعل اپنے نائب فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف دَانِيَةً پر۔

۱۔ یہ جب ہے جب کہ علی کی ضمیر اللہ کی طرف راجع ہو، اور اگر طعام کی طرف راجع ہو تو عبارت ہوگی کائنین علی حب الطعام ای محبین لہ۔

۲۔ جملہ تعلیلیہ ای تغلیل لیان الاطعام



وَبُطَافٌ عَلَيْهِمْ بَائِيَةً مِنْ فَضَّةٍ وَأَنْكُوبٍ كَانَتْ قَوَارِيرًا ۝ قَوَارِيرًا

اور انکے پاس چاندی کے برتن لائے جائیں گے اور آنخورے جو شیشے کے ہوں گے • وہ شیشے

مِنْ فَضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيرًا ۝ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَأْسًا كَانَتْ مِرَاجِحًا زَنْجَبِيلًا ۝

چاندی کے ہونگے جن کو بھرنے والوں نے مناسب انداز سے بھرا ہوگا • اور وہاں ان کو ایسا جام شراب پلایا جاوے گا جس میں سونھ کی آمیزش ہوگی •

عَيْنًا فِيْهَا تُسَمَّى سَلْسَبِيلًا ۝ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ۝

یعنی ایسے سرچشے جو وہاں ہوگا، جس کا نام سلسبیل ہوگا • اور ان کے پاس ایسے لڑکے آمدورفت کریں گے، جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔

اِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُورًا ۝ وَاِذَا رَأَيْتَ ثُمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ۝

اے مخاطب! اگر تو ان کو دیکھے تو یوں سمجھے کہ موتی ہیں جو بکھر گئے ہیں • اور اے مخاطب! اگر تو اس جگہ کو دیکھے تو سمجھ کو بڑی نعمت اور بڑی سلطنت دکھائی دے •

عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ سُنْدُسٌ خُضْرٌ وَاسْتَبْرَقٌ وَحُلُوْا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَسَقَمَهُمْ

ان جنتیوں پر باریک ریٹم کے سبز کپڑے ہونگے اور دبیز ریٹم کے کپڑے بھی۔ اور ان کو چاندی کے نکلن پہنائے جائیں گے، اور ان کا رب ان کو

رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ۝ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُورًا ۝

پاکیزہ شراب پینے کو دے گا • یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری کوشش مقبول ہوگی •

**تشریح** ماقبل سے جنت کی نعمتوں کا ذکر چلا آ رہا ہے، لہذا تفسیر ملاحظہ فرمائیں! وَيُطَافُ عَلَيْهِمُ الْخ اور کھانے

پینے کی چیزیں پہنچانے کے لئے ان کے پاس چاندی کے برتن لائے جائیں گے اور آنخورے جو شیشے کے ہوں گے اور

وہ شیشے چاندی کے ہوں گے جن کو بھرنے والوں نے مناسب انداز سے بھرا ہوگا (یعنی اس میں مشروب ایسے انداز سے

بھرا ہوگا کہ نہ اس وقت کی خواہش میں کمی رہے اور نہ اس سے بچے کہ دونوں میں بے لطفی ہوتی ہے، اور آنخورے چاندی

کے بنے ہوئے ہوں گے، نہایت سفید، لیکن صاف شفاف اور چمکدار ہونے میں شیشے کی طرح معلوم ہوں گے، اور ایک

خوبی ان میں یہ ہوگی کہ ان کے اندر کی چیز باہر سے صاف نظر آئے گی، جب کہ دنیا کی چاندی میں آر پار نظر نہیں آتا، اور

شیشے میں یہاں ایسی سفیدی بھی نہیں ہوتی اور جو کالنج سے تیار کیا جاتا ہے اس میں اگرچہ آر پار نظر آتا ہے مگر وہ چاندی کا

نہیں ہوتا، پس وہ ایک عجیب چیز ہوگی۔ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَأْسًا الْخ اور وہاں ان کو (علاوہ مذکورہ جام شراب کے جس

میں کافور کی آمیزش تھی، اور بھی) ایسا جام شراب پلایا جائے گا جس میں زنجبیل یعنی سونھ کی آمیزش ہوگی (سونھ کی تاثیر گرم

ہے اور اہل عرب منہ کا مزہ بدلنے کے لئے اس کو شراب میں ملا تے تھے، اور اس کو بہت پسند کرتے تھے، اس لئے اس کو

جنت میں بھی اختیار کیا گیا، مگر جنت کی سونھ نہایت عمدہ قسم کی ہوگی، واضح رہے کہ جنت کی نعمتوں اور دنیا کی نعمتوں میں

صرف نام میں شرکت ہے، وہاں کی زنجبیل اور دوسری نعمتوں کو دنیا پر قیاس نہیں کیا جاسکتا)

عَيْنًا فِيهَا تُسْمَىٰ مُسْنَبًا: عینا ترکیب میں کاما سے بدل ہے، یعنی ایسے چشمے سے ان کو پلایا جائیگا جو وہاں ہوگا جس کا نام سلسبیل ہوگا۔ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وَلِذَاكَ مُخَلَّدُونَ الخ اور ان کے پاس یہ چیزیں لے کر ایسے لڑکے آمد و رفت کریں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔ اور وہ اس قدر حسین ہیں کہ اے مخاطب اگر تو ان کو چلتے پھرتے دیکھے تو یوں سمجھے کہ موتی ہیں جو بکھر گئے ہیں (موتی سے تشبیہ تو صفائی، چمک دمک اور آب و تاب میں ہے اور بکھرے ہوئے کا وصف ان کے چلنے پھرنے کے لحاظ سے ہے جیسے یہ بکھرے ہوئے موتی ہوں کہ منتشر ہو کر کوئی ادھر جا رہا ہے، کوئی ادھر جا رہا ہے، اور یہ اعلیٰ درجہ کی تشبیہ ہے)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ سب سے کم درجہ کے جنتی کی خدمت میں ایک ہزار خدام ہوں گے، حضرت انسؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں کہ سب سے کم درجہ کے جنتی کے سر کے پیچھے دس ہزار خادم بغرض خدمت کھڑے ہوں گے۔

وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا: مذکورہ اسباب راحت میں انحصار نہیں بلکہ اے مخاطب اگر تو اس جگہ کو دیکھے تو تجھ کو بڑی نعمت اور بڑی سلطنت دکھائی دے۔ عَلَيْهِمْ فَيَأْتِيهِمْ مِنْ دُونِ خَضِرٍ وَأَمْنَبَرٍ: ان جنتیوں پر باریک ریشم کے سبز کپڑے ہوں گے، اور دبیز ریشم کے کپڑے ہوں گے (یعنی باریک اور دبیز دونوں قسم کے، کیونکہ ہر لباس میں جدا لطف ہے) وَخُلُوعًا مَّسَاحِيرَ مِنْ لَبَنٍ: اور ان کو چاندی کے نگن پہنائے جائیں گے۔

**سوال** کوئی اشکال کرے کہ مردوں کو نگن وغیرہ پہننا عیب سمجھا جاتا ہے۔ **جواب** یہ ہے کہ یہاں عیب ہونا وہاں عیب ہونے کو مستلزم نہیں، ظاہر ہے کہ ہر جگہ کا طور طریق الگ الگ ہوتا ہے، اور اس کا مشاہدہ دنیا میں بھی خوب ہے، دنیا میں ملوک کسرئی ہاتھوں میں نگن اور تاج میں زیورات استعمال کرتے تھے اور یہ انکا خاص امتیاز و اعزاز سمجھا جاتا تھا، ملک کسرئی فتح ہونے کے بعد جو خزانہ کسرئی مسلمانوں کے ہاتھ آئے ان میں کسرئی کے نگن بھی تھے) وَمَسْقَهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا: اور ان کا رب ان کو پاکیزہ شراب پینے کو دے گا۔ (یعنی جنتیوں کو جو شراب ملے گی جس کا ذکر اوپر آیا یعنی بشریون من کاس اور يُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا، میں، اس میں نہ نجاست ہوگی اور نہ کدورت و آلودگی۔ إِنَّ هَذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَشْكُورًا: مذکورہ تمام نعمتوں کو دے کر مسرت روحانی بڑھانے کے لئے اہل جنت سے ان کے جنت میں داخل ہونے کے بعد بطور مبارک باد کہا جائے گا کہ یہ تمہارا صلہ ہے یعنی تمہارے اعمال کا بدلہ ہے، اور تمہاری کوشش (جو دنیا میں کیا کرتے تھے) مقبول ہوئی۔

- ۱۔ دنیا کے لڑکوں کی طرح نہیں کہ چند دنوں کے بعد چہرہ کی رونق اور حسن و جمال بڑھاپا آنے اور عمر ڈھلنے سے پھیکا پڑ جاتا ہے۔
- ۲۔ دوسری آیات میں سونے کے زیورات کا ذکر ہے مگر دونوں میں تعارض نہیں کیونکہ دونوں طرح کا سامان ہوگا اور حکمت اس کی وہی تغنن اور تفریع ہے کہ بعض دفعہ ایک سامان کو استعمال کرتے کرتے طبیعت اکٹا جاتی ہے۔
- ۳۔ اور نہیں جگہ جو سورت میں شراب کا ذکر آیا ہے ہر جگہ غرض ہوا ہے جیسا کہ ترجمہ و تفسیر سے ظاہر ہے، نیز پہلی جگہ بشریون ہے، دوسری جگہ يُسْقَوْنَ جو زیادت و اکرام و اعزاز پر دلالت کرتا ہے اور تیسری جگہ مَقَامٌ دُونَ مَقَامٍ تَخَرُّفٌ و تکریم ہے، پس حکم کا شائبہ نہ رہا۔

**ضمان کے مراجع**

فَذَرُوا، مرجع الطائفتین جس پر یطاف علیہم سے دلالت ہو رہی ہے (ہمان القرآن) وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ اِی فی الجنة. قوله عالیہم مرجع مُلْکًا کثیراً حذف مضاف کے ساتھ اِی اهل ملک کثیر. یا مرجع انوار، یا مَطْوَفٌ علیہم جس پر و یطوف علیہم وال ہے، (جلالین) قوله اِنَّ هَذَا اِی النعم.

**لغات**

**یُطَافُ:** مضارع مجہول واحد مذکر، اطاف بہ او علیہ: کسی کے پاس آنا (ہا کی وجہ سے متعدی ہے، لایا جاتا) آتیۃ: برتن واحد اِناء، فِضَّة: چاندی، جمع فِضَض. اَکْوَاب: آنخورے یعنی پیالے، واحد کُؤَب. قَوَارِیر: شے کے برتن، واحد قَارُورَة. یُسْقَوْنَ: مضارع مجہول جمع مذکر غائب، سَقَى (ض) سَقًیاً: پلانا۔ رَنْجَبِلاً: سوٹھ، اد رک، (امام سیوطی نے اتقان میں لکھا ہے کہ یہ فارسی لفظ ہے) سَلْسِیلاً: آسانی سے طق میں اترنے والا مشروب (۲) جنت کے ایک چشمہ کا نام، جمع سَلَسِیْبُ و سَلَسِیْبٌ۔ یَطْوِفُ: مضارع واحد مذکر غائب، طاف حوله وبہ وعلیہ: (ن) طَوَّافًا و طَوَّافًا: چکر لگانا، ارد گرد گھومنا۔ وَلَذَان: لڑکے، واحد وَلِید. مُخَلَّدُونَ: اسم مفعول جمع مذکر (ہمیشہ رکھے ہوئے) خَلَّدَهُ تَخْلِیدًا: ہمیشہ رکھنا۔ حَسِبْتَهُمْ: ماضی واحد مذکر حاضر، حَسِبَ (س، ح) حَسْبَانًا: گمان کرنا۔ لَوُلُّوْا: موتی، جمع لَالِی. مَثَوْرًا: اسم مفعول واحد مذکر (بکھرے ہوئے) نَفَرَ الشَّيْءُ نَفْرًا وَنِفَارًا، بکھیرنا۔ ثَمَّ: ظرف مکان برائے بعید (وہاں) (دیکھئے مشکل ترکیبوں کا حل) نَعِیمًا: رکوع ۴ میں گذر چکا۔ مُلْکٌ رکوع (۱) میں گذر چکا۔ کَبِیرًا: رکوع ۱۱ میں گذر چکا۔ عالیہم: یا تو اسم فاعل از غَلَا (ن) غُلُوْا: بلند ہونا، یا ظرف بروزن اسم فاعل جیسے دَاخِلُ الشَّيْءِ وَخَارِجُ الشَّيْءِ، بمعنی فوقہم۔ ثَبَاب: رکوع ۵ میں دیکھئے۔ سُنْدُس: ایک باریک ریشی کپڑا۔ خَضِرَ: سبز، ہرے، واحد أَخْضَرَ، خَضِرَاء، خَضِرَ (س) خَضِرًا وَخَضِرَةً: سبز ہونا۔ اسْتَبْرَقَ: موٹا ریشی کپڑا۔ حُلُوْا: ماضی مجہول جمع مذکر غائب حَلَّى الجارية: زیور پہنانا (در اصل حَلَّیوْا تھا بوجہ ثقل باء کا ضمہ ماقبل لام کو دے دیا، اور پھر یا کو بوجہ اجتماع ساکنین حذف کر دیا) اَسَاوَرَ: کنگن: پہنچیاں، واحد مِوَار. سَقًا: ماضی واحد مذکر غائب، سَقَى (ض) سَقًیاً: پلانا (اصلہ سَقَى) شَرَابًا: بمعنی مشروب، پینے کی چیز، شراب، شربت وغیرہ۔ طَهَّوْرًا: صیغہ صفت یعنی اسم مبالغہ، بہت پاکیزہ، صاف سترا جس میں گدلا پن نہ ہو، طَهَّرَ (ک) طَهَّرَا و طَهَّارَةً: پاک صاف ہونا۔ سَعِیْکُمْ: باب فتح کا مصدر، سعی بمعنی مَسَاعِی ہے (کوششیں): یہاں مصدر مضاف عموم کا فائدہ دے رہا ہے۔ مُشْکُورًا: اسم مفعول واحد مذکر (قابل شکر، مقبول) شُکْرَ (ن) شُکْرًا: شکر ادا کرنا۔

**ترکیب** وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِأَنِيَّةٍ مِنْ فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرًا..... واو عاطفہ یطاف فعل مجہول،

۱۔ اعراب القرآن و پانہ و صرف میں ہے کہ یہ صفت مشبہ ہے ہا مبالغہ زیادہ کیا گیا۔ المراد الماء الذی ہو فی غایۃ السلاسیۃ، یعنی صاف بہتا ہوا پانی بعض نے کہا کہ یہ بھی لفظ ہے۔

۲۔ طاهر (پاک) کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس کی طہارت متعدی نہ ہو جیسے کپڑے کی طہارت کہ خود تو پاک ہے مگر دوسری فی کو اس کے ذریعہ پاک نہیں کیا جاسکتا دوسرا وہ کہ جس کی طہارت متعدی ہو یعنی جو دوسری چیزوں کو بھی پاک کر سکے، جیسے پانی وغیرہ۔

علیہم جار مجرور متعلق یطاف کے، ہا حرف جر آئیدہ موصوف من فیضہ کائنۃ کے متعلق ہو کر صفت موصوف مع صفت معطوف علیہ، واو حرف عطف اکواب موصوف، کانت فعل ناقص ضمیر ہی اس کا اسم راجع اکواب کی طرف، قواریرا خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر صفت اکواب کی، موصوف مع صفت معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور، جار مجرور نائب فاعل یطاف کا، فعل اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ معطوف (اس کا معطوف علیہ جزا ہم ہے)۔ قواریرا من فیضہ قَدَرُوا مَا تَقْدِيرًا..... قواریرا موصوف، من فیضہ متعلق کائنۃ محذوف کے ہو کر صفت اول، قَدَرُوا مَا تَقْدِيرًا جملہ فعلیہ صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر بدل قواریرا سے۔ وَ يُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا..... واو عاطفہ یُسْقَوْنَ فعل مع نائب فاعل، فِيهَا متعلق یُسْقَوْنَ کے۔ كَأْسًا موصوف کان مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا جملہ فعلیہ صفت، موصوف مع صفت مفعول بہ ثانی یُسْقَوْنَ کا، فعل اپنے نائب فاعل اور متعلق اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ معطوف، (اس کا عطف یتکاف الخ پر ہے) عَيْنًا فِيهَا تُنَمَّى سَلْسِيلًا..... عَيْنًا موصوف فیہا متعلق کائنۃ محذوف کے متعلق ہو کر صفت اول، تسمى سلسبیلًا جملہ فعلیہ صفت ثانی (سلسبیلہ مفعول بہ ثانی، اور مفعول بہ اول تسمى کی ضمیر نائب فاعل ہے) موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر ماقبل کأساً سے بدل، وَ يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وَلَدَانِ مُخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَنثورًا..... واو عاطفہ یطوف فعل علیہم متعلق یطوف کے ولدان موصوف، مخلصون اسم مفعول اپنے نائب فاعل ہم ضمیر سے مل کر صفت اول، اذا ظرفیہ مضاف مضمین بمعنی شرط رایتہم جملہ ہو کر مضاف الیہ، مضاف مع مضاف الیہ ظرف ہے اپنے جواب و جزا حَسِبْتَ کا، حَسِبْتَ فعل ضمیر انت فاعل ہم مفعول بہ اول، لُؤْلُؤًا مَنثورًا موصوفہ صفت مل کر مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جواب شرط، پھر شرط و جزا۔ وَلَدَانِ کی صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف ماقبل یُسْقَوْنَ پر۔ وَإِذَا رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلُكًا كَبِيرًا واو استثنائی (اعراب القرآن و صرف و بیان) اذا ظرفیہ مضاف مضمین معنی شرط، رَأَيْتَ فعل بفاعل، ثم ظرف مکان مفعول فی رایت کا، ای فی الجنة، جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب و جزاء رایت موخر کا، رَأَيْتَ فعل بفاعل، نَعِيمًا موصوف علیہ واو حرف عطف مُلُكًا كَبِيرًا مرکب توصیفی معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف مقدم سے مل کر جملہ متانفہ۔ عَالِيَهُمْ ثِيَابٌ مَنْدُوبٌ خَضِرٌ وَاسْتَبْرَقٌ..... عَالِيَهُمْ مضاف مضاف الیہ بمعنی فوقہم ثابتہ محذوف کا ظرف ہو کر خبر مقدم۔

۱۔ یا یُسْقَوْنَ کی ضمیر سے حال ای موجود ہیں فیہا۔

۲۔ بالفاظ دیگر حَسِبْتَ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں اور ظرف مقدم سے مل کر صفت ثانی۔

۳۔ عَالِيَهُم کی دوسری ترکیب یہ ہے کہ یہ حال ہو ماقبل علیہم کی ضمیر سے یا حَسِبْتَهُم کے مفعول سے یا نَعِيمًا سے ہمکہ یہ مضاف ای اہل نعم، اس صورت میں ثياب مندوب الخ عالی اسم فاعل کا قائل ہے گا، اور عالی کو بایں وجہ زینت میں لایا گیا کہ ثياب مندوب کی تائید غیر حقیقی ہے۔

ثابت مستدر مرکب اضافی موصوف خضر صفت، موصوف مع، صفت معطوف علیہ واو عاطفہ استہرق معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدا موخر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہ۔ و خُلُوا اساور من فضة ..... واو عاطفہ خُلُوا فعل مجہول، واو ضمیر نائب فاعل، اساور موصوف، من فضة کائنۃ محذوف کا متعلق ہو کر صفت، موصوف مع صفت مفعول بہ، فعل اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ معطوف، و مَسْقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ..... جملہ فعلیہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر جملہ مستاتفہ۔ (شرابا طہوراً) مرکب توصیفی مفعول بہ ثانی) اِنَّ هَذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَشْكُورًا ..... اِنَّ حرف مشبہ بالفعل ہذا اس کا اسم (ای النعم) کان فعل ناقص، ضمیر اس کا اسم لکم ثابتاً محذوف کا متعلق ہو کر جزاء سے حال، جزاء خبر کان، فعل ناقص مع اسم و خبر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، کان سعيكم مشکوراً جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ مقولہ بقال فعل محذوف کا ای یقال لاهل الجنة۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْآنَ تَنْزِيْلًا ﴿۳﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ

ہم نے آپ پر قرآن تموزاً تموزاً کر کے اتارا ہے • سو آپ اپنے پروردگار کے حکم پر مستعمل رہئے اور ان میں سے کسی

مِنْهُمْ اِلَیْمًا اَوْ كُفُوْرًا ﴿۴﴾ وَاذْكُرْ اِسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۵﴾ وَمِنَ اللَّیْلِ

فاس یا کافر کے کہنے میں نہ آئے • اور اپنے پروردگار کا صبح و شام نام لیا کیجئے • اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی

فَاَسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَیْلًا طَوِيْلًا ﴿۶﴾ اِنَّ هٰؤُلَاءِ یُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَیَذَرُوْنَ

اس کو سجدہ کیا کیجئے اور رات کے بڑے حصہ میں اس کی تسبیح کیا کیجئے • یہ لوگ دنیا سے محبت رکھتے ہیں اور اپنے آگے ایک بھاری دن کو چھوڑ بیٹھے ہیں

وَرَاٰهُمْ یَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿۷﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَا اَسْرَهُمْ وَاِذَا مَسَّ

ہم ہی نے ان کو پیدا کیا • اور ہم ہی نے ان کے جوڑ بند مضبوط کئے، اور جب ہم چاہیں

بَدَلْنَا اَمْثَلَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿۸﴾ اِنَّ هٰذِهِ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ اِلٰی رَبِّهِ سَبِيْلًا ﴿۹﴾

ان ہی جیسے لوگ ان کی جگہ بدل دیں • یہ نصیحت ہے، سو جو شخص چاہے اپنے رب کی طرف رستہ اختیار کر لے •

وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ یُّشَاءَ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰﴾

اور بدون خدا کے چاہے تم لوگ کوئی بات چاہ نہیں سکتے، خدا تعالیٰ بڑا علم والا اور حکمت والا ہے •

یُدْخِلْ مَنْ یُّشَاءُ فِی رَحْمَتِهِ وَالظَّالِمِیْنَ اَعْدًا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۱﴾

وہ جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے اور ظالموں کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے •

## تشریح

ما قبل میں جزائے فریقین کو ذکر کرنے کے بعد اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے کا بیان ہے یعنی آپ ان کی مخالفت سے غم نہ کیجئے اور طاعت و عبادت اور دعوت و اصلاح کے کام میں لگے رہئے، اور بیان اس طاعت کا یہ ہے کہ: إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا ہم نے آپ پر قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے، تاکہ تھوڑا تھوڑا لوگوں کو پہنچاتے رہیں اور ان کو اس سے فائدہ اٹھانے میں آسانی ہو۔ فَأَصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ الخ سو آپ اپنے رب کے حکم پر (کہ اس میں تبلیغ بھی داخل ہے) مستقل رہئے، اور ان میں سے کسی فاسق یا کافر کے کہنے میں نہ آئیے، یعنی جو دعوت و تبلیغ سے منع کرے اس کی موافقت نہ کیجئے جیسے عتبہ بن ربیعہ، ولید بن مغیرہ اور دیگر کفار قریش آپ کو اس فرض منصبی سے رد کرنا چاہتے تھے، لہذا اللہ تعالیٰ شانہ نے آپ کو متنبہ فرمادیا، اور مقصود اس سے اظہار اہتمام شان ہے، ورنہ آنحضرت ﷺ سے ان کی موافقت کرنے کا کوئی احتمال ہی نہیں تھا۔ وَإِذْ تَكَرَّرُ اسْمُ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا الخ عبادت متعدیہ یعنی جس کا نفع دوسروں کو بھی پہنچے اس کو ذکر کرنے کے بعد، اب عبادت لازمہ کا ذکر ہے، یعنی جس کا نفع اپنے تک محدود ہو، فرمایا کہ اور آپ اپنے پروردگار کا صبح و شام نام لیا کیجئے، اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی اس کو سجدہ کیا کیجئے، یعنی نماز فرض پڑھا کیجئے۔ وَمَسْبُحُهُ لَيْلًا نَّيْلًا طَوِيلًا اور رات کے بڑے حصہ میں اس کی تسبیح و تقدیس کیا کیجئے، مراد اس سے تہجد ہے علاوہ فرائض کے، آگے کفار کی مذمت اور ان کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخالفت کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ إِنَّ هَؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَائَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا۔ یہ لوگ دنیا سے محبت رکھتے ہیں اور اپنے آگے (آنے والے) ایک بھاری دن کو چھوڑ بیٹھے ہیں (یعنی یہ لوگ جو آپ کی نصیحت قبول نہیں کرتے بلکہ مخالفت کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ خُب دنیا نے ان کو اندھا کر رکھا ہے اس لئے یہ لوگ عاجلہ یعنی جلد ہاتھ آنے والی چیز (دنیا) سے محبت رکھتے ہیں اور قیامت کے بھاری دن سے غفلت میں ہیں) نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمُ الخ یوم ثقیل کا ذکر سن کر یہ احتمال تھا کہ کفار اس کا انکار کریں لہذا اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کو بیان کر کے اس احتمال کو دفع فرماتے ہیں کہ ہم ہی نے ان کو پیدا کیا، اور ہم ہی نے ان کے جوڑ، بند مضبوط کئے اور جب ہم چاہیں ان ہی جیسے لوگ ان کی جگہ بدل دیں (ظاہر ہے کہ انسان کے جوڑ بند بظاہر نرم و نازک معلوم ہوتے ہیں مگر کیا شان قدرت ہے اس خلاق کریم کی کہ یہ جوڑ بند سالہا سال گزرنے کے بعد اور شب و روز ان کو استعمال اور حرکت میں لانے کے بعد بھی نہ ٹھٹھتے ہیں اور نہ ٹوٹتے ہیں، جب کہ لوہے کے اسپرنگ بھی سال دو سال میں گھس کر ٹوٹ جاتے ہیں لہذا جب اللہ تعالیٰ شانہ کی اتنی بڑی قدرت ہے تو پھر مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے میں کوئی دشواری کی بات ہے) إِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ الخ مضامین سابقہ پر بطور تفریع کے فرماتے ہیں کہ یہ تو نصیحت ہے، سو جو شخص چاہے اپنے رب کی طرف راستہ اختیار کر لے (یعنی زور زبردستی منوادینا آپ کا کام نہیں، قرآن ایک نصیحت ہے بس آپ نصیحت کر دیجئے آگے ہر ایک کو اختیار ہے جس کا جی چاہے اپنے رب کی خوشنودی تک پہنچنے کا راستہ اختیار کر لے) وَمَا تَشَاوُنُ الخ قرآن کے تذکرہ و نصیحت ہونے میں اس سے شبہ نہ کیا جائے کہ بعض کو تو اس سے ہدایت نہیں ہوتی، تو بات یہ ہے کہ قرآن فی نفسہ تذکرہ اور ہدایت ہے لیکن فرمایا: وَمَا تَشَاوُنُ الخ بغیر خدا کے

چاہے تم لوگ کوئی بات نہیں چاہ سکتے، اور بعض لوگوں کے خدا کے نہ چاہنے میں بعض حکمتیں ہوتی ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ بڑا علم والا، بڑی حکمت والا ہے، وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے (اور جس کو چاہتا ہے کفر و ظلم میں مبتلا رکھتا ہے) وَالظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا اور ظالموں کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

**لغات** حکم: رکوع ۶ میں دیکھئے۔ لَا تَطِيعُ: فعل نہی واحد مذکر حاضر، اطاعَ اطاعاً: فرمانبرداری کرنا۔ اَلِيمًا: اسم فاعل واحد مذکر (گناہ گار، فاسق) اَلِيمٌ (م) اَلِيمًا: گناہ کرنا، کفوراً: تحقیق گذر چکی۔ بُكْرَةً: دن کا اول حصہ، صبح سویرے، اَصْبَلًا: وقت شام، عصر و مغرب کے درمیان کا وقت، جمع اَصَال۔ العاجِلَةُ رکوع ۷ میں ملاحظہ ہو۔ يَذْرُونُ: مضارع جمع مذکر غائب، وذر (م) وذرأً چھوڑنا (اس کا صرف مضارع اور امر و نہی مستعمل ہیں) شَذَذْنَا: ماضی جمع متکلم شَذَّ الشَّيْءُ (ض، ن) شَذَّ: مضبوط کرنا۔ اَصْرَهُمْ: (ای مفاصلہم) (قاموس) جوڑ، بند۔ بَذَلْنَا: ماضی جمع متکلم، بَذَلٌ تبدیلاً (تفعیل) بدلنا۔ امثال: مانند، واحد مَثَل اور مِثْل۔ رَحْمَتِهِ: مصدر، رَحِمَ (م) رَحْمَةً وَرَحْمًا، وَمَرْحَمَةً: مہربان ہونا (بمعنی مہربان حاصل مصدر، یہاں مراد ہے جنت)۔ الظَّالِمِينَ: اسم فاعل جمع مذکر۔ ظَلَمَ (ض) ظَلَمًا: ظلم کرنا۔ اَعَدَّ: ماضی واحد مذکر غائب، اعداداً (افعال) تیار کرنا۔

**ترکیب** اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنْزِيلًا..... اِنْ حرف مشبہ بالفعل نَا ضمیر اسم نحن ضمیر فصل، یا تاکید برائے اسم اِنْ۔ نَزَّلْنَا: فعل بفاعل، عَلَيْكَ متعلق نَزَّلْنَا کے، الْقُرْآنَ مفعول بہ، تَنْزِيلًا: مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل وغیرہ سے مل کر خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ مستانفہ۔ فَاَصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَطِيعُ مِنْهُمْ اَلِيمًا اَوْ كُفُورًا..... فَا نصیحہ اور شرط مقدر ہے اِنِّی اِنْ عَرَفْتَ هَذَا فَاَصْبِرْ الخ اَصْبِرْ فعل بفاعل، لحکم ربک متعلق اَصْبِرْ کا، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہ، واو عاطفہ لَا تَطِيعُ فعل نہی، ضمیر المت فاعل، منهم کائنات کا متعلق ہو کر حال اَلِيمًا ہے، اَلِيمًا اور کُفُورًا معطوف و معطوف علیہ ہو کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور متعلق اور مفعول بہ سے مل کر جملہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہ معطوف۔ وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَاَصْبِلًا..... جملہ انشائیہ معطوف (اسم ربک مفعول بہ، بُكْرَةً وَاَصْبِلًا معطوف و معطوف علیہ ہو کر مفعول فیہ) تمام معطوفات مل ملا کر جزا، شرط و جزا مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ۔ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا..... واو عاطفہ من اللیل متعلق مقدم اسجد کا، فَا رابطہ شرط مقدر کے جواب میں، اِی مہما حَصَلَ فَاسْجُدْ الخ، اسجد فعل بفاعل، لَهُ متعلق اسجد کا، پھر جملہ انشائیہ معطوف علیہ، واو عاطفہ سَبِّحْ فعل بفاعل، ہا ضمیر مفعول بہ، لَيْلًا طَوِيلًا مرکب توصلی مفعول فیہ، پھر یہ جملہ انشائیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جزا، شرط مع جزا معطوف باقبل شرط پر یعنی اِنْ عَرَفْتَ هَذَا فَاَصْبِرْ الخ پر۔ اِنْ هُوَ لَا يُجِيبُونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذْرَوْنَ وَرَأَتْهُمْ يَوْمَ لَقَائِهِ..... اِنْ حرف مشبہ بالفعل هُوَ لَا اسْم، يُجِيبُونَ الْعَاجِلَةَ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر



معطوف علیہ، واو حرف عطف یذورن فعل بقاعل، ورائہم ثابتا محذوف کا ظرف ہو کر حال یوماً ثقیلاً ہے۔  
 یوماً ثقیلاً مرکب تو صغی مفعول بہ، پھر یہ جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر خبر، حرف مشبہ بالفعل  
 مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ۔ نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ وَإِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَا أَمْثَلَهُمْ تَبْدِيلًا..... نحن  
 مبتدا، خلقناہم فعل فاعل مفعول بہ، جملہ فعلیہ معطوف علیہ، شددنا اسرہم فعل فاعل اور اسرہم مرکب اضافی  
 مفعول بہ سے مل کر معطوف علیہ معطوف، واو عاطفہ اذا ظرفیہ مضاف متضمن معنی شرط شِئْنَا فعل بقاعل، جملہ فعلیہ  
 مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف اپنے جواب و جزا بَدَّلْنَا کا، بَدَّلْنَا فعل بقاعل، اَمْثَلَهُم مرکب  
 اضافی مفعول بہ، تَبْدِيلًا مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل وغیرہ سے مل کر معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر خبر، مبتدا مع خبر  
 جملہ اسمیہ خبریہ۔ اِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ لِّمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّهِ سَبِيلًا..... اِنَّ حرف مشبہ بالفعل ہذہ اسم (ای ہذہ  
 السورۃ او ہذہ الآیات) تذکرۃ خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہ، فا عاطفہ من اسم  
 شرط جازم مبتدا، شاء فعل شرط، (مفعول بہ محذوف ای الخیر لنفسہ وحسن العاقبۃ) اتَّخَذَ فعل بقاعل، الی  
 ربہ متعلق کائنات کے ہو کر مفعول بہ ثانی سبیلًا مفعول بہ اول، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جزا، شرط  
 مع جزا خبر، مبتدا مع خبر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ۔ وَمَا تَشَاوُنَ اِلَّا اِنْ يَّشَاءَ  
 اللّٰہ..... واو عاطفہ مانافیہ تَشَاوُنَ فعل بقاعل، مفعول بہ محذوف ای الطاعۃ، الا اداعہ صر، ان یشاء اللّٰہ جملہ  
 فعلیہ بتاویل مصدر ظرف زمان ہے محل نصب میں، مضاف کی تقدیر کے ساتھ ای وقت ان یشاء اللّٰہ، ما تَشَاوُنَ  
 فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ محذوف اور ظرف زمان یعنی مفعول فیہ سے مل کر معطوف من شاء پر۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ  
 عَلَیْمًا حَکِیْمًا جملہ تعلیلیہ (حکیم خبر ثانی) یُدْخِلُ مَنْ یَّشَاءُ فِی رَحْمَتِہ..... یُدْخِلُ فعل بقاعل مَنْ یَّشَاءَ  
 اسم موصول مع صلہ مفعول بہ، فی رَحْمَتِہ متعلق یُدْخِلُ کے، جملہ فعلیہ معطوف علیہ۔ وَالظَّالِمِیْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا  
 اَلِیْمًا..... واو عاطفہ الظالمین فعل محذوف کا مفعول بہ از قبیل اشتغال ای یُعَذِّبُ الظالمین، فعل اپنے فاعل  
 اور مفعول بہ سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ بیانہ۔ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا.....  
 جملہ تفسیریہ یُعَذِّبُ الظالمین کا (لہم متعلق اَعَدَّ کے، عذابا الیما موصوف مع صفت مفعول بہ)

☆☆☆

- ۱۔ وراء بمعنى قدام۔
- ۲۔ اذا شئنا الخ یعنی شرط و جزاء کا عطف شددنا پر ہے۔ (مظہری) بعض نے کہا کہ بَدَّلْنَا معنی جعلنا ہے لہذا مفعول بہ ثانی محذوف ہے ای بدلنا  
 صنہم۔
- ۳۔ الا کو برائے استثناء بھی مان سکتے ہیں مابور ان یشاء اللّٰہ مستثنیٰ من اعم الاحوال ای وما تَشَاوُنَ الطاعۃ فی کل حال الا فی حال  
 مشیۃ اللّٰہ۔
- ۴۔ بعض نے اَوْعَدَ محذوف نکالا ہے ای اَوْعَدَ الظالمِیْنَ اَعَدَّ لَهُم عَذَابًا اَلِیْمًا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## سُورَةُ الْمُرْسَلَاتِ مَكِّيَّةٌ

وَالْمُرْسَلَاتِ ۝ عُرْفًا ۝ ۱ ۝ فَالْعَصْفِ ۝ عَصْفًا ۝ ۲ ۝ وَالنَّشْرِ ۝ نَشْرًا ۝ ۳

سم ہے ان ہواؤں کی جو طبع پہنچانے کیلئے بھیجی جاتی ہیں • پھر ان ہواؤں کی جو تندی سے چلتی ہیں • اور ان ہواؤں کی جو بادلوں کو پھیلاتی ہیں •

فَالْفَرْقَتِ ۝ فَرَقًا ۝ ۴ ۝ فَالْمُلْقِيَةِ ۝ ذِكْرًا ۝ ۵ ۝ غُذْرًا ۝ ۶ ۝ اِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعَ ۝ ۷

پھر ان ہواؤں کی جو بادلوں کو متفرق کر دیتی ہیں • پھر ان ہواؤں کی جو اللہ کی یاد • یعنی توبہ کا یاد رانے کا القا کرتی ہیں • کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور ہونے والی ہے •

توبہ: سورۃ سابقہ میں وقوع قیامت اور جزا و سزا کے اسباب اور اس کی تفصیل مذکور تھی، اس سورت میں بھی یہی مضمون ہے، بس اتنا فرق ہے کہ وہاں ترغیب کا مضمون زیادہ تھا، اور یہاں ترہیب اور ڈرانے کا مضمون زیادہ ہے۔

تشریح: مذکورہ آیات میں حق تعالیٰ نے چند چیزوں کی قسم کھا کر قیامت کے یقینی طور پر آنے کا ذکر فرمایا ہے، اور ان چند چیزوں کا نام قرآن میں بیان نہیں کیا البتہ ان کی اس جگہ پانچ صفات بیان فرمائی ہیں، مُرْسَلَات، غَاصَّات، نَاشِرَات، فَارِقَات، مُلْقِيَات الذِّكْرِ۔ بعض حضرات نے ان کا موصوف ہواؤں کو قرار دیا ہے۔

لہذا تفسیر ملاحظہ فرمائیں! وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا۔ قسم ہیں اُن ہواؤں کی جو طبع پہنچانے کے لئے بھیجی جاتی ہیں (یعنی وہ ہوائیں جو بارش لے کر آئی ہیں، اور ان کی نفع رسانی ظاہر ہے) فَالْغَاصَّاتِ غَصْفًا۔ پھر ان ہواؤں کی جو سختی سے چلتی ہیں (یعنی وہ تیز ہوائیں اور آندھیاں جن سے خطرات کا احتمال ہوتا ہے) وَالنَّشِرَاتِ نَشْرًا۔ اور ان ہواؤں کی جو بادلوں کو پھیلاتی ہیں (جس کے بعد بارش ہونے لگتی ہے) فَالْفَرْقَاتِ فَرَقًا۔ پھر ان ہواؤں کی جو بادلوں کو متفرق کر دیتی ہیں (جیسا کہ بارش کے بعد ہوتا ہے کہ ہوا چلنے سے بادل چھٹ جاتے ہیں) فَالْمُلْقِيَةِ ذِكْرًا غُذْرًا اَوْ نَذْرًا پھر ان ہواؤں کی جو (دل میں) اللہ کی یاد یعنی توبہ یا ڈرانے کا القا کرتی ہیں (یعنی مذکورہ ہوائیں اللہ کی یاد اور اس کی طرف متوجہ ہونے کا سبب ہو جاتی ہیں، اور وہ توجہ دو طور سے ہوتی ہے ایک قدر یعنی خوف سے جب کہ ان ہواؤں سے خوف کے آثار نمایاں ہوں، اور دوسرے عذر یعنی توبہ و معذرت سے اور توبہ و معذرت خوف و امید دونوں صورتوں میں ہو سکتی ہے، یعنی اگر ہوائیں نفع بخش ہوں تب تو لوگ خدا کی نعمتوں کو یاد کر کے اس کا شکر اور اپنی تقصیرات سے عذر کرتے ہیں، اور اگر وہ ہوائیں خوفناک ہوں تو لوگ خدا کے عذاب سے ڈر کر اپنے معاصی سے توبہ کرتے ہیں۔

۱۔ بعض نے ان پانچوں صفات کا موصوف فرشتوں کو قرار دیا ہے۔ ابن کثیر نے فرمایا کہ پہلی تین صفات ہواؤں کی ہیں اور آخری دو فرشتوں کی۔

آگے جواب قسم ہے یعنی **إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٌ** کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور ہونے والی ہے۔ (مراد قیامت ہے)

**قسم و جواب قسم میں مناسبت** جواب قسم میں وقوع قیامت کا ذکر ہے اور قسم میں ہواؤں کا اور یہ سب قسمیں قیامت کے نہایت مناسب ہیں کیونکہ فتح اولیٰ کے بعد تمام عالم کا فنا ہو جانا تیز آندھیوں کے مشابہ ہے اور فتح ثانیہ کے بعد مردوں کا زندہ ہونا وغیرہ ہوائے نافع کے مشابہ ہے کہ جس سے بارش ہوتی ہے۔

**لغات** المرسلات: اسم مفعول جمع مؤنث، بھیجی جانے والی، اَرْسَلَ، اِرْسَالًا (المعال) بھیجنا۔ عُرِفَا: احسان، نیکی، بخشش (۲) پے بہ پے، عرف کا استعمال دو معنوں میں ہوتا ہے اور آیت کریمہ میں دونوں معنی کئے گئے ہیں (۱) عرف بمعنی معروف واحسان، روح المعانی میں ہے ای المرسلات للاحسان والمعروف (اس صورت میں عرفا مفعول نہ بنے گا) (۲) عرف بمعنی تتابع یعنی پے در پے بھیجی ہوئی۔ عاصِفات: اسم فاعل جمع مؤنث، تیز و تند چلنے والی ہوائیں، آندھیاں، عَصَفَ (ض) عَصْفًا وَغُصُوفًا: ہوا کا تیز و تند چلنا۔ نَاشِرَات: اسم فاعل جمع مؤنث، پھیلانے والی، نَشَرَ (ن، ض) نَشْرًا: پھیلا نا۔ فَارِقات: اسم فاعل جمع مؤنث، منتشر کرنے والی، فَرَّقَ (ن، ض) فَرَقًا: پھاڑنا، جدا کرنا مُلْقِيَات: اسم فاعل جمع مؤنث، القاء کرنے والی، القاء (افعال) اِثْنَا، القاء کرنا۔ عُنْدَرَا: مصدر، عَنَدَ (ض) عُنْدَرًا، عذر قبول کرنا، معاف کرنا (بمعنی معافی و توبہ حاصل مصدر ہے) جمع اَعْدَار. نَذَرَا: مصدر ہے خلاف قیاس بمعنی اِنذَار (افعال) اِذْرَانَا۔ تَوَعَدُونَ: مضارع مجہول جمع مذکر حاضر، وَعَدَ (ض) وَغَدًا وَغَدَةً وعدہ کرنا۔

**ترکیب** والمرسلات عُرِفَا..... واو حرف جر و قسم، المرسلات اسم مفعول جمع مؤنث، ضمیر هُنَّ نائب فاعل، عُرِفَا مفعول لہ، اور المرسلات کا موصوف محذوف ہے، ای الرياح المرسلات، پھر المرسلات عرفا معطوف علیہ، فَالْعَاصِفَاتِ عَصْفًا وَالنَّاشِرَاتِ نَشْرًا فَالْقَارِقَاتِ لَرَجًا فَالْمُلْقِيَاتِ ذِكْرًا عُنْدَرًا اَوْ نَذَرًا..... تمام آیتیں باہم معطوف و معطوف علیہ (ذکر ا مفعول بہ الملقیات کا، عُنْدَرًا اَوْ نَذَرًا بدل ذکر ا سے) تمام معطوفات مل ملا کر مجرور، جار مجرور متعلق اقسام محذوف کے ہو کر قسم۔ **إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٌ**..... اِنْ حرف مشبہ بالفعل ما اسم موصول توعدون جملہ فعلیہ صلہ، (عائد محذوف ہے ای توعدونہ) اسم موصول مع صلہ اسم اِنْ، لام مزحلقة، واقعہ شبہ جملہ ہو کر خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم خبر جملہ اسمیہ جواب قسم، (وجملۃ القسم ابتدائیۃ لامحل لہا)



- ۱۔ عرف کے منصوب ہونے کی چار وجہیں ہو سکتی ہیں (۱) مفعول لہ کی بنا پر ای اُرْسِلَتْ لِلْإِحْسَانِ وَالْمَعْرُوفِ (۲) منصوب بوزع الفاعل ای المرسلات بالعرف، ان دونوں صورتوں میں عرف نیکی اور خوبی کے معنی میں ہوگا۔ (۳) حال ہونے کی بنا پر منصوب ہو یعنی عرف بمعنی تھک (۴) یا مفعول مطلق ہو یعنی عرف مصدر اِرْسَالًا کے معنی میں، ای المرسلات اِرْسَالًا۔
- ۲۔ قولہ عرفا: اس کو متابعت کے معنی میں المرسلات کی ضمیر سے حال بھی بنا سکتے ہیں۔

فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ ۙ وَإِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ ۙ وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۙ

سو جب ستارے بے نور ہو جائیں گے • اور جب آسمان پھٹ جاوے گا • اور جب پہاڑ اڑتے پھریں گے •

وَإِذَا الرُّسُلُ أَقْتَتْ ۙ لِأَيِّ يَوْمٍ أُجِّلَتْ ۙ لِيَوْمِ الْفُصْلِ ۙ

اور جب سب پیغمبر وقت معین پر جمع کئے جاویں گے • کس دن کے لئے پیغمبروں کا معاملہ ملتوی رکھا گیا ہے • فیصلہ کے دن کے لئے •

وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الْفُصْلِ ۙ وَيَلَّ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۙ أَلَمْ تَهْلِكِ الْوَلَيْنَ ۙ

آپ کو معلوم ہے کہ وہ فیصلہ کا دن کیسا کچھ ہے • اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی • کیا ہم اگلے لوگوں کو ہلاک نہیں کر چکے •

ثُمَّ نَتَّبِعُهُمُ الْآخَرِينَ ۙ كَذَلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ۙ وَيَلَّ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۙ

پھر پچھلوں کو بھی انہی کے ساتھ ساتھ کر دیں گے • ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں • اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی •

**تفسیر** ماقبل آیت یعنی إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٍ میں وقوع قیامت کا ذکر تھا، اب قیامت کے واقع ہونے کے وقت کے چند حالات کا ذکر ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ الخ سو جب ستارے بے نور ہو جائیں گے، اور جب آسمان

پھٹ جائے گا اور جب پہاڑ اڑتے پھریں گے (یعنی روئی کی طرح ہوا میں اڑتے پھریں گے)۔ وَإِذَا الرُّسُلُ

أَقْتَتْ۔ اور جب سب پیغمبر وقت معین پر جمع کئے جائیں گے (اس وقت سب کا فیصلہ ہوگا) آگے اس یوم کی ہولناکی کا

بیان ہے کہ لای یوم أُجِّلَتْ کس دن کے لئے پیغمبروں کا معاملہ ملتوی رکھا گیا، آگے جواب ہے۔ لِيَوْمِ الْفُصْلِ

فیصلہ کے دن کے لئے، (یعنی فیصلہ کے دن کے لئے پیغمبروں کے معاملہ کو ملتوی رکھا گیا، مطلب اس سوال و جواب کا یہ

ہے کہ کفار جو رسولوں کی تکذیب کرتے آئے ہیں اور اب بھی اس امت کے کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب

کر رہے ہیں تو یہ تکذیب فی نفسہ اس بات کو مقتضی ہے کہ یہ جو رسولوں کا معاملہ کفار سے پیش آرہا ہے اس کا فیصلہ ابھی

ہو جائے اور مکذبین و منکرین پر عذابِ سماوی ٹوٹ پڑے، پس آیت مذکورہ میں اس استعجال کا جواب ہے کہ حق تعالیٰ نے

بعض حکمتوں سے اس کو مؤخر کر رکھا ہے لیکن وہ واقع ضرور ہوگا اور اس دن ہر بات کا بالکل آخری اور دو ٹوک فیصلہ ہوگا۔

وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الْفُصْلِ اس آیت میں اس یوم الفصل کی ہولناکی کو بیان کر رہے ہیں کہ اور آپ کو معلوم ہے کہ وہ

فیصلہ کا دن کیسا کچھ ہے، (یعنی بہت سخت ہے) وَيَلَّ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ۔ اور جو لوگ اس امر حق یعنی وقوع قیامت کو

جھٹلا رہے ہیں تو وہ سمجھ لیں کہ اس روز حق کو جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی، گویا انہیں سخت تباہی اور مصیبت کا سامنا

ہوگا۔ آگے أَلَمْ تَهْلِكِ الْوَلَيْنَ سے پچھلی امتوں کی نظیر پیش کر کے موجودہ لوگوں کو ڈرا رہے ہیں کہ کیا ہم پہلے لوگوں کو

ہلاک نہیں کر چکے، (قوم عاد و ثمود، قوم لوط، اور فرعون وغیرہ کی طرف اشارہ ہے)۔ ثُمَّ نَتَّبِعُهُمُ الْآخَرِينَ۔ پھر پچھلوں

کو بھی (عذاب میں) ان پہلوں کے ساتھ کر دیں گے، (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے کفار پر بھی ہلاکت نازل

کریں گے جیسا کہ غزوہ بدر وغیرہ میں مسلمانوں کے ہاتھوں ان پر عذاب نازل ہوا) کَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں (یعنی کفر پر سزا دیتے ہیں، خواہ دارین میں خواہ دار آخرت میں) ظاہر ہے کہ وہ ہستی جس نے امم سابقہ کے مجرموں کو ان کے جرم کی پاداش میں مار کھپا یا وہ اس پر بھی قادر ہے کہ موجودہ کفار کو پہلوں کے پیچھے پیچھے چلتا کر دے۔

تیرا اک جھونکا نسیم لطف کا دم کے دم میں کر دے ان سب کو فنا

وَيُنْزِلُ يُؤْمِنُذِلُ لِلْمُكَذِّبِينَ اور جو اس امر حق یعنی کفر پر مستحق عذاب ہونے کو جھٹلا رہے ہیں وہ سمجھ لیں کہ اس روز حق کے جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔

### لغات

**النَّجُومُ:** واحد نَجْم، ستارہ۔ **طُمِسَتْ:** ماضی مجہول واحد مؤنث غائب، طَمَسَ (ن، ض) طَمَسًا و طُمُوسًا: بے نور ہونا، مٹنا، مٹانا (لازم و متعدی دونوں مستعمل ہے)۔ **السَّمَاءُ:** آسمان، جمع سَمَوَاتٍ۔ **فُرِجَتْ:** ماضی مجہول واحد مؤنث غائب، فَرَجَ (ض) فُرْجًا: کشادہ کرنا، کھولنا (یہاں کشادگی سے مراد ہے پھٹنا)۔ **الْجِبَالُ:** پہاڑ، واحد جَبَلٌ۔ **نُسِفَتْ:** ماضی مجہول واحد مؤنث غائب، نَسَفَ الْجَبَلَ (ض) نَسْفًا: پہاڑ کو اُڑا دینا۔ **الرُّسُلُ:** واحد رسول، پیغمبر (رسول ایسے مقدس انسان کو کہتے ہیں جس کو اللہ نے بندوں تک اپنے احکام پہنچانے کے لئے منتخب فرمایا ہو)۔ **أُقْتِتْ:** ماضی مجہول واحد مؤنث غائب، (تفعیل) وقت مقرر کرنا، **أُقْتِتْ** اصل میں **وُقْتِتْ** تھا و او کو ہمزہ سے بدل دیا۔ **أُجِّلَتْ:** ماضی مجہول واحد مؤنث غائب، تَاجَلَّ (تفعیل) مہلت دینا، ملتوی کرنا، **يوم الفصل:** فیصلے کا دن یعنی قیامت کا دن، **فَصَّلَ** (ض) **فَصَّلًا** جملگروں کا فیصلہ کرنا۔

### ترکیب

**فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ...** فا استثنایہ إذا ظرفیہ مضاف مضمین معنی شرط، النُّجُومُ فعل محذوف کا نائب فاعل جس کی تفسیر مابعد فعل کر رہے ہیں ای طُمِسَتْ النُّجُومُ طُمِسَتْ، پھر إذا طُمِسَتْ النُّجُومُ ظرف ہے، اپنے جواب و بڑا محذوف کا آئی فَعِيلٌ بَيْنَ اِلَاحِدٍ لَّيْتِي۔ طُمِسَتْ جملہ تفسیریہ، اور إذا السَّمَاءُ فُرِجَتْ، وإذا الجبال نُسِفَتْ وإذا الرُّسُلُ أُقْتِتْ... معطوف ہیں إذا النجوم طُمِسَتْ پر، لَآئِي يَوْمِ أُجِّلَتْ، لام حرف جر آئی یوم مرکب اضافی مجرور، جار مجرور متعلق مقدم أُجِّلَتْ کا (صدر کلام کا تقاضا کرنے کی وجہ سے لای یوم کو

۱۔ بس فرق یہ ہے کہ پچھلی امتوں پر دنیا ہی میں آسمانی عذاب آیا کرتا تھا، مگر امت محمدیہ کا بوجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ خاص اکرام ہے کہ ان کے کافروں پر دنیا میں آسمانی عذاب نہیں آتا مثلاً صورتوں کا مسخ ہو جانا، زمین میں دھنس جانا، آسمان سے تیز آندھی اور پتھروں کی بارش ہونا وغیرہ بلکہ ان کا عذاب مسلمانوں کی نگاہوں کے ذریعہ آتا ہے۔

۲۔ علامہ زبیری فرماتے ہیں کبھی اس کے معنی کسی مقررہ وقت پر پہنچ جانے کے بھی آتے ہیں اور آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ انبیاء و رسل کے لئے جو وقت مقرر کیا گیا تھا کہ اس میں اپنی اپنی امتوں کے مقابلہ میں شہادت کے لئے حاضر ہوں، وہ اس وقت مقررہ کو پہنچ گئے، اور وہ وقت آگیا، مجرور میں باب ضرب سے انہیں معافی میں مستعمل ہے۔

۳۔ بعض نے کہا جواب یہ ہے آئی وَقَعَ مَا تُوَعَّدُونَ لدلالة قَوْلِهِ إِنَّمَا تُوَعَّدُونَ لَوَاقِعٍ، ایک قول یہ ہے کہ جواب لای یوم أُجِّلَتْ ہے، بلکہ یہ فعل ای يُقَالُ لَآئِي يَوْمِ الْخِيبَةِ یا بان الامر ہے۔

مقدم کیا گیا) اور یہ یعنی اُجَلَّتْ لای یوم جملہ مستانفہ یا معترضہ۔ (اُجَلَّتْ کی ضمیر الرسل کی طرف راجع ہے) لِیَوْمِ الْفَصْلِ ماقبل لای یوم سے بدل اور اس کا بیان، باعادہ جار، یا متعلق ہے فعل محذوف اُجَلَّتْ کے، وَمَا اَدْرَاكَ مَا یَوْمِ الْفَصْلِ۔ واو استنافیہ، بقیہ ترکیب ماادراک ماالحاقہ کی طرح ہے۔ وَبَلْ یَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِیْنَ۔ وَبَلْ مبتدأ۔ یَوْمَئِذٍ کانن کا ظرف ہو کر ویل کی صفت، یا ویل مصدر کا ظرف، للمکذبین ثابت شبہ فعل محذوف کا متعلق اور وہ خبر، مبتدأ مع خبر جملہ مستانفہ، اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِیْنَ ثُمَّ نَتَّبِعُهُمُ الْاٰخَرِیْنَ..... ہمزہ حرف استفہام تقریری۔ لَمْ حرف نفی و جزم، نُهْلِكِ الْاَوَّلِیْنَ فعل فاعل اور مفعول بہ جملہ فعلیہ مستانفہ۔ ثُمَّ نَتَّبِعُهُمُ الْاٰخَرِیْنَ۔ نتبع فعل مضارع مرفوع، ضمیر نحن فاعل، ہم مفعول بہ اول، الْاٰخَرِیْنَ مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مستانفہ (روح المعانی) یا ماقبل اَلَمْ نُهْلِكِ الْاٰخَرِیْنَ کے مضمون پر عطف ای اهلکنا الاولین ثُمَّ نَتَّبِعُهُمُ الْاٰخَرِیْنَ (مظہری) (الْاٰخَرِیْنَ سے مراد امت محمدیہ کے کفار ہیں اور اگر نُهْلِكِ پر عطف کریں تو پھر نَتَّبِعِ کو مجزوم پڑھنا ہوگا جیسا کہ یہ بھی ایک قرأت ہے، اب الْاٰخَرِیْنَ سے مراد امم سابقہ ہی کے متاخرین ہوں گے نہ کہ امت محمدیہ کے کفار) كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِیْنَ۔ كَذٰلِكَ مصدر محذوف کی صفت ہو کر مفعول مطلق نَفْعَلُ کا، ای نَفْعَلُ فَعْلًا مِثْلَ ذٰلِكَ الْفَعْلِ، نَفْعَلُ فعل بفاعل، بالمجرمین متعلق نفعَل کے، پھر فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ وَبَلْ یَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِیْنَ ترکیب گذر چکی۔

**البلاغۃ** اس سورت میں وَبَلْ یَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِیْنَ دس مرتبہ استعمال ہوا اس کی وجہ زیادت ترہیب یعنی ڈرانا اور خوف دلانا ہے، والتکرار فی مقام الترغیب والترہیب حَسَنٌ۔

اَلَمْ نَخْلُقْکُمْ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِیْنٍ ۚ فَجَلَلْنٰہُ فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ ۚ اِلٰی قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۙ
کیا ہم نے تم کو ایک بے قدر پانی سے نہیں بنایا • پھر ہم نے اس کو ایک وقت مقرر تک ایک محفوظ جگہ میں رکھا • غرض ہم نے ایک ایک اندازہ ٹھہرایا •
فَقَدَرْنَا ۙ فَنِعْمَ الْقَدِرُوْنَ ۚ وَبَلْ یَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِیْنَ ۚ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ
سو ہم کیسے اچھے اندازہ ٹھہرانے والے ہیں • اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی • کیا ہم نے زمین کو
کِفَاتًا ۙ اَحْیَاءَ وَاَمْوَاتًا ۚ وَجَعَلْنَا فِیْہَا رَوَاسِیَ شَمَخٰتٍ وَّاَسْقِیْکُمْ مَّاءً فُرَاتًا ۚ
زندوں اور مردوں کی سیٹھنے والی نہیں بنایا • اور ہم نے اس میں اونچے اونچے پہاڑ بنائے اور ہم نے تم کو میٹھا پانی پلایا •
وَبَلْ یَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِیْنَ ۚ
اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی •

۱۔ ایک ترکیب یہ ہے کہ اُجَلَّتْ لای یوم کو فعل محذوف یقال کا مقولہ بنایا جائے اور یقال حال ہوا ضمیر اُفْتُتْ، والا استفہام للعظیم والتہویل۔

۲۔ جب مبتدأ ادعا یا بدوعا کے لئے ہو تو اس کا کمرہ ہونا درست ہے۔ (اعراب القرآن)

۳۔ دراصل استفہام انکاری ہے مگر چونکہ وہ نفی پر داخل ہے اور نفی کی نفی اثبات ہوتا ہے جس کو استفہام تقریری سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

**تشریح** اَلَمْ نَخْلُقْکُمْ الْخ سے قدرت علی البعث کو ثابت کر رہے ہیں، چنانچہ تفسیر ملاحظہ فرمائیں، کیا ہم نے تم کو ایک بے قدر پانی یعنی نطفہ سے نہیں بنایا (یعنی ابتداء میں تم نطفہ تھے) فَجَعَلْنٰہُ فِیْ قَوَادِ مَکِیْنٍ۔ پھر ہم نے اس نطفہ کو ایک وقت مقررہ تک (جس کی مدت عموماً نو مہینے ہے) ایک محفوظ جگہ یعنی عورت کے رحم میں رکھا (جس کو ہمارے عرف میں بچہ دانی کہتے ہیں) فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقَادِرُوْنَ۔ غرض ہم نے ان سب تصرفات کا ایک اندازہ ٹھہرایا، سو ہم کیسا اچھا اندازہ ٹھہرانے والے ہیں (کہ اس مدت متعینہ میں بتدریج انسان کی تخلیق ہو جاتی ہے اور کوئی ضروری چیز وہ نہیں جاتی، اور کوئی زائد و بیکار چیز پیدا نہیں ہوتی) دیکھئے اس تخلیق انسانی سے قدرت علی البعث یعنی مردہ کو دوبارہ زندہ کرنے پر قدرت ثابت ہوئی یعنی جب ہم ابتداء پیدا کرنے پر بھی قادر ہیں تو اعادہ پر بھی قادر ہیں۔ وَیَلِّیَوْمَئِذٍ لِلْمُکَذِّبِیْنَ پھر جو لوگ اس امر حق یعنی قدرت علی البعث کو جھٹلارہے ہیں وہ سمجھ لیں کہ اس روز حق کے جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ کِفَاتًا اب اللہ تعالیٰ ایسی بعض نعمتیں جن سے ایمان و اطاعت کی طرف ترغیب ہو ذکر فرما رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مردوں کو سمیٹنے والی نہیں بنایا، (کہ زندگی اسی پر بسر ہوتی ہے، اور مرنے کے بعد آدمی اسی زمین کے اندر رکھ پ جاتا ہے، اور اس حالت بعد الموت کا نعمت ہونا اس طرح ہے کہ اگر مردے خاک نہ ہو جایا کرتے تو زندہ لوگ پریشان ہو کر مردوں سے بدتر ہو جاتے کہ انکو اپنے بسنے بلکہ چلنے پھرنے کی جگہ نہ ملتی) وَجَعَلْنَا فِیْہَا رَوَاسِیَ شَامِخَاتٍ۔ اور ہم نے اس میں اونچے اونچے پہاڑ بنائے (جن سے بہت سے منافع متعلق ہیں، مثلاً یہ زمین کے لئے بمنزلہ میخ کے ہیں) وَاسْقٰیْنَا کُمْ مَّاءً فَرَاتًا۔ اور ہم نے تم کو میٹھا پانی پلایا، یعنی زمین سے بذریعہ نل، ٹنکی جو پانی نکلتا ہے وہ نہایت خوشگوار اور عمدہ مزہ والا ہوتا ہے، کڑوا نہیں ہوتا، اس نعمت کو خواہ مستقل نعمت کہا جائے یا زمین ہی کے متعلق کہا جائے کیونکہ پانی کا مرکز زمین ہی ہے، اور ان نعمتوں کا مقتضا و جوہر توحید ہے۔ وَیَلِّیَوْمَئِذٍ لِلْمُکَذِّبِیْنَ۔ پس جو لوگ اس امر حق یعنی وجوب توحید کو جھٹلارہے ہیں وہ سمجھ رکھیں کہ اس روز حق کے جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔

**لغات** وَیَلِّ: اسم بمعنی خرابی، ہلاکت، وَیَلِّ فَلَانًا (تفعیل) کسی کو بار بار ویل لک ویل لک کہنا، بار بار ہلاکت کی بدو عادیٹا۔ نُهِّلَک: (افعال) ہلاک کرنا، فنا کرنا، مجرد میں (ض، ف، س) سے ہلاکاً وھْلُوْکاً: فنا ہونا، اَوَّلِیْنِ: اگلے لوگ یعنی پہلے لوگ، واحد اَوَّل۔ تَتَّبِعْ: اتباعاً (افعال) لاحق کرنا، پیچھے بھیجنا، مجرد میں سمع سے ہے، لاحق ہونا، نشان قدم پر چلنا، پیروی کرنا۔ اٰخِرِیْنِ: دوسرے لوگ، واحد اٰخِر بحالت نصب، مُعْجِرِ مِیْنِ: کافر، گناہگار لوگ، اسم فاعل جمع مذکر، اٰجُرْمَ (افعال) اِجْرَاہَا: گناہ کرنا مجرد میں باب ضرب سے، معنی ہیں گناہ کرنا۔ ماء: اسم جنس، پانی جمع

۱۔ اس کے بہت سے معانی ہیں: شر اور بدی میں داخل ہونا، درو مند ہونا، مصیبت زدہ بنانا ان معانی میں یہ مصدر ہے، اور مندرجہ ذیل معانی میں بطور اسم مستعمل ہے انوس، جی، بلکہ عذاب بلکہ حسرت و ندامت، جہنم کی ایک وادی کا نام، جہنم کے ایک کنوئیں کا نام، جہنم کے ایک دروازہ کا نام۔ ویل ابتداء کی بناء پر مرفوع ہے ورنہ ہمیشہ اس پر نصب ہی آتا ہے بشرطیکہ یاے متکلم کی طرف اضافت نہ ہو، اور منصوب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ویل فعل محذوف کا مفعول مطلق ہوتا ہے اور اگر حرف نہ ہو تو منادی ہونے کی بنا پر۔



میاہ۔ مہین: اسم مفعول دراصل مہینون تھا، بمعنی حقیر، بے قدر ہان (ن) ہونا: حقیر و ذلیل ہونا (افعال و تفعیل سے متعدی ہے) یا صفت مشبہ از مہن (ک) مہانۃ حقیر و ذلیل ہونا۔ قوار: مصدر بمعنی ظرف ہے ٹھہرنے کی جگہ، مراد رحم، قو: (ض) قوا و قوارا: قرار پانا، قیام کرنا، مکین: صفت مشبہ، محفوظ، ٹھون مصدر (ن) واقع ہونا، پایا جانا (لغات القرآن) یا مادہ مکن از مکن (ک) مکانۃ: بلند مرتبہ ہونا۔ قدر: اسم بمعنی مقدار، وقت (۲) مصدر قدر (ض) قدر: اندازہ لگانا۔ اسی سے ہے فقذرنا فنعم القادرون۔ کفانا مصدر (ض) سمینا، ملانا، یہاں مصدر بمعنی اسم فاعل ہے سینے والی۔ اخیاء: زندہ لوگ، واحد حی۔ امواتا: مردے، واحد میت۔ رواسی: واحد راسیہ، پہاڑ، وسا الششی (ن) رموا و رموا: جم جانا، مضبوطی سے قائم رہنا۔ شمیخت: اسم فاعل جمع مؤنث، واحد شامخۃ، بلند، شمع (ف) شمعنا: بلند ہونا۔ اسقینا: (افعال) سیراب کرنا، پلانا۔ قراتا: بہت شیریں پانی (۲) عراق کا ایک دریا، مگر قرآن شریف میں پہلا معنی مراد ہے۔

**ترکیب** اَلَمْ نَخْلُقْکُمْ مِنْ مَّاءٍ مَہِینٍ ..... ہمزہ برائے استفہام تقریری۔ لم نخلقکم فعل فاعل مفعول بہ، مِنْ حرف جر ماء مہین موصوف مع صفت مجرور، جار مجرور متعلق فعل مذکور کے، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ۔ فجعلنہ فی قوار مکین الی قدر معلوم: فا عطفہ، جعلنا فعل بفاعل ہا ضمیر مفعول بہ، فی قوار مکین متعلق جعلنا کے جو وضعنا کے معنی کو متضمن ہے۔ الی قدر معلوم ظرف مستقر ہو کر حال جعلناہ کی ہا ضمیر منصوب سے (ای مؤخرًا الی قدر معلوم) الغرض جعلناہ الخ جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، فا عطفہ، قدرنا جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف فا عطفہ نعم القادرون ..... نعم فعل مدح، القادرون فاعل، مخصوص بالمدح محذوف ای نحن، جملہ فعلیہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر جملہ متانفہ، ویل یومئذ للمکذبین ..... ترکیب حسب سابق۔ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ کَفَاتًا اَحْیَاءَ وَاَمْواتًا ..... ہمزہ برائے استفہام تقریری، لم نجعل، فعل بفاعل، الارض مفعول بہ اول، کفانا مصدر بمعنی کافنا مفعول بہ ثانی، اَحْیَاءَ وَاَمْواتًا معطوف و معطوف علیہ مفعول بہ کفانا مصدر کا جو بمعنی کافنا ہے۔ الغرض لم نجعل الخ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وَجَعَلْنَا فِيْهَا رَواسی شامخات ..... جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، (فیہا متعلق جعلنا کے اگر بمعنی خلقنا ہو اور اگر بمعنی صیرنا ہو تو بمنزل مفعول بہ ثانی، رَواسی شامخات موصوف صفت مفعول بہ جعلنا کا) وَاَسْقِیْنَاکُمْ مَّاءً قُرَاتًا جملہ فعلیہ معطوف (ماء قراتا مرکب توصیفی مفعول بہ ثانی) تمام معطوفات مل ملا کر جملہ متانفہ۔ ویل یومئذ للمکذبین ..... تقدّم اعرابہا۔

۱۔ یا کفنا، کافنا اسم فاعل کی جمع ہے۔ کفنا کے ایک معنی ہے وہ جگہ جہاں کوئی چیز اٹھی کی جائے۔  
۲۔ اعراب القرآن مجی الدین الدرویش میں لکھا ہے کہ فی قراب مکین، جعلنا کے مفعول بہ ثانی کے درج میں ہے۔  
۳۔ اہل فضل مقدم ہے انہی نکبت اَحْیَاءَ وَاَمْواتًا۔

إِنطَلِقُوا إِلَى مَا كُنتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ۖ إِنطَلِقُوا إِلَى ظِلٍّ ذِي ثَلَاثِ

تم اس عذاب کی طرف چلو جس کو جھٹایا کرتے تھے • ایک سائبان کی طرف چلو جس کی تین شاخیں ہیں جس میں نہ سایہ

شُعَبٍ ۚ لَا ظَلِيلٌ وَلَا يُغْنِي مِنَ الْهَبِّ ۚ إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۚ

ہے • اور نہ وہ گرمی سے بچاتا ہے • وہ انکارے برساتے گا جیسے بڑے بڑے محل •

كَأَنَّهُ جُمِلَتْ صُفْرًا ۚ وَيَلَّ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۚ هَذَا يَوْمٌ لَا يَنْطِقُونَ ۚ

جیسے کالے کالے اونٹ • اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی • یہ وہ دن ہوگا جس میں وہ لوگ نہ بول سکیں گے •

وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ ۚ وَيَلَّ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۚ هَذَا يَوْمُ الْفُصْلِ ۚ

اور ان کو اجازت ہوگی سو عذر بھی نہ کر سکیں گے • اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی • یہ ہے فیصلہ کا دن

جَمَعْنَكُمْ وَالْأَوَّلِينَ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيدُونِ ۚ وَيَلَّ يَوْمَئِذٍ

ہم نے تم کو اور انگوں کو جمع کر لیا • سو اگر تمہارے پاس کوئی تدبیر ہو تو مجھ پر تدبیر چلاؤ • اس روز حق کے

لِّلْمُكَذِّبِينَ ۚ

جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی •

**تشریح** ماقبل میں بعض نعمتوں کا بیان تھا، اب یہاں سے قیامت کی بعض سزاؤں کا بیان۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں: إِنطَلِقُوا إِلَى مَا كُنتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ۔ یعنی قیامت کے دن کفار سے کہا جائے گا کہ اس

عذاب کی طرف چلو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے، جس میں کی ایک سزایہ ہے کہ۔ إِنطَلِقُوا إِلَى ظِلٍّ ذِي ثَلَاثِ کہ ایک

سائبان کی طرف چلو جس کی تین شاخیں ہیں جس میں نہ (ٹھنڈا) سایہ ہے، اور نہ وہ گرمی سے بچاتا ہے (یعنی محض برائے

نام سایہ ہوگا، گہری چھاؤ نہیں ہوگی کہ گرمی سے نجات ملے، اور مراد اس سائبان سے وہ دھواں ہے جو جہنم سے نکلے گا اور

چونکہ وہ سایہ کثرت سے ہوگا اس لئے بلند ہو کر پھٹ کر تین ٹکڑے ہو جائے گا، اور حساب سے فارغ ہونے تک کفار اسی

دھوئیں کے احاطہ میں رہیں گے، جیسا کہ ایماندار نیک کردار عرش کے سایہ میں ہوں گے) آگے اس دھوئیں کا اور حال

مذکور ہے۔ إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ وہ سایہ انکارے برساتے گا جیسے بڑے بڑے محل، گویا وہ کالے کالے اونٹ

ہیں (بیان القرآن) (قاعدہ یہ ہے کہ جب چنگاریاں آگ سے جھڑتی ہیں تو بڑی ہوتی ہے پھر بہت سے چھوٹے ٹکڑے

ہو کر زمین پر گرتی ہے لہذا اس چنگاری کی ابتدائی حالت کا القصر ہوگی اور انتہائی حالت کا جملت صفر۔ اور

صفر کے معنی ہے ”زرد“ اور اوپر صفر کا ترجمہ سیاہ کیا ہے کیونکہ زرد اونٹ کی زردی سیاہی مائل ہوتی ہے۔ وَيَلَّ

یہ عرب کا لفظ اونٹوں کو صفر سے لے کر زردی میں مائل ہوتے ہیں۔

يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ: پھر جو لوگ اس امر حق یعنی اس واقعہ کو جھٹلا رہے ہیں وہ سمجھ رکھیں کہ اس روز حق کے جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔ آگے کفار کے متعلق اور واقعہ ہے یعنی۔ هَذَا يَوْمٌ لَا يَنْطِقُونَ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ۔ یہ وہ دن ہوگا جس میں وہ لوگ نہ بول سکیں گے اور نہ ان کو (عذر پیش کرنے کی) اجازت ہوگی سو وہ عذر بھی نہ کر سکیں گے (کیونکہ واقع میں کوئی معقول عذر ہوگا بھی نہیں، اور دوسری آیات قرآن میں جو کفار کا بولنا اور عذر پیش کرنا مذکور ہے وہ اس کے منافی نہیں کیونکہ محشر میں مختلف مقامات اور مواقف آئیں گے کسی مقام میں کلام اور عذر پیش کرنا ممنوع ہوگا، اور کسی میں اجازت ہوگی (روح)) وَيَلْ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ۔ اور جو لوگ اس واقعہ حقہ کو جھٹلا رہے ہیں وہ سمجھ رکھیں کہ اس روز حق کے جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوں گی، آگے بھی اسی یوم کا بیان ہے کہ ان لوگوں سے کہا جائے گا کہ۔ هَذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنَكُمْ وَالْأُولَئِينَ۔ یہ ہے فیصلہ کا دن (جس کی تم تکذیب کیا کرتے تھے) ہم نے تم کو اور انگوں کو (آج فیصلہ کے لئے) جمع کر لیا۔ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيدُوا سَوَاءٌ لَّكُمْ تَهَارٌ (آج کے فیصلہ سے بچنے کی) کوئی تدبیر ہو تو تم مجھ پر تدبیر چلاؤ، اور یہ کفار اس واقعہ حقہ کی بھی تکذیب کرتے ہیں سو وہ سمجھ رکھیں کہ۔ وَيَلْ يَوْمَئِذٍ الْخِ اس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔

**لغات** انطلقوا: امر جمع مذکر حاضر، تم چلو (انفعال) جانا، چھوڑ کر چل کھڑا ہونا، طَلَّ: سایہ، آرام، جمع اظلال وظلال، طَلَّ ہر اس مقام کو بھی کہا جاتا ہے جہاں دھوپ نہیں پہنچتی، طَلَّ بمعنی طَلَّة، سائبان (سایہ دار) جمع طَلَل۔ شَعَبٌ: واحد شُعْبَةٌ، شاخ، ظَلِيلٌ: گھنا سایہ، ٹھنڈی چھاؤ، مفت مشہ ہے، طَلَّ (ض) طَلَّةٌ کسی چیز کا سایہ دار ہونا۔ اللهب: آج، گرمی، آگ کا شعلہ، آگ کی بھڑک، مصدر لَهَبَ (س) لَهَبًا: شعلہ بھڑکنا۔ قَوِيٌّ: وہ برسا یا، دمی (ض) پھینکنا، شَرَرٌ: چنگاریاں، واحد شَرَرَةٌ، چنگاری، قَصْرٌ: محل، بلند مکان، جمع قصور۔ جمالة: اونٹ، واحد جَمَلٌ، صَفَرٌ: زرد، مفت مشہ کا صیغہ جمع، واحد مذکر أَصْفَرٌ، واحد مؤنث صَفْرَاءٌ۔ يَنْطِقُونَ: مضارع جمع مذکر غائب، نَطَقَ (ض) نَطَقًا: بولنا، بات کرنا۔ لَا يُؤْذَنُ: نہ ان کو اجازت ہوگی، مضارع منفی مجہول، أَذِنَ: (س) إِذْنًا: اجازت دینا۔ يَعْتَذِرُونَ: نہ وہ عذر کر سکیں گے، اِعْتَذَرَ (انفعال) عذر بیان کرنا، مجرد میں غَضَرًا (ض) عذر قبول کرنا۔ كَيْدٌ: مصدر، کاد (ض) كَيْدًا: تدبیر کرنا (بمعنی تدبیر، فریب، حاصل مصدر ہے)

**ترکیب** انطلقوا الى ما كنتم به تكذبون..... انطلقوا فعل امر، واو ضمير فاعل، الى حرف جر، ما اسم موصول، كنتم: فعل ناقص مع اسم، به متعلق مقدم تكذبون کے، اور وہ خبر، فعل ناقص جملہ ہو کر صلہ، اسم موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور متعلق انطلقوا کے، اور وہ پھر يقال فعل مقدر کا مقلوب۔ انطلقوا الى طَلَّ ذِي فَلَاتٍ شَعْبٌ لَا ظَلِيلٍ وَلَا يَغْنَى مِنَ اللَّهَبِ..... انطلقوا فعل بفاعل، الى حرف جر، طَلَّ موصوف ذِي مضاف ثلث شعب مضاف در مضاف ہو کر طَلَّ کی صفت اول، لا نافية ظليل مفت مشہ معطوف علیہ واو عاطفہ، لا يغنى من اللهب صفة حشر ہے جس کے معنی ہے زردی، جس کے زردی سیاہی کے ترکیبہ ہوتی ہے اس لئے صفوہ سے مراد یعنی سیاہی کی تعبیر کر لیتے ہیں۔

جملہ فعلیہ منفیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر صفت ثانی، موصوف اپنے دونوں صفتوں سے مل کر مجرور، جار مجرور متعلق انطلقوا کے اور وہ جملہ انشائیہ ماقبل الطلقوا جملہ انشائیہ سے بدل، انھا ترمی بشرہ کالقصر ..... ان حرف مشبہ بالفعل ھا ضمیر اس کا اسم، (راجع شعب کی طرف، روح المعانی) ترمی فعل، ضمیر ھی فاعل، با حرف جر، شرہ موصوف کالقصر متعلق کائن کے ہو کر صفت اول شرہ کی، کائنہ جملت صفر جملہ اسبہ صفت ثانی شرہ کی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مجرور، جار مجرور متعلق ترمی کے، اور وہ خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ مستانہ بیانیہ۔ وینل یومئذ للمکذبین ترکیب گذر چکی۔ هذا یوم لا ینطقون ولا یؤذن لهم فیمتدرون ..... هذا مبتداء، یوم مضاف ما بعد تینوں جملے معطوف و معطوف علیہ ہو کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتداء مع خبر جملہ مستانہ (یؤذن کا نائب فاعل ہو ضمیر، دوسرا احتمال یہ ہے کہ لهم نائب فاعل ہے۔ اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) وینل یومئذ للمکذبین ترکیب گذر چکی۔ هذا یوم الفصل ..... هذا مبتداء یوم الفصل خبر، مبتداء مع خبر جملہ مستانہ۔ جمعنکم و الاولین ..... جمعنکم فعل بفاعل، کم ضمیر معطوف علیہ، واو عاطفہ الاولین معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ، پھر یہ جملہ فعلیہ حال یوم الفصل سے اور حال میں عائد و رابطہ مقدم۔ یا پھر جملہ مستانہ بیانیہ، فان کان لکم کید فیکیدون ..... فا عاطفہ کان فعل ناقص لکم ظرف مستقر ہو کر خبر مقدم کید اسم موخر، فعل ناقص مع اسم و خبر شرط، فا جزائیہ کیدوا فعل امر بفاعل، نون و قایہ، یا ضمیر متکلم محذوف مفعول بہ، پھر جملہ فعلیہ جزاء، شرط اپنی جزا سے مل کر ماقبل هذا یوم الفصل پر معطوف، وینل یومئذ للمکذبین ترکیب گذر چکی۔

ان الْمُتَّقِينَ فِي ظِلِّ وَعُيُونٍ ۝۳۱ وَفَوَاحِشٍ مِمَّا يَشْتَهُونَ ۝۳۲ كُلُوا وَاشْرَبُوا
پرہیزگار لوگ سایوں میں اور چشموں • اور مرغوب میوؤں میں ہوں گے • اپنے اعمال
هَنِيئًا مِمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۳۱ اِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝۳۲ وَنِلْ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝۳۳
کے صلہ میں خوب مزے سے کھاؤ پو • ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں • اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی •
كُلُوا وَتَمَتُّعُوا قَلِيلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُونَ ۝۳۴ وَنِلْ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝۳۵ وَاِذَا قِيلَ لَهُمْ
تم تھوڑے دن اور کھالو برت لو تم بے شک مجرم ہو • اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی • اور جب ان سے کہا جاتا ہے
ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ۝۳۶ وَنِلْ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝۳۷ فَبَايَ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ۝۳۸
کہ جھکو تو نہیں جھکتے • اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی • تو پھر اس کے بعد اور کوئی بات پر ایمان لائیں گے •

۱۔ ضمیر منہری میں ہے کہ اس کا مرجع ظل ہے معنی کے اعتبار سے یعنی جس سے مراد نارا ہو، کہ وہ نارا نارا رہے برائے کی ان یا پھر ضمیر راجع ہے غیر مذکور کی طرف جس پر کلام دلالت کر رہا ہے یعنی جہنم۔ ۲۔ اعراب القرآن کی الدین میں لکھا ہے الجملة بمطابقة التعلیل لعدم غناء الظل غیر الظلیل۔ ۳۔ و بالفعل فیہ الاشارة، و الرابط مقلو ای فیہ۔

**تفسیر** ماقبل میں کفار پر عذاب کا ذکر تھا، اب اہل ایمان کے ثواب کا بیان ہے تفسیر ملاحظہ فرمائیں!

اِنَّ الْمُتَّقِينَ فِيْ ظِلَالٍ وَعُيُوْنٍ اَخْبَیْطٍ پر ہیزگار لوگ سایوں میں اور چشموں میں اور مرغوب میوؤں میں ہوں گے (یعنی ان حضرات کو ہر طرح کی سہولت ہوگی یہاں تک کہ چشمے اور نہریں ان جنتیوں کے تابع فرمان کر دی جائیں گی کما فی قولہ تعالیٰ یفجر وہا تفجیراً) کَلُوا وَاَشْرَبُوا اَخْبَیْطٍ ان سے کہا جائے گا کہ اپنے ان اعمال (نیک اعمال) کے صلہ میں خوب مزے سے کھاؤ پو، ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔ وَیَلِیُّوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِیْنَ اور کفار جنت کی نعمتوں کی بھی تکذیب کرتے ہیں سو سمجھ رکھیں کہ اس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی، آگے پھر کفار کو تنبیہ ہے کہ کَلُوا وَیَمْتَعُوا قَلِیْلًا اِنَّکُمْ مُّجْرِمُوْنَ۔ اے کافرو! تم (دنیا میں) تھوڑے دن اور کھاپی لو، اور آرام برت لو (عنقریب عذاب ہونے والا ہے) کیونکہ تم بے شک مجرم ہو (یہ مکذبین کو خطاب ہے، دنیا میں انبیاء کے ذریعہ ان کو کہا گیا ہے کہ یہ تمہارا عیش و آرام چند روزہ ہے تھوڑے دن اور کھاپی لو اور آرام اٹھاؤ عنقریب تمہاری کم بختی آنے والی ہے) وَیَلِیُّوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِیْنَ۔ جو لوگ سزائے جرم کو جھٹلاتے ہیں وہ سمجھ رکھیں کہ اس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔ وَاِذَا قِیْلَ لَّهُمْ اَرْکَعُوْا لَا یَرْکَعُوْنَ اور ان کافروں کی سرکشی کی یہ حالت ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خدا کی طرف جھکو یعنی ایمان و عبدیت اختیار کرو، تو وہ نہیں جھکتے، (یہاں رکوع سے مراد اس کے لغوی معنی ہے یعنی جھکنا اور اطاعت و ایمان اختیار کرنا، بعض نے رکوع کے اصطلاحی معنی مراد لئے ہیں یعنی مطلب یہ ہے کہ جب ان کو نماز کی طرف بلایا جاتا تھا تو یہ نماز نہ پڑھتے تھے، گویا رکوع بول کر پوری نماز مراد لی گئی ہے۔) (روح) وَیَلِیُّوْمَئِذٍ اَخْبَیْطٍ دیکھئے اس سے بڑا جرم کیا ہوگا کہ وہ لوگ اطاعت نہیں کرتے، اور یہ لوگ اس کے جرم ہونے کو بھی جھٹلاتے ہیں یعنی یہ کہتے ہیں کہ اطاعت و ایمان اختیار نہ کرنا کوئی جرم نہیں، سو سمجھ رکھیں کہ اس روز (حق) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔ فَبَآئِیْ حَدِیْثٍ بَعْدَہُ یُوْمِئِذٍ۔ مذکورہ آیات قرآنی جن میں ڈرایا گیا ہے ان کا تقاضا یہ تھا کہ سنتے ہی ڈر کر ایمان لے آتے مگر جب اس پر بھی وہ ایمان نہیں لائے تو پھر اس عجیب و غریب اور حکمت و دلائل سے بھرے ہوئے قرآن کے بعد اور کونسی بات پر وہ ایمان لائیں گے۔ (اس میں کفار پر تو بخ اور ان کے ایمان سے آپ کو مایوس کرنا ہے)

**حدیث** حدیث میں ہے کہ جب تلاوت کرنے والا اس آیت پر پہنچے تو اس کو کہنا چاہئے اَمَّا بِاللّٰہِ یعنی ہم اللہ پر ایمان لے آئے مگر فرشتے اور سنن میں اس زیادتی سے احتراز کرنا روایات حدیث سے ثابت ہے اس لئے اس میں نہ کہا جائے واللہ اعلم۔

**لغات** متقین: پرہیزگار، اسم فاعل جمع مذکر، (افتعال) پرہیز کرنا، وَفِیْ مَادَہٗ، مجرد باب میں ضرب سے بمعنی حفاظت کرنا، عیون: واحد عین چشمہ۔ فواکہ: واحد فاکھہ، پھل، (وہ میوہ جو بطور لذت کے کھانے کے بعد کھایا جاتا ہے) فَبَکَہٗ فَکَہَا وَفَکَاہَہٗ (س) خوش طبع ہونا، انس کھ ہونا، میوہ بھی خوش طبعی کا سبب ہے اسی مناسبت سے اس کو فاکھہ کہا جاتا ہے، یعنی خوش طبع کرنے والا۔ یَسْتَهْوُوْنَ: وہ خواہش کریں گے، مضارع جمع مذکر غائب (افتعال) چاہتا، خواہش کرنا، مجرد میں (ن، ہ) دونوں سے اسی معنی کے لئے آتا ہے۔ هَنِیْئًا: صفت مشبہ، هَنِیْ الطَّعَامِ (س)



هَنَاقًا وَهَنًا، کھانے سے مرہ اٹھانا۔ (مرہ لینا) حال ہونے کی بنا پر منصوب ہے چوں کہ فعل کا وزن واحد جمع دونوں کے لئے آتا ہے تو اس کا دونوں سے حال ہونا درست ہے یہاں پر فاعل کی ضمیر سے حال ہے، تَمَتُّعُوا: تم فائدہ اٹھاؤ، امر جمع مذکر حاضر (تفعّل) فائدہ اٹھانا، ارْكَعُوا: امر جمع مذکر حاضر۔ لَا يَرْكَعُونَ: مضارع منفی جمع مذکر غائب رُكَّعَ (ف) رُكَّعًا: جھکنا۔

**ترکیب** اِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَالٍ وَعُيُونٍ وَفَوَاحٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ..... اِنَّ حرف مشبہ بالفعل المتقين اسم ان، فی حرف جر، ظِلَالٍ وَعُيُونٍ وَفَوَاحٍ الخ تینوں معطوف و معطوف علیہ ہو کر مجرور (مما یشتہون من حرف جر ما اسم موصول یشتہون جملہ فعلیہ صلہ، اسم موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور متعلق کائنة محذوف کے ہو کر فواکھ کی صفت) جار مجرور متعلق مستقرون شبہ فعل کے اور وہ خبر حرف مشبہ بالفعل کی، کَلُوا و اشربوا ہینا بما کنتم تعملون..... کَلُوا و اشربوا معطوف و معطوف علیہ، ہینا بمعنی متہینین، حال کَلُوا و اشربوا کی ضمیر سے بما کنتم تعملون متعلق ہینا کے (بما میں ما اسم موصول) پھر کَلُوا و اشربوا الخ مقولہ فعل مقدر یقال کا، اور یقال الخ حال ہے ماقبل خبر یعنی مستقرون کی ضمیر سے جس کا مرجع المتقين ہے، اِنَّا كَذَّابُكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ترکیب ظاہر ہے، تعلیل للامر بالا کل والشرب (کذالك مصدر محذوف کی صفت ہو کر مفعول مطلق ای انا نجزی المحسنین جزاء مثل ذلك الجزاء) و یل یومئذ للمکذبین تقدم اعرابها، کَلُوا و تَمَتُّعُوا قَلِيلًا جملہ مستأنفہ بیانیہ۔ (قلیلًا ای زمانا قلیلاً مفعول فیہ) اِنَّکُمْ مُجْرِمُونَ جملہ تعلیلیہ، و یل یومئذ للمکذبین تقدم اعرابها، وَاِذَا قِيلَ لَهُمْ ارْكَعُوا لَا یَرْكَعُونَ..... وار استئنافیہ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) اِذَا ظرفیہ مضاف مضمّن معنی شرط، قیل فعل مجہول ضمیر نائب فاعل، لهم متعلق قیل کا، ارْكَعُوا جملہ فعلیہ انشائیہ مقولہ، پھر قیل لهم الخ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب و جزا لا یرکعون کا، لا یرکعون فعل اپنے فاعل اور ظرف مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ، بالفاظ دیگر جواب شرط۔ فَبَآئِ حَدِیْثٌ بَعْدُهُ یَوْمُنُونَ..... فا فیصحہ اَیْ اِنَّ لَمْ یُؤْمِنُوا بِالْقُرْآنِ فَبَآئِ الخ با حرف جر آئی مضاف، حدیث موصوف، بعدہ ثابت محذوف کا ظرف مستقر ہو کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور متعلق مقدم یومنون کا، یومنون فعل اپنے فاعل اور متعلق مقدم سے مل کر جواب شرط، شرط مع جواب جملہ شرطیہ جزائیہ۔

(اللہ کے فضل و کرم سے پارہ تبارک الذی کی تفسیر، لغات، ترکیب وغیرہ پوری ہوگئی، فَلِلّٰهِ الْمِثْنَةُ وَالْاِخْسَانُ)

حسین احمد قاسمی ہر دواری (مدرس دارالعلوم دیوبند)